تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اسے پھیر

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا 'لا الہ الا اللہ'

یہ مدرسہ، یہ جواں، یہ سرور و رعنائی
انھی کے دم سے ہے میخانہ فرنگ آباد

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

علامہ محمد اقبال رح

اگلی جاھلیت کی بے پردگی

وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ
تَبَرُّجَ الۡجٰہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو
اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی
جاہلیت کی بے پردگی



سورۃ الاحزاب

آیت نمبر 33

034. سورہ احزاب

018. آیت 32-34

ابوداؤد وغیرہ میں ہے عورت کي اپنے گھر کي
اندروني کوٹھري کي نماز، گھر کي نماز سے افضل
ہے اور گھر کي نماز صحن کي نماز سے بھتر ہے۔
جاھلیت میں عورتیں بے پردہ پھرا کرتي تھیں۔
اب اسلام بے پردگي کو حرام قرار دیتا ہے۔ ناز
سے، اٹھلا کر چلنا ممنوع ہے۔ دوپٹہ گلے میں ڈال
لیا لیکن اسے لپیٹا نھیں، جس سے گردن اور کانوں
کے زیورات دوسروں کي نظر میں آئیں، یہ
جاھلیت کا بناؤ تھا جس سے اس آیت میں روکا گیا
ہے۔
ابن عباس رضي الله عنه سے مروي ہے کہ
،،حضرت نوح اور حضرت ادریس علیہ السّلام کے
درمیان ایک ھزار سال کا زمانہ تھا۔ اس درمیان
میں حضرت آدم علیہ السّلام کي دو نسلیں آباد
تھیں ایک تو پھاڑ پر دوسري نرم زمین پر۔ پھاڑیوں
کے مرد خوش شکل تھے عورتیں سیاہ فام تھیں
اور زمین والوں کي عورتیں خوبصورت تھیں اور
مردوں کے رنگ سانولے تھے۔ ابلیس انساني
صورت اختیار کر کے انھیں بھکانے کے لئے نرم
زمین والوں کے پاس آیا اور ایک شخص کا غلام بن
کر رھنے لگا پھر اس نے بانسري کي طرح کي ایک
چیز بنائي اور اسے بجانے لگا۔ اس کي آواز پر لوگ
لٹو ھو گئے اور بھیڑ لگنے لگي۔ اور ایک دن میلے
کا مقرر ھو گیا جس میں ھزار ھا مرد عورت جمع
ھونے لگے۔ اتفاقاً ایک دن ایک پھاڑي آدمي بھي آ
گیا اور ان کي عورتوں کو دیکہ کر واپس جا کر
اپنے لوگوں میں ان کے حسن کا چرچا کرنے لگا
اب وہ لوگ بہ کثرت آنے لگے اورآھستہ آھستہ
ان عورتوں اور مردوں میں اختلاط بڑھ گیا اور
بدکاري اور زنا کاري کا عام رواج ھو گیا۔،،
یھي جاھلیت کا بناؤ ہے جس سے یہ آیت روک
رھي ہے۔

لا یدخل الجنۃ دیوث۔

بے غیرت جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔

علم نور ہے۔

اور مزید

بدر کے قیدیوں والی حدیث بھی سنائی جاتی ہے

بچہ روتا ہوا اپنے والد کے پاس آیا۔ کہ استاد نے مارا ہے

والد نے کہا۔

خبیث

بدر کی شکست کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ آئندہ تو اس کے پاس

کبھی

نہیں جائے گا

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
اک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

علامہ محمد اقبالؒ

سر سید کا فرمان عالی شان

خود نوشت افکار سر سید کتاب سے

یونیورسٹی کی تعلیم ہم کو صرف نیچر بناتی ہے۔ ص 212

عنوان۔ شیطانیت کی صفت

تعجب ہے جو تعلیم پاتے جاتے ہیں۔ اور جن سے قومی بھلائی کی امید تھی۔ وہ خود **شیطان اور بدترین قوم** ہوتے جاتے ہیں۔ جس کو نہایت سعادت مند سمجھو اخیر وہ **شیطان** معلوم ہوتا ہے۔

جنگ بدر کے قیدیوں والی حدیث میں استاد کو

خبیث

قرار دیا گیا ہے۔

اور سر سید نے

یونیورسٹی میں پڑھنے والوں کو

نیچر ۔ شیطان ۔ اور بدترین قوم

قرار دیا ہے۔

یونیورسٹی کی تعلیم ہم کو صرف خچر بناتی ہے۔ ص 212

خودنوشت

افکارِ سرسیدؒ

مرتب و مدوّن

ضیاء الدین لاہوری

شیطانیت کی صفت۔

تعجب ہے کہ جو تعلیم پاتے جاتے ہیں۔ اور جن سے قومی بھلائی کی امید تھی۔ وہ خود شیطان اور بدترین قوم ہوتے جاتے ہیں۔ جس کو نہایت سعادت مند سمجھو آخیر وہ شیطان معلوم ہوتا ہے۔

صفحہ نمبر 217

[redacted]

متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، [illegible] : ۰۴۲-۵۴۲۷۹۰۱-۲

خیال کیا گیا ہے اور کچھ کچھ نتیجہ بھی حاصل ہو چلا ہے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جیسا چاہیے وہ مقصد پورا پورا حاصل ہو گیا ہے۔[1]

یونیورسٹی کی ڈگریاں ہم کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے کافی نہیں۔ یونیورسٹیوں کی مثال اور ہمارے کالجوں کے لڑکوں کی مثال آقا اور غلام کی مثال ہے۔ ہم یونیورسٹیوں کے تابع ہیں، اس کے ہاتھ بکے ہوئے ہیں، جو ٹکڑا ٹکڑا علم کا وہ دیتی ہے اس کو کھا کر پیٹ بھر لیتے ہیں اور اسی پر قناعت کرتے ہیں...... ہماری پوری تعلیم اس وقت ہوگی جب کہ ہماری تعلیم ہمارے ہاتھ میں ہوگی، یونیورسٹیوں کی غلامی سے ہم کو آزادی ہوگی، ہم آپ اپنی تعلیم کے مالک ہوں گے اور بغیر یونیورسٹیوں کی غلامی کے ہم آپ اپنی قوم میں علوم پھیلا دیں گے۔ فلسفہ ہمارے دائیں ہاتھ میں ہوگا اور نیچرل سائنس بائیں میں اور کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا تاج سر پر۔ یونیورسٹی کی تعلیم ہم کو صرف خچر بناتی ہے۔[2]

سیاسی ایجی ٹیشن

ہندوستان میں جو اعلیٰ درجہ کی تعلیم کہلائی جاتی ہے وہ در حقیقت اعلیٰ درجہ کی تعلیم نہیں ہے بلکہ صرف ایک ادنیٰ درجہ کی تعلیم ہوتی ہے، مگر جہاں کسی نے کوئی ڈگری یونیورسٹی سے پائی اس نے سمجھ لیا کہ اب میں بہت بڑا عالم ہو گیا...... ناواجب آزادی کو وہ اپنا ایمان بناتا ہے اور یہ سمجھتا بھی نہیں کہ آزادی کیا چیز ہے۔ حب الوطنی کا بہت جوش اُس کے دل میں اُٹھتا ہے مگر وہ نہیں سمجھتا کہ حب الوطنی کیا چیز ہے اور کیونکر ہوتی ہے۔ پالیٹکس (Politics)* میں، جو ایک بڑا اور عمیق فن ہے، اس میں تو وہ اپنے تئیں لاثانی سمجھتا ہے...... یہ باتیں صرف ان ہی لوگوں میں نہیں ہوتیں جنھوں نے یونیورسٹی کی کوئی ڈگری پائی ہے بلکہ ان طالب علموں میں بھی، جنھوں نے اے بی سی ڈی شروع کی ہے، یہ سب باتیں دیکھا دیکھی ان میں بھی ویسی ہی ہوتی ہیں۔ شور و شغب کرنا اور گورنمنٹ کی ہر بات میں مخالفت کرنا اور ملک میں غل مچاتے پھرنا ان کا شیوہ ہو جاتا ہے، جیسے کہ اس زمانہ میں کانگرس والوں کا شیوہ ہے۔[3]

---

* سیاست

1 مکمل مجموعہ لکچرز، ص ۵۱۳   2 خطباتِ سرسید (۲)، ص ۲۷۶   3 آخری مضامین، ص ۶۳-۶۴

نماز پڑھ لینی اور روزہ رکھ لینا بس ہے' ان غیر مفید کتابوں کے پڑھنے سے کیا حاصل ہے؟[۱]

ہماری رائے یہ ہے کہ یا تو مطلق تعلیم مذہبی درس میں داخل نہ کی جائے' صرف زبانی چند مسئلہ توحید و رسالت اور طریقہ صوم وصلوٰۃ سکھا دینے پر اکتفا کیا جائے جیسا کہ اس زمانہ میں عموماً اشراف خاندان کے لڑکوں بلکہ دھنوں' جولاہوں تک کے لڑکوں کو سکھائے جاتے ہیں' اور اگر داخل کیا جائے تو کتب مذہبی اصلاح کر کے' اور جو جو غلطیاں ان میں مصنفوں کی رائے اور اجتہاد سے واقع ہوئی ہیں اور دراصل مذہب اسلام اس سے پاک اور بری ہے' ان کو صحیح کر کے درس میں داخل کی جائیں۔[۲]

شیطانیت کی صفت

تعجب یہ ہے کہ جو تعلیم پاتے جاتے ہیں اور جن سے قومی بھلائی کی اُمید تھی وہ خود شیطان اور بدترین قوم ہوتے جاتے ہیں۔ جس کو نہایت سعادت مند سمجھو اخیر وہ شیطان معلوم ہوتا ہے۔[۳]

۱۔ تہذیب الاخلاق (۲)، ص ۱۹۲-۱۹۴ ۲۔ بحوالہ مجموعہ لکچرز محسن الملک، ص ۳۶۸

۳۔ خطوط سرسید، ص ۱۴۱

بدر کے قیدیوں والی حدیث

وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا

اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ

مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (مترجم)

جلد دوم

مؤلف

حضرۃ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۲۴۱ھ)

مترجم

مولانا محمد ظفر اقبال

حدیث نمبر: ۱۸۳۸ تا حدیث نمبر: ۴۴۴۷

بدر کے قیدیوں والی حدیث

بدر کے قیدیوں والی حدیث



مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

بدر کے قیدیوں والی حدیث

كَذَا كَانَ يَصُومُهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ[راجع: ٢١٣٥].

(۲۲۱۴) حکم بن اعرج کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیت السقایہ حاضر ہوا، وہ اپنی چادر سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے یوم عاشوراء کے متعلق کچھ بتائیے، انہوں نے فرمایا کہ تم اس کے متعلق کس حوالے سے پوچھنا چاہ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ روزے کے حوالے سے، یعنی کس دن کا روزہ رکھوں؟ فرمایا جب محرم کا چاند دیکھ لو تو اس کی تاریخ شمار کرتے رہو، جب نویں تاریخ کی صبح ہو تو روزہ رکھ لو، میں نے عرض کیا کہ کیا نبی علیہ السلام اسی طرح روزہ رکھتے تھے؟ فرمایا ہاں۔

(٢٢١٥) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي هَذَا الْحَجَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ لِمَنْ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ[صححه ابن خزيمة (٢٧٣٥ و٢٧٣٦)، وابن حبان (١٧١٢) وقال الترمذي: حسن قال الألباني: صحيح (ابن ماجة: ٢٩٤٤، الترمذي: ٩٦١)] [انظر: ٢٣٩٨، ٢٦٤٣، ٢٧٩٧، ٢٧٩٨، ٣٥١١]

(۲۲۱۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن یہ حجر اسود اس طرح آئے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے یہ دیکھتا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے یہ بولتا ہوگا اور اس شخص کے حق میں گواہی دے گا جس نے اسے حق کے ساتھ بوسہ دیا ہوگا۔

(٢٢١٦) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ دَاوُدُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنَ الْأَسْرَى يَوْمَ بَدْرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِدَاءٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِدَاءَهُمْ أَنْ يُعَلِّمُوا أَوْلَادَ الْأَنْصَارِ الْكِتَابَةَ قَالَ فَجَاءَ يَوْمًا غُلَامٌ يَبْكِي إِلَى أَبِيهِ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ ضَرَبَنِي مُعَلِّمِي قَالَ الْخَبِيثُ يَطْلُبُ بِذَحْلِ بَدْرٍ وَاللَّهِ لَا تَأْتِيهِ أَبَدًا[قال شعيب: حسن].

(۲۲۱۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر کے قیدیوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کے پاس فدیہ دینے کے لئے کچھ بھی موجود نہ تھا، نبی علیہ السلام نے ان کا فدیہ اس طرح مقرر فرمایا کہ وہ انصاری بچوں کو کتابت سکھا دیں، ایک دن ایک بچہ اپنے باپ کے پاس روتا ہوا آیا، باپ نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ استاد نے مارا ہے، وہ کہنے لگا کہ خبیث! بدر کا انتقام لینا چاہتا ہے، آئندہ تم کبھی اس کے پاس نہیں جاؤ گے۔

(٢٢١٧) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ بِالشُّهَدَاءِ أَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ وَقَالَ ادْفِنُوهُمْ بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ[قال شعيب: حسن لغيره].

(۲۲۱۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے غزوۂ احد کے دن شہداء کے متعلق یہ حکم دیا کہ ان سے لوہے کے

52% 23:06

Khabrain Epaper | Search

زکریا یونیورسٹی، اساتذہ کی شرمناک حرکتوں بارے مزید تفصیلات سامنے آگئیں

بعض پروفیسروں نے شہر کے مختلف علاقوں میں گرلز ہاسٹل بھی کھول رکھے، تمام بلیک میلر آڑے وقت پر ایک دوسرے کی بھرپور مدد کرتے ہیں

لیکچرر حافظ فیاض نے یونیورسٹی ملازمت کے بعد مزید 2 شادیاں کیں، ایک شاگردہ کو ورغلا کر نکاح کیا، بچی پیدا ہونے پر انکشاف ہوا

اجمل مہار کی بلیک میلنگ سے تنگ تین طلباء یونیورسٹی ہی چھوڑ گئے، انٹیلی جنس اہلکار بھی مفادات پر نشاندہی کے بجائے پروفیسرز کے معاون

پروفیسر رانا ایاز کی پشت پناہی پر اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کی نقاب پوش طالبہ ہاسٹل کی طالبات کو ورغلاتی، ڈاکٹر مقرب کیخلاف درخواست دہندہ طالبہ فیل

قاضی عبدالرحمن عابد کا مظفر گڑھ کی (ن) لیگ سے منسلک شخصیت رہا، ہجرال نامی لڑکی کو پھنسایا، شاہ جمال کی (پ) کو ناکامی پر فرسٹ ڈویژن سے محروم کرایا

گیلانی کی سفارش پر بھرتی عمار یاسر کھاکھی کا گرلز ہاسٹل، یونیورسٹی حاضری برائے نام، کامرس ہیڈ ریحانہ کوثر کے جیسے قیصر مقبول کی بھی من مانیاں

صہیب قدوس، مقرب اکبر سمیت کئی پروفیسرز نے سابق وی سی سے نا صرف اجمل مہار کو کمرہ دلوایا بلکہ خود جا کر لیکچر بٹھا کر بھی آئے: ذرائع

بعض پروفیسرز نے کمروں کو عیاشی کا اڈہ بنا رکھا ہے، گندگی صاف کرنی ہے تو ریٹائرڈ جنرل کو وائس چانسلر لگایا جائے: ایک خاتون پروفیسر

اجمل مہار کی بدکاریوں سے بخوبی آگاہ، ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں، حمایت کا تصور بھی نہیں کر سکتا: "خبریں" کے رابطہ پر صہیب قدوس کا موقف

●ملتان (رانا طارق عزیز سے) بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے اساتذہ کے طالبات حتیٰ کہ یونیورسٹی بچیوں

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 15

"ایک لیکچرر ... گروپ سرگرم"

... کی وائس ایپ اساتذہ کے کردار، سوچ اور طرز عمل کو ثابت کرنے کیلئے کافی

Yahan baki sb tu theek h lakin larki ko jo mazloom bna k paish kiya ja raha h us pe bhi baat ho. Kiya us ne kissi jabber k tehat ye sb ghatya amal kiya ya wo apni marzi se ye sb kr rae thi.Is ghatya amal k baad us larki ne kaun kaun si favours lin aur kitni haqdaar bachioon ka haq mara? Ye bari ajeeb si sooch h k aik shaks ko tu society main full ganda kr do aur shakti kapoor bna do jb k jo is amal main brabar ka hissay dar h usay mazloom bna k paish kren

ایک لیکچرر کے وائس ایپ پیغام کا عکس۔

●ملتان (کرائم رپورٹر) ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے اساتذہ کا ایک وائس ایپ گروپ بنا ہوا ہے، پروفیسر آصف نعمان کے

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 17

ملتان: جے یو آئی کے اجلاس میں آصف محمود اخوانی، شیخ محمد عمر، اشرف قریشی، عبدالرحیم، قاری عمر فاروق، محمد صدیق شریک ہیں

پروفیسر طارق انصاری کو قائم مقام وائس چانسلر زکریا یونیورسٹی مقرر کرنے کی منظوری، جلد نوٹیفکیشن متوقع

●ملتان (نمائندہ خصوصی) بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی گزشتہ ایک ہفتہ سے خالی اسامی پر

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 16

متحدہ مجلس عمل کا اجلاس، زکریا یونیورسٹی سے کالی بھیڑوں کو نکال باہر کرنے کا مطالبہ

●ملتان (عوامی رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے ضلعی صدر میاں آصف محمود اخوانی نے کہا ہے کہ بہاء الدین زکریا

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 18

زکریا یونیورسٹی، اساتذہ کی شرمناک حرکتوں بارے مزید تفصیلات سامنے آگئیں

بعض پروفیسروں نے شہر کے مختلف علاقوں میں گرلز ہاسٹل بھی کھول رکھے تمام بلیک میلر آئے روز ایک دوسرے کی بھرپور مدد کرتے ہیں

لیکچرر حافظ فیاض نے یونیورسٹی ملازمت کے بعد مزید 2 شادیاں کیں، ایک شاگردہ کو ورغلا کر نکاح کیا، بچی پیدا ہونے پر انکشاف ہوا

اجمل مہار کی بلیک میلنگ سے تنگ تین طلباء یونیورسٹی ہی چھوڑ گئے، انٹیلی جنس اہلکار بھی مفادات پر نشاندہی کے بجائے پروفیسرز کے معاون

پروفیسر رانا ایاز کی پشت پناہی پر اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کی نقاب پوش طالبات ہاسٹل کی طالبات کو ورغلاتی ہو، ڈاکٹر مقرب کیخلاف درخواست دہندہ طالبہ فیل

گیلانی کی سفارش پر بھرتی عمار یاسر کھاکھی کا گرلز ہاسٹل یونیورسٹی حاضری برائے نام، کامرس ہیڈ ریحانہ کوثر کے جیسے قیصر مقبول کی بھی من مانیاں

صہیب قدوس، مقرب اکبر سمیت کئی پروفیسرز نے سابق وی سی سے نا صرف اجمل مہار کو کمرہ دلوایا بلکہ خود چابی لیکر بٹھا کر بھی آئے: ذرائع

بعض پروفیسرز نے کمروں کو عیاشی کا اڈہ بنا رکھا ہے، گندگی صاف کرنی ہے تو ریٹائرڈ جنرل کو وائس چانسلر لگایا جائے: ایک خاتون پروفیسر

ملتان (رانا طارق عزیز سے) بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے اساتذہ کے حالات حتی کہ یونیورسٹی لیکچروں
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 15

"لڑکی مظلوم دوسرا شکتی کپور ایسا کیوں؟" اساتذہ کا وٹس ایپ گروپ سرگرم

Yahan kaki sb tu theek h lakin larki ka jo mazloom bna k paish kiya ja raha h us pe bhi baat ho. Kiya us ne kisi jabber k tehat ye ghatya amal kiya ya wo apni marzi se ye sb kr rae thi. Is ghatya amal k baad us larki ne kaun kaun si favours lien aur kitni haqdaar bachiyon ka haq mara? Ye bari ajeeb si sooch h k aik shaks ko tu society main full ganda kr do aur shakti kapoor bna do jb k jo is amal main brabar ka hissay dar h usey mazloom bna k paish kren

ایک لیکچرر کے وٹس ایپ پیغام کا عکس۔

ملتان (کرائم رپورٹر) ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے اساتذہ کا ایک وٹس ایپ گروپ ... پروفیسر واصف نعمان کے
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 17

مستقل وائس چانسلر زکریا یونیورسٹی مقرر کرنے کی منظوری، جلد نوٹیفکیشن متوقع

ملتان (نمائندہ خصوصی) بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی گزشتہ ایک ہفتہ سے خالی اسامی پر
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 16

متحدہ مجلس عمل کا اجلاس، زکریا یونیورسٹی سے کالی بھیڑوں کو نکال باہر کرنے کا مطالبہ

ملتان (عوامی رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے ضلعی صدر میاں آصف محمود اخوانی نے کہا ہے کہ بہاء الدین زکریا
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 18

ملتان: ایم ایم اے کے اجلاس میں آصف محمود اخوانی، شیخ محمد عمر اشرف قریشی، عبدالرحیم قاری عمر فاروق، کنور صدیق شریک ہیں۔

میرے خلاف سخت کارروائی کی تو سب کا کچا چٹھا کھول دوں گا: واصف نعمان کی یونیورسٹی انتظامیہ کو دھمکی

ملتان (نمائندہ خصوصی) ویڈیو سکینڈل میں ملوث پروفیسر ڈاکٹر واصف نعمان نے شرمندہ ہونے کے بجائے
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 19

جامعہ اسلامیہ میں مالی بدعنوانیاں، تحقیقات شروع کر دی گئیں

ایچ ای سی کے کروڑوں روپے کے فنڈز ذاتی اکاؤنٹس میں رکھ کر منافع لیا جاتا رہا

ایگری کلچر کالج، سب کیمپس رحیم یار خان، بہاولنگر کے پراجیکٹس میں بھی کرپشن کی گئی: ذرائع

ملتان (نمائندہ خصوصی) اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے حوالے سے بھی مالی بدعنوانی کا انکشاف ہوا ہے اور یونیورسٹی کی ترقیاتی سرگرمیوں کے علاوہ مختلف
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 21

جامعہ اسلامیہ بارے تحقیقاتی حکم نامے کا عکس۔

یوم قائد پر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی بند، 26 دسمبر کو جامعہ میں کرسچن کمیونٹی کی چھٹی ہوگی

ملتان (نمائندہ خصوصی) بہاء الدین زکریا یونیورسٹی 25 دسمبر کو یوم پیدائش قائداعظم کے حوالے
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 20

پنجاب حکومت کا اساتذہ شماری کرانے کا فیصلہ

خانیوال (ڈسٹرکٹ رپورٹر) حکومت پنجاب نے صوبہ بھر میں سرکاری سکولوں کے اساتذہ کی شماری
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 22

انتظامیہ کی نااہلی، پی ایم ایس 2018ء کا امتحان نہ لیا جا سکا

کٹ آف ڈیٹ یکم جنوری 2019ء مقرر، 30 سال عمر سے زائد کئی امیدوار محروم ہو جائیں گے

ملتان (نمائندہ خصوصی) پنجاب میں مقابلہ کے امتحان میں عمر کی بالائی حد 30 سال کر دینے کے بعد بھی پنجاب مینجمنٹ سروس 2018ء کا امتحان نہیں لیا گیا جو کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن اور سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن کی نااہلی ہے اگر امتحان 2018ء میں لیا جاتا تو کٹ آف ڈیٹ یکم
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 8

پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے مختلف معاملات کے جائزہ کیلئے بنائی جانیوالی کمیٹی پر اعتراض اٹھا دیا، "پیڈ قیادت" کی جگہ نظریاتی افراد کو شامل کرنے، نئی کمیٹی بنانے کا مطالبہ

ملتان (عوامی رپورٹر) پاکستان پیپلز پارٹی
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 9

پی ایس ایل میں چھٹی ٹیم کی خریداری کے بعد علی خان ترین کا پی سی بی چیئرمین احسان مانی اور دیگر اعلیٰ حکام کے ہمراہ گروپ فوٹو

پیسی جنوبی پنجاب کے مالک جہانگیر ترین بھی علی ترین کیساتھ ٹیم کے مالک ہوں گے

جہانگیر ترین کے بیٹے علی ترین نے پی ایس ایل کی چھٹی ٹیم خرید لی

ملتان کنسورشیم کے مالک نے 88 کروڑ 90 لاکھ روپے میں 8 سال کیلئے ملکانہ حقوق حاصل کئے

ٹیم جنوبی پنجاب کیلئے تحفہ، ملتان سلطان نام برقرار رکھنے کیلئے قانونی حیثیت دیکھوں گا: علی ترین

لاہور (سٹی رپورٹر) تحریک انصاف کے رہنما جہانگیر ترین کے بیٹے علی ترین جو ملتان کنسورشیم کے مالک ہیں نے پیسی جنوبی پنجاب کے مالک جہانگیر ترین کے
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 10

منی لانڈرنگ، کرپشن کیسز سامنے آنے سے سیاسی پارٹیوں کے بڑے لیڈر عوام کا اعتماد کھو چکے ہیں

عوام اتنے تنگ نہیں کہ اپوزیشن انہیں سڑکوں پر لا سکے: ضیا شاہد

نئی حکومت آنے کے بعد مہنگائی کا ایشو ضرور ہے، عدالت کے حکم پر تجاوزات کے خلاف آپریشن سے بھی محدود طبقہ نالاں ہے

آصف زرداری گرفتار ہوئے تو پی پی سندھ کارڈ استعمال کر سکتی ہے، پنجاب، خیبر پختونخوا، بلوچستان میں اسے پذیرائی نہیں ملے گی

24 دسمبر کو نواز شریف کو سزا ہوئی تو ن لیگ احتجاج کا اعلان کر چکی ہے اسے بھی پنجاب کے سوا کہیں رسپانس نہیں ملے گا

پیپلز پارٹی نے تحریک انصاف پر جوابی وار کے طور پر عمران خان، فیصل واوڈا، جہانگیر ترین کے کیسز کی رپورٹ مانگ لی ہے

آئندہ تین چار دن بڑے اہم، بصورت حال میں پیش رفت جاری، نیا سال شروع ہوتے ہی سیاسی ماحول گرم ہونے جا رہا ہے

نیب کے پلی بارگین قانون پر ایک عرصہ سے تنقید جاری ہے، اچھا ہوا سپریم کورٹ نے اس کا نوٹس لے لیا، بہتری متوقع ہے

اگر قانون رکھنا بھی ہے تو ریکوری کی رقم 75% ہونی چاہیے، کرپشن پکڑنے والے سرکاری عہدیدار کو رقم دینے پر لوگوں کو اعتراض ہے

ہاں نیب کے عہدیدار اگر کرپٹ عناصر کی نشاندہی کر کے ریکوری کرائیں تو انہیں عام لوگوں کی طرح انعام ضرور ملنا چاہیے

مضر صحت دودھ سے شہریوں کی صحت خراب، نئے پاکستان میں حکومت دودھ کے نام پر زہر فروخت کرنے والوں کو کیوں نہیں پکڑتی: محمد افضل

فوڈ اتھارٹی نے ایک دکان سیل کی، تین دن بعد دوبارہ کھل گئی اور پہلے سے زیادہ زور و شور سے زہر بیچا جانے لگا: سٹی رپورٹر

سٹے آرڈر کے باوجود انتظامی افسران عوام کی املاک پر بلڈوزر چلا رہے ہیں، لوگوں کے سر سے چھت چھینی جا رہی ہے: میاں افضل، لاہور

لاہور (مانیٹرنگ ڈیسک) چینل ۵ کے تجزیوں، تبصروں پر مشتمل پروگرام "ضیا شاہد کے ساتھ" میں گفتگو
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 4

لاہور: چیف ایڈیٹر "خبریں" گروپ ضیا شاہد چینل ۵ کے پروگرام "ضیا شاہد کے ساتھ" میں اظہار خیال کر رہے ہیں۔

روزنامہ "خبریں" ملتان آفس میں کرسمس کیک کاٹنے کی تقریب میں ڈپٹی ایڈیٹر سجاد بخاری، جاوید یاد، سرفراز گل، شازر گل، یوسف سلیم، عامر وسیم، بطانوئل تمیم، قیصر افراہیم، سردیا قمر سمن، رانو شہ قمر، عاشق قمر موجود ہیں۔

"خبریں" ملتان میں کرسمس تقریب، کیک کاٹا، دعائیہ گیت گائے گئے

کرسمس کا تہوار خوشیاں، امن، سلامتی اور معاف کرنے کا پیغام دیتا ہے: مسیحی رہنما

ملتان (خبر نگار) روزنامہ خبریں ملتان کے آفس میں کرسمس کی تقریب منعقد ہوئی جس میں جاوید یاد، چیئرمین پاکستان کرسچن رائٹرز گلڈ ملتان، پیٹرک سرفراز گل،
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 11

پی ایچ اے، ویسٹ مینجمنٹ، واسا ملتان کی جانب سے ایڈوانس تنخواہیں جاری نہ ہونے پر مسیحی ملازمین میں تشویش

ملتان (عوامی رپورٹر) حکومتی اعلان کے باوجود پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی (پی ایچ اے) اور ویسٹ
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 5

مقامی معروف بسکٹ فیکٹری واسا کی 6 کروڑ 49 لاکھ کی نادہندہ

معروف شخصیت کی فیکٹری میں 3 سیوریج سوریں استعمال، بل میں صرف ایک ظاہر کیا گیا

ٹیوب ویل بل ملا کر 3 لاکھ 40 ہزار ماہانہ بنتے ہیں، موصوف 2004ء سے صرف 21 ہزار ادا کر رہے ہیں

انکشاف پر دسمبر 2018ء تک 3 لاکھ 40 ہزار ماہانہ کے حساب سے بل بھجوا دیا گیا، ادائیگی نہ ہوسکی

ملتان (کامرس رپورٹر) مقامی معروف بسکٹ فیکٹری کے نام پر بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والی ملتان
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 12

ملتان: واسا کی جانب سے جاری کردہ بل کا عکس

88 ہزار جعلی رسید کا معاملہ، واسا کا نوٹس، ڈپٹی ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو انکوائری سپرد

ملتان (کامرس رپورٹر) ہاؤسنگ سکیموں کے سیوریج کنکشن منقطع کرنے کے دوران ملنے والی سیوریج
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 13

جہانیاں اراضی سکینڈل، الاٹمنٹ بوگس ثابت، عدالت نے واگزار کرانے کا حکم دیدیا

محمد حنیف کو چک 73 دس آر میں رقبہ الاٹ ہوا، پھر جعلسازی سے اسی وثیقہ نمبر پر چک 141 دس آر میں اراضی الاٹ کرا لی گئی

غلام رسول کو چک 116 میں زمین الاٹ کی گئی پھر ولدیت تبدیل کر کے فراڈ کیا گیا، سرکاری رقبہ پر کالونی بنا کر فروخت کر دی گئی

محکمہ مال جہانیاں، مافیا کو سپورٹ کرتا رہا، عدالتوں میں بوگس رپورٹس پیش، شہریوں کا جناب ضیا شاہد، میاں غفار اور انکی ٹیم کو خراج تحسین

جہانیاں (نامہ نگار) سابق اسسٹنٹ کمشنر جہانیاں حسنین خالد سنپال کی حقیقت پر مبنی رپورٹ میں چک نمبر 141 دس آر میں 298 کنال اراضی کی بوگس الاٹمنٹ کروانے کا بھانڈا پھوڑ دیا، عدالت عالیہ نے بوگس الاٹمنٹ منسوخ کر کے رقبہ واگزار کرانے کا حکم دے
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 6

جہانیاں میں اراضی سکینڈل بارے روزنامہ "خبریں" میں شائع ہونے والی خبروں کے عکس۔

اصغر خان جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی طرف سے فوکل پرسن مقرر

صحافی کالونی کے پلاٹ کی تصدیق کے بعد جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا تصدیقی خط لازمی ہوگا

تصدیق شدہ خط کے بعد الاٹی لاہور خود پیش ہو کر پلاٹ اپنے نام ٹرانسفر کروا سکے گا

بیگمات کے نام پر حاصل کئے جانیوالے پلاٹ منسوخ کرنے کا فیصلہ، حامل صحافیوں کو پلیس گے: ذرائع

ملتان (نمائندہ خصوصی) جنوبی پنجاب میں وزیراعلیٰ پنجاب کے ترجمان اور محکمہ تعلقات عامہ کے ڈپٹی
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 7

کرپشن، بدنظمی، غیر معیاری درس و تدریس، ملتان پبلک سکول تباہی کے دہانے پر

اسسٹنٹ ہاؤس ماسٹر شفقت نواز کی رات گئے تک دوستوں کے ہمراہ شراب و کباب کی محفلیں، روکنے پر ایڈیشنل کمشنر سے کارروائی کی دھمکیاں

وائس پرنسپل خواجہ ریاض اور کلرک عاصم شہزاد گل جعلسازی میں مشہور، گرلز برانچ کے کلرک نواز کی پرنسپل کیلئے بنائے گھر میں رہائش

سابق ہاؤس ماسٹر غلام فاروق بچوں کے ساتھ قابل اعتراض میسجنگ کرتے پکڑے گئے، وائس پرنسپل نے کارروائی نہ ہونے دی

سفارشی اساتذہ کی تنخواہوں میں اضافہ، باقی محروم، سٹاف کے عزیزوں کے بچوں کی میٹرک امتحانات کیلئے سکول سے رجسٹریشن کا انکشاف

ملتان (نمائندہ خصوصی) ایچی سن سکول لاہور کی
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 23

ملتان: وائس پرنسپل خواجہ ریاض کے خلاف ہاسٹل فنڈز میں خورد برد کا لیٹر، کلرک عاصم شہزاد گل کے خلاف چارج شیٹ اور آخر میں اولیول پڑھانے والے ٹیچر کا تعلیمی قابلیت اور بغیر داخلہ رجسٹریشن کروائی گئی سلپ کا عکس۔

آؤٹ سائیڈرز کو بلوا کر اساتذہ پر تشدد، ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول سلطان پور عزیز محمد اسلام کی تدریسی سرگرمیوں پر لاہور رپورٹ کرنے کے احکامات

ملتان (نامہ نگار خصوصی) گورنمنٹ ہائی سکول سلطان
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 24

میونسپل کارپوریشن، متنازعہ ریکارڈ کے حامل افسر کو اضافی چارج تفویض

ڈپٹی محرر بھرتی ہونے والے نعیم لودھی کو انجارج سینی ٹیشن کا اضافی چارج دے دیا گیا

ملتان سے تعلق رکھنے والے ایک ایم این اے کی سفارش پر نعیم لودھی کو عہدے دیئے گئے: ذرائع

ملتان (عوامی رپورٹر) میونسپل کارپوریشن کے چوکی کیڈر میں تعینات ہونے والے چوکی محرر کو ملتان ویسٹ مینجمنٹ کمپنی میں انجارج سینی ٹیشن کا اضافی چارج دے دیا
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 14

نان کسٹم پیڈ موبائل فونز بند کرنے کیلئے 31 دسمبر کی ڈیڈ لائن میں توسیع کی سفارش

اسلام آباد (آئی این پی) سینیٹ کی قائمہ کمیٹی
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 28

عبدالغفار گرے وال کی کرپشن بارے مزید نئے انکشافات

سرکاری گاڑیوں کی مرمت کی مد میں فرضی بلوں کے ذریعے لاکھوں ہتھیائے جانے لگے

نجی باغات میں ملازمین کو واپس بلوا کر ڈیلی ویجز ورکرز کو کام کیلئے بھیجا جانے لگا

تمام کاموں کا ٹھیکہ گرے وال کے پاس، 26 سال میں کوئی ریسرچ نہ کی گئی: غازی احمد حسن کھوکھر

ملتان (خبر نگار) ایگریکلچر ریسرچ سٹیشن شجاع آباد کے انچارج عبدالغفار گرے وال سرکاری گاڑیوں کی مرمت، بجلی، ڈیزل اور موبل آئل کی مد میں لاکھوں روپے
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 30

عبدالغفار گرے وال کی فائل فوٹو

جرائم پیشہ عناصر پر زمین تنگ کر دیں گے: ڈی پی او خانیوال

2019ء قانون کا سال، عملداری برقرار رکھی جائے گی: رانا محمد معصوم کا "خبریں" کو انٹرویو

خانیوال (عدنان سعید، ثاقب کھنو) ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر رانا محمد معصوم نے 2019ء کو قانون کا سال قرار دیتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ جرم کو سے اکھاڑ پھینکوں
باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 16

خانیوال: ڈی پی او رانا محمد معصوم "خبریں" کو انٹرویو دے رہے ہیں۔

پی آئی اے کے مزید 20 فضائی میزبانوں کی ڈگریاں جعلی ہونے کا انکشاف

کراچی (این این آئی) پی آئی اے کے پائلٹس
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 29

مختلف ٹریفک حادثات میں 16 افراد اپنی جانیں گنوا بیٹھے

نامعلوم کار کی ٹکر سے کہروڑ پکا، کھوڑ میں کمسن، بنگس، پی پی، شیخ جاں بحق ہو گئے

ہیڈ محمد والا کے قریب کار نے غلام حسن کو ٹکر ماردی، پیچھے سے آنیوالے ڈالے نے کچل دیا

خانیوال، کہروڑ پکا، کھوڑ، اوکاڑہ، آباد، جھمنگ، بہاولپور، رحیم یار خان (نمائندگان) ٹریفک حادثات میں 16 افراد
باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 25

مترو میں "خبریں" کے نیوز ایجنٹ محمد حنیف حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے، نماز جنازہ میں صحافیوں، سماجی شخصیات کی شرکت

مترو (نمائندہ خبریں) مترو میں روزنامہ خبریں ملتان
باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 24

آج سال کا مختصر ترین دن، طویل ترین رات ہوگی

محمد صادق آباد (نمائندہ خبریں) آج جمعۃ
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 32

سراج الحق آج ملتان میں مختصر قیام کے بعد ڈیرہ غازیخان روانہ ہو نگے

ملتان (عوامی رپورٹر) امیر جماعت اسلامی پاکستان
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 31

وزنامہ خبریں کی نشاندہی، محکمہ تعلیم پنجاب نے اے ای اوز کے "ویلیاں" کھانے کا اعتراف کر لیا، 17 نکاتی ڈیوٹی روسٹر جاری

اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز کو سکولوں میں داخل ہونیوالے بچوں کا سروے کرنے کی ڈیوٹی تفویض، تعداد بارے جائزہ رپورٹ تیار کرنا ہوگی

پیک کے پنجم، ہشتم امتحانات میں گزشتہ سالوں کی نسبت سکولوں کے نتائج بہتر بنانا بھی اے ای اوز کی ڈیوٹی پرفارمنس کا حصہ ہوگا

سکولوں میں طلبہ کی حاضریاں 90 فیصد، اساتذہ کی حاضری 85 فیصد تک یقینی بنانا، ہیلپ لائن پر موصول شکایات کا ازالہ بھی ذمہ داری میں شامل

ماہانہ پرفارمنس کی باقاعدہ مانیٹرنگ ہوگی، اہداف حاصل کرنیوالے اے ای اوز کو پرفارمنس الاؤنس ماہانہ 26 ہزار کی ادائیگی ہوگی

ملتان (نامہ نگار خصوصی) روزنامہ خبریں کی نشاندہی اور وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کی جانب سے وضاحت طلب کئے جانے پر محکمہ تعلیم پنجاب نے مراکز کی سطح پر اضافی عہدے زائد تعینات اسسٹنٹ ایجوکیشن افسران (اے ای اوز) کے "ویلیاں کھانے" کا اعتراف کر لیا اور اے ای اوز کے عہدہ کو
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 25

ملتان: روزنامہ خبریں میں شائع خبر کا عکس، دوسری طرف اے ای اوز کیلئے جاری 17 نکاتی ڈیوٹی روسٹر کا عکس۔

مظلوم خاندان کی فریاد، ڈی پی او کو سود خور کیخلاف کارروائی کی ہدایت

15 دسمبر کو "خبریں" میں اصغر لاہوری کی لوٹ مار بارے خبر شائع ہونے پر آر پی او نے نوٹس لیا

مظفر گڑھ (سپیشل رپورٹر) سود خور کے چنگل میں پھنسے مظلوم خاندان کی فریاد آر پی او ڈیرہ غازیخان نے سن لی، ڈی پی او مظفر گڑھ کو فوری کارروائی کی ہدایت
باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 18

محمد حسین

پنجاب حکومت کی جانب سے تیار ماڈل منڈیوں کی فہرست میں میاں چنوں کی غلہ منڈی پہلے، میلسی کی دوسرے نمبر پر، سبزی و فروٹ منڈی کی کیٹیگری میں بہاولپور پہلی، صادق آباد کی دوسری پوزیشن

ملتان (کامرس رپورٹر) پنجاب حکومت کی جانب سے ماڈل منڈیوں کی تیار کی گئی فہرست میں جن
باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 17

ایم ڈی اے حکام کی ملی بھگت، قوانین کے برعکس کمرشل عمارتیں قائم

افسران نے اپنے ہی ادارے کے قوانین کو بالائے طاق رکھ دیا، نوٹس لینے کارروائی کرنے کے بجائے جیبیں بھر کر آنکھیں بند کر رکھیں

ایل ایم کیو، ابدالی، بوسن، بائی پاس، بہاولپور اور وہاڑی روڈ پر بغیر فیس و معاوضہ ایم ڈی اے کی جگہوں پر کمرشل سنٹر، پلازوں کی بھرمار

عمارتوں کی تعمیر کیلئے قوانین کے تحت ایم ڈی اے کی حدود کے علاوہ 30 فٹ سیٹ بیک بھی چھوڑنا لازمی، ادارہ رٹ قائم کرنے میں ناکام

ملتان (نمائندہ خصوصی) ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایم ڈی اے کی جگہوں پر کمرشل عمارتیں قائم، معاوضہ کے ... ناکام، بغیر کسی فیس اور
باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 23

شعبہ اربن ٹاؤن پلاننگ کا مبینہ ملی بھگت کا غیر قانونی ہاؤسنگ سکیم لینڈ سب ڈویژن مالکان کھل کھیلنے لگے، الاٹیز رُل گئے

سدرن بائی پاس کی 337 کنال اراضی پر صرف ابتدائی اجازت ملنے پر رائل سٹی مالکان نے ترقیاتی و توسیع کا کام شروع کر دیا

10 سے 12 گھروں کی تعمیر مکمل، میپکو سے اجازت نہ ملنے کے باوجود 25 کے وی ٹرانسفارمر کے ذریعے غیر قانونی طور پر بجلی بھی فراہم

سیوریج، گیس سمیت بنیادی سہولتیں نہ ہونے کے باوجود پلاٹوں کی فائلوں کی خرید و فروخت جاری، متعلقہ شعبے کے ذمہ داروں کا اظہار لاعلمی

ملتان (کامرس رپورٹر) ایم ڈی اے کے شعبہ اربن و ٹاؤن پلاننگ کی مبینہ غفلت کے باعث غیر قانونی ہاؤسنگ سکیموں اور لینڈ سب ڈویژنوں کو پراسس میں
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 27

ملتان: غیر قانونی ہاؤسنگ سکیم میں بنائے گئے گھروں میں غیر قانونی ٹرانسفارمر کے ذریعے بجلی فراہم کی جا رہی ہے۔

میاں چنوں: غیر قانونی 8 دکانیں مسمار، 4 کنال سرکاری زمین واگزار

خانیوال (ڈسٹرکٹ رپورٹر) اسسٹنٹ کمشنر میاں چنوں محمد ارشد نے لاہور روڈ پر 8 دکانیں مسمار اور 4 کنال
باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 26

ضلع کونسل وہاڑی کا اجلاس، صوبہ جنوبی پنجاب بنانے کی قرارداد منظور

جنوبی پنجاب سیکرٹریٹ بنانے کا فائدہ نہیں، صوبے سے کم بات پر سمجھوتہ نہیں کرینگے: قرارداد

بلدیاتی ادارے توڑے گئے تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے، دو چیئرمینوں کی تلخ کلامی پر اجلاس ختم

وہاڑی (نمائندہ خصوصی) ضلع کونسل کا اجلاس زیر صدارت چیئرمین پیر غلام محی الدین چشتی منعقد ہوا، دو چیئرمینوں کے مابین تلخ کلامی کے باعث اجلاس ختم کر دیا
باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 19

وہاڑی: چیئرمین ضلع کونسل پیر غلام محی الدین چشتی و دیگر اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں۔

عوامی اشتہارات (کلاسیفائیڈ) صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں

لبرٹی پیپر ز لمیٹڈ کے لیے ضیا شاہد پرنٹر پبلشر نے مزل پرنٹرز سے چھپوا کر ... 23- عظمت واسطی روڈ ملتان سے شائع کیا۔
چیف ایڈیٹر ضیا شاہد
ایڈیٹر امتنان شاہد
منیجنگ ایڈیٹر ڈاکٹر نوشین عمران
ریذیڈنٹ ایڈیٹر میاں غفار
ملتان فون 111-55-88-55 فیکس 061-4513063
لاہور فون 111-55-88-55 فیکس 6372500
کراچی فون 111-55-88-55 فیکس 5805207-8
اسلام آباد فون 111-55-88-55 فیکس 4431578-9
پشاور فون 111-55-88-55 فیکس 2573320
حیدرآباد فون 111-55-88-55 فیکس 3883353
سکھر فون 071-5626228 فیکس 071-5626229
بہاولپور 0622-887177 مظفر آباد فون 43866
رحیم یار خان 064-2465635 ڈیرہ غازیخان 5877818
khabrainmultan@gmail.com
khabrain@wol.net.pk

ملتان میں 30 روز کے دوران 676 جوڑے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے، 185 یونیز میں 360 بچے پیدا ہوئے، 240 افراد کے انتقال کا ریکارڈ درج کیا گیا

ملتان (عوامی رپورٹر) ضلع ملتان میں 30 روز کے
باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 20

2 شناختی کارڈ رکھنے کا معاملہ، ملزم عبدالوحید ارائیں کے بیان پر بحث کے بعد فیصلہ آج تک محفوظ

ملتان (کورٹ رپورٹر) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج
باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 21

نیب افسر بن کر شہریوں کو لوٹنے والا ملزم گرفتار، جسمانی ریمانڈ منظور، ملزم ندیم فیڈرل بورڈ آف ریونیو، واپڈا افسران پر دباؤ ڈال کر غیر قانونی کام کرواتا تھا

ملتان (کرائم رپورٹر) نیب ہیڈکوارٹر انٹیلی جنس ونگ کی نیب ملتان کے ہمراہ کارروائی، نیب کا افسر بن کر شہریوں کو لوٹنے والے ملزم محمد ندیم کو گرفتار کر کے جسمانی
باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 22

ملزم محمد ندیم

جیٹ نمبر 1 // بھرتیاں

جیٹ نمبر 2 // بدھ بازار

جیٹ نمبر 3 // مل پاس

جیٹ نمبر 4 // ضیا شاہد

جیٹ نمبر 5 // ایڈوانس تنخواہیں

جیٹ نمبر 6 // اراضی سکینڈل

جیٹ نمبر 7 // فوکل پرسن

جیٹ نمبر 8 // پی ایم ایس

جیٹ نمبر 9 // اعتراض

جیٹ نمبر 10 // علی ترین

جیٹ نمبر 11 // تقرریاں

جیٹ نمبر 12 // باسکٹ فیکٹری

جیٹ نمبر 13 // جعلی رسید

جیٹ نمبر 14 // تفتیش

جیٹ نمبر 15 // زکریا یونیورسٹی

جیٹ نمبر 16 // [illegible]

جیٹ نمبر 17 // واٹس ایپ گروپ

جیٹ نمبر 18 // مجلس عمل اجلاس

جیٹ نمبر 19 // واصف نعمان

جیٹ نمبر 20 // جامعہ زکریا چھٹی

جیٹ نمبر 21 // اسلامیہ یونیورسٹی

جیٹ نمبر 22 // اساتذہ شماری

جیٹ نمبر 23 // ملتان پبلک سکول

جیٹ نمبر 24 // سروس سرنڈر

جیٹ نمبر 25 // ڈیوٹی روسٹر

جیٹ نمبر 25 // دکانیں مسمار

جیٹ نمبر 26 // نان کسٹم پیڈ موبائل

جیٹ نمبر 27 // غیر قانونی ہاؤسنگ سکیم

جیٹ نمبر 29 // ڈگریاں جعلی

جیٹ نمبر 30 // عبدالغفار گرے وال

جیٹ نمبر 31 // سراج الحق

جیٹ نمبر 32 // مختصر دن طویل رات

[redacted]

اقراء: اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اور تم کیوں کر کفر کرو گے جبکہ تم کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اس کے پیغمبر موجود ہیں۔ اور جس نے اللہ (کی ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑ لیا وہ سیدھے رستے لگ گیا۔ (آل عمران: 101) (قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کا احترام ہم سب پر لازم ہے)

http://www.khabrain.com E-mail:-khabrain@khabrain.com

ABC CERTIFIED — باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت۔ ملتان، لاہور، اسلام آباد، کراچی، حیدرآباد، پشاور، سکھر، مظفرآباد (آزاد کشمیر) سے شائع ہونے والا قومی اخبار

روزنامہ خبریں ملتان — Daily KHABRAIN

چیف ایڈیٹر: ضیا شاہد

ایڈیٹر: امتنان شاہد

جلد 26 — ہفتہ 14 ربیع الثانی 1440ھ، 22 دسمبر 2018ء، 7 پوہ 2075 بکرمی، صفحات 14، قیمت 20 روپے — شمارہ 200

LOCAL

رقم سٹیٹ بینک میں جمع کرائی جائیگی، یو اے ای نے مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا، اقدام دوستی کی عکاسی کرتا ہے: وزیراعظم

عرب امارات کا پاکستان کو 3 ارب ڈالر دینے کا اعلان

3 ارب ڈالر پاکستان کی مانیٹرنگ اور فسکل پالیسی میں مدد فراہم کرینگے، دونوں ممالک کے درمیان تعلقات میں بہتری آئیگی، مشکل گھڑی میں ساتھ دینے پر دوستی برسوں تک قائم رہے گی: عمران خان

ابوظہبی فنڈ فار ڈویلپمنٹ نے پاکستان کے 8 ترقیاتی منصوبوں کو مالی امداد فراہم کی جس کی مجموعی قیمت 1.5 بلین درہم ہے، توانائی، صحت، تعلیم اور سڑکوں جیسے منصوبے شامل ہیں: عرب امارات

ابوظہبی، اسلام آباد (این این آئی) متحدہ عرب امارات نے پاکستان سٹیٹ بینک میں 3 ارب ڈالر جمع ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 4

شاہ محمود قریشی نے 3 ارب ڈالر کی مالی معاونت پر یو اے ای کے ولی عہد کا شکریہ ادا کیا

اسلام آباد (اے پی پی) وزیر خارجہ مخدوم شاہ محمود قریشی نے 3 ارب ڈالر کی مالی معاونت پر متحدہ عرب امارات ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 5

پنجاب حکومت کی 100 روزہ کارکردگی کے حوالے سے تقریب آج ایوان اقبال میں ہوگی

لاہور (آئی این پی) پنجاب حکومت کی 100 روزہ کارکردگی کے حوالے سے تقریب (آج) ہفتہ کو ایوان ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 6

پاکستان کی کوششیں رنگ لے آئیں — ٹرمپ کا شام کے بعد افغانستان میں امریکی فوج کم کرنے کا فیصلہ

افغانستان میں 14 ہزار امریکی فوجی موجود، افغان تنازع کے پرامن حل کی کوششیں تیز، موجودہ امریکی صدر افغانستان میں اپنے فوجیوں کی موجودگی کے زیادہ حامی نہیں: برطانوی ایجنسی

ٹرمپ انتظامیہ کو فیصلے کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، سیکرٹری دفاع، چیف آف سٹاف جان کیلی اور وائٹ ہاؤس کے مشیر جان بولٹن بھی مخالفت کر سکتے ہیں: واشنگٹن پوسٹ

واشنگٹن (اے این این) امریکی ذرائع ابلاغ کے مطابق ٹرمپ انتظامیہ نے افغانستان میں اپنی پالیسی ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 2

امریکہ افغانستان سے کیوں نکل رہا ہے؟

پشاور (آئی این پی) امریکی ذرائع ابلاغ کے مطابق ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 3

نوجوان نسل کے غلط استعمال پر آواز اٹھائیں — قومی خزانہ لوٹنے والے ڈاکوؤں سے برآمد پیسہ تعلیم پر لگائینگے: عمران خان

وزیراعظم ہاؤس کو یونیورسٹی بنانے کیخلاف بولنے والے فکر نہ کریں انہیں آئندہ حکومت میں آنے کا موقع نہیں ملے گا، اسلام آباد یونیورسٹی کا نام دیا جائیگا، تمام انتظامات مکمل کر لئے

مدینہ کی ریاست میں حکمرانوں نے قوم کا پیسہ اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا، ترقی یافتہ بننے کے لئے انسانوں پر سرمایہ لگانا ہوگا، نیشنل یونیورسٹی بنانے کی تقریب سے خطاب

اسلام آباد (اے این این) وزیراعظم عمران خان نے کہا ہے کہ وزیراعظم ہاؤس کو یونیورسٹی بنانے ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 7

وزیراعظم عمران خان سیمینار سے خطاب کر رہے ہیں۔

2018ء کرپشن کرنیوالوں کیلئے انتہائی خطرناک ثابت

نواز شریف، شاہد خاقان عباسی، یوسف گیلانی، راجہ پرویز اشرف بھی پھنس گئے

اسلام آباد (آئی این پی) ملک سے کرپشن کے خلاف اور قومی خزانے سے اربوں روپے کی لوٹ مار کرنے والوں کیلئے سال 2018ء انتہائی خطرناک ثابت ہوا۔ سابق وزرائے اعظم نواز شریف، یوسف رضا گیلانی، راجہ پرویز اشرف، شاہد خاقان عباسی ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 8

ملتان، لودھراں، خانیوال، وہاڑی، بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان، مظفرگڑھ، ڈیرہ غازی خان، لیہ، راجن پور شامل، ساہیوال، پاکپتن کو بھی شامل کرنیکی تجویز: خبریں ذرائع

جنوبی پنجاب کا آئی جی، چیف سیکرٹری علیحدہ

یکم جولائی سے انتظامی سیکرٹریٹ کام شروع کریگا: تحریک انصاف

دریاؤں اور آبی ذخائر سے پانی کی تقسیم کا فارمولا بھی طے کیا جائے گا، ٹیم تشکیل دینے کا فیصلہ، جنوبی پنجاب سیکرٹریٹ کے قیام کیلئے جوڈیشل کمپلیکس بارے چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ سے رابطہ کر لیا گیا

سیکرٹریٹ کیلئے سنٹرل کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی جگہ بھی زیر غور، مظفرگڑھ، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان، راجن پور کو تقسیم کرکے مزید نئے اضلاع بنائے جائیں گے، جنوبی پنجاب صوبہ مکمل بااختیار بجٹ علیحدہ ہوگا

ملتان: سنٹرل کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور جوڈیشل کمپلیکس کی عمارتیں جن میں سے کسی ایک میں جنوبی پنجاب سیکرٹریٹ بنائے جانے کا امکان ہے۔

اسلام آباد، لاہور (مانیٹرنگ ڈیسک) تحریک انصاف کی حکومت نے یکم جولائی 2019ء سے جنوبی پنجاب کا انتظامی سیکرٹریٹ قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ تحریک انصاف کی جانب سے جاری اعلامیہ کے مطابق ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 10

ملتان (عوامی رپورٹر) حکومت نے جنوبی پنجاب کو ایک علیحدہ صوبہ بنانے کے لئے ابتدائی طور پر 11 اضلاع شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 11

جنوبی پنجاب صوبہ کے قیام کی قرارداد پنجاب اسمبلی میں جمع کرا دی گئی

لاہور (اے این این) مسلم لیگ ن کی رکن پنجاب ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 12

وزراء سے زیادہ چوروں کو پروٹوکول مل رہا ہے: شیخ رشید

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) وفاقی وزیر ریلوے شیخ رشید ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 13

نواز شریف کی ممکنہ گرفتاری، اڈیالہ جیل میں بیرک مخصوص

راولپنڈی (آن لائن) سابق وزیراعظم نواز شریف ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 14

پارلیمنٹ تمام اداروں کی ماں، خارجہ پالیسی پنڈی سے اسلام آباد منتقل کی جائے: رضا ربانی

نصوصی احتساب ناقابل قبول، عدلیہ، انتظامیہ، ملٹری، بیوروکریسی سب کا احتساب ہونا چاہئے، بدقسمتی سے ریاست مشرف کا احتساب نہیں کر سکی

بدقسمتی سے تین بڑے ریاستی اداروں میں ہم آہنگی، اختیارات کا توازن نہیں، ہر ادارہ دوسرے میں مداخلت کا خطرناک کھیل کھیل رہا ہے

اسلام آباد (اے این این) پاکستان پیپلز پارٹی کے ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 9

بھارت کا پاکستان پر داخلی امور میں مداخلت کرنے کا الزام، پاکستان میں دہشت گردی کا وسیع ڈھانچہ ابھی موجود: بھارتی وزیر داخلہ

نئی دہلی (صباح نیوز) بھارت نے پاکستان ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 67

ماضی میں صرف وعدوں پر ٹرخایا گیا، بوسیدہ نظام سے عوام کو کچھ نہیں ملا: عثمان بزدار

تبدیلی سماجی و معاشی انصاف پر مبنی معاشرے کے قیام سے آ سکتی ہے، نئے پاکستان میں امیر اور غریب میں خلیج کم ہوگی، پرانا نظام بدلنا ہوگا

چند عناصر تبدیلی سے خوفزدہ ہیں، کھوکھلے نعروں کا دور گزر گیا، ہم دعوؤں پر نہیں عمل پر یقین رکھتے ہیں: مختلف وفود سے گفتگو

لاہور (خبر نگار) وزیراعلیٰ پنجاب سردار عثمان بزدار ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 57

لاہور: وزیراعلیٰ پنجاب سردار عثمان بزدار ایک خاتون کا مسئلہ سن رہے ہیں۔

وکلاء نے مزید دستاویزات جمع کرا دیں، فیصلہ نواز شریف کی سالگرہ کے بعد سنانے کی درخواست مسترد کر دی گئی

اسلام آباد (اے این این) سابق وزیراعظم نواز شریف ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 60

نواز شریف نیب ریفرنس کا فیصلہ احتساب عدالت میں ہی سنیں گے

اسلام آباد (صباح نیوز) سابق وزیراعظم میاں ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 59

حمزہ شہباز کا توہین آمیز رویہ، محافظ ملازمین ساتھ چھوڑنے لگے، بغاوت شروع

حمزہ شہباز نے ڈرائیور کو ڈانٹا تو نوکری چھوڑ گیا، کوئی بھی نیا آدمی کام کرنے کو تیار نہیں: ذرائع

لاہور (خبر نگار) اپوزیشن لیڈر پنجاب اسمبلی حمزہ شہباز ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 58

اسلام آباد: وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی سے ایم کیو ایم کے رہنما خالد مقبول صدیقی ملاقات کر رہے ہیں، اسد عمر بھی موجود ہیں۔

گرین سگنلنگ کیس، ماڈل ایان علی کے دوبارہ ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری

راولپنڈی (این این آئی) کسٹم کورٹ نے ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 62

اپوزیشن لیڈر قومی اسمبلی شہباز شریف اب اپنے پروڈکشن آرڈر خود جاری کریں گے

اسلام آباد (وائس آف ایشیا) مسلم لیگ (ن) کو ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 61

ن کی روشنی میں درست احتساب ہو تو جیلوں میں جگہ کم پڑ جائیگی: سراج الحق

حکومت معاشی لحاظ سے وینٹی لیٹر پر، جنوبی پنجاب صوبہ کے قیام کیلئے ہم چلائینگے تاہم بہاولپور صوبہ کو بھی بحال کیا جائے: ملتان میں پریس کانفرنس

چیف جسٹس شرپسند عناصر کے خلاف بل پر سوموٹو ایکشن لیں، مینگل اور ایم کیو ایم نے ساتھ چھوڑ دیا تو حکومت ختم ہو جائیگی: چینل 5 کے پروگرام "نیوز ایٹ 7" میں گفتگو

ملتان (عوامی رپورٹر) امیر جماعت اسلامی پاکستان ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 15

ملتان: امیر سراج الحق پریس کانفرنس کر رہے ہیں، ان کے ہمراہ ... آصف لودھی و دیگر موجود ہیں۔

شہباز شریف طبی معائنے کی درخواست نظرانداز ہونے پر مایوسی کا شکار

لاہور (این این آئی) قومی اسمبلی میں قائد حزب ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 63

شہباز شریف کو سیاست میں کامیابی کیلئے اہلیہ کی ضرورت نہیں: تہمینہ درانی

لاہور (آئی این پی) مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 64

شہباز شریف پبلک اکاؤنٹس کمیٹی، ریاض فتیانہ قانون و انصاف کمیٹی کے بلامقابلہ چیئرمین منتخب

اسلام آباد (آئی این پی) مسلم لیگ (ن) کے ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 65

عدلیہ، اسٹیبلشمنٹ ٹھنڈے دل سے سوچیں ہم ملک کو کہاں لے جا رہے ہیں: سعد رفیق

اسلام آباد (اے این این) مسلم لیگ (ن) کے ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 66

زکریا یونیورسٹی سینڈیکیٹ اجلاس کے منٹس جعلسازی سے تبدیل، ڈاکٹر طاہر امین جاتے جاتے بھی چہیتوں کو نواز گئے

ڈاکٹر مقرب، ڈاکٹر یونس ندیم اور رانا ایاز نے منٹس تبدیل کئے، 70 فائلیں لیکر اسلام آباد پہنچے، سابق وی سی آنکھیں بند کئے دستخط کرتے رہے

ڈاکٹر یونس ندیم کی مدت ملازمت میں 1 سال کی توسیع، ڈاکٹر مقرب کا انٹرنیشنل ریلیشنز سے شعبہ سیاسیات تبادلہ کر دیا گیا

ڈاکٹر طاہر امین 1200 دن وی سی کے عہدے پر رہے مگر حاضری 290 دن دی، 50 فیصد سے زائد احکامات غیر حاضری میں دیئے گئے

ملتان (نمائندہ خصوصی) بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 16

ڈاکٹر طارق انصاری کی بطور قائم مقام وائس چانسلر کی تعیناتی کا نوٹیفکیشن جاری نہ ہو سکا

ملتان (نمائندہ خصوصی) بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 20

مدت ملازمت میں بار بار توسیع لینے والے ڈاکٹر رانا ایاز کی اجلاس میں غیر اخلاقی گفتگو

ملتان (نمائندہ خصوصی) زکریا یونیورسٹی ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 19

یونیورسٹی اساتذہ کے کرتوت بے نقاب کرنے پر "خبریں" کو خراج تحسین، کاشف غازی، احسن ...

ملتان (نمائندہ خصوصی) بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 17

زکریا یونیورسٹی بارے خبروں پر وزیراعلیٰ تشویش میں مبتلا

عثمان بزدار اور اہلیہ یونیورسٹی کے طالب علم رہ چکے، گورنر سے سخت کارروائی کی سفارش

ملتان (نمائندہ خصوصی) وزیراعلیٰ پنجاب عثمان بزدار نے 1991ء تا 1993ء زکریا یونیورسٹی کے پولیٹیکل سائنس ڈیپارٹمنٹ کے طالب علم رہے ہیں ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 21

امتحانات کیلئے الگ امتحانی یونیورسٹی بنانے کا منصوبہ تیار

لاہور (این این آئی) پنجاب حکومت ... باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 18

سرگودھا یونیورسٹی سکینڈل میں زیر حراست پروفیسر دل کا دورہ پڑنے سے جاں بحق

موقع پر پروفیسر جاوید کو گرفتار کیا گیا، کیمپ جیل میں دل کا دورہ، ہسپتال میں ہتھکڑی لگی نعش کی تصویر نے ہلچل مچا دی

نیب کی حراست میں پروفیسر کی ہلاکت بارے خبر بے بنیاد، دوران علاج موت واقع ہوئی: ترجمان نیب

لاہور (خصوصی رپورٹر) سرگودھا یونیورسٹی ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 56

نیب حراست میں جاں بحق سرگودھا یونیورسٹی لاہور کیمپس کے ڈائریکٹر میاں جاوید کی لاش ... فائل فوٹو

آشیانہ سکینڈل، شہباز شریف، فواد حسن فواد کے جوڈیشل ریمانڈ میں توسیع، ضمنی ریفرنس دائر کرنے کا حکم

آشیانہ اقبال پراجیکٹ میں ملزموں کی ملی بھگت سے قومی خزانے کو 66 کروڑ کا نقصان پہنچا، تین جنوری کو تمام ملزم پیش کرنے کا حکم

فواد حسن فواد اور احد چیمہ عدالت پیش، شہباز شریف قومی اسمبلی اجلاس میں شرکت کی وجہ سے پیش نہ ہوئے، نیب کی جلد ریفرنس دائر کرنیکی یقین دہانی

لاہور (کورٹ رپورٹر) آشیانہ اقبال ہاؤسنگ سکینڈل میں شہباز شریف، فواد حسن فواد اور احد چیمہ کے ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 55

جھوٹے مقدمات سے ڈرایا دھمکایا نہیں جا سکتا، ظلم برداشت کرنیکا حوصلہ ہے: آصف زرداری

مشکل حالات سے گھبرانے والے نہیں، ایسے حالات سے پہلے سے زیادہ مضبوط ہو کر نکلے

پیپلز پارٹی کا اجلاس، بینظیر کے یوم شہادت پر گڑھی خدا بخش میں جلسے کی تیاریوں کا جائزہ لیا گیا

کراچی (نمائندہ خصوصی) پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹرین کے صدر آصف علی زرداری کی زیر صدارت ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 54

کراچی: آصف علی زرداری اور بلاول بھٹو پیپلز پارٹی کے اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں۔

جعلی اکاؤنٹس کیس — آصف زرداری اور فریال تالپور کی ضمانت میں 7 جنوری تک توسیع

بینکنگ کورٹ میں عبوری ضمانت ... جے آئی ٹی رپورٹ جمع کرانے ...

کراچی (اے این این) کراچی کی بینکنگ کورٹ ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 49

ریاست، جمہوریت کی خیالات ہیں، میڈیا، ترکی، عدالتی ٹرائل کو کنٹرول کر لیتا ہے: خورشید شاہ

کراچی (صباح نیوز) پیپلز پارٹی کے رہنما سید ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 51

سلیکٹڈ وزیراعظم جو مرضی کر لیں مقابلہ کریں گے: بلاول بھٹو

اسلام آباد (وائس آف ایشیا) پاکستان پیپلز پارٹی ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 50

زرداری نے نام 18 ویں، بلاول نے 19 ویں ترمیم رکھ لیا: فیاض الحسن چوہان

لاہور (صباح نیوز) وزیر اطلاعات پنجاب فیاض الحسن ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 52

گرفتاری کا ڈر، خواجہ آصف وطن چھوڑ گئے

لاہور (مانیٹرنگ ڈیسک) ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 53

آرمی چیف نے سکیورٹی فورسز پر حملے کرنیوالے 14 دہشتگردوں کو سزائے موت کی توثیق کر دی

دہشت گردوں کی کارروائی میں 13 سکیورٹی اہلکاروں سمیت 16 افراد شہید، 19 زخمی ہوئے، زخمیوں میں 313 فوجی، 3 سویلین شامل

مواصلاتی نظام، تعلیمی اداروں کو تباہ کرنے کا الزام، آرمی چیف نے 20 دیگر دہشت گردوں کی مختلف سزاؤں کی توثیق کی

راولپنڈی (آئی این پی) آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ نے سنگین جرائم اور دہشت گردی کی کارروائیوں ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 48

آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ سے جاپانی سفیر کی الوداعی ملاقات، باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو

راولپنڈی (صباح نیوز) آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ سے جاپان کے سفیر ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 47

راولپنڈی: آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ سے جاپان کے سفیر الوداعی ملاقات کر رہے ہیں۔

ڈیرہ غازی خان، سی ٹی ڈی کی کارروائی، القاعدہ برصغیر ونگ کے 4 مبینہ دہشتگرد گرفتار

کارروائی ڈی جی کینال کے ساتھ ملحقہ علاقے میں کی گئی، دہشت گردوں سے 5 ہینڈ گرنیڈز، پستول، گولیاں، رقم برآمد کر لی گئی

گرفتار دہشتگردوں میں ... حساس مقامات کو نشانہ بنانے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے ...

ڈیرہ غازی خان (کرائم رپورٹر) سی ٹی ڈی نے ... باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 46

http://www.khabrain.com E-mail:-daily.khabrain@gmail.com khabrain@khabrain.com

LOCAL

ABC CERTIFIED

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ملتان لاہور اسلام آباد کراچی حیدرآباد پشاور سکھر اور مظفرآباد (آزاد کشمیر) سے شائع ہونیوالا قومی اخبار



چیف ایڈیٹر: ضیا شاہد

روزنامہ خبریں ملتان

Daily KHABRAIN

ایڈیٹر: امتنان شاہد

Friday 21 December,2018, UAN:111-55-88-55

جلد 27

جمعۃ المبارک 13 ربیع الثانی 1440ھ 21 دسمبر 2018ء 6 پوہ 2075 ب صفحات 14 قیمت 20 روپے

شمارہ 199

قومی اسمبلی: ن لیگ کا جنوبی پنجاب صوبہ بنانے، بہاولپور صوبہ کی بحالی کیلئے بل لانیکا اعلان

حکومت عوام سے کئے تمام وعدے پورے کرے: شہباز شریف، نئے صوبے بنانے میں اتنے ہی سنجیدہ ہیں تو خود پچھلے 5 سال کام کیوں نہیں کیا: [illegible] کا جواب

باتیں نہیں عملی کام کرنا ہوگا: پرویز اشرف، جنوبی پنجاب صوبہ کیلئے اتفاق رائے پیدا کیا جائے: شاہ محمود، بہاولپور صوبہ ہر صورت بننا چاہئے: طارق بشیر چیمہ



اسلام آباد (آئی این پی + اے پی پی) قومی اسمبلی میں مسلم لیگ (ن) نے جنوبی پنجاب صوبے کے قیام اور بہاولپور صوبے کی بحالی کا پرائیویٹ بل لانے

باقی صفحہ 6 بقیہ نمبر 1

پیپلز پارٹی، ن لیگ [illegible]

زکریا یونیورسٹی: اساتذہ کی شرمناک حرکتوں بارے مزید تفصیلات سامنے آ گئیں

بعض پروفیسروں نے شہر کے مختلف علاقوں میں گرلز ہاسٹل بھی کھول رکھے، تمام بلیک میلر آڑے وقت پر ایک دوسرے کی بھرپور مدد کرتے ہیں

لیکچرر حافظ فیاض نے یونیورسٹی ملازمت کے بعد مزید 2 شادیاں کیں، ایک شاگردہ کو ورغلا کر نکاح کیا، بچی پیدا ہونے پر انکشاف ہوا

اجمل مہار کی بلیک میلنگ سے تنگ تین طلباء یونیورسٹی ہی چھوڑ گئے، انٹیلی جنس اہلکار بھی مفادات پر نشاندہی کے بجائے پروفیسروں کے معاون

پروفیسر رانا ایاز کی پشت پناہی پر اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کی نقاب پوش طالبہ ہاسٹل کی طالبات کو ورغلاتی، ڈاکٹر مقرب کیخلاف درخواست دہندہ طالبہ فیل

قاضی عبدالرحمٰن عابد کا مظفرگڑھ کی (ن) سے معاشقہ رہا، ہر سال نئی لڑکی پھنساتے، شاہ جمال کی (پ) کو ناکامی پر فرسٹ ڈویژن سے محروم کر دیا

گیلانی کی سفارش پر بھرتی عمار یاسر کھاکھی کا گرلز ہاسٹل، یونیورسٹی حاضری برائے نام، کامرس ہیڈ ریحانہ کوثر کے چہیتے قیصر مقبول کی بھی من مانیاں

صہیب قدوس، مقرب اکبر سمیت 5 پروفیسروں نے سابق وی سی سے نہ صرف اجمل مہار کو کمرہ دلوایا بلکہ خود چابی لیکر بٹھا کر بھی آئے: ذرائع

بعض پروفیسروں نے کمروں کو عیاشی کا اڈہ بنا رکھا ہے، گندگی صاف کرنی ہے تو ریٹائرڈ جنرل کو وائس چانسلر لگایا جائے: ایک خاتون پروفیسر

اجمل مہار کی بدکاریوں سے بخوبی آگاہ، ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں، حمایت کا تصور بھی نہیں کر سکتا: "خبریں" کے رابطہ پر صہیب قدوس کا موقف

+ملتان (رانا طارق عزیز سے) بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے اساتذہ کے طالبات، حتیٰ کہ یونیورسٹی لیکچروں

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 15

"لڑکی مظلوم، دوسرا شکتی کپور، ایسا کیوں؟" اساتذہ کا واٹس ایپ گروپ سرگرم

ایک ہی واٹس ایپ اساتذہ کے کردار، سوچ اور طرز عمل کو ثابت کرنے کیلئے کافی

Yahan baki sb tu theek h laikin larki ko jo mazloom bna k paish kiya ja raha h us pe bhi baat ho. Kiya us ne kissi jabbar k tehat ye sb ghatya amal kiya ya wo apni marzi se ye sb kr rae thi.Is ghatya amal k baad us larki ne kaun kaun si favours liin aur kitni haqdaar bachioon ka haq mara? Ye bari ajeeb si sooch h k aik shaks ko tu society main full ganda kr do aur shakti kapoor bna do jb k jo is amal main brabar ka hissey dar h ussey mazloom bna k paish kroo

ایک ٹیچر کے واٹس ایپ پیغام کا عکس۔

+ملتان (سپیشل رپورٹر) ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے اساتذہ کا ایک واٹس ایپ گروپ بنا ہوا ہے۔ پروفیسر واصف نعمان کے

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 17

پروفیسر ڈاکٹر طارق انصاری کو قائم مقام وائس چانسلر زکریا یونیورسٹی مقرر کرنے کی منظوری، جلد نوٹیفکیشن متوقع

+ملتان (نمائندہ خصوصی) بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی گزشتہ ایک ہفتہ سے خالی اسامی پر

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 16

زکریا یونیورسٹی اساتذہ کی شرمناک حرکتیں ... تفصیلات سامنے آگئیں





عوام آکستہ بیگم نہیں ... اپوزیشن ... ضیا شاہد







کرپشن، بدنظمی، غیر معیاری ... ملتان پبلک اسکول تباہی کے دہانے پر



جہانیاں الضحیٰ سیکنڈری اسکول ... بوگس ثابت، عدالت نے ... کا حکم دے دیا











محکمہ تعلیم پنجاب ... کا اعتراف کر لیا







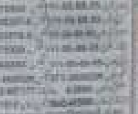
ایم ڈی اے ... کی ملی بھگت، قوانین ... کمرشل عمارتیں قائم

































بریکنگ نیوز

ملتان، زکریا یونیورسٹی کے ہاسٹل میں مجرا



بلال نیازی، ملتان

خسرہ مہم میں 522 ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں

116 ٹیمیں



ملتان: زکریا یونیورسٹی کے ہاسٹل میں مجرا

12:52 PM

SUBSCRIBE

سروس بند کر دی گئی۔ بہاولپور یونیورسٹی سمیت دیگر تعلیمی

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 10



لودھراں: سپیڈو بس سروس کی بندش بارے شہری وطلباء اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں، دوسری طرف سپیڈو بس کے انتظار میں طلباء وطالبات کھڑے ہیں۔

مینوں نوٹ وکھا... زکریا یونیورسٹی ہاسٹلز میں راتوں کو مجرا ہونے لگا

مرجان کیس میں ملوث پروفیسر اجمل مہار کا شرمناک کردار سامنے آنے کے باوجود مؤثر کارروائی نہ ہونے پر طلبہ بھی بے خوف، اخلاقیات کی دھجیاں اُڑانے لگے

ابوبکر ہال میں رقص وسرود کی محفل، بلو نامی خواجہ سراء پر 3 گھنٹے نوٹوں کی بارش، رات گئے تک اونچی آواز میں گانوں پر ہلہ گلہ

شور شرابہ کے باوجود انتظامیہ نے نوٹس لیا نہ ہی سکیورٹی اہلکاروں نے چیک کرنے کی زحمت گوارہ کی، ہر ہفتے ناچ گانے کی محفلیں سجتی ہیں: ذرائع

+ملتان (نمائندہ خصوصی) بہاء الدین زکریا یونیورسٹی مرجان کیس میں ملوث پروفیسر اجمل مہار کی بریت کے بعد

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 12



مظفر گڑھ میں نامعلوم افراد کی

نان پریکٹس الاؤ...

الاؤنس 4 سے 5 ہزار ماہوا...

پروفیسرز، سپیشلسٹس نے...

اینٹی کرپشن نے ریکارڈ قبضے...

+ملتان (خصوصی رپورٹر...

میں نان پریکٹس الاؤنس حاصل...

سیزن شروع ہوتے...

دریائی کے نام پر فارمی مچھلی...

ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹی...

+ملتان (کامرس رپورٹر...

مچھلی کی قیمتیں بھی آسمان پر پہنچ...

کی مچھلی کو دریائی مچھلی کہہ کر...

ملتان: مچھلی مارکیٹ میں...

بریکنگ نیوز

ملتان: طلباء خواجہ سرا پر پیسے بھی پھینکتے رہے



بلال نیازی، ملتان

ضلع بھر کے 6 لاکھ 55 ہزار بچوں کو خسرے کے ٹیکے لگائے جائیں گے

ROHI روہی

طلباء خواجہ سراء کو ویلیں بھی دیتے رہے

پیر 15 اکتوبر



کراچی: وزیر ریلوے شیخ رشید پریس کانفرنس کر رہے ہیں

پشاور: نجی سکول کے پرنسپل کو بچوں سے زیادتی پر 105 سال قید

عطاالله بچوں کی قابل اعتراض ویڈیوز بنانے میں ملوث تھا، 10 لاکھ 40 ہزار کا جرمانہ

پشاور (نیوز رپورٹر، مانیٹرنگ ڈیسک) پشاور کی سیشن کورٹ نے نجی سکول کے پرنسپل کو بچوں کے ساتھ زیادتی، ریپ انہیں زدوکوب کرنے اور قابل اعتراض ویڈیوز بنانے کے جرائم میں ملوث ہونے پر 105 سال قید کی سزا سنادی۔ سیشن جج یونس خان نے مجرم عطاالله خان پر 10 لاکھ 40 (باقی صفحہ 6 بقیہ نمبر 26)

گوجرانوالہ: باپ بیٹوں کے قاتل نہ پکڑنے پر احتجاج


ARY
NEWS
11:47 PM
پاکپتن: استاد کی پہلی جماعت کی طالبہ سے مبینہ زیادتی، پولیس



ARY
نیوز
22/12/2018

پاکپتن: بچی زخمی حالت میں ڈی ایچ کیو اسپتال منتقل، پولیس

پشاور: نجی اسکول پرنسپل کا خواتین کے جنسی استحصال کا اعتراف – Pakistan

urdunewsroom.com 21/July/2017, 13:51



پشاور: ایک نجی اسکول کے ہیڈ ماسٹر کو خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے اور ان کی قابل اعتراض ویڈیو بنانے کے الزام میں گرفتار کرکے مقامی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کر دیا گیا جہاں انہوں نے اپنا جرم قبول کرلیا۔

مجسٹریٹ اصغر خان نے کوڈ آف کرمنل پروسیجر کے سیکشن 164 کے تحت ملزم عطااللہ خان مروت کا بیان ریکارڈ کیا جس کے بعد انہیں جوڈیشل ریمانڈ پر پشاور کی سینٹرل جیل بھیج دیا گیا۔







واضح رہے کہ مذکورہ پرنسپل کو حیات آباد پولیس نے ایک طالب علم کی جانب سے 14 جولائی کو جمع کرائی جانے والی درخواست کے بعد گرفتار کیا گیا تھا۔

مزید پڑھیں: 'خواتین کو ہراساں کرنے کا بل تعلیمی اداروں پر قابل اطلاق نہیں'

درخواست میں طالب علم نے نجی اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے خلاف اسکول کے طالب علموں، اساتذہ اور دیگر خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے اور اسکول کی حدود میں نصب کیے گئے خفیہ کیمروں کی مدد سے ان کی قابل اعتراض ویڈیو بنانے کے سنگین الزامات لگائے۔

تاہم اس کیس کی تفتیش سے آگاہ ایک پولیس افسر نے ڈان کو بتایا کہ طالب علم کی جانب سے اسکول کے ہیڈ ماسٹر پر اساتذہ کو جنسی ہراساں کرنے کے الزامات ثابت نہیں ہوسکے۔

اس کیس کے تفتیشی افسر ریاض خان نے ڈان کو بتایا کہ ملزم کو مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا جہاں اس نے اپنا اعترافی بیان ریکارڈ کرایا۔

تاہم ان کا کہنا تھا کہ ملزم کا اعترافی بیان محض باہر سے خواتین کو اسکول میں لا کر ان کے ساتھ بد فعلی کرنے اور ان کی قابل اعتراض ویڈیو بنانے کے حوالے سے ہے۔

یہ بھی پڑھیں: 'خاتون کو ہراساں' کرنے پر جامعہ کراچی کے پروفیسر گرفتار

جب ریاض خان سے سوال کیا گیا کہ ایف آئی آر میں یہ بات لکھی گئی کہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے اسکول کے طالب علموں اور اساتذہ کی بھی ویڈیوز بنائیں تو اس کے جواب میں پولیس افسر نے جواب دیا کہ ابتدائی طور پر ان پر یہی الزامات لگائے گئے تھے جو اب تک ثابت نہیں ہو سکے۔

اسکول کے ایک طالب علم نے پولیس کو بتایا تھا کہ ملزم طالب علموں اور اساتذہ کا استحصال کرنے میں ملوث ہے، یہ الزام بھی لگایا گیا تھا کہ ملزم باہر سے اسکول میں آنے والی خواتین کا بھی استحصال کیا کرتا تھا جبکہ ہیڈ ماسٹر کے خوف سے کوئی بھی اس بات کو منظرعام پر نہیں لاسکا۔

طالب علم نے پولیس کو یہ بھی بتایا کہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے انہیں بھی

طالب علم نے پولیس کو یہ بھی بتایا کہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے انہیں بھی خفیہ طور پر بنائی جانے والی کچھ تصاویر اور ویڈیوز دکھائی تھیں اور اس گھناؤنے عمل میں شامل ہونے کا کہا۔

ایف آئی آر کے مطابق جب پولیس حکام نے اسکول پر چھاپہ مارا تو ملزم نے اپنے دو موبائل فون چھپانے کی کوشش کی جن میں مبینہ طور پر اسکول کے طالب علموں کی نازیبا ویڈیوز موجود تھیں جبکہ ملزم اس عمل کے لیے اسکول کے تین کمرے استعمال کرتا تھا۔

مزید پڑھیں: گلگت: استاد کے مبینہ تشدد سے 11 سالہ بچی جاں بحق

ایف آئی آر میں یہ بھی بتایا گیا کہ پولیس نے ابتدائی تحقیقات کے دوران میموری کارڈز اور یو ایس بی برآمد کیں جن میں ملزم کی لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ قابل اعتراض ویڈیوز موجود تھیں، اس کے علاوہ ان ویڈیوز میں ملزم کم عمر بچوں اور بچیوں کے ساتھ بد فعلی کرتے پائے گئے۔

نجی اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے خلاف خواتین کا استحصال، ریپ، زدو کوب کرنے اور جعلسازی کرنے جیسی شقوں کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔

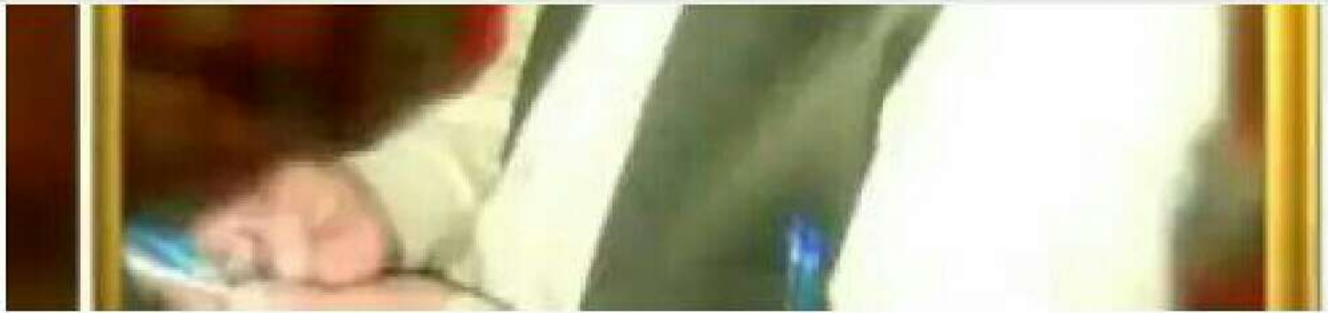
پولیس حکام نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے ملزم سے ایک غیر قانونی پستول برآمد کی جبکہ اسکول میں لگے خفیہ کیمرے بھی برآمد کر لیے۔

یہ خبر 21 جولائی 2017 کو ڈان اخبار میں شائع ہوئی

پشاور جنسی سیکنڈل، نجی اسکول کے پرنسپل کا اعتراف جرم

islamtimes.org 21/July/2017, 19:56

اسلام ٹائمز۔ حیات آباد میں واقع نجی سکول کی آڑ میں کمسن طلباء کو جنسی تشدد کا نشانہ بنانے کے الزام میں گرفتار اسکول پرنسپل نے مقامی عدالت میں اعتراف جرم کر لیا ہے۔ عدالت نے ملزم کو جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھجوا دیا۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے پولیس کا کہنا تھا کہ اسکول پرنسپل کو گرفتار کرکے اس کے قبضے سے جنسی ادویات، کم عمر لڑکوں، لڑکیوں اور طالبات کے ساتھ غیر اخلاقی حرکات پر مبنی ویڈیوز، میموری کارڈز، لیپ ٹاپ اور دیگر مواد بھی برآمد کر لیا گیا تھا۔ جسمانی ریمانڈ مکمل ہونے پر اسکول پرنسپل عطاء اللہ ساکن حیات آباد کو گذشتہ روز جوڈیشل مجسٹریٹ محمد اصغر کے رو برو پیش



اسلام ٹائمز۔ حیات آباد میں واقع نجی سکول کی آڑ میں کمسن طلباء کو جنسی تشدد کا نشانہ بنانے کے الزام میں گرفتار اسکول پرنسپل نے مقامی عدالت میں اعتراف جرم کر لیا ہے۔ عدالت نے ملزم کو جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھجوا دیا۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے پولیس کا کہنا تھا کہ اسکول پرنسپل کو گرفتار کرکے اس کے قبضے سے جنسی ادویات، کم عمر لڑکوں، لڑکیوں اور طالبات کے ساتھ غیر اخلاقی حرکات پر مبنی ویڈیوز، میموری کارڈز، لیپ ٹاپ اور دیگر مواد بھی برآمد کر لیا گیا تھا۔ جسمانی ریمانڈ مکمل ہونے پر اسکول پرنسپل عطاء اللہ ساکن حیات آباد کو گذشتہ روز جوڈیشل مجسٹریٹ محمد اصغر کے رو برو پیش کیا گیا، جہاں ملزم (پرنسپل) نے اپنا اقبالی بیان قلمبند کرایا اور بعدازاں عدالت نے ملزم کو جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھجوا دیا۔ پولیس کے مطابق اسکول کے ایک کمرے میں خفیہ کیمرے نصب کئے گئے تھے، جہاں پرنسپل لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ غیر اخلاقی حرکات کرکے ویڈیوز بناتا تھا اور پھر انہیں بلیک میل کرکے استعمال کرتا تھا۔ واضح رہے کہ مذکورہ پرنسپل کو حیات آباد پولیس نے ایک طالب علم کی جانب سے 14 جولائی کو جمع کرائی جانے والی درخواست کے بعد گرفتار کیا گیا تھا۔ درخواست میں طالب علم نے نجی اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے خلاف اسکول کے طالب علموں، اساتذہ اور دیگر خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے اور اسکول کی حدود میں نصب کئے گئے خفیہ کیمروں کی مدد سے ان کی قابل اعتراض ویڈیو بنانے کے سنگین الزامات لگائے تھے، جن کا ملزم نے اعتراف کر لیا۔

پشاور کے نجی سکول میں کمسن طالبات کے ساتھ کیا کچھ کیاجاتارہا؟بڑے سکینڈل نے سراُٹھالیا

javedch.com 18/July/2017, 20:48



پشاور(این این آئی)پشاورکے پوش علاقہ حیات آباد میں نجی سکول کے پرنسپل بارے اہم انکشاف سامنے آگئے۔پولیس نے نجی سکول کوسیل کردیا۔سکول پرنسپل عطااللہ مروت نے کمسن طالبات کی نازیبا حرکات کی خفیہ ویڈیوز بنایا کرتا تھا اور ویڈیو کے ذریعے طالبات کے والدین کو بلیک میل بھی کرنے میں ملوث نکلا ۔ پولیسحکام کے مطابق حیات اباد فیز ون کی نجی سکول(حیات آباد چلڈرن اکیڈیمی) سے گرفتار ہونے والے سکول پرنسپل عطااللہ مروت نے دوران تفتیش میں کئی انکشافات کردئیے۔ پولیس کے مطابق پرنسپل نے سکول کو قحبہ خانے میں تبدیل کررکھا تھا، ملزم عطااللہ مروت نے کمسن طالبات کی

نازیبا حرکات کی خفیہ ویڈیوز بھی بنایا کرتا تھا اور ویڈیو کے زریعے طالبات کے والدین کو بلیک میل بھی کرنے میں ملوث نکلا ،ملزم شام کے اوقات میں ٹیکسی ڈرائیور بن کر جسم فروشی میں ملوث خواتین کو بھی سکول لاتا تھا پولیس نے

نازیبا حرکات کی خفیہ ویڈیوز بھی بنایا کرتا تھا اور ویڈیو کے زریعے طالبات کے والدین کو بلیک میل بھی کرنے میں ملوث نکلا ،ملزم شام کے اوقات میں ٹیکسی ڈرائیور بن کر جسم فروشی میں ملوث خواتین کو بھی سکول لاتا تھا پولیس نے ملزم کا عدالت سے جسمانی ریمانڈ لیکر سکول کو سیل کردیا۔ اے ایس پی حیات آباد کے مطابق سکول کے طالب علم نے پرنسپل کا بھانڈا پھوڑا تھا ملزم کے خلاف تمام شواید جمع کرلئے گئے ہیں .سکول پرنسپل کی غیر اخلاقی سرگرمیوں کی تصدیق کے بعد گرفتار کیا گیا .مقامی عدالت نے ملزم کوجسمانی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کردیا.سکول پرنسپل عطااللہ مروت نے کمسن طالبات کی نازیبا حرکات کی خفیہ ویڈیوز بنایا کرتا تھا اور ویڈیو کے ذریعے طالبات کے والدین کو بلیک میل بھی کرنے میں ملوث نکلا یہ خبر سامنے آنے کے بعد طالبات کے والدین سخت مشتعل ہیں اور شہر میں شدیدغم و غصے کی کیفیت ہے۔ لو گ سکول مالک کو عبرتناک سزا دینے کا مطالبہ کررہے ہیں

شہری یہ خبر ضرور پڑھ لیں اسکول کاپرنسپل کیا کرتاتھا، پولیس افسر کے بیان نے سب کے ہوش اُڑا دیئے

daillyuniversal.com.pk 18/July/2017, 21:18



پشاور (نیوز ڈیسک) پشاور میں تعلیم کی آڑ میں گھناؤنا دھندا، سکول کا گرفتار پرنسپل طلباء کی ویڈیوز بناتا رہا، ویڈیوز کی بنیاد پر والدین کو بلیک میل کرتا تھا، ایک طالب علم نے انسانیت سوز سرگرمیوں کا بھانڈا پھوڑ دیا۔حیات آباد میں واقع نجی سکول کی گرفتار پرنسپل کے بارے میں اہم انکشافات سامنے آ گئے۔ پولیس کے مطابق نجی سکول کے گرفتار پرنسپ عطاء اللہ مروت نے سکول کو قحبہ خانے میں تبدیل کر رکھا تھا۔ ملزم ویڈیو کے ذریعے بچوں کے والدین کو بلیک میل بھی کرتا رہا۔ ٹیکسی ڈرائیور بن کر باہر سے برے لوگوں کو بھی سکول میں لاتا تھا۔پولیس کے مطابق ملزم کے قبضے سے منشیات اور پستول بھی برآمد ہوا ہے۔ پولیس حکام کا کہنا ہے کہ گرفتار پرنسپل کے حوالے سے تمام شواہد جمع کریں گے، پرنسپل کے حوالے سے موصول شکایات میں اکثریت حقیت پر مبنی ہیں۔ حکام کا کہنا تھا کہ سکول میں غیراخلاقی سرگرمیوں کی تصدیق کے بعد




NewsHub




پشاور (نیوز ڈیسک) پشاور میں تعلیم کی آڑ میں گھناؤنا دھندا، سکول کا گرفتار پرنسپل طلباء کی ویڈیوز بناتا رہا، ویڈیوز کی بنیاد پر والدین کو بلیک میل کرتا تھا، ایک طالب علم نے انسانیت سوز سرگرمیوں کا بھانڈا پھوڑ دیا۔حیات آباد میں واقع نجی سکول کی گرفتار پرنسپل کے بارے میں اہم انکشافات سامنے آ گئے۔ پولیس کے مطابق نجی سکول کے گرفتار پرنسپل عطاء اللہ مروت نے سکول کو قحبہ خانے میں تبدیل کر رکھا تھا۔ ملزم ویڈیو کے ذریعے بچوں کے والدین کو بلیک میل بھی کرتا رہا۔ ٹیکسی ڈرائیور بن کر باہر سے برے لوگوں کو بھی سکول میں لاتا تھا۔پولیس کے مطابق ملزم کے قبضے سے منشیات اور پستول بھی برآمد ہوا ہے۔ پولیس حکام کا کہنا ہے کہ گرفتار پرنسپل کے حوالے سے تمام شواہد جمع کریں گے، پرنسپل کے حوالے سے موصول شکایات میں اکثریت حقیت پر مبنی ہیں۔ حکام کا کہنا تھا کہ سکول میں غیراخلاقی سرگرمیوں کی تصدیق کے بعد کارروائی کی گئی ہے۔

 368  288  326

Hot news

انتہا پسند ہندووں کا بھارتی مسلمان کرکٹر محمد شامی پر حملہ '3گرفتار



Just now nawaiwaqt.com.pk

" ہلاک ہو گئے البغدادی کی زندگی کی خبریں"



Just now javedch.com

سرگودھا یونیورسٹی میں کیسی

تعلیم

تھیوری کے ساتھ ساتھ

پریکٹیل تعلیم

پہلے تھیوری پڑھتے ہیں۔اس کے بعد پریکٹیکل کرتے ہیں

اوپر سے تیر گئے تھے لیکن بعد میں جب رندھیر نے اسے اپنی دھوتی نکال کر دی تو اس نے کچھ دیر سوچ کر اپنا لہنگا اُتار دیا جس پر میل بھیگنے کی وجہ سے اور بھی نمایاں ہو گیا تھا...... لہنگا اُتار کر اس نے ایک طرف رکھ دیا اور جلدی سے دھوتی اپنی رانوں پر ڈال لی۔ پھر اس نے اپنی تنگ بھینچی بھینچی چولی اُتارنے کی کوشش کی جس کے دونوں کناروں کو ملا کر اس نے ایک گانٹھ دے رکھی تھی۔ وہ گانٹھ اس کے تندرست سینے کے ننھے لیکن سمٹیلے گڑھے میں چھپ گئی تھی۔

دیر تک وہ اپنے گھسے ہوئے ناخنوں کی مدد سے چولی کی گانٹھ کھولنے کی کوشش کرتی رہی جو بھیگنے کی وجہ سے بہت زیادہ مضبوط ہو گئی تھی۔ جب تھک ہار کر بیٹھ گئی تو اس نے مراٹھی زبان میں رندھیر سے کچھ کہا جس کا مطلب یہ تھا: ''میں کیا کروں...... نہیں نکلتی۔''

رندھیر اس کے پاس بیٹھ گیا اور گانٹھ کھولنے لگا۔ جب نہیں کھلی تو اس نے چولی کے دونوں سروں کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ گانٹھ سراسر پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی دو دھڑکتی ہوئی چھاتیاں ایک دم سے نمایاں ہو گئیں۔

لمحہ بھر کے لئے رندھیر نے سوچا کہ اس کے اپنے ہاتھوں نے اس گھاٹن لڑکی کے سینے پر نرم نرم گندھی ہوئی مٹی کو ماہر کمہار کی طرح دو پیالوں کی شکل بنا دی ہے۔

اس کی صحت مند چھاتیوں میں وہی گدگداہٹ، وہی دھڑکن، وہی گولائی، وہی گرم گرم ٹھنڈک تھی جو کمہار کے ہاتھوں سے نکلے ہوئے تازہ برتنوں میں ہوتی ہے۔

مٹیلے رنگ کی جوان چھاتیوں میں جو بالکل کنواری تھیں، ایک عجیب و غریب قسم کی چمک پیدا کر دی تھی جو چمک ہوتے ہوئے بھی چمک نہیں تھی۔ اس کے سینے پر یہ ایسے دیے معلوم ہوتے تھے جو تالاب کے گدلے پانی پر جل رہے تھے۔

برسات کے یہی دن تھے۔ کھڑکی کے باہر پیپل کے پتے اسی طرح کپکپا رہے تھے۔ لڑکی کے دونوں کپڑے جو پانی میں شرابور ہو چکے تھے، ایک گدلے ڈھیر کی صورت میں پڑے تھے اور وہ رندھیر کے ساتھ چپٹی ہوئی تھی۔ اس کے ننگے بدن کی گرمی اس کے جسم میں ایسی ہلچل سی پیدا کر رہی تھی جو سخت جاڑے کے دنوں میں نائیوں کے گرم حماموں میں نہاتے وقت محسوس ہوا کرتی ہے۔

دن بھر وہ رندھیر کے ساتھ چپٹی رہی...... دونوں جیسے ایک دوسرے کے مُد ہو گئے تھے۔ انہوں نے بہ مشکل ایک دو باتیں کی ہوں گی کیوں کہ جو کچھ بھی ہو رہا تھا سانسوں، ہونٹوں اور ہاتھوں سے طے ہو رہا تھا۔ رندھیر کے ہاتھ ساری کی چھاتیوں پر ہوا کے جھونکوں کی طرح پھرتے رہے۔ چھوٹی چھوٹی چوچیاں اور موٹے موٹے گول دانے جو چاروں طرف ایک سیاہ دائرے کی شکل میں پھیلے ہوئے تھے ہوائی جھونکوں سے جاگ اُٹھتے اور اس گھاٹن لڑکی کے پورے بدن میں ایک سرسراہٹ پیدا ہو جاتی کہ خود رندھیر بھی کپکپا اُٹھتا۔

سب کہہ دو لعنت

ایسی فرنگی یہودی تعلیم پر لعنت پڑھنے پڑھانے پڑھوانے اور ایسی یہودی تعلیم کوتعلیم ترقی کہنے والوں پر لعنت

دوسرے تیر گئے تھے لیکن بعد میں جب رندھیر نے اسے اپنی دھوتی نکال کر دی تو اس نے کچھ دیر سوچ کر اپنا لہنگا اُتار دیا جس پر میل بھیگنے کی وجہ سے اور بھی نمایاں ہو گیا تھا...... لہنگا اُتار کر اس نے ایک طرف رکھ دیا اور جلدی سے دھوتی اپنی رانوں پر ڈال لی۔ پھر اس نے اپنی تنگ بھنچی بھنچی چولی اُتارنے کی کوشش کی جس کے دونوں کناروں کو ملا کر اس نے ایک گانٹھ دے رکھی تھی۔ وہ گانٹھ اس کے تندرست سینے کے ننھے لیکن سمٹیلے گڑھے میں چھپ گئی تھی۔

دیر تک وہ اپنے گھسے ہوئے ناخنوں کی مدد سے چولی کی گانٹھ کھولنے کی کوشش کرتی رہی جو بھیگنے کی وجہ سے بہت زیادہ مضبوط ہو گئی تھی۔ جب تھک ہار کر بیٹھ گئی تو اس نے مراٹھی زبان میں رندھیر سے کچھ کہا جس کا مطلب یہ تھا: ”میں کیا کروں...... نہیں نکلتی۔“

رندھیر اس کے پاس بیٹھ گیا اور گانٹھ کھولنے لگا۔ جب نہیں کھلی تو اس نے چولی کے دونوں سروں کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ گانٹھ سراسر پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی دو دھڑکتی ہوئی چھاتیاں ایک دم سے نمایاں ہو گئیں۔

لحہ بھر کے لئے رندھیر نے سوچا کہ اس کے اپنے ہاتھوں نے اس گھاٹن لڑکی کے سینے پر نرم نرم گندھی ہوئی مٹی کو ماہر کمہار کی طرح دو پیالوں کی شکل بنا دی ہے۔

اس کی صحت مند چھاتیوں میں وہی گدگداہٹ، وہی دھڑکن، وہی گولائی، وہی گرم گرم ٹھنڈک تھی جو کمہار کے ہاتھوں سے نکلے ہوئے تازہ برتنوں میں ہوتی ہے۔

مٹیلے رنگ کی جوان چھاتیوں میں جو بالکل کنواری تھیں، ایک عجیب و غریب قسم کی چمک پیدا کر دی تھی جو چمک ہوتے ہوئے بھی چمک نہیں تھی۔ اس کے سینے پر یہ ایسے دیئے معلوم ہوتے تھے جو تالاب کے گدلے پانی پر جل رہے تھے۔

برسات کے یہی دن تھے۔ کھڑکی کے باہر پیپل کے پتے اسی طرح کپکپا رہے تھے۔ لڑکی کے دونوں کپڑے جو پانی میں شرابور ہو چکے تھے، ایک گدلے ڈھیر کی صورت میں پڑے تھے اور وہ رندھیر کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی۔ اس کے ننگے بدن کی گرمی اس کے جسم میں ایسی ہلچل سی پیدا کر رہی تھی جو سخت جاڑے کے دنوں میں نائیوں کے گرم حماموں میں نہاتے وقت محسوس ہوا کرتی ہے۔

دن بھر وہ رندھیر کے ساتھ چمٹی رہی...... دونوں جیسے ایک دوسرے کے مدغم ہو گئے تھے۔ انہوں نے بمشکل ایک دو باتیں کی ہوں گی کیوں کہ جو کچھ بھی ہو رہا تھا سانسوں، ہونٹوں اور ہاتھوں سے طے ہو رہا تھا۔ رندھیر کے ہاتھ ساری رات اس کی چھاتیوں پر ہوا کے جھونکوں کی طرح پھرتے رہے۔ چھوٹی چھوٹی چوچیاں اور موٹے موٹے گول دانے جو چاروں طرف ایک سیاہ دائرے کی شکل میں پھیلے ہوئے تھے ہوائی جھونکوں سے جاگ اُٹھتے اور اس گھاٹن لڑکی کے پورے بدن میں ایک سرسراہٹ پیدا ہو جاتی کہ خود رندھیر بھی کپکپا اُٹھتا۔



یونیورسٹی آف سرگودھا

نیو کورس

ایم اے اُردو

- نئے سوالات کا جدید اضافہ
- جدید ترین امتحانی انداز کے ساتھ
- اور معروضی سوالات سے آراستہ



جدید مکتبہ دانیال

تھیوری

کے بعد

سرگودھا کے پروفیسر

کرتے ہیں۔

پریکٹیکل

سرگودھا یونیورسٹی کا پروفیسر اپنی شاگرد کیساتھ قابل اعتراض حالت میں پکڑا گیا

dailypakistan.com.pk

01/June/2017, 13:50



سرگودھا (ویب ڈیسک) یونیورسٹی آف سرگودھا کا پروفیسر طارق حبیب اپنی سٹوڈنٹ کے ساتھ زبردستی کرتے قابل اعتراض حالت میں گرفتار، لڑکی کی منت سماجت اور پروفیسر طارق حبیب کو مک مکا پر چھوڑ دیا گیا، تفصیلات کے مطابق اردو ڈیپارٹمنٹ میں تعینات لیکچرار طارق حبیب اپنی سٹوڈنٹ کو تھیسز میں خصوصی مدد کیلئے 24/05/17 کو اپنے ساتھ ڈھڈی کالونی واقع مکان میں لے گیا جہاں پہنچ کر پروفیسر طارق حبیب نے لڑکی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور امتحان میں اضافی نمبرز دینے کا لالچ دے کر تعاون کرنے کا کہا۔

روزنامہ خبریں نے دعویٰ کیا کہ لڑکی کے انکار پر اسے فیل کرنے کی دھمکیاں دیتے ہوئے بلیک میل کیا اور پھر لڑکی کے ساتھ زیادتی شروع کر دی لڑکی کے چیخنے پر گزرتے ہوئے سپیشل برانچ اور سیٹلائٹ ٹاؤن تھانہ کے اہلکار نے فوری طور پر مداخلت کی اور پروفیسر طارق حبیب کو قابل اعتراض حالت میں زبردستی کرتے ہوئے گرفتار کر لیا اور لڑکی کو طارق حبیب کے شر سے بچایا ، لڑکی نے اپنی بدنامی اور مستقبل کے خوف کے پیش نظر اہلکاروں سے منت سماجت کی جبکہ پروفیسر طارق حبیب نے اپنا تعارف ملک کے معروف شاعر و ادیب کے طور پر بھی کروایا۔ اہلکاروں نے مک مکا کر کے لڑکی کو موقع سے جانے کا کہا ۔

اخبار کے مطابق یونیورسٹی آف سرگودھا میں اکثر واقعات زنا اور زبردستی کے رپورٹ ہوئے ہیں اور قابل افسوس امر یہ ہے کہ یونیورسٹی کے اساتذہ بھی اس میں ملوث پائے گئے ہیں جس کی تازہ مثال پروفیسر طارق حبیب کا موقع پر گرفتار ہونا ہے ۔

  NewsHub  

روزنامہ خبریں نے دعویٰ کیا کہ لڑکی کے انکار پر اسے فیل کرنے کی دھمکیاں دیتے ہوئے بلیک میل کیا اور پھر لڑکی کے ساتھ زیادتی شروع کر دی لڑکی کے چیخنے پر گزرتے ہوئے سپیشل برانچ اور سیٹلائٹ ٹاؤن تھانہ کے اہلکار نے فوری طور پر مداخلت کی اور پروفیسر طارق حبیب کو قابل اعتراض حالت میں زبردستی کرتے ہوئے گرفتار کر لیا اور لڑکی کو طارق حبیب کے شر سے بچایا ، لڑکی نے اپنی بدنامی اور مستقبل کے خوف کے پیش نظر اہلکاروں سے منت سماجت کی جبکہ پروفیسر طارق حبیب نے اپنا تعارف ملک کے معروف شاعر و ادیب کے طور پر بھی کروایا۔ اہلکاروں نے مک مکا کر کے لڑکی کو موقع سے جانے کا کہا ۔

اخبار کے مطابق یونیورسٹی آف سرگودھا میں اکثر واقعات زنا اور زبردستی کے رپورٹ ہوئے ہیں اور قابل افسوس امر یہ ہے کہ یونیورسٹی کے اساتذہ بھی اس میں ملوث پائے گئے ہیں جس کی تازہ مثال پروفیسر طارق حبیب کا موقع پر گرفتار ہونا ہے ۔

 741  746  718

Hot news

بحرین میں عدالت نے حزب اختلاف کے مرکزی سیکولر گروپ کو تحلیل کرنے اور اثاثے ضبط کرنے کا حکم دیا ہے



Just now bbc

بحرین: عدالت کا حزب مخالف کے ایک مرکزی گروپ کو تحلیل کرنے کا حکم

Just now urduvoa





NewsHub







اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک)بچپن میں مجھے سکول کی ٹیچر نے جنسی طور پر ہراساں کیا، تحریک انصاف کی خاتون رہنما شیریں مزاری کی بیٹی ایمان مزاری کا بھی اعتراف۔ تفصیلات کے مطابق تحریک انصاف کی خاتون رہنما شیریں مزاری کی بیٹی ایمان مزاری نے سماجی رابطوں کی ویب سائٹ پر اپنے ایک پیغام میں اعتراف کرتے ہوئے بتایا ہے کہ انہیں بھی بچپن میں جنسی طور پر ہراساں کیا گیا ہے اور ہراساں کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ ان کی ٹیچر تھیں۔ ایمان مزاری کا کہنا تھا کہ جب وہ 4سال کی تھیں تب ان کی انگریزی کی ٹیچر انہیں

خالی کلاس روم میں لے گئی جہاں انہیں اس ٹیچر نے جنسی طور پر ہراساں کیا۔ اس واقع کے بعد بہت سارے دن مجھے عجیب سے محسوس ہوتا رہا۔ ایمان مزاری کا کہنا تھا کہ انہوں نے اس واقعہ کا ذکر اس سے قبل اپنے والدین کیساتھ نہیں کیا تاہم دو سال پہلے انہوں نے اس واقعہ سے اپنے والدین کو آگاہ کر دیا تھا۔ ایمان مزاری نے اپنے ٹویٹر پیغام میں پاکستان کو بچوں کیلئے غیر محفوظ ملک قرار دیا ہے۔

 585  373  527

Hot news

نئی فوٹیج سامنے اگئی،ملزم نےزینب کواشارے سےبلایا اور ساتھ لےگیا

Just now samaa.tv

حجرہ شاہ مقیم نوجوان کی طالبہ سے کئی ماہ تک زیادتی حاملہ ہوگئی

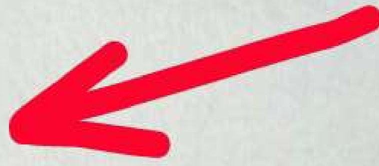
وقاص نے اپنی بہن کی مدد سے اکیڈمی کے بہانے گھر بلوا کر جان سے مارنے کی دھمکی دیکر زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا

برہنہ ویڈیو بنا کر بلیک میل کر کے کئی ماہ بے آبرو کرتا رہا، میٹرک کی طالبہ 8 ماہ کی حاملہ ہوگئی ملزم سے شادی کا مطالبہ

شادی سے انکار پر متاثرہ لڑکی کی خودسوزی کی کوشش، وقاص اور اس کی بہن کیخلاف مقدمہ درج، ملزم گرفتار، اعتراف جرم

حجرہ شاہ مقیم (نمائندہ خصوصی) [illegible] نوجوان نے اپنی بہن کی مدد سے میٹرک کی طالبہ کی عزت تار تار کر دی 20 سالہ ملزم وقاص کی بہن [illegible] 15 سالہ طالبہ کو اکیڈمی کے بہانے اپنے گھر لے گئی وقاص نے اس کو جان سے مار دینے کی نیت سے دھمکی دے کر اس سے

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 27



ہور، جمعۃ المبارک، 14 ستمبر، 2018ء

بانی ایڈیٹر انچیف

میاں عامر محمود

وزنامہ

نیا

لاہور



انٹر کی طالبہ گن پوائنٹ پر اغوا

رینالہ خورد (تحصیل رپورٹر)

انٹر کی طالبہ کو گن پوائنٹ پر اغوا کرلیا گیا، سٹی پولیس نے نامعلوم ملزموں کیخلاف مقدمہ درج کرلیا۔ عثمان اشرف نے موقف اختیار کیا ہے کہ وہ اپنی 12 ویں کلاس کی طالبہ بہن کو کالج سے واپسی پر لینے گیا تو ملزم اسے بس سٹاپ سے گن پوائنٹ پر اغواء کر کے لے گئے۔

رز کا فری میڈیکل کیمپ

حصیل رپورٹر) پنجاب رینجرز 80 ونگ کے زیر اہتمام سرحدی گاؤں تاراپور میں عوام اور غریب مریضوں کے علاج کیلئے فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔

شہر شہر کی دنیا

بیگم کلثوم نواز کی وفات بہت بڑا سانحہ ہے: دانیال عزیز

مرحومہ ہمیشہ پاکستانی عوام کے دلوں میں زندہ رہیں گی: انور عزیز، اصغر علی و دیگر

شکرگڑھ (تحصیل رپورٹر) بیگم کلثوم نواز کی وفات بہت بڑا سانحہ ہے، کلثوم نواز ایک بہادر خاتون تھیں جنہوں نے آمریت کے خلاف جدوجہد کر کے منفرد مقام حاصل کیا، مرحومہ ہمیشہ پاکستانی عوام کے دلوں میں زندہ رہیں گی۔ ان خیالات کا اظہار سابق وفاقی وزرا انور عزیز چودھری، دانیال عزیز چودھری، ایم این اے مہناز اکبر عزیز، ارکان پنجاب اسمبلی مولانا غیاث الدین، رانا منان خان، سینئر مسلم لیگی رہنما اصغر علی چودھری، سابق رکن قومی اسمبلی ثریا اصغر چودھری، ممبر آزاد جموں و کشمیر کونسل صدیق بھٹی، مسلم لیگ ن کے ضلعی سینئر نائب صدر ڈاکٹر حافظ شبیر احمد، ناصر جمیل گوری، اعتزاز رشید، گل صبور خان، نسیم سردار، رانا امیر خان، جمیل احمد انصاری، بابا لطیف، زاہد الیاس چودھری و دیگر مسلم لیگی عہدیداروں اور کارکنوں نے تعزیت کرتے ہوئے کیا، رہنماؤں نے کہا کہ بیگم کلثوم نواز بہادری اور صبر و استقامت کی اعلیٰ مثال تھیں۔

نامعلوم ملزموں نے لڑکی گھر سے اغوا کرلی

ساہیوال (نامہ نگار) نامعلوم ملزموں نے لڑکی گھر سے اغوا کرلی۔ فاروق وغیرہ 7 ملزموں نے سرور کی بیٹی (ب) کو گھر سے اغوا کرنے کی کوشش کی اور 9/103 ایل میں نامعلوم ملزموں نے محمد خالد کی ہمشیرہ (ش) کو گھر سے اغوا کرلیا، جس پر پولیس نے ملزموں کے خلاف مقدمات درج کر کے تفتیش شروع کردی۔

لنڈن روڈ پر کار ٹائر پھٹنے سے الٹ گئی، ایک شخص شدید زخمی

بورے والا (نمائندہ دنیا) لنڈن روڈ پر تیز رفتار کار ٹائر پھٹنے سے الٹ گئی جس کے نتیجہ میں ایک شخص شدید زخمی ہوگیا۔ حادثہ لنڈن روڈ پر واقع شبیر شاہ دربار کے قریب پیش آیا، زخمی کو بے ہوشی کی حالت میں ہسپتال منتقل کروا دیا گیا۔

گھر کے سامنے سے موٹر سائیکل چوری

چیچہ وطنی (نمائندہ دنیا، نامہ نگار) نامعلوم ملزم گھر کے سامنے سے موٹر سائیکل چوری کر کے فرار ہوگئے۔ غفور ٹاؤن کے رہائشی محمد اسامہ نے پولیس کو درخواست دی کہ وہ اپنی موٹر سائیکل گھر کے سامنے کھڑی کر کے اندر چلا گیا، واپس آیا تو وہاں سے موٹر سائیکل غائب تھی، جس پر پولیس نے محمد اسامہ کی درخواست پر نامعلوم ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کرلیا۔

جرم و سزا کی دنیا

ضلع کو منشیات و ناجائز اسلحہ سے پاک کرنا مشن ہے: ڈی پی او

پولیس نے 6 ملزموں کو گرفتار کر کے 3 کلو 935 گرام چرس اور بھاری اسلحہ برآمد کرلیا

نارووال (خبر نگار) ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر محمد کاشف اسلم نے کہا ہے کہ ضلع میں مکمل امن و امان کا قیام، اسے منشیات اور ہر طرح کے ناجائز اسلحہ سے پاک کرنا میرا مشن ہے، جس کی تکمیل کے لیے ضلع نارووال پولیس دن رات کوشاں ہے۔ واضح رہے کہ ڈی پی او نارووال کی ہدایت پر پولیس نے منشیات فروشوں اور ناجائز اسلحہ ہولڈرز کے خلاف تازہ کارروائی کرتے ہوئے 6 ملزموں کو گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے 3 کلو 935 گرام چرس، 1 رائفل 44 بور، 1 پستول 9 ایم ایم اور 1 پستول 30 بور برآمد کرلیا۔ پولیس نے ملزموں کے خلاف مقدمات درج کر کے انہیں پابند سلاسل کردیا۔

12 سالہ لڑکے کی گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی

فقیر والی (نامہ نگار) 12 سالہ لڑکے نے گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کرلی۔ بتایا گیا ہے کہ خودکشی کرنے والا نذر احمد باجوہ کے ڈیرے پر ملازم تھا اور نذر احمد کے چھوٹے بھائی سے جھگڑے پر دلبرداشتہ ہو کر درخت سے لٹک کر مبینہ طور پر خودکشی کرلی۔ واقعہ کی اطلاع ملنے پر مقامی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور اس نے مرحوم کی نعش کو پوسٹمارٹم کے لیے بھجوا دیا ہے، مزید تفصیلات کا انتظار ہے۔

ڈنڈوں کے وار سے دیہاتی زخمی

ساہیوال (نامہ نگار) 3 ملزموں نے دیہاتی کو ڈنڈوں کے وار سے زخمی کردیا، 9/106 ایل میں خالد وغیرہ 3 ملزموں نے محمد عارف کے بھانجے ابوبکر کو ڈنڈوں کے وار سے زخمی کردیا، پولیس نے ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کرلیا۔

نارووال: نہر سے نامعلوم نوجوان کی تیرتی نعش برآمد

ریسکیو 1122 نے نعش ڈی ایچ کیو ہسپتال منتقل کردی، ورثا کی تلاش جاری

نارووال (خبر نگار) تھانہ بدوملہی کے قریب ایم آر لنک ڈھلی نہر کھوکھر والی جھال کے قریب سے نامعلوم نوجوان کی تیرتی نعش برآمد ہوئی ہے، ریسکیو 1122 نے نعش کو قبضہ میں لے کر ڈی ایچ کیو ہسپتال کے سرد خانے میں منتقل کردیا، ذرائع ریسکیو 1122 کے مطابق ڈھلی نہر کھوکھر والی جھال کے قریب تقریباً 22 سالہ نوجوان کی تیرتی نعش آکر کنارے لگ گئی، اہل دیہات نے نعش کو دیکھ کر ریسکیو کو اطلاع کی جنہوں نے نعش کو نکال کر پہلے شناخت کیلئے کئی گھنٹے وہاں رکھا اور قریبی دیہات میں اعلانات بھی کروائے، شناخت نہ ہونے پر تھانہ بدوملہی کو اطلاع کی اور نعش کو ڈی ایچ کیو ہسپتال منتقل کردیا گیا، پولیس نے نامعلوم نوجوان کی شناخت کیلئے قریبی علاقوں میں رابطے شروع کردیئے۔

خاتون سے زیادتی کی کوشش، ملزم کیخلاف مقدمہ

ساہیوال (نامہ نگار) خاتون سے زیادتی کی کوشش کرنیوالے ملزم کیخلاف مقدمہ درج کرلیا۔ کوٹ شاہ [illegible] میں حجی نے (س) بی بی کے گھر آکر اس کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی، جس پر پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی۔

10 سالہ طالبہ سے اغوا کے بعد زیادتی، ہسپتال کے باہر پھینک دیا

بیٹی کو سکول جاتے اغوا کیا، چیف جسٹس انصاف دلائیں: والد، زیادتی نہیں ہوئی: پولیس

پاکپتن (سٹی رپورٹر) اوباش نے 10 سالہ طالبہ کو اغوا کر کے مبینہ زیادتی کا نشانہ بنا کر ہسپتال کے باہر پھینک دیا، پولیس نے عدالت کے حکم پر مقدمہ درج کرلیا۔ ایس ایچ او فرید نگر عابد حسین بھلہ نے بتایا کہ میڈیکل رپورٹ میں زیادتی ثابت نہیں ہوئی اور نہ ہی مدعی اندراج مقدمہ کیلئے تھانہ میں پیش ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق محلہ عزیز آباد کے رہائشی ریاض احمد کی 10 سالہ بیٹی (ز) کو اوباش نے سکول جاتے ہوئے اغوا کرلیا، والد مغوی بچی کی بازیابی کیلئے تھانہ فرید نگر پہنچا تو پولیس نے تھانہ سے نکالتے ہوئے کہا کہ جاؤ تلاش کرو بچی مل جائے گی، واقعہ کو 12 گھنٹے گزرنے کے بعد ملزم نے بچی کو زیادتی کا نشانہ بنا کر ہسپتال کے باہر پھینک دیا، بے بس والد نے انصاف کے حصول کیلئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا، عدالت کے نوٹس پر پولیس نے مقدمہ درج کیا۔ متاثرہ بچی کے والد ریاض احمد کا کہنا ہے کہ (ز) ابھی

پسند کی شادی پر فائرنگ لڑکے کی ماں اور بہن زخمی

بورے والا (نمائندہ دنیا) پسند کی شادی کرنے پر لڑکی والوں نے فائرنگ کردی جس سے لڑکے کی ماں اور بہن زخمی ہوگئیں۔ نسرین اختر اپنے گھر میں موجود تھی کہ کیری ڈبہ پر آنیوالے محمد احمد اور مطیع الحق نے فائرنگ کردی جس کی زد میں آکر نسرین اختر شدید زخمی ہوگئی جبکہ اس کی بیٹی نسیم اختر سر میں چوٹ لگنے سے زخمی ہوئی،

موٹر سائیکل پر جعلی نمبر پلیٹ لگانے والا ملزم گرفتار

ساہیوال (نامہ نگار) موٹر سائیکل پر جعلی نمبر پلیٹ

لنک ڈھلی نہر کھوکھر والی جھال کے قریب سے نامعلوم نوجوان کی تیرتی نعش برآمد ہوئی ہے ،ریسکیو 1122 نے نعش کو قبضہ میں لے کر ڈی ایچ کیو ہسپتال کے سرد خانے میں منتقل کر دیا، ذرائع ریسکیو 1122 کے مطابق ڈھلی نہر کھوکھر والی جھال کے قریب تقریباً 22 سالہ نوجوان کی تیرتی نعش آ کر کنارے لگ

گی،اہل دیہات نے نعش کو دیکھ کر ریسکیو کو اطلاع کی ،جنہوں نے نعش کو نکال کر پہلے شناخت کیلئے کئی گھنٹے وہاں رکھا اور قریبی دیہات میں اعلانات بھی کروائے ،شناخت نہ ہونے پر تھانہ بدوملہی کو اطلاع کی اور نعش کو ڈی ایچ کیو ہسپتال منتقل کر دیا گیا، پولیس نے نامعلوم نوجوان کی شناخت کیلئے قریبی علاقوں میں رابطے شروع کر دیئے۔

10 سالہ طالبہ سے اغوا کے بعد زیادتی، ہسپتال کے باہر پھینک دیا

بیٹی کو سکول جاتے اغوا کیا، چیف جسٹس انصاف دلائیں: والد، زیادتی نہیں ہوئی: پولیس

پاکپتن (سٹی رپورٹر) اوباش نے 10 سالہ طالبہ کو اغواء کر کے مبینہ زیادتی کا نشانہ بنا کر ہسپتال کے باہر پھینک دیا، پولیس نے عدالت کے حکم پر مقدمہ درج کر لیا، ایس ایچ او فرید نگر عابد حسین بھلہ نے بتایا کہ میڈیکل رپورٹ میں زیادتی ثابت نہیں ہوئی اور نہ ہی مدعی اندراج مقدمہ کیلئے تھانہ میں پیش ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق محلّہ عزیز آباد کے رہائشی ریاض احمد کی 10 سالہ بیٹی (ز) کو اوباش نے سکول جاتے ہوئے اغوا کر لیا، والد مغوی بچی کی بازیابی کیلئے تھانہ فرید نگر پہنچا تو پولیس نے تھانہ سے نکالتے ہوئے کہا کہ جاؤ تلاش کرو بچی مل جائے گی، واقعہ کو 12 گھنٹے گزرنے کے بعد ملزم نے بچی کو زیادتی کا نشانہ بنا کر ہسپتال کے باہر پھینک دیا، بے بس والد نے انصاف کے حصول کیلئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا، عدالت کے نوٹس پر پولیس نے مقدمہ درج لیا، متاثرہ بچی کے والد ریاض احمد کا کہنا ہے کہ (ز) ابھی تک ہوش میں نہیں آئی اور پولیس سے بھی مجھے انصاف کی کوئی توقع نہیں لہذا چیف جسٹس و دیگر اعلیٰ حکام نوٹس لیکر ملزموں کے خلاف فوری کارروائی کریں۔

موٹر سائیکل پر جعلی نمبر پلیٹ لگانے والا ملزم گرفتار

ساہیوال (نامہ نگار) موٹر سائیکل پر جعلی نمبر پلیٹ لگانے والے ملزم کو گرفتار کر لیا گیا، موضع چوکھنڈی میں ناصر نے موٹر سائیکل پر جعلی نمبر پلیٹ لگائی جس پر پولیس نے اسے گرفتار کر کے مقدمہ درج کر لیا۔

شہر شہر کی دنیا

بیگم کلثوم نواز کی وفات بہت بڑا سانحہ ہے: دانیال عزیز

مرحومہ ہمیشہ پاکستانی عوام کے دلوں میں زندہ رہیں گی: انور عزیز، اصغر علی ودیگر

شکرگڑھ (تحصیل رپورٹر) بیگم کلثوم نواز کی وفات بہت بڑا سانحہ ہے، کلثوم نواز ایک بہادر خاتون تھیں جنہوں نے آمریت کے خلاف جدوجہد کر کے منفرد مقام حاصل کیا، مرحومہ ہمیشہ پاکستانی عوام کے دلوں میں زندہ رہیں گی۔ ان خیالات کا اظہار سابق وفاقی وزرا انور عزیز چودھری، دانیال عزیز چودھری، ایم این اے مہناز اکبر عزیز، ارکان پنجاب اسمبلی مولانا غیاث الدین، رانا منان خان، سینئر مسلم لیگی رہنما اصغر علی چودھری، سابق رکن قومی اسمبلی ثریا اصغر چودھری، ممبر آزاد جموں وکشمیر کونسل صدیق بھٹی، مسلم لیگ ن کے ضلعی سینئر نائب صدر ڈاکٹر حافظ شبیر احمد، ناصر جمیل گورسی، اعتزاز رشید گل، صبور خان، نسیم سردار، رانا امیر خان، جمیل احمد انصاری، بابا لطیف، زاہد الیاس چودھری ودیگر مسلم لیگی عہدیداروں اور کارکنوں نے تعزیت کرتے ہوئے کیا، رہنماؤں نے کہا کہ بیگم کلثوم نواز بہادری اور صبرواستقامت کی اعلیٰ مثال تھیں۔

نامعلوم ملزموں نے لڑکی گھر سے اغوا کرلی

ساہیوال (نامہ نگار) نامعلوم ملزموں نے لڑکی گھر سے اغوا کرلی۔ فاروق وغیرہ 7 ملزموں نے سرور کی بیٹی (ب) کو گھر سے اغوا کرنے کی کوشش کی اور 9/103 ایل میں نامعلوم ملزموں نے محمد خالد کی ہمشیرہ (ش) کو گھر سے اغوا کرلیا جس پر پولیس نے ملزموں کے خلاف مقدمات درج کر کے تفتیش شروع کردی۔

لڈن روڈ پر کار ٹائر پھٹنے سے الٹ گئی، ایک شخص شدید زخمی

بورے والا (نمائندہ دنیا) لڈن روڈ پر تیز رفتار کار ٹائر پھٹنے سے الٹ گئی جس کے نتیجہ میں ایک شخص شدید زخمی ہوگیا۔ حادثہ لڈن روڈ پر واقع شبیر شاہ دربار کے قریب پیش آیا، زخمی کو بے ہوشی کی حالت میں ہسپتال منتقل کروا دیا گیا۔

گھر کے سامنے سے موٹر سائیکل چوری

چیچہ وطنی (نمائندہ دنیا، نامہ نگار) نامعلوم ملزم گھر کے سامنے سے موٹر سائیکل چوری کر کے فرار ہوگئے۔ غفور ٹاؤن کے رہائشی محمد اسامہ نے پولیس کو درخواست دی کہ وہ اپنی موٹر سائیکل گھر کے سامنے کھڑی کر کے اندر چلا گیا، واپس آیا تو وہاں سے موٹر سائیکل غائب تھی، جس پر پولیس نے محمد اسامہ کی درخواست پر نامعلوم ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کرلیا۔



ضلع کو منشیات و ناجائز اسلحہ سے پاک کرنا مشن ہے: ڈی پی او

پولیس نے 6 ملزموں کو گرفتار کر کے 3 کلو 935 گرام چرس اور بھاری اسلحہ برآمد کرلیا

نارووال (خبر نگار) ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر محمد کاشف اسلم نے کہا ہے کہ ضلع میں مکمل امن وامان کا قیام، اسے منشیات اور ہر طرح کے ناجائز اسلحہ سے پاک کرنا میرا مشن ہے، جس کی تکمیل کے لیے ضلع نارووال پولیس دن رات کوشاں ہے۔ واضح رہے کہ ڈی پی او نارووال کی ہدایت پر پولیس نے منشیات فروشوں اور ناجائز اسلحہ ہولڈرز کے خلاف تازہ کارروائی کرتے ہوئے 6 ملزموں کو گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے 3 کلو 935 گرام چرس، 1 رائفل 44 بور، 1 پستول 9 ایم ایم اور 1 پستول 30 بور برآمد کرلیا۔ پولیس نے ملزموں کے خلاف مقدمات درج کر کے انہیں پابند سلاسل کردیا۔

نارووال: نہر سے نامعلوم نوجوان کی تیرتی نعش برآمد

ریسکیو 1122 نے نعش ڈی ایچ کیو ہسپتال منتقل کردی، ورثا کی تلاش جاری

نارووال (خبر نگار) تھانہ بدوملہی کے قریب ایم آر لنک ڈھلی نہر کھوکھر والی جھال کے قریب سے نامعلوم نوجوان کی تیرتی نعش برآمد ہوئی ہے، ریسکیو 1122 نے نعش کو قبضہ میں لے کر ڈی ایچ کیو ہسپتال کے سردخانے میں منتقل کردیا، ذرائع ریسکیو 1122 کے مطابق ڈھلی نہر کھوکھر والی جھال کے قریب تقریباً 22 سالہ نوجوان کی تیرتی نعش آکر کنارے لگ گئی، اہل دیہات نے نعش کو دیکھ کر ریسکیو کو اطلاع کی جنہوں نے نعش کو نکال کر پہلے شناخت کیلئے کئی گھنٹے وہاں رکھا اور قریبی دیہات میں اعلانات بھی کروائے، شناخت نہ ہونے پر تھانہ بدوملہی کو اطلاع کی اور نعش کو ڈی ایچ کیو ہسپتال منتقل کردیا گیا، پولیس نے نامعلوم نوجوان کی شناخت کیلئے قریبی علاقوں میں رابطے شروع کردیے۔

10 سالہ طالبہ سے اغوا کے بعد زیادتی، ہسپتال کے باہر پھینک دیا

بیٹی کو سکول جاتے اغوا کیا، چیف جسٹس انصاف دلائیں: والد، زیادتی نہیں ہوئی: پولیس

پاکپتن (سٹی رپورٹر) اوباش نے 10 سالہ طالبہ کو اغوا کر کے مبینہ زیادتی کا نشانہ بنا کر ہسپتال کے باہر پھینک دیا، پولیس نے عدالت کے حکم پر مقدمہ درج کر لیا، ایس ایچ او فرید نگر عابد حسین بھلہ نے بتایا کہ میڈیکل رپورٹ میں زیادتی ثابت نہیں ہوئی اور نہ ہی مدعی اندراج مقدمہ کیلئے تھانہ میں پیش ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق محلہ عزیز آباد کے رہائشی ریاض احمد کی 10 سالہ بیٹی (ز) کو اوباش نے سکول جاتے ہوئے اغوا کرلیا، والد مغوی بچی کی بازیابی کیلئے تھانہ فرید نگر پہنچا تو پولیس نے تھانے سے نکالتے ہوئے کہا کہ جاؤ تلاش کرو بچی مل جائے گی، واقعہ کو 12 گھنٹے گزرنے کے بعد ملزم نے بچی کو زیادتی کا نشانہ بنا کر ہسپتال کے باہر پھینک دیا، بے بس والد نے انصاف کے حصول کیلئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا، عدالت کے نوٹس پر پولیس نے مقدمہ درج کیا، متاثرہ بچی کے والد ریاض احمد کا کہنا ہے کہ (ز) ابھی

موٹر سائیکل پر جعلی نمبر پلیٹ لگانے والا ملزم گرفتار

ساہیوال (نامہ نگار) موٹر سائیکل پر جعلی نمبر پلیٹ

12 سالہ لڑکے کی گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی

تقیر والی (نامہ نگار) 12 سالہ لڑکے نے گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کرلی۔ بتایا گیا ہے کہ خودکشی کرنے والا نذیر احمد باجوہ کے ڈیرے پر ملازم تھا اور نذیر احمد کے چھوٹے بھائی سے جھگڑے پر دلبرداشتہ ہو کر درخت سے لٹک کر مبینہ طور پر خودکشی کرلی۔ واقعہ کی اطلاع ملنے پر مقامی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور اس نے مرحوم کی نعش کو پوسٹمارٹم کے لیے بھجوا دیا ہے، مزید تفصیلات کا انتظار ہے۔

ڈنڈوں کے وار سے دیہاتی زخمی

ساہیوال (نامہ نگار) 3 ملزموں نے دیہاتی کو ڈنڈوں کے وار سے زخمی کردیا، 9/106 ایل میں خالد وغیرہ 3 ملزموں نے محمد عارف کے بھانجے ابوبکر کو ڈنڈوں کے وار سے زخمی کردیا، پولیس نے ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کرلیا۔

خاتون سے زیادتی کی کوشش، ملزم کیخلاف مقدمہ

ساہیوال (نامہ نگار) خاتون سے زیادتی کی کوشش کرنیوالے ملزم کیخلاف مقدمہ درج کرلیا۔ کوڑے شاہ پریرین میں مجی نے (س) بی بی کے گھر آکر اس کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی، جس پر پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی۔

پسند کی شادی پر فائرنگ، لڑکے کی ماں اور بہن زخمی

بورے والا (نمائندہ دنیا) پسند کی شادی کرنے پر لڑکی والوں نے فائرنگ کردی جس سے لڑکے کی ماں اور بہن زخمی ہوگئیں۔ نسرین اختر اپنے گھر میں موجود تھی کہ کیری ڈبہ پر آنیوالے محمد احمد اور مطیع الحق نے فائرنگ کردی جس کی زد میں آ کر نسرین اختر شدید زخمی ہوگئی جبکہ اس کی بیٹی نسیم اختر سر میں چوٹ لگنے سے زخمی ہوئی،


HEADLINES
سندھ یونیورسٹی جامشورو کی ایک اور طالبہ اغوا

کراچی: برطانوی رائل نیوی شپ ایچ ایم ایس آرگیل کا پاکستان آمد پر استقبال کیا جا رہا ہے

انڈر گریجویٹ پروگرامز میں ڈاکٹر کا ٹائٹل استعمال نہ کرنیکی ہدایت

ٹوسن کلچر میں ڈاکٹر کا ٹائٹل استعمال کرنے کیلئے یونیورسٹیوں سے منظوری ضروری قرار

تعلیمی ادارے ہدایات پر عمل درآمد یقینی بنائیں: وفاقی ہائر ایجوکیشن کمیشن کا مراسلہ

لاہور (یوسف عباسی سے/نامہ نگار خصوصی) وفاقی ہائر ایجوکیشن کمیشن نے صوبائی و وفاقی حکومت سمیت تمام ... ملک کی تمام یونیورسٹیز، ... کی جانب سے انڈر گریجویٹ پروگرامز کے ٹوسن کلچر (باقی صفحہ 5 نمبر 26)

ہڑپہ: کمسن طالبہ پر تشدد کرنے والی ہیڈ مسٹریس معطل

واش روم استعمال کرنے پر ہیڈ مسٹریس فرخندہ بتول نے ارم کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا تھا

ساہیوال (نامہ نگار، مانیٹرنگ ڈیسک) ہڑپہ کے گورنمنٹ سکول میں دوسری کلاس کی طالبہ پر تشدد کرنے والی ہیڈ مسٹریس کو ... نے معطل کر کے ... (باقی صفحہ 5 نمبر 27)

شاہدرہ ٹاؤن: نجی سکول پرنسپل کی طالبہ سے زیادتی، گرفتار

گرین ٹاؤن میں باپ نے بیٹی کو بداخلاقی کا نشانہ بنا ڈالا، پولیس نے پکڑ لیا

لاہور (کرائم رپورٹر) شاہدرہ ٹاؤن کے علاقے میں نجی سکول کے پرنسپل نے 14 سالہ طالبہ کو زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا، پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق شاہدرہ (باقی صفحہ 5 نمبر 28)

برطانیہ کی امن سوسائٹی کے زیر اہتمام مضمون نویسی کا مقابلہ، لاہور کی زہرہ حسین نے جیت لیا

لاہور (نامہ نگار خصوصی) ... طالبہ کی رائل کامن ویلتھ سوسائٹی کے زیر ... ہونے والے ... کے مقابلہ ... (باقی صفحہ 5 نمبر 29)

... وارداتیں، شہری ... سردی میں اور سرراہ لٹتے رہے

لاہور (کرائم رپورٹر) صوبائی ...

(باقی صفحہ 5 نمبر 22)

لاہور: ایس پی سی آئی اے عبدالرحیم شیرازی پریس کانفرنس کر رہے ہیں

شاہدرہ ٹاؤن' اوباش شخص کی بیوی کی مدد سے 14 سالہ لڑکی سے زیادتی

پولیس نے متاثرہ طالبہ کی والدہ کی مدعیت میں ملزم اسرار خان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا

لاہور (کرائم رپورٹر) شاہدرہ ٹاؤن کے علاقہ میں اوباش شخص کی 14 سالہ لڑکی سے زیادتی، پولیس نے حرکت میں آتے ہوئے ملزم کو حراست میں لے کر تفتیش کا آغاز کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق شاہدرہ ٹاؤن کے علاقہ عباس نگر کی رہائشی کشش فاطمہ قریبی پرائیوٹ سکول میں پڑھنے کے لیے جاتی تھی جسے پرنسپل ناصرہ بتول نامی خاتون اور اس کا شوہر اسرار خان نامی شخص چلا رہے ہیں ان کی رہائش (باقی صفحہ 7 بقیہ نمبر 11)

لاہور

آتشزدگی

متاثرہ خا

ہی ریسکیو

کے مطابق

منزلہ عمار

صفحہ 20 بقیہ نمبر 6

صفحہ 20 بقیہ نمبر 5



لاہور، ملزم کی میٹرک کی طالبہ، فاروق آباد میں 7 سالہ بچی سے زیادتی

پھولنگر، 3 نوجوانوں کی فیکٹری ملازم سے زیادتی، ویڈیو بھی بنالی، مقدمہ درج، ملزم گرفتار

لاہور، فاروق آباد، پھولنگر، (کرائم رپورٹر سے، نامہ نگاران) شاہدرہ ٹاؤن میں ملزم نے میٹرک کی طالبہ سے زیادتی کی جبکہ فاروق آباد میں ملزم کی 7 سالہ بچی سے زیادتی کے واقعے پر اہل علاقہ سراپا احتجاج بن گئے۔ تفصیلات کے مطابق، لاہور کے علاقے شاہدرہ

صفحہ 20 بقیہ نمبر 7

3 خودکشیاں، شادباغ میں لڑکی نے زہریلی گولیاں نگل لیں

بمبہ گاؤں میں ح، طارق آباد کی ع اور احمد پورہ کے نوجوان نے زہر کھا کر زندگی ختم کرلی

لاہور، گوجرانوالہ (کرائم رپورٹر سے، نمائندہ جنگ، نامہ نگار) 3 خودکشیاں، شادباغ میں 16 سالہ لڑکی نے زہریلی گولیاں نگل لیں، لاہور شادباغ کے علاقہ بمبہ گاؤں کے جاوید کی 16 سالہ بیٹی حناء نے نامعلوم وجوہات پر گھر میں موجود زہریلی گولیاں نگل لیں، حالت

صفحہ 20 بقیہ نمبر 4

احتساب عدالت، این آئی سی ایل کیس کی سماعت 13 اکتوبر تک ملتوی، سستی موٹرسائیکل فراڈ کیس کا ملزم 15 روزہ جسمانی ریمانڈ پر نیب کے حوالے

لاہور (نیوز رپورٹر) احتساب عدالت لاہور نے

صفحہ 20 بقیہ نمبر 9

پنجاب انفارمیشن کمیشن کا پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج شیخوپورہ کو فنڈز اور جرمانے کے لاکھوں کی تفصیلات پبلک کرنیکا حکم

لاہور (آصف محمود سے) پنجاب انفارمیشن کمیشن نے پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج شیخوپورہ کو طالب علموں سے مبینہ طور پر جرمانے کی مد میں وصول

صفحہ 20 بقیہ نمبر 10



پاکستان سے کیریئر شروع کرنا چاہتی ہوں، عاتکہ فیروز

express.pk 22/November/2017, 10:42

نئے ٹیلنٹ سے فلموں کا معیار اچھا ہو گا،"مس پاکستان ورلڈ " کا ٹائٹل جیتنے والی عاتکہ کی "ایکسپریس "سے گفتگو۔ فوٹو : فائل

شلاہور: امریکا میں ' مس پاکستان ورلڈ ' کا ٹائٹل جیتنے والی عاتکہ فیروز نے کہا ہے کہ پاکستان سے اپنا کیرئیر شروع کرنا چاہتی ہوں۔

ایکسپریس"سے بات کرتے ہوئے عاتکہ فیروز نے کہا کہ ایکٹنگ کے ساتھ"







نئے ٹیلنٹ سے فلموں کا معیار اچھا ہو گا،"مس پاکستان ورلڈ " کا ٹائٹل جیتنے والی عاتکہ کی "ایکسپریس "سے گفتگو۔ فوٹو : فائل

شلاہور: امریکا میں ' مس پاکستان ورلڈ ' کا ٹائٹل جیتنے والی عاتکہ فیروز نے کہا ہے کہ پاکستان سے اپنا کیرئیر شروع کرنا چاہتی ہوں۔

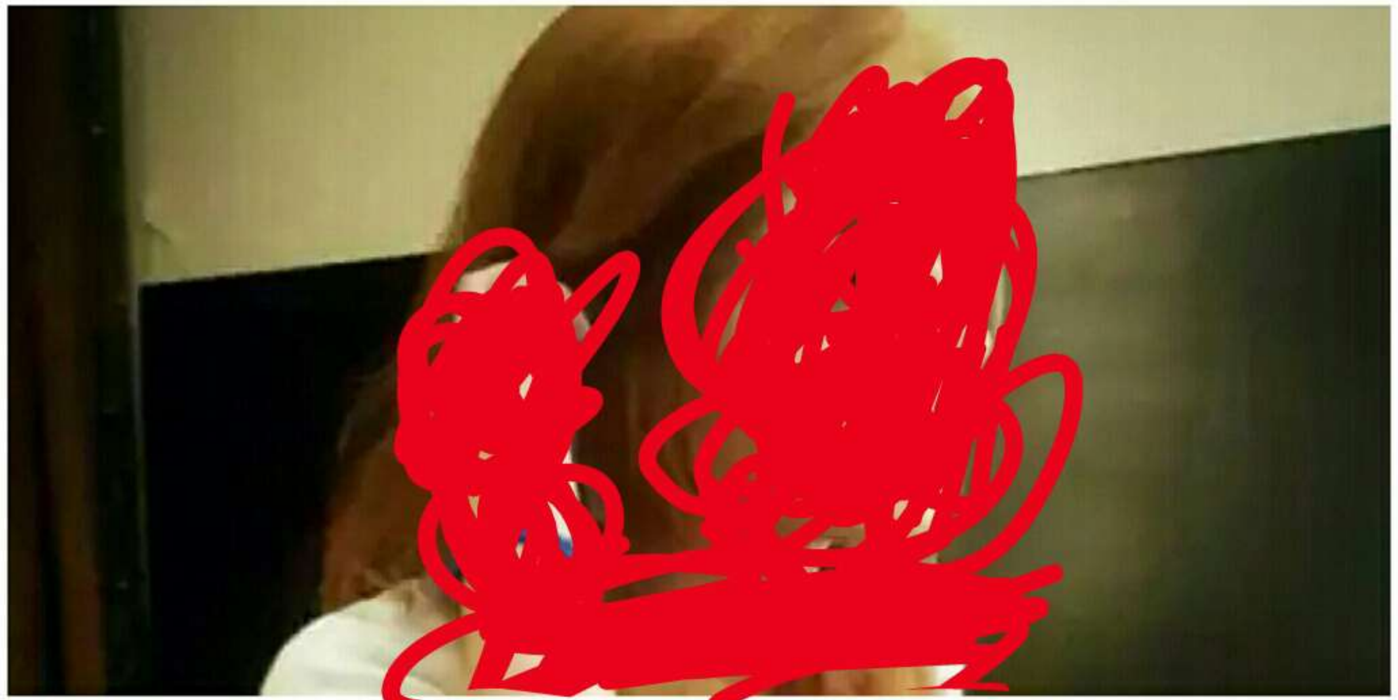
ایکسپریس"سے بات کرتے ہوئے عاتکہ فیروز نے کہا کہ ایکٹنگ کے ساتھ" ساتھ رقص کی بھی تربیت حاصل کررہی ہوں لیکن جہاں تک بات فلم اور ٹی وی میں کام کرنے کی ہے تومجھے امریکا میں کچھ پروجیکٹس آفرہوئے ہیں مگرفی الحال کوئی بھی سائن نہیں کیا۔ میں پاکستان سے اپنا کیرئیر شروع کرنا چاہتی ہوں اورجب بھی مجھے کوئی اچھا پروجیکٹ ملے گا میں ضرور کام کرونگی۔

عاتکہ فیروزنے کہا کہ پاکستان فلم انڈسٹری کا نیا دورشروع ہوچکا ہے۔ پڑھے لکھے نوجوانوں نے فلم انڈسٹری کی باگ دوڑ سنبھال لی اوراب جہاں فنانسرز یہاں سرمایہ کاری کرنے کے لیے آگے آرہے ہیں، وہیں کارپوریٹ سیکٹرکی دلچسپی بھی اس شعبے میں بڑھنے لگی ہے۔

ماڈل نے کہا کہ پاکستان فلم انڈسٹری کی سپورٹ کے لیے جہاں نوجوانوں کو کام کا موقع فراہم کیا جارہا ہے، اگراسی طرح امریکا، کینیڈا ، برطانیہ اوریورپ سمیت دیگرممالک میں بسنے والے باصلاحیت فنکاروں کویہاں کام کرنے کا مناسب موقع فراہم کیا جائے تواس کے نتائج اچھے ہی ہوں گے، ویسے بھی فن اورفنکارکی کوئی سرحد نہیں ہوتی۔ جس طرح پاکستانی فلموں میں کچھ بالی ووڈ اسٹارز کوکاسٹ کیا گیا ہے یا بالی ووڈ میں پاکستانی فنکاروں کوسائن کیا جا رہا ہے تاہم اگراسی طرح پاکستان کے نوجوان فلم میکرز بیرون ملک سے ٹیلنٹڈ لوگوں کواپنی فلموں میں کام کا موقع فراہم کریں توایک طرف انٹرنیشنل مارکیٹ تک رسائی ہوگی اوردوسری جانب فلموں کا معیاربھی بہترہوگا۔

پاکستان بچوں کیلئے غیر محفوظ ملک، بچپن میں مجھے سکول ٹیچرایک خالی کمرے میں لے گئی اور..شیریں مزاری کی بیٹی ایمان مزاری کیساتھ 4سال کی عمر میں کیا ہوا، واقعہ سب کیساتھ شیئر کر دیا

javedch.com 15/January/2018, 14:56



اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک)بچپن میں مجھے سکول کی ٹیچر نے جنسی طور پر ہراساں کیا، تحریک انصاف کی خاتون رہنما شیریں مزاری کی بیٹی ایمان مزاری کا بھی اعتراف. تفصیلات کے مطابق تحریک انصاف کی خاتون رہنما شیریں مزاری کی بیٹی ایمان مزاری نے سماجی رابطوں کی ویب سائٹ پر اپنے ایک پیغام میں اعتراف کرتے ہوئے بتایا ہے کہ انہیں بھی بچپن میں جنسی طور پر ہراساں کیا گیا ہے اور ہراساں کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ ان کی ٹیچر تھیں. ایمان مزاری کا کہنا تھا کہ جب وہ 4سال کی تھیں تب ان کی انگریزی کی ٹیچر

بیکن ہاؤس سکول کا کمال، مادری
زبان پنجابی کو غیر مہذب
زبان قرار دے دیا

ND RUSSIA, TO TRY TO SECURE A CEASEFIRE T



وزیر اعظم نواز شریف کا تھائی لینڈ کے بادشاہ کی وفات پر اظہار

پاکستان کے سب سے مہنگے سکول بیکن ہاؤس میں

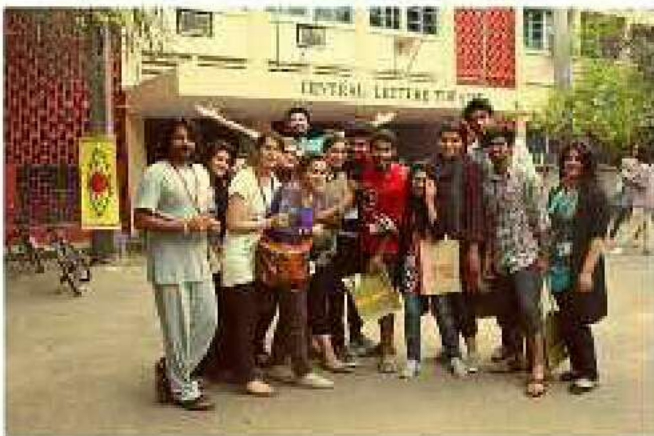


قوم کے بیٹے اور بیٹیاں جدید تعلیم حاصل کرتے ہوئے

ہفتہ, 16 اپریل 2016 08:08

اہور کی بیک ہاؤس نیشنل یونیورسٹی کی طالبات نے بے حیائی کی تمام حدیں پار

Written by Reporter FK



Search






لاہور: بیکن ہاؤس نیشنل یونیورسٹی میں بے حیائی کا ایک اور سنگ میل اسوقت عبور کیا گیا جب کچھ لڑکیوں نے یونیورسٹی کی دیوار پہ بہت سارے زنانہ استعمال کے پیڈز لگا ڈالے۔!!!

یہ فحش احتجاج اس بات پہ کیا جا رہا تھا کہ حیض کے عمل کو عورتوں کیلیئے شرمندگی کا باعث نہیں ہونا چاہیئے اور یہ کہ ایسا کیوں ہے کہ خواتین کو سٹورز پہ مخصوص پیڈز خاکی لفافوں میں چھپا کر لینے پڑتے ہیں اور ان ایام کا ذکر کرتے ہوئے شرم محسوس کرنی پڑتی ہے؟ ان ایام کو مخفی کیوں رکھا جاتا ہے اور یہ کہ اسکے ساتھ جڑا گندگی اور ناپاکی کا تصور تو بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ یہ ایک فطری نظام ہے۔!!!



اور شرم و حیا کی ساری حدیں اسوقت پار کر دی گئیں جب ان لڑکیوں نے اپنی سفید قمیضوں پر سرخ دھبے لگا کر "نارمل انداز" میں دیگر لڑکوں کے ساتھ ایسے دن گزارا "جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔"!!!

لبرل ازم کے ثمرات آہستہ آہستہ سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں جس پہ یقیناً ہمارے لبرل وزیراعظم بہت خوش ہونگے۔ انھیں اور اس قسم کی قبیح حرکات کو سپورٹ






کرنے والے تمام لبرلز کو چاہیئے خود بھی اس کیمپین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ مہم کو مذید مؤثر بنانے کیلیئے کچھ مشورے ہماری طرف سے مفت میں حاضر ہیں:

-- استعمال شدہ پیڈز کو پھینکنے کی بجائے اپنے اپنے گھروں کی سامنے والی دیواروں پہ آویزاں کیا کریں تاکہ ہر گزرنے والے کو پتہ چلے کہ یہ کوئی گندگی کی علامت نہیں ہے۔

-- بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر اسے بطور ٹشو پیپر استعمال کریں۔!!!

-- انکی خواتین کو چاہیئے کہ سٹور میں داخل ہوتے ہی دور سے ہی آواز لگائیں، "او چھوٹے، دو آلویز تو پیک کر دے۔"

-- رمضان میں یہ عورتیں سرعام کھائیں پئیں اور اور کوئی گھورے تو تڑ سے بولیں، "گھورتا کیا ہے بے، تیری ماں بہن کو نہیں آتے کیا؟!!!"

نویں جماعت کی طالبہ کے ساتھ سکول پرنسپل کی زیادتی، بچی حاملہ ہوگئی اور پھر گاؤں والوں نے اس کے باپ سے کیا شرمناک کام کرنے کا مطالبہ کردیا، جان کر ہر انسان شرمندہ ہوجائے

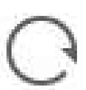
dailypakistan.com.pk 22/October/2017, 19:27

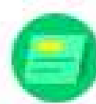
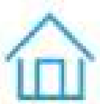


نئی دہلی (مانیٹرنگ ڈیسک) بھارت میں سکول پرنسپل نے 9ویں

نئی دہلی(مانیٹرنگ ڈیسک) بھارت میں سکول پرنسل نے 9ویں جماعت کی طالبہ کو زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا جس سے وہ حاملہ ہو گئی لیکن گاؤں والوں نے پرنسپل کے خلاف اقدام اٹھانے کی بجائے لڑکے کے باپ سے ایسا شرمناک مطالبہ کر دیا کہ جان کر انسان شرمندہ ہو جائے۔ انڈیا ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق یہ واقعہ بھارتی ریاست اوڑیسا میں پیش آیا جہاں پرنسپل زبردستی کم سن لڑکی کو زیادتی کا نشانہ بناتا رہا۔ لڑکی کے گھر والوں کو اس صورتحال کے متعلق اس وقت علم ہوا جب وہ پانچ ماہ کی حاملہ تھی۔ حمل کی مدت زیادہ ہونے کے باعث ڈاکٹروں نے اسقاط حمل سے بھی انکار کر دیا۔

پاکستانی بھائیوں کی مل کر برطانیہ میں نوعمر لڑکی کے ساتھ ایسی شرمناک ترین حرکت کہ جان کر ہی ہر انسان توبہ پر مجبور ہوجائے لڑکی کے گھر والوں کے لیے یہی مصیبت کم نہ تھی کہ گاؤں والوں نے اس پر ایک اور قیامت ڈھا دی۔ انہوں نے لڑکی کو پاپی قرار دے کراس کے باپ سے پورے گاؤں کو کھانا کھلانے کا مطالبہ کر دیاہے۔ علاقے کی روایت کے مطابق جب کوئی کنواری لڑکی حاملہ ہو جائے تو گاؤں کے لوگوں کی دعوت کرنے سے اس کا 'پاپ' دھل جاتاہے اور اگر لڑکی والے ضیافت کا اہتمام نہ کریں تو ان کا بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق لڑکی کے والد کا کہنا ہے کہ "میں مزدور ہوں اور بڑی مشکل سے گھر کا خرچ اٹھا رہا ہوں۔ گاؤں کی دعوت پر 30ہزار روپے خرچ آئے گا۔ میں اتنی بڑی رقم کہاں سے لاؤں۔"دوسری طرف ڈسٹرکٹ ویلفیئر آفیسر نے پرنسپل اور لڑکی کے تعلق کو معاشقہ قرار دے دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ جنسی زیادتی نہیں بلکہ دونوں مرضی سے تعلق میں تھے۔ ریاستی قانون کے مطابق زیادتی کی شکار لڑکی کو 3لاکھ روپے کی مالی معاونت مل سکتی تھی لیکن ڈسٹرکٹ ویلفیئر آفیسر کے اس موقف کی وجہ سے وہ بھی نہیں مل سکے گی۔

 ezoicfl کی عصمت ریزی کی |  Search | 

  NewsHub  

حیدرآباد میں ساتھویں جماعت کے طالب علم نے پانچویں جماعت کے طالبہ کی ezoicfl عصمت ریزی کی

siasat.com 06/February/2017, 18:47



حیدرآباد۔پولیس کے مطابق ایک کم عمر لڑکے نے آج پانچ سالہ لڑکی کے ساتھ مبینہ عصمت ریزی کی جو معین آباد میں اس کے پڑوسی میں مقیم ہے ۔

معین آباد پولیس اسٹیشن کے انسپکٹرجی سرینواس نے کہاکہ لڑکی کے والد نے جو شکایت درج کرائی ہے اس کے مطابق'15سالہ لڑکا جوساتھویں جماعت کاطالب علم ہے نے آج دوپہر میں لڑکی کو اپنے گھر لے جاکر اس کی عصمت ریزی کی

  NewsHub  

مظفرآباد ،عاشق مزاج سرکاری ٹیچر کے ہاتھوں دسویں جماعت کی طالبہ اغوا

dailyausaf.com 17/May/2017, 00:00

مظفرآباد(آئی این پی) تعلیم و تربیت ہو تو ایسی ، عاشق مزاج سرکاری ٹیچر کے ہاتھوں دسویں جماعت کی طالبہ اغوا ، ماسٹر صاحب حوالات پہنچ گئے ، مقدمہ درج ، پولیس نے تفتیش شروع کر دی ،محکمہ تعلیم کے سرکاری معلم نے پیشہ معلمی کو بدنام کر دیا ، ہماری بہن کو بازیاب کراتے ہوئے معلم کو نوکری سے فارغ کیا جائے ، تھانہ پولیس گڑھی دوپٹہ کی پولیس احسن انداز میں تحقیقات میں مصروف عمل ہے ، وزیر اعظم آزاد کشمیر اور محکمہ تعلیم کے ذمہ داران ماسٹر نصیر کو فوری نوکری سے فارغ کریں ،مدرس مزکور قبل ازیں شادی شدہ اور کئی بچوں کا باپ ہے ، اور اس سے پہلے بھی ایک علاقے میں اپنی تعیناتی کے







مظفرآباد(آئی این پی) تعلیم و تربیت ہو تو ایسی ، عاشق مزاج سرکاری ٹیچر کے ہاتھوں دسویں جماعت کی طالبہ اغوا ، ماسٹر صاحب حوالات پہنچ گئے ، مقدمہ درج ، پولیس نے تفتیش شروع کر دی ،محکمہ تعلیم کے سرکاری معلم نے پیشہ معلمی کو بدنام کر دیا ، ہماری بہن کو بازیاب کراتے ہوئے معلم کو نوکری سے فارغ کیا جائے ، تھانہ پولیس گڑھی دوپٹہ کی پولیس احسن انداز میں تحقیقات میں مصروف عمل ہے ، وزیر اعظم آزاد کشمیر اور محکمہ تعلیم کے ذمہ داران ماسٹر نصیر کو فوری نوکری سے فارغ کریں ،مدرس مزکور قبل ازیں شادی شدہ اور کئی بچوں کا باپ ہے ، اور اس سے پہلے بھی ایک علاقے میں اپنی تعیناتی کے دوران یہ عاشق مزاج مدرس اپنی گھناونی حرکتوں پر پکڑا گیا ، لوگوں نے خوب پٹائی کے بعد علاقہ بدر کیا اور محکمہ تعلیم نے اس کے خلاف مثبت کارروائی کے بجائے اور نشان عبرت بنانے کے بجائے تبادلے پر اکتفا کیا جس باعث اس کی حوصلہ افزائی ہوئی ، گزشتہ روز کائی منجہ کے رہائشی محمد اشفاق ولد میر محمد نے میڈیا نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے سرکاری مدرس محمد نصیر پر الزام عائد کیا ہے کہ اس نے قبل ازیں میری حقیقی بہن مسماۃ(ن) کو سرکاری مدرس محمد نصیر جو کائی منجہ میں تعینات ہے نے قبل ازیں کائی منجہ سے مختلف حیلے بہانوں سے مظفرآباد لایا ، اور مظفرآباد لاکر نکاح کرنے کی کوشش کی ، مگر طالبہ کے انکار پر مذکور مایوس ہوا اور طالبہ کو واپس گھر لیجاکر چھوڑ دیا ، اس معاملہ پر برادری جرگہ ہو ا اور معاملہ حل ہو گیا ، یہ بھی ثابت ہوا کہ طالبہ کے پاس جو سم زیر استعمال تھی وہ بھی اسی مدرس نصیر نے لے کر دی تھی ، اس کے بعد مدرس نصیر رات کے اوقات میں کائی منجہ میں گھومتا تھا ، اور تیرہ اور چودہ مئی کی درمیانی شب ایک بجے سے طالبہ غائب ہے ، اور ہمیں پورا شک ہے کہ اسی مدرس مذکور نے طالبہ کو اغوا کر رکھا ہے ، مدرس مذکور کو تھانہ گڑھی دوپٹہ کے ایس ایچ او سید اشتیاق گیلانی ، ایڈیشنل ایس ایچ او آزاد شاہ ، اے ایس آئی چوہدری اورنگزیب نے گرفتار کر لیا ہے اور تحقیقات شروع کر دی ہے ، ہم پولیس کی تحقیقات پر مکمل اعتمادف کا اظہار کرتے ہیں ، اور وزیر اعظم آزاد کشمیر ، چیف سیکرٹری ، وزیر تعلیم ، سیکرٹری تعلیم سمیت جملہ اعلیٰ حکام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مذکورہ مدرس نصیر کو فوری نوکری سے فارغ کیا جائے تاکہ ہمیں انصاف مل سکے ۔





17° 96% 07:09

urdu.92newshd.tv

کراچی ، لاپتہ ہونے والی میٹرک کی طالبہ اور لڑکا سر

urdu.92newshd.tv



,

کراچی (92 نیوز) کراچی کے علاقے پی آئی بی کالونی سےلاپتہ ہونے والی میٹرک کی طالبہ اور لڑکا سرجانی ٹاؤن سے بازیاب کرا لیئے گئے۔

,

کراچی میں تیموریہ کے بعد پی آئی بی کے علاقے میں بھی لڑکی کے اغوا کا واقعہ پسند کا معاملہ نکلا۔

,

سرجانی کے علاقے تیسر ٹاؤن میں پولیس نے ایک مکان پر




چھاپہ مارا اور پی آئی بی کے علاقے سے لاپتہ ہونے والی لڑکی دعا کو بازیاب کرا لیا۔

,

چھاپے کے دوران لڑکی کے ساتھ وقاص بھی موجود تھا۔ بازیابی کے بعد پولیس نے لڑکے کو ایک ملزم کی طرح پیش کیا۔

,

ڈی ایس پی رائو اسلم نے میڈیا کو بریفنگ میں دعوی کیا کہ وقاص لڑکی کو اغوا یا ورغلا کر لے گیا تھا۔ لڑکی کی بازیابی ٹیکنیکل مدد سے کی گئی۔

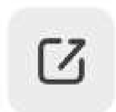
مبینہ مغویہ دعا نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے اصل حقیقت سے پردہ اٹھایا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے گئی اور وقاص کے ساتھ ہی رہنا چاہتی ہے۔

ایم پی اے جمال صدیقی نے پولیس کی کاوشوں کو سراہا اور کہا کہ کیس کو حل کرنے میں پولیس نے بہت محنت کی ،اور لڑکی کی بازیابی کے لئے جانیوالی ٹیم کے لئے دس ہزار روپے انعام کا اعلان کیا۔

,

اب دیکھنا یہ ہے کہ پولیس اس کیس کو میرٹ پر حل کرتی ہے یا پھر کسی دباؤ میں آکر لڑکے کو ملزم ٹھہرا دیتی ہے۔

اصل خبر پڑھیں

سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں

کفر و الحاد اور دہریت کی تعلیم

ہم تو سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

علامہ محمد اقبالؒ

نعوذ باللہ

انگلش کی کتاب میں کالے آدمی اور گورے آدمی خدا کے بچے

وحی کو فضول کہا جا رہا ہے۔ اور قسمت پر بھروسہ کرنے والے کو تقدیر پرست قرار دیا جا رہا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں۔

CONTENTS

...sform the jangling discords of our ...
... symphony of brotherhood. With this faith we will be
... to work together, to pray together, to struggle together, to
... to jail together, to stand up for freedom together, knowing
...at we will be free one day.

...aith (fayth فیتھ) n. belief or trust عقیدہ یا ایمان ۔ Jangle (jan gle جینگل)
... irritate, wrangle تکرار کرنا، جھگڑا کرنا ۔ Discord (dis cord ڈس کارڈ) n.
...pleasant musical sounds موسیقی کی ناخوشگوار آوازیں ۔ Symphony
...m pho ny سمفنی) n. سازوں کا میل، آوازوں کا تال میل ۔ Struggle
...g·gle سٹرگل) v. try to overcome a problem کسی مسئلہ پر قابو پانے کی

ترجمہ:۔ یہ ہماری امید ہے۔ یہی میرا یقین ہے جس کے ساتھ میں جنوبی ریاست کو واپس جا رہا...
اس یقین کی وجہ سے ہم مایوسی کے پہاڑ کو تراش کر امید کا پتھر بنائیں گے۔ اس یقین کی وجہ سے
قوم کے بے سُرے راگوں کو بھائی چارے کے خوبصورت گیت میں بدل دیں گے۔ اسی یقین
سے ہم مل کر کام کر سکیں گے، مل کر عبادت کریں گے، مل کر جدوجہد کریں گے، مل کر جیل جائیں
کر آزادی کے لیے لڑیں گے، یہ جانتے ہوئے کہ ہم ایک دن ضرور آزاد ہوں گے۔

...his will be the day when all of God's children will be able
... with new meaning
... country, 'tis of thee,
...eet land of liberty,
... thee I sing:
...d where my fathers died,
...d of the pilgrims' pride,
...m every mountain side
Let freedom ring.

...lib·er·ty لابرٹی) n. freedom آزادی ۔ **Pilgrim** (Pil·grim پیلگرِم)
...us traveler مقدس مقامات کی زیارت کرنے والا انسان، زائر، حاجی ۔

ترجمہ:۔ یہ وہ دن ہو گا جب اللہ تعالیٰ کے تمام بچے نئے مفہوم کے ساتھ گا سکیں گے۔

میرا ملک، یہ تیرا بھی ہے،
آزادی کی پیاری سرزمین،
میں اس کے لیے گاتا ہوں:

... mountains of
... heightening Alleghenies

... marvelous ... کن معجزانہ، حیران۔
... پہاڑی کی چوٹی ۔ Hampshire
... Heighten
... hert ... بلند ہو بلند کرنا یا۔
... پہا۔

... ترجمہ:۔ اور اگر امریکہ کے رہنے والو...
... نیو ہیمپشائر کی عظیم پہاڑی چوٹیوں ...
... ابھرنے دو۔ پنسلوینیا کے بلند و بالا پہا...
... wcapped Rockies of

... us peaks of California!
... rom Stone Mountain of

... ہی میں چھچھوندر کے بنائے ہوئے ٹیلے پر آزادی کو راج کرنے دو۔ ہر پہاڑ پر آزادی کو راج کرنے دو۔

When we let freedom ring, when we let it ring from every village and every hamlet, from every state and every city, we will be able to speed up that day when all of God's children, black men and white men, will be able to join hands and sing in the words of the old Negro spiritual, "Free at last! Free at last! Thank God Almighty, we are free at last!"

Hamlet (ham.let ہیم لٹ) *n.* small village چھوٹا گاؤں۔ **Spiritual** (spir·i·tu·al سپر چوئل) *adj.* relating to religious or sacred things مذہبی۔ یا مقدس چیزوں سے متعلق

ترجمہ:۔ جب ہم آزادی کو راج کرنے دیں گے، جب ہم اسے ہر گاؤں اور ہر بستی میں راج کرنے دیں گے، ہر ریاست اور ہر شہر میں، اس دن ہم تیزی سے ترقی کریں گے جب اللہ تعالیٰ کے تمام بچے، کالے آدمی اور گورے آدمی، ہاتھوں میں ہاتھ ڈال سکیں گے اور بوڑھے حبشی کا مذہبی گیت گائیں گے، ''آخر کار آزاد ہوئے! آخر کار آزاد! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے آخر کار ہم آزاد ہو گئے ہیں!''

کروڑ 20 لاکھ ایکڑ اراضی متاثر ہوئی ہے۔

9۔ کھاد کا کم استعمال:

جدید سائنسی تحقیق کے مطابق پیداوار بڑھانے کے لیے کیمیاوی کھاد کا استعمال بہت ضروری ہے۔ لیکن ہمارا کاشت کار قلیل آمدنی کیوجہ سے اسے مناسب مقدار میں حاصل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ مویشیوں کا گوبر بھی کھاد کا کام دیتا ہے لیکن ہمارے دیہات میں یہ زیادہ تر جلانے کے کام آتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اگر پاکستانی کاشتکار کھاد کا مناسب استعمال کرتے تو پیداوار میں 40 فیصد سے 50 فیصد تک اضافہ ہو سکتا ہے۔

10۔ اچھے بیجوں کی کمی:

ہمارا کاشتکار عام طور پر وہی بیج استعمال کرتا ہے جو کہ اس کے پاس گھر میں موجود ہوتا ہے۔ کیونکہ بازار سے عمدہ بیج خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ لہٰذا گھٹیا اور ناقص بیج پیداوار میں کمی کا سبب بنتے ہیں۔

11۔ فصلوں کی بیماریاں:

ایک اندازے کے مطابق ہمارے زرعی شعبہ کی 15 سے 20 فیصد تک پیداوار کیڑے مکوڑوں اور فصلوں کی بیماریوں کی وجہ سے متاثر ہوتی ہے۔ لہٰذا مناسب ادویات، سپرے اور دیگر اقدامات سے ان کا انسداد ضروری ہے۔

12۔ کمزور جانور:

کاشتکاری کے لیے جو بیل، اونٹ، بھینسے اور دیگر جانور استعمال میں آتے ہیں وہ کافی لاغر اور کمزور ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی استعداد کافی پست ہوتی ہے۔ انہیں صحت مند بنانے کے لیے مناسب مقدار میں چارہ اگانا چاہیے۔ نیز وٹنری ہسپتالوں کی تعداد و کارکردگی بڑھانے کی بھی ضرورت ہے۔

13۔ کاشتکاری کی جہالت:

پاکستانی کاشتکار مزارعین، کھیت، مزدور اور دیگر کارکن زیادہ تر جاہل اور ان پڑھ ہیں۔ لہٰذا وہ اپنی محنت کی بجائے قسمت پر زیادہ بھروسہ کرتے ہیں۔ مقدمہ بازی میں الجھے رہتے ہیں۔ فضول رسومات پر خرچ کرتے ہیں۔ رہائشی سہولتوں کی کمی اور ناقص خوراک کی وجہ سے اکثریت کی صحت خراب رہتی ہے۔ لہٰذا ان کی استعداد کار پست ہوتی ہے جس کی وجہ سے پیداوار پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

...ائل تھے جن کی وجہ سے ملک میں چھوٹی صنعتیں بھی ضرورت کے مطابق قائم نہ ہو سکیں
...ر بڑی صنعتوں کے ساتھ یہ شعبہ بھی پسماندہ رہ گیا۔

...۔ غیر ملکی مقابلہ:

پاکستان کی صنعتی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ غیر ملکی مقابلے کا عنصر بھی رہا ہے۔ ہماری صنعتیں چونکہ نوزائیدہ رہی ہیں اور انہیں شروع ہی سے غیر ملکی معیاری اشیاء کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ لہٰذا صنعت کاروں کے لیے یہ مرحلہ نہایت مشکل تھا۔ کیونکہ لوگ غیر ملکی معیاری اشیاء کی موجودگی میں گھٹیا اور غیر معیاری اشیاء خریدنے سے گریز کرتے تھے۔ لہٰذا ایسی صورت میں حکومت نے تامین کی پالیسی اختیار کی اور ملکی صنعت کاروں کو غیر ملکی اشیاء کے مقابلے سے نجات دلانے کے لیے یا تو مکمل طور پر غیر ملکی اشیاء پر پابندی عائد کردی یا ان پر بھاری محصول عائد کردیئے تاکہ ان کی قیمت اس قدر زیادہ ہو جائے کہ لوگ مجبوراً پاکستان کی بنی ہوئی سستی چیزیں ہی خریدیں۔ بہرحال یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ ملکی صنعتی ترقی کی راہ میں ایک اہم رکاوٹ کے طور پر موجود تھا۔

8۔ فضول رسومات اور تقدیر پرستی:

ہمارے عوام کی اکثریت جاہل اور ان پڑھ ہے۔ بچتوں کی طرف کم توجہ دیتے ہیں لہٰذا صنعتوں میں سرمایہ کاری کے لیے کم رقوم بچتی ہیں۔ پھر اپنی محنت اور استعداد پر بھروسہ کرنے کی بجائے قسمت پر زیادہ انحصار کیا جاتا ہے۔ پس تقدیر پرستی کی وجہ سے لوگ پوری لگن سے کام نہیں کرتے اور نتیجہ کے طور پر صنعتی پیداوار کم رہتی ہے۔

9۔ اثر نمائش:

ہمارے عوام کی اکثریت اثر نمائش کا شکار ہے۔ وہ دوسروں کی دیکھا دیکھی غیر ملکی مصنوعات کے پیچھے بھاگتے ہیں اور ان اشیاء کو بلا ضرورت خرید لیتے ہیں۔ جب کہ ملکی مصنوعات کو گھٹیا سمجھا جاتا ہے۔ اور ان کی سرپرستی نہیں کی جاتی۔ لہٰذا ملکی آجروں کی مناسب
...

علم التعلیم کی اس کتاب میں یہ پڑھایا جا رہا ہے کہ
لہذا حواس خمسہ اور عقل علم کے معتبر ذرائع ہیں۔
اور مادی علوم اور سائنسی علوم ہی اس کا کل اثاثہ ہیں۔

وجدان۔ الہام۔ اور

وحی

کا مادی وجود سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس لیے اس کی تسلیم شدہ حقیقت کا بھی کوئی **وجود** نہیں ہے۔

ان ذرائع سے حاصل ہونے والا علم **فضول۔** بے کار۔ اور بے معنی۔ ہے۔

نوٹ۔ قرآن پاک سارے کا سارا **وحی** کے
ذریعے سے نازل ہوا۔ اس کتاب۔ علم التعلیم۔ کی رو سے۔ قرآن پاک بھی۔

فضول۔ بے کار۔ اور بے معنی۔ قرار پائے گا۔

کیا آپ کا بیٹا یا بیٹی یہ سب کچھ پڑھ کر مسلمان رہ سکے گا۔؟

حواس پر ہو۔ لہٰذا حواس خمسہ اور عقل علم کے معتبر ذرائع ہیں اور مادی علوم اور سائنسی علوم ہی ان کا کل اثاثہ ہیں۔ وجدان، الہام اور وحی کا مادی وجود سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے اس کی تسلیم شدہ حقیقت کا بھی کوئی وجود نہیں ہے۔ ان ذرائع سے حاصل ہونے والا علم فضول، بے کار اور بے معنی ہے۔

3۔ تصور اقدار: اقدار معاشرے کی پیداوار ہوتی ہیں۔ جب معاشرتی تقاضوں اور ضرورتوں میں تبدیلی آ جاتی ہے تو اقدار خود بخود بدل جاتی ہیں۔ ضرورت اور افادیت ہی اقدار کے پرکھ کا معیار ہیں، اگر کوئی قدر عام لوگوں کے لیے مفید ہے اور لوگوں کو فائدہ، تسکین اور راحت کا سامان مہیا کرتی ہے تو یہ قدر اچھی ہے۔ ترقی پسندوں کے نزدیک قدریں حتمی اور حقیقی نہیں ہوتیں بلکہ بدلتی رہتی ہیں۔

تعلیمی تصورات:

ترقی پسندیت میں تعلیمی تصورات اُس کے بنیادی تصورات کی عملی صورت ہیں۔ تعلیمی تصورات کے مطالعے میں 1۔ مقاصد تعلیم، 2۔ نصاب تعلیم، 3۔ حکمت تدریس، 4۔ انتظامیات۔

1۔ مقاصد تعلیم: مقاصد تعلیم فلسفہ حیات اور معاشرتی تقاضوں اور ضرورتوں سے طے پاتے ہیں اور تعلیم مقاصد تعلیم حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ لیکن ترقی پسندوں کے ہاں تعلیم بذات خود مقصد ہے، اس لئے تعلیم کے مقاصد کا تعین بے معنی ہے۔ ان کے ہاں تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے۔ معاشرے کے تقاضے، ضروریات اور اقدار تبدیل ہوتی رہتی ہیں، اس لئے تعلیمی عمل بھی ارتقا پذیر ہوتا ہے۔ تعلیمی مقاصد کا تعین کر کے تعلیمی عمل کے ارتقا کو روکا نہیں جا سکتا۔ ترقی پسند فلسفہ کی رو سے مقاصد تعلیم کو پہلے سے متعین نہیں کیا جاتا۔ معاشرتی اقدار تغیر پذیر ہیں، اس لئے مقاصد تعلیم بھی معاشرتی ضروریات کے تحت بدلتے رہیں گے۔

2۔ نصاب تعلیم: مقاصد تعلیم کے حصول کے لیے نصاب تشکیل پاتا ہے۔ ترقی پسند تعلیم کے مقاصد کا تعین پہلے سے نہیں کرتے بلکہ معاشرے کی وقتی ضروریات، طلبہ کی دلچسپیوں، ضروریات اور انفرادی اختلافات کو مدنظر رکھ کر کرتے ہیں۔ اس لیے ترقی پسند نصاب کی تدوین مستقل بنیادوں پر نہیں کرتے بلکہ نصاب کی بنیاد معاشرے کے بدلتے ہوئے تقاضوں، ضروریات، ارتقا، تغیر اور لچک پر رکھی جاتی ہے۔ نصاب وقت او

انٹرمیڈیٹ کے جدید نصاب کے عین مطابق معیاری اور منفرد کتاب

رہبرِ علم التعلیم

حصہ اول

از

پروفیسر عبدالسلام چوہدری
ایم۔ اے
سابق صدر شعبہ ایجوکیشن
گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ

پروفیسر ممتاز احمد
ایم۔ اے
پرنسپل
گورنمنٹ انٹر کالج، گوجرانوالہ

پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ
ایم فل، ایم اے ایل، ایم ایڈ
الخیر یونیورسٹی کالج آف ایجوکیشن بھمبر

سرپرستِ اعلیٰ و نظرِ ثانی
پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد بیگ
گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، لوئر مال لاہور

قریشی برادرز پبلشرز
اردو بازار
لاہور پاکستان

رہبرِ

علم التعلیم اے



حصہ اول

پروفیسر عبد السلام چوہدری

پروفیسر ممتاز احمد

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا

یقیناً مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے (حدیث نبوی)

قریشی برادرز پبلشرز چوک اردو بازار لاہور

اب کچھ بزرگوں کے اور کچھ علماء کرام

کے

بیانات

پیش کیے جا رہے ہیں۔

سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے متعلق

ملاحظہ فرمائیں

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
محدث علی پوریؒ
فرمایا کرتے تھے۔

کہ اپنی لڑکیوں کو
سکولوں میں بھیجنے کی بجائے
چکلوں میں بھیج دو

حوالہ از کتاب کالج اور لڑکی
مولانا فیض احمد اویسی

کالج اور لڑکی

مکتبہ غوثیہ ہول سیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

فقیر کی یہ تصنیف ایسی ہے کہ جیسے میلوں آگ کے بھڑکتے شعلوں میں ایک چھینٹا۔ لیکن اپنے مالک کریم کے فضل وکرم سے مایوس نہیں ہوں کہ وہ کریم اس چھینٹے سے کسی حصّہ کو تو فائدہ پہنچائے گا۔ نیز ممکن ہے کہ اس سے بھڑکتے شعلے بجھ جائیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ فقیر کی اس کاوش سے استفادہ نہ فرمائیں تو ناراض بھی نہ ہوں۔ کیونکہ ہم نے اپنی ڈیوٹی دینی ہے اور حتی الامکان اسے اہل اسلام تک پیغام پہنچا دیا ہے۔ مولیٰ کریم بطفیل حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے قبول فرما کر عوام کیلئے مشعل راہ اور فقیر کیلئے توشہ راہِ آخرت بنائے۔ آمین

بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

اقوال علماءِ کرام اہلسنّت

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدد دین وملت امام العلماء المحققین شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع وسنت نصاریٰ۔

باب ہزاراں فتنا درستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے جس کے مقاصد شدیدہ پر تحارب شدیدہ و عادل ہیں۔ متعدد حدیثیں اس کی ممانعت میں وارد ہیں۔ جن میں بعض کی سند عند المحققین خود قوی اور اصل متن حدیث کے معروف ومحفوظ ہونے کا امام بیہقی نے افادہ فرمایا اور پھر تعدد طرق دوسری قوت اور عمل امت وقبول علماء تیسری قوت اور محل احتیاط وفتنہ چوتھی قوت تو حدیث لا اقل حسن ہے اور ممانعت میں اس کا نص صریح ہونا خود روشن ہے۔ پر ظاہر ہے کہ کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے۔ اگر عورتوں کی کتابت میں حرج نہ ہوتا تو جمہور سلف آج تک اس کے ترک کا کیوں فرماتے۔ بالجملہ سبیل سلامت اسی میں ہے۔ لہٰذا جملہ علماء کرام جیسے امام حافظ الحدیث ابوموسیٰ، امام علامہ توریشی، علامہ طاہر فتنی اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی طرف میل فرمایا، وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے اب جو اجازت کی طرف جائے یا حال زمانہ سے غافل ہے یا امت مرحومہ کی خیر خواہی سے غافل......

و من لم یعرف اہل زمانہ فھو جاھل و نسئل اللّٰہ العفو والعافیۃ فتاویٰ رضویہ ۔ اصلاح بہشتی زیور، ص ۳

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے سینا پرونا، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے، سورۂ نور کی تعلیم دے لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے۔ بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی اور خاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کے تول برابر رکھے۔ جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے۔ نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔ اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔ شادی برأت میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے۔ اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو۔ سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے۔ بلکہ بیگانوں میں جانے کی مطلقاً بندش کرے۔ اپنے گھر کو ان پر زندان کر دے۔ بالاخانوں پر نہ رہنے دے۔ گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں جب کوئی رِشتہ ملے دیر نہ کرے۔ حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔ زنہار زنہار کسی فاجر فاسق خصوصاً بدمذہب کے نکاح میں نہ دے ہرگز ہرگز بہار دانش مینا بازار مثنوی ۔ غنیمت وغیرہا کتب عشقیہ غزلیات فسقیہ نہ دیکھنے دے کہ نرم لڑکی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرِ زناں کا ذکر ہے۔ پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہوسکتا ہے مشعلۃ الارشاد اعلیٰ حضرت سیّدنا امیر الملت والدین حضرت پیر قدس سرہ سیّد جماعت علی شاہ صاحب

محدث علیہ پوری کی شخصیت سے کون ناواقف ہے آپ ہزاروں کے اجتماعات میں بلاخوف لومۃ لائم قوم کو انتباہ کے طور پر یہ فرماتے تھے کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلوں میں بھیج دو۔ کیسی شدّت اور کتنا جلال تھا ان الفاظ میں۔ ظاہر بین اور دُنیادار لوگوں کے نزدیک یہ آواز دقیانوسی حالات سے بے خبری اور مولوی کی تنگ نظری پر مبنی تھی۔ لیکن انصاف پسند سنجیدہ مزاج طبائع سلیمہ ان الفاظ کی شدت کو قوم کے ساتھ مرد کامل کی خیر خواہی پر محمول سمجھ رہی تھیں ایسی خیر خواہی آمیز شدت جو ڈاکٹر کے آپریشن، حکیم کی کڑوی کسیلی دوا اور جراح کی نشتر زنی سے کہیں زیادہ خیر خواہی پر مبنی اور روحانی اطمینان بخشنے والی تھی۔

لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلوں میں بھیج دو، کیا مطلب یہی کہ جس طرح کوئی انسان اپنی نورِ نظر اور لختِ جگر کی ذات کے ساتھ چکلے کا تصوُّر نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اسے اپنی بچی کو انگریزی اسکول کے مغرب زدہ ماحول میں ٹیڈی ازم کی علمبردار اُستانیوں کے پاس بھیجنے کا تصور بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ کیا لڑکیوں کیلیئے اسکول و کالج چکلہ سے زِیادہ خطرناک اور گمراہ کن مقامات ہیں۔ جی ہاں مرد کامل نے اپنے الفاظ میں اسی طرف اِشارہ کیا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اسکول کالجوں کے بگاڑنے کا حلقہ چکلہ سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔

اس لئے کہ چکلے ایک کھلی ہوئی برائی ہے اور خطرہ کی جگہ ہے اور برائی کو اپنی اصلی صورت میں دیکھ کر عموماً لوگ اس طرف سے احتراز کرتے ہیں اور اسکولوں کالجوں میں یہ برائی چونکہ تعلیم کے نام پر پیش کی جاتی ہے اس لئے ایک تو اس سے تعلیم بدنام ہوتی ہے اور دوسرا لوگ اس نام سے گمراہ ہوکر اپنی بچیوں کو ایسی خطرناک راہ پر ڈال دیتے ہیں جہاں فیشن پرستی و بے حیائی ٹیڈی ازم گانے بجانے اور اغوا و فرار سے لے کر عصمت فروشی تک سب ہوتا ہے اور تعلیم کے نام پر یہی وہ دھوکہ اور عظیم خطرہ تھا کہ جس کا احساس فرما کر مردِ کامل نے آج سے مدّتوں پہلے قوم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کیلیئے بدیں الفاظ رجز و توبیخ فرمائی تھی کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلہ میں بھیج دو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ضروری نہیں کہ اسکول و کالج جانے والی ہر لڑکی کا دامن ملوث ہو۔ بلاشبہ بعض لڑکیاں ماحول کی گندگی کے باوجود اپنا دامن عصمت محفوظ رکھتی ہیں۔ لیکن یہ محض خوبیٔ قسمت پر موقوف ہے کہ جہاں تک جوان لڑکیاں آمدورفت۔ فرنگی تعلیم و سکولوں کالجوں کے مغرب زدہ ماحول کا تعلق ہے۔ مجموعی طور پر اس کے اثرات طالبات کو یقیناً طوائف کی راہ پر لے جا رہے ہیں اور کسی حساس و دانشمند اور باخبر شخص کیلیئے یہ مناسب نہیں کہ اپنی لخت جگر اور خاندان کی عزت کو ایسے حضرات کے سپرد کردے۔ ﴿حضرت علامہ حشمت علی صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ﴾

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
اپنی کتاب اسلامی زندگی میں فرماتے ہیں۔
لڑکیوں کو کھانا پکانا۔ سینا۔ پرونا۔ پاکدامنی اور
شرم و حیاء سکھاؤ۔ کہ یہ لڑکیوں کا ہنر ہے۔
ان کو کالجیٹ اور گریجویٹ نہ بناؤ۔ کہ لڑکیوں
کے لیے اس زمانہ میں کالج اور بازار
میں کچھ فرق نہیں۔
بلکہ بازاری عورت کے پاس لوگ جاتے ہیں۔
اور کالج کی لڑکی لوگوں کے پاس جاتی ہے۔
جس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے۔

کتاب۔ اسلامی زندگی
ص 32

رسومات کے بیان پر مشتمل تصنیف



اسلامی زندگی

مؤلف: حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی

عقیقہ اور ختنہ کے اسلامی طریقے	شادی کی رسموں کا بیان	نئے فیشن کی خرابیاں
بچوں کی پرورش کا اسلامی طریقہ	متبرک تاریخوں کے وظیفے اور عملیات	تجارت کے اصول

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC1286

بدمذہبوں کا شکار ہوگئے یقین کرو کہ اسکا وبال ان کے ماں باپ پر بھی ضرور پڑے گا۔

صحابہ کرام عَلَیۡھِمُ الرِّضۡوَان کی پرورش بارگاہِ نبوّت میں ایسی کامل ہوئی کہ جب وہ میدان جنگ میں آتے تو اعلیٰ درجہ کے غازی ہوتے تھے اور مسجد میں آ کر اعلیٰ درجہ کے نمازی، گھر بار میں پہنچ کر اعلیٰ درجہ کے کاروباری، کچہری میں آ کر اعلیٰ درجہ کے قاضی ہوتے تھے، اپنے بچوں کو اس تعلیم کا نمونہ بناؤ اگر دین و دنیا میں بھلائی چاہتے ہو تو یہ کتابیں خود بھی مطالعہ میں رکھو اور اپنی بیوی بچوں کو بھی پڑھاؤ: بہارِ شریعت مصنّفہ حضرت مولانا امجد علی صاحب رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ، کتابُ العَقائِد مصنّفہ حضرت مرشدی واستادی مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دَامَ ظِلُّھُمۡ، شانِ حبیب الرحمٰن، سلطنتِ مصطفیٰ مصنّفہ فقیر حقیر پر از تقصیر احمد یار خاں نعیمی۔

لڑکیوں کو کھانا پکانا، سینا، پرونا، اور گھر کے کام کاج، پاکدامنی اور شرم وحیاء سکھاؤ کہ یہ لڑکیوں کا ہنر ہے ان کو کالجیٹ اور گریجویٹ نہ بناؤ کہ لڑکیوں کے لئے اس زمانہ میں کالج اور بازار میں کچھ فرق نہیں بلکہ بازاری عورت کے پاس لوگ جاتے ہیں اور کالج کی لڑکی لوگوں کے پاس جاتی ہے، جس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے۔

توبہ کی فضیلت

حدیث پاک میں ہے: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنۡبِ کَمَنۡ لَا ذَنۡبَ لَہٗ یعنی ''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔''

(سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، الحديث ٤٢٥٠، ج ٤، ص ٤٩١)

کیا پردہ تعلیم کا مانع ہے ؟

جواب ۔ پردہ تعلیم کے لیے ہرگز مانع نہیں ۔ ہاں
سکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے پردے کا کسی قدر
مانع ہونا اگر تسلیم کر لیا جائے تو بعید نہیں ۔لیکن
یہ تعلیم عورتوں کے لیے سرے سے ضروری ہی نہیں۔
اس تعلیم سے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ مسلمان عورتوں کو
محفوظ رکھے تو بہتر ہے ۔
جس تعلیم سے لڑکیاں بن ٹھن کر بازاروں اور عام
گزرگاہوں میں اوضاع جاہلیت
(جاہلیت کی بے پردگی)
کا نمونہ پیش کریں ۔اسے تو دور ہی سے سلام ہے ۔
ایسی تعلیم اہل یورپ کو ہی مبارک ہو ۔ جس کو
حاصل کر کے مرد و عورت یہ کہنے لگیں ۔
کہ ہم کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں ۔

مولانا ابوالبشیر صالح رحمۃ اللہ علیہ
کی لکھی ہوئی یہ کتاب جو کہ 1930 میں چھپی تھی ۔
کتاب کا نام پردہ صفحہ نمبر 37 سے

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لِفَاطِمَةَ اَیُّ شَیْءٍ خَیْرٌ لِلنِّسَآءِ
قَالَتْ لَا یَرَیْهِنَّ الرِّجَالُ
(رواہ البزار)

پردہ

اس کتاب میں پردے کی حقیقت پر شرح و بسط کیساتھ روشنی ڈالی گئی ہے



مؤلفہ
حضرت مولانا ابوالبشر محمد صالح نقشبندی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ



مکتبہ مہریہ رضویہ۔ جامع مسجد نور ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
قیمت: 70 روپے

ان کے دو پاؤں اور دو ہاتھ ننگے ہوں گے ۔جن کو کھلا رکھنے میں عقلاً بھی عیب نہیں۔ شریعت نے بھی اس صورت میں اجازت دے دی ہے۔

کیا پردہ تعلیم کا مانع ہے؟ مخالفین پردہ کہتے ہیں کہ پردہ تعلیم و تدریس کا مانع ہے؟

جواب: پردہ تعلیم کے لئے ہرگز مانع نہیں۔ ہاں سکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے پردے کا کسی قدر مانع ہونا اگر تسلیم کر لیا جائے تو بعید نہیں لیکن یہ تعلیم سرے سے عورتوں کے لئے ضروری ہی نہیں۔ اس تعلیم سے اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھے تو بہتر ہے۔ جس تعلیم سے لڑکیاں بن ٹھن کر بازاروں اور عام گزرگاہوں میں اوضاع جاہلیت (جاہلیت کی بے پردگی) کا نمونہ پیش کریں اسے تو دور ہی سے سلام ہے۔ ایسی تعلیم اہل یورپ ہی کو مبارک ہو۔ جس کو حاصل کر کے مرد عورت یہ کہنے لگیں کہ ہم کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ اصلی مجرم والدین ہیں۔ جو بڑی کوشش سے اپنے بچوں کو ایسی تعلیم دلاتے ہیں۔ حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ (علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے) کا مصداق اسلامی تعلیم ہے نہ کہ سکولوں اور کالجوں کی تعلیم۔ اور اسلامی تعلیم عورتیں اپنے گھروں میں اپنے باپ بھائی خاوند وغیرہ محرموں سے حاصل کر سکتی ہیں۔ باپ کا فرض ہے کہ اپنی بیٹی کو پڑھائے۔ خاوند کا فرض ہے کہ اپنی بیوی کو پڑھائے۔ اگر لوگ اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے فرائض کو سرانجام دیں تو عورتیں کس طرح جاہل رہ سکتی ہیں؟ محرم اگر پڑھے ہوئے نہ ہوں تو جاننے والوں سے مسائل پوچھ پوچھ کر اپنی عورتوں کو سکھا سکتے ہیں۔ جس میں کسی کتاب، قلم، دوات اور تختی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ صحابہ کرامؓ کی عورتیں اپنے خاوندوں سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے مسائل پوچھ کر ان پر عمل کرتی تھیں۔ یہ نہ تھا کہ ساری عمر لکھنے پڑھنے تاریخ جغرافیہ یاد کرنے اور دنیا کے اور فنون سے واقفیت حاصل کرنے میں گزار دیں۔ اگر گھر میں بھی تعلیم دینے والا کوئی محرم میسر ہو جائے تو کتابی علم کے حاصل

کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اس کے لئے عورتوں کا سکولوں اور کالجوں میں جانا نتائج کے اعتبار سے بہت ہی برا ہے اس کے لئے کوئی اور مستحسن تدبیر ہونی چاہیئے۔

انگریزی تعلیم کا زہریلا اثر

اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ غلامانہ ذہنیت کا اصلی منبع کالج و سکول ہیں اور سب گناہوں کی جڑ غلامی ہے۔ پس جو امر غلامی کی جڑ ہو گا۔ وہی سب سیئات و معاصی کی علت ہو گا۔ لہٰذا سکول او کالج تمام اخلاقی رذائل اور دینی کمزوریوں کا سرچشمہ ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جب کہ آج کل سکولوں اور کالجوں میں بجائے تعلیم کے گانا بجانا، ناچنا اور سوانگ بنانا، ڈرامہ کرنا سکھلایا جاتا ہے۔ پروفیسر لڑکوں کے سامنے ناچتے اور گاتے ہیں۔ گویا تھیٹر اور سینما وغیرہ جو لوگوں کے اخلاق و اموال کے لئے مہلکات سے ہیں ان کا سرچشمہ سکول و کالج ہیں۔ کیونکہ ان تماشوں میں انگریزی تعلیم یافتہ ہی کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ آپ ہی فرمایئے کہ پروفیسروں کا ناچنا، گانا لڑکوں پر کیا اثر کریگا۔ شاید کوئی آزاد خیال یہ کہے کہ ڈراموں میں اور دیگر تماشوں میں عبرت ہوتی ہے۔ کہیں غربت و امیری کا ڈرامہ ہے اور کہیں ساہوکار اور کسانوں کا ڈرامہ ہے۔ کہیں عشق بازی کے بُرے نتائج کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے۔ ان ڈراموں میں غربت کا علاج ساہوکار کے پھندے سے بچنے اور عشق بازی کے بُرے نتائج سے محفوظ رہنے کے وسائل بتائے جاتے ہیں۔ تو ان میں کیا بُرائی ہو سکتی ہے؟ جواباً التماس ہے کہ اول تو جتنے لوگ ان تماشوں میں حصہ لیتے ہیں وُہی ان بلاؤں میں زیادہ مبتلا ہیں۔ خواہ ملازم ہو یا مزدور جو کچھ کماتا ہے۔ ان تماشوں میں خرچ کر دیتا ہے اور گھر میں بال بچے فاقہ کشی کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حالات اور واقعات کو بذریعہ سوانگ نقل کرنے سے کبھی عبرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ بطور تماشے کے کیا جاتا ہے اور لوگ اس کو تماشا سمجھ کر حظِ نفس کے لئے دیکھتے ہیں۔ لوگوں کا اصل مقصود گانا بجانا، ناچنا اور سوانگ دیکھنا ہوتا ہے نہ کہ عبرت حاصل کرنا۔ الغرض تھیٹر سینما وغیرہ باعتبار نتائج کے بھی بہت بری چیزیں ہیں اور باعتبار اصل کے بھی۔

حامیان بے پردگی کا یہ کہنا کہ عورتیں پردہ کی وجہ سے جب کہ خود غلامی کی حالت میں ہیں اپنے لڑکوں کو آزادی کا سبق نہیں دے سکتیں۔ بالکل غلط اور تاریخ اسلام

سے ناواقفی کی دلیل ہے۔ پردہ نشین عورتوں نے بڑے بڑے حکمران، امام اور اولیاء پیدا کئے ہاں ایسے تمام ملحد اور آزاد پیدا نہیں کئے جو مذہب سے آزاد و متنفر ہوں۔ ایسے آزاد درحقیقت غلام نفس، اسیر شہوات اور پرستار حکومت ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو، ایسی آزادی اور تعلیم پر لات مارنی چاہیے۔ جس سے عورتیں بے حیا ہو کر غیر محرموں سے مصافحہ کریں ان کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کریں۔ ناچنے گانے کو کمال سمجھیں۔ غیر محرموں کے ساتھ سیر وسیاحت کریں اس تہذیب بمنزلہ تعذیب کے سیکھنے کے لئے دوسرے ممالک میں جائیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورت کو غیر محرم کے ساتھ حج کی بھی اجازت نہیں دیتے۔

مسلمانو! کچھ تو ہوش کرو۔ ایسی مہذب مائیں اپنے بچوں کو کس قسم کی تہذیب اور ادب سکھائیں گی؟

جائے عبرت ہے یہ تیرے واسطے مرد خدا ہوش میں آ خواب غفلت سے تجھے کیا ہو گیا

غرض اس طرح کی ترقی کر کے اگر مسلمان بالفرض تمام دنیا کے بادشاہ بھی بن جائیں تو بھی اسلام کی نظر میں یہ سراسر خسران اور نامرادی ہے۔

کیا جہالت کا علاج دینی تعلیم ہے یا کالجوں کی تعلیم

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہالت کی وجہ سے عورتوں میں توہم پرستی اور شرک و بدعت پھیل گئی ہے۔ جواباً التماس ہے کہ یہ بالکل صحیح اور درست ہے لیکن ان امراض کا علاج سکولوں اور کالجوں کی تعلیم نہیں ہے

بلکہ اس تعلیم سے اگر جہالت و توہم پرستی کے مرض دور ہو سکتے ہیں۔ تو بے حیائی، خودسری، خود پسندی، اسراف و تبذیر، بے دینی، آوارگی، خود نمائی وغیرہ صدہا ایسے امراض پیدا ہونے کا احتمال ہے جو جہالت سے بھی بدتر ہیں۔ لہٰذا ایسی تعلیم سے ان کا جاہل رہنا ہی بہتر ہے کہ دین و دیانت کی صلاحیت تو باقی رہے گی۔ کیونکہ سکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے تو دینی صلاحیت ہی معدوم و مفقود ہو جاتی ہے۔ ایسی تعلیم یافتہ عورتیں مسلمان کہلاتی ہوئی غیر مسلموں سے شادی کر لیتی ہیں۔ لہٰذا ان امراض کا حتمی علاج دینی تعلیم ہے اور اسی کے لئے کچھ نہ کچھ بندوبست ہونا چاہیے۔

آج کل کے مدرسے اور کالج کیا ہیں۔
انسانی فطرت اور مذہبی ضمیر کے لیے
گویا قصاب اور بچڑ خانے ہیں۔
جہاں لاکھوں انسانی قلوب کے معصوم ریوڑ
کفر اور الحاد کی کالی دیوی کی بھینٹ چڑھائے
جاتے ہیں۔اور بے شمار پاک ارواح دہریت
اور بے دینی کی
دیوی کی دہلیز پر قربان ہوتی ہیں۔
ظاہر طور پر اگرچہ تعلیم پاتے نظر آتے ہیں۔
مگر درحقیقت معنوی طور پر ذبح ہوتے رہتے ہیں۔
سلطان الفقرا۔ فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی۔
کتاب۔ عرفان جلد نمبر 1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ محمد ﷺ کو درخشاں کردے نورِ عرفان سے دنیا میں چراغاں کردے
سینہ سینا ہو ہر اک آنکھ ہو بینا جس سے خامہ مثلِ یدِ بیضا مرا تاباں کردے

عرفان

حصہ اول

مصنف

سلطان الفقراء حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی علیہ الرحمہ

نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی

باطن میں رُوئے زمین کے حقیقی مالک ہوتے ہیں۔

خشت زیرِ سرو بر تارکِ ہفت اختر پائے

دستِ قدرت نگر و منصبِ صاحب جاہی

افسوس کہ زمانے سے روحانی علوم اور باطنی فنون مٹ گئے ہیں اور باطنی امراض کے طبیب الارواح اور معالج القلوب دُنیا سے رخصت ہوگئے ہیں۔ اسلام در کُتب اور مسلمانان در قُبور والانقشہ نظر آتا ہے۔ مذہبی تعلیم اور روحانی تلقین کے دروازے بند ہوگئے ہیں آج کل کے مدرسے اور کالج کیا ہیں انسانی فطرت اور مذہبی ضمیر کے لئے گویا قصاب خانے اور بُچڑ خانے ہیں جہاں لاکھوں انسانی قلوب کے معصوم ریوڑ کفر اور الحاد کی کالی دیوی کی بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں۔ اور بے شمار پاک ارواح دہریت اور بے دینی کی دیوی کی دہلیز پر قربان ہوتی ہیں ظاہر طور پر اگرچہ تعلیم پاتے نظر آتے ہیں۔ مگر درحقیقت معنوی طور پر ذبح ہوتے رہتے ہیں۔

(کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی) وَلَا تَقْتُلُوْآ اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ ط

نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَ اِیَّاکُمْ ط اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْأً کَبِیْرًا ط (بنی اسرائیل، آیت ۳۱)

ترجمہ: ''بھوک اور افلاس کے خوف سے اپنی اولاد اور بچوں کو قتل نہ کرو ہم ہی انہیں اور تمہیں رزق پہنچانے والے ہیں بیشک انہیں قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے'' یاد رہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اکثر لوگ اپنے بچوں کو دینی اور مذہبی تعلیم کی بجائے دُنیوی تعلیم صرف اس لئے دیتے ہیں۔ کہ دین اور مذہب کی تعلیم میں انہیں دُنیوی دولت کے حصول کی کوئی امید اور صورت نظر نہیں آتی اور سکول یا کالج میں داخل کر کے انہیں اس بات کی توقع ہوتی ہے کہ لڑکا اس تعلیم کے ذریعے کسی اچھی عہدے پر فائز ہوجائے گا۔ اور خوب روزی کمائے گا۔ یہاں اس آیت کا وہ پرانا مفہوم ہرگز تطبیق نہیں کھاتا۔ کہ پُرانے زمانے میں کفارِ عرب اپنی لڑکیاں زندہ دفن کیا کرتے یا انہیں ذبح کر ڈالتے کیونکہ وہ لوگ یہ کام محض عار کی وجہ سے کیا کرتے تھے۔ تاکہ کوئی شخص ان کا داماد نہ ہو اور ہرگز

علم التعلیم کی اس کتاب میں یہ پڑھایا جا رہا ہے کہ
لہذا حواس خمسہ اور عقل علم کے معتبر ذرائع ہیں۔
اور مادی علوم اور سائنسی علوم ہی اس کا کل اثاثہ ہیں۔

وجدان۔ الہام۔ اور **وحی**

کا مادی وجود سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس لیے اس کی تسلیم شدہ حقیقت کا بھی کوئی **وجود** نہیں ہے۔

ان ذرائع سے حاصل ہونے والا علم **فضول**۔

بے کار۔ اور بے معنی۔ ہے۔

نوٹ۔ قرآن پاک سارے کا سارا **وحی** کے

ذریعے سے نازل ہوا۔ اس کتاب۔ علم التعلیم۔ کی رو سے۔ قرآن پاک بھی۔

فضول۔ بے کار۔ اور بے معنی۔ قرار پائے گا۔

کیا آپ کا بیٹا یا بیٹی یہ سب کچھ پڑھ کر مسلمان رہ سکے گا۔؟

حواس پر ہو۔ لہٰذا حواس خمسہ اور عقل علم کے معتبر ذرائع ہیں اور مادی علوم اور سائنسی علوم ہی ان کا کل اثاثہ ہیں۔ وجدان، الہام اور وحی کا مادی وجود سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے اس کی تسلیم شدہ حقیقت کا بھی کوئی وجود نہیں ہے۔ ان ذرائع سے حاصل ہونے والا علم فضول، بے کار اور بے معنی ہے۔

3۔ تصور اقدار: اقدار معاشرے کی پیداوار ہوتی ہیں۔ جب معاشرتی تقاضوں اور ضرورتوں میں تبدیلی آ جاتی ہے تو اقدار خود بخود بدل جاتی ہیں۔ ضرورت اور افادیت ہی اقدار کے پرکھ کا معیار ہیں، اگر کوئی قدر عام لوگوں کے لیے مفید ہے اور لوگوں کو فائدہ، تسکین اور راحت کا سامان مہیا کرتی ہے تو یہ قدر اچھی ہے۔ ترقی پسندوں کے نزدیک قدریں حتمی اور حقیقی نہیں ہوتیں بلکہ بدلتی رہتی ہیں۔

تعلیمی تصورات:

ترقی پسندیت میں تعلیمی تصورات اُس کے بنیادی تصورات کی عملی صورت ہیں۔ تعلیمی تصورات کے مطالعے میں 1۔ مقاصد تعلیم، 2۔ نصاب تعلیم، 3۔ حکمت تدریس، 4۔ انتظامیات۔

1۔ مقاصد تعلیم: مقاصد تعلیم فلسفہ حیات اور معاشرتی تقاضوں اور ضرورتوں سے طے پاتے ہیں اور تعلیم مقاصد تعلیم حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ لیکن ترقی پسندوں کے ہاں تعلیم بذات خود مقصد ہے، اس لئے تعلیم کے مقاصد کا تعین بے معنی ہے۔ ان کے ہاں تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے۔ معاشرے کے تقاضے، ضروریات اور اقدار تبدیل ہوتی رہتی ہیں، اس لئے تعلیمی عمل بھی ارتقا پذیر ہوتا ہے۔ تعلیمی مقاصد کا تعین کر کے تعلیمی عمل کے ارتقا کو روکا نہیں جا سکتا۔ ترقی پسند فلسفہ کی رو سے مقاصد تعلیم کو پہلے سے متعین نہیں کیا جاتا۔ معاشرتی اقدار تغیر پذیر ہیں، اس لئے مقاصد تعلیم بھی معاشرتی ضروریات کے تحت بدلتے رہیں گے۔

2۔ نصاب تعلیم: مقاصد تعلیم کے حصول کے لیے نصاب تشکیل پاتا ہے۔ ترقی پسند تعلیم کے مقاصد کا تعین پہلے سے نہیں کرتے بلکہ معاشرے کی وقتی ضروریات، طلبہ کی دلچسپیوں، ضروریات اور انفرادی اختلافات کو مدنظر رکھ کر کرتے ہیں۔ اس لیے ترقی پسند نصاب کی تدوین مستقل بنیادوں پر نہیں کرتے بلکہ نصاب کی بنیاد معاشرے کے بدلتے ہوئے تقاضوں، ضروریات، ارتقا، تغیر اور لچک پر رکھی جاتی ہے۔ نصاب وقت او

بھوک اور افلاس کے خوف سے یہ کام کم نہیں کرتے تھے۔ یہ ذکر ایک دوسری آیت میں یوں آیا ہے
وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ○ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ○ (التکویر، آیت ۸،۹) غرض بہت لوگ ہیں جو
اپنے معصوم بچوں کو بھوک اور افلاس کے خوف سے اسکولوں اور کالجوں میں داخل کر کے معنوی اور
باطنی طور پر انہیں اپنے ہاتھوں قتل کر ڈالتے ہیں اور اُن کی فطرتِ دینی اور استعداد مذہبی کو ضائع
کر دیتے ہیں۔ اکبر مرحوم نے اس مضمون کو اپنے اس شعر میں کس خوبی سے ادا کیا ہے۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

(اکبر الہ آبادی)

کالج ہیں یا کفر والحاد کے ٹکسال ہیں۔ جہاں ضمیر اور فطرت کے زر عیار میں بے دینی
اور بداخلاقی کا کھوٹ ملا کر انسانی قلوب کے سادہ لوحوں پر کفر، الحاس اور دہریت کی مہریں لگ
رہی ہیں اور مغربی رسم و رواج کے موافق رائج الوقت سکے اور کام کے مطابق دام تیار ہو رہے
ہیں۔ اور یوں ہزاروں یوسف ان کھوٹے داموں کے عوض بکے جا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگوں
کی مذہبی ذہنیت مفقود ہو گئی ہے اور اگر دُنیا میں کہیں خال خال مذہبی خیال موجود ہے۔ تو مغربی
تعلیم اور یورپین تہذیب نے اُسے بگاڑ کر مسخ کر دیا ہے اکثر قلوب مذہبی اور روحانی لحاظ سے
مر چکے ہیں۔ ان میں کوئی مذہبی حس ہی باقی نہیں رہی اگر کچھ تھوڑے سے قلوب کسی قدر زندہ رہ
گئے ہیں۔ تو وہ سخت مُہلک باطنی امراض میں مبتلا ہیں ان باطنی امراض کے اثرات مذہب کی نسبت
آئے دن سخت کفر انگیز خیالات اور ملحدانہ شکوک اور اعتراضات کی شکل میں ان لوگوں کے دلوں
میں ظہور پزیر ہو رہے ہیں۔ اب دُنیا میں نہ معالج القلوب ہیں اور نہ طبیبُ الارواح۔ اکثر کو تو اپنے
مرض کا احساس ہی نہیں۔ بھلا جو مریض اپنے آپ کو تندرست اور صحت یاب سمجھے، اُسکا علاج کون
کرے۔ یہاں پر ہم اس قسم کے چند دہریانہ شکوک اور شبہات اور ملحدانہ خیالات اور اعتراضات
بطور مُشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں جو مغربی تعلیم کے اثرات سے دُنیا میں پھیل گئے ہیں۔

جس سے تقریباً مذہبی دُنیا متعفن اور مسموم ہوگئی ہے ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو سرے سے خدا کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایسے خدا کو کیونکر مانیں جو نہ خود دُنیا میں محسوس اور معلوم ہوتا ہے اور نہ اُس کا کوئی عمل اور فعل دکھائی دیتا ہے۔ بھلا جو خدا سمجھ میں نہ آئے اسے کیونکر جانا اور مانا جائے۔ یہ لوگ دل کے اندھے ہیں۔ مادرزاد اندھے کو سورج کی روشنی اور اشیا کی رنگت کا احساس کرانا ناممکن ہے سورج تمام دُنیا کو روشن کر رہا ہوتا ہے۔ سارا جہاں اس کی روشنی سے تاباں اور درخشاں اور تمام اشیاء کی صورتیں اور رنگتیں اس سے نمایاں ہوتی ہیں لیکن اندھوں کے نزدیک نہ دُنیا میں سورج کا کوئی وجود ہے نہ دُنیا میں اس کی روشنی اور حرارت کا کوئی فعل موجود ہے ایسے لوگ اگر سورج کی روشنی اور حرارت اور اشیاء کی صورت اور رنگت کو نہ سمجھیں اور نہ جانیں تو قصور کس کا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(سعدیؒ)

ترجمہ: ''اگر دن کے وقت چمگادڑ کچھ نہ دیکھ سکے اِس میں چشمۂ آفتاب کا کیا قصور ہے''۔

جبکہ کائنات عالم کا ذرّہ ذرّہ اس آفتاب عالمتاب کے انوار سے زندہ اور تابندہ ہے۔ اور تمام دُنیا کے الوالالباب، دانایان جہان اور اولوالابصار، بینایان زمان اُس کی ذات والا صفات اور دُنیا میں اس کی قدرت کے افعالِ جلال کے مُشاہدات اور اعمالِ باکمال کے شاہد ہیں۔

ان میں بعض سیاسی ملحد ہیں۔ جن کے سر پر سیاسی شیطان مسلط ہوتا ہے۔ شیطان ان کے دماغ میں یہ باطل خیال جما دیتا ہے کہ مذہب اور ادیان محض بنی نوع انسان کی ظاہری اور دُنیوی بہبودی اور اقتصادی وسیاسی ترقی اور تہذیب وتمدن اور طرزِ معاشرت کی اصلاح کیلئے وضع کئے گئے ہیں اور تمام مذہبی پیشوا یعنی اگلے پیغمبر اور اولیاء وغیرہ اپنے اپنے زمانوں میں اپنی قوموں کے محض دُنیوی ریفارمر اور ملکی مصلح اور سیاسی لیڈر رہوئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے دماغی قابلیت

اور عقلی ذہانت سے اس زمانے کی محض دُنیوی اصلاح اور سیاسی ترقی کے لئے مذاہب ایجاد کئے تھے۔ اور بہشت کے خیالی بہلاوے اور دوزخ کے وہمی ڈر کے ڈنڈے سے اس زمانے کے سادہ لوح لوگوں کو بچوں کی طرح اپنی خود ساختہ مذہبی پگڈنڈیوں اور شرعی راہوں پر چلاتے رہے ہیں۔ اور نعماءِ بہشت، حور و قصور محض طفل تسلیاں اور بھول بھلیاں تھیں اور عذابِ دوزخ محض ایک فرضی ہوا تھا۔ جو اُس زمانے کے سادہ اور توہم پرست دماغوں کے لئے کھڑا کیا گیا تھا۔ دراصل سیاسی ترقی اور ملکی فتح کی نقد بہشت مقصود اور مطلوب تھی۔ چنانچہ آزاد اور فاتح قومیں حکومت اور سلطنت کی بہشت میں یہاں راحت اور آرام پاتی اور عیش و عشرت کرتی ہیں اور محکوم و مغلوب قومیں غلامی، ذلت، افلاس اور مسکنت کے دوزخوں میں دُکھ اور عذاب پاتی ہیں۔ پس مذہب کا مُدعا یہی کچھ ہے سوائے اس کے نہ کوئی بہشت ہے اور نہ دوزخ نہ موت کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے۔ اور نہ حساب و کتاب نہ سزا ہے اور جزا۔ اسی سیاسی الحاد اور دُنیوی مفاد کی تائید میں وہ مفصلہ ذیل باطل خیالات اور بے ہودہ خرافات بھی کہہ ڈالتے ہیں کہ یہ سب ظاہری شرعی شعائر اور مذہبی ارکان اسی دُنیوی بہبودی اور سیاسی بہتری کے لئے وضع کئے گئے ہیں ہر شرعی حکم اور دینی رکن میں کوئی نہ کوئی دُنیوی مفاد اور سیاسی بہتری کا راز مضمر ہے مثلاً کلمہ شہادت صرف قومی اتحاد کا ایک رسمی اظہار ہے۔ صوم اور روزۂ ماہِ رمضان، جہادِ نفس اور تہذیبِ اخلاق کی ایک پریکٹس ہے۔ یعنی نفس کو بھوک اور پیاس کی عادت ڈالنے اور شہوات و خواہشات کے ضبط کا خوگر بنانے کی مشق ہے۔ تا کہ لڑائیوں میں خرچ اور خوراک وغیرہ نہ ملنے کے موقع پر کام آئے۔ نماز باجماعت صرف اطاعتِ امیر ہے۔ اور نماز ایک قسم کی ورزش ہے اور وضو کا مطلب محض صفائی ہے۔ اور مساجد سیاسی اجتماع اور ملکی معاملات اور دُنیوی مُصالحت کی صلاح اور مشوروں کی پنج وقتہ انجمنیں ہیں ان لوگوں کا خیال ہے کہ جملہ علماء فضلاء متقدمین و سلف صالحین وائمہ دین متین و محدثین اور کُل فقہاء مفسرین نے قرآن واحادیث کے اصل مدعا اور مفہوم کے سمجھنے میں غلطی کی ہے اور غرض و غایت دین کا وہی ہے۔ جو ہم نے سمجھا ہے ؏ بریں عقل دانش ببائد گرلسیت۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ج اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ○

(التوبہ، آیت ۳۰) غرض یہ لوگ سب دینی ارکان اور تمام مذہبی شعائر کے تحت کسی نہ کسی دُنیوی اور سیاسی مفاد کو مضمر سمجھتے ہیں۔

بعض کورچشم ملحد نبوت، رسالت اور حقیقتُ الوحی کی توجیہہ کرتے ہیں کہ پیغمبر اور رسول اپنی قوم کے ایسے ہمدرد لیڈر اور خیر خواہ مصلح ہوئے ہیں جن میں فطرتاً اپنی قوم کی بہبودی اور ہمدردی کا جوش اور جذبہ ہوا کرتا تھا۔ اُس جوش اور جذبے کے سبب ان پر اس قسم کے خیالات کا غلبہ رہا کرتا تھا۔ اور غلبۂ تخیلات سے بعض مضامین کو ان کی قوتِ مُتخیلہ مہیا کر لیتی تھی۔ حتیٰ کہ بعض اوقات اُس غلبے کی حالت میں ان کو کوئی نہ کوئی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ جس کو وہ وحی والہام سے موسوم کرتے تھے۔ اور گاہے کوئی خیالی موہوم صورت بھی انہیں نظر آجاتی تھی۔ جس کو وہ ملک اور فرشتہ کہتے تھے حالانکہ خارج میں نہ کوئی اس قسم کا غیبی وجود ہے اور نہ کوئی فرشتہ ہے یہ سب اُن کی فطری قوتِ مُتخیلہ کی موہوم کارستانیاں ہیں یہ عقل کے دشمن پیغمبروں کو یا تو فریبی یا فریب خوردہ تصوّر کرتے ہیں اور جملہ انبیاء و مرسلین اور اولیاء کاملین کی وحی والہامات اور معجزات و کرامات کو ان کے غلبہ اوہام اور خیالات کی پیداوار خیال کرتے ہیں اور اپنے کو بڑے فیلسوف اور دانا محقق سمجھتے ہیں۔ سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا کَبِیۡرًا (بنی اسرائیل، آیت ۴۳)

فلسفی گشتی و آگہ نیستی　　　خود کجا وَ از کجاوَ کیستی
از خود آگہ چوں نہٖ والے بیشعور　　　پس نباید بر چنیں علمت غرور
(علی ہجویریؒ)

ترجمہ: ”تو فلسفی تو بن گیا ہے مگر تجھے اتنا علم نہیں کہ تو کہاں ہے، کہاں سے آیا ہے اور تیری حقیقت کیا ہے۔ اے بے خبر! جب تجھے اپنی ہی خبر نہیں تو تجھے ایسے علم پر غرور نہیں کرنا چاہیے“۔

ملاحدۂ دہر کا خیال ہے کہ مذاہب دورِ جاہلیت کی پیداوار ہیں اور اب روشنی اور علم کا زمانہ ہے پرانے مذاہب اور قدیم طریقے اسی پرانے توہم پرست زمانے کے لئے موزوں اور مناسب تھے۔ اور اسی زمانے کے ساتھ رہ جانے چاہئیں اب زمانہ ماشاءاللہ بہت ترقی کر گیا ہے پرانے مذاہب اور قدیم طریقے اس مہذب اور بیدار زمانے کو سنبھالنے اور شاہراہ ترقی پر چلانے

کے لئے کافی نہیں ہیں اس واسطے نئے ریفارمروں اور نئے فیشنوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ منہ سے ہر وقت اٹھتے بیٹھتے دھواں نکالنا سیٹیاں بجانا۔ لہو ولعب اور کھیلوں میں بندروں کی طرح ناچنا اور مینڈکوں کی طرح پُھدکنا پھاندنا۔ ان کے نزدیک تہذیب کی علامتیں اور شائستگی کے آثار ہیں۔

قوم نے اتنی ترقی کی کہ پہنچی عرش پر
اب نظر آتی نہیں ہے مسجدوں کے فرش پر
(اکبرالہ آبادی)

اگر ان کے سامنے مذہب اور اخلاق کا نام لیا جائے تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو پُرانے فرسودہ دقیانوسی زمانے کی طرف پیچھے دھکیلنا چاہتے ہیں زمانہ بہت آگے بڑھ گیا ہے یہ لوگ عورتوں کی آزادی اور بے پردگی کا بڑا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں اور یورپ کے جاہلوں اور بے دینوں کیطرح عورتوں کو محفلوں اور مجلسوں میں مردوں کے دوش بدوش عُریاں اور رقصاں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس بے شرمی، بے حیائی اور بے عزتی کو ترقی، آزادی اور تہذیب کا نام دیتے ہیں۔ اے مغرب پرستو! اگر اسے دیوثی کا نام ترقی اور آگے بڑھنا ہے تو یہ آگے بڑھنا تم کو مبارک ہو۔ ہم پیچھے ہی سہی۔

کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
(اقبالؒ)

بعض لوگ ہیں کہ جملہ انبیاء کے معجزات اور تمام اولیاء کی کرامات اور خوارقِ عادات کا انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قانونِ قدرت کے خلاف کبھی واقع نہیں ہوسکتا۔ اور دُنیا میں جو علّت ومعلول، شرط وجزا اور سبب واثر کا سلسلہ جاری نظر آتا ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی علّت ہے، نہ کوئی غیبی محرک اور فعال قدرت موجود ہے۔ دُنیا محض یہی عالمِ اسباب ہے جو دائرۂ حواس کے اندر معلوم اور محسوس ہے۔ جس طرح کسی چیز کی فطرت واقع ہوئی ہے۔ اس کے خلاف کبھی واقع نہیں ہوسکتا۔ سورج مشرق سے نکلتا ہے۔ آگ جلاتی ہے۔ پانی ڈھلوان کی طرف بہتا ہے اور اس

الحاد اور دہریت کی تائید میں یہ آیت پیش کرتے ہیں۔ فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا ط لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ق (الروم، آیت ۳۰) جس کی تفسیر ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ کہ اس فطرت سے مراد فطرت دینی ہے اور لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ط (الروم، آیت ۳۰) سے مراد یہ ہرگز نہیں ہوسکتی کہ مادے کی خلقت میں تبدیلی واقع نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ مادہ ہر وقت اور ہر لحہ بدلتا رہتا ہے اور ہر چیز میں تغیر تبدل رونما ہے اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ قانونِ قدرت کے خلاف کچھ واقع نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر" o (البقرہ، آیت ۲۵۹) ''ہر چیز پر قادر ہے'' وہ ہرگز اپنے قانون کے تابع اور پابند نہیں ہے اگر وہ اپنے بنائے ہوئے اُصول اور قواعد کا پابند ہوتو وہ خدا کس بات کا رہا۔ پھر تو کائنات میں مادے اور اُس کے قوانین اور قواعد کا عمل ودخل رہا۔

خدا ہے فہم سے اور وَہم سے دُور　　　سمجھ لے جس کو بندہ وہ خدا کیا

اس دُنیا کی چندروزہ مادی حکومتوں کو بھی گاہے گاہے بطور ضرورت قانون آرڈی ننس جاری کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ اور فَعَّال" لِّمَا یُرِیْدُ o (البروج، آیت ۱۶) کو اپنے قانون کا اور قاعدے میں اسیر اور مقید رکھا جائے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں صاف صاف فرما رہا ہے۔ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ج وَ عِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتَابِ o (الرعد، آیت ۳۹) یعنی اللہ تعالیٰ اپنی لوحِ قدرت اور لوحِ محفوظ میں سے جس امر کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اس کے پاس لوحِ علم کی ام الکتاب ہے اور یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ اَلْاَمْرُ یَتَغَیَّرُ وَ الْعِلْمُ لَا یَتَغَیَّرُ یعنی ''امر اللہ بدلتا ہے اور علم اللہ نہیں بدلتا''۔ بلکہ علم کے ذریعے امر کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً پانی ڈھلوان کی طرف بہتا ہے۔ لیکن علم پمپ اور فوارہ کے ذریعے پانی نیچے سے اُوپر کی طرف لایا جاسکتا ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس باقی سب امور کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ o (البقرۃ، آیت ۲۵۳) اور یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ o (المائدہ، آیت ۱) یعنی ''اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا

ہے اور جس چیز کا ارادہ کرے اپنے حکم سے پورا کرتا ہے۔ کوئی اُسے روک نہیں سکتا"۔ اور پھر صاف طور پر فرماتا ہے وَاللّٰهُ غَالِبٌ" عَلٰى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ o (یوسف، آیت ۲۱) یعنی "اللہ تعالیٰ اپنے ہر امر اور قانون پر غالب ہے اور اس کے تغیر و تبدل پر قادر ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے" بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو کائنات کی ہر چیز میں طلوع و غروب تغیر و تبدل اور ہر اصول و قواعد میں نقیض اس کے قہرمانی قدرت اور غلبہ امر کا صاف صاف پتہ دے رہے ہیں اور کوئی بات ہماری توقع اور قیاس کے مطابق واقع ہوتی نظر نہیں آتی اور کسی امر کے وقوع کے لئے صحیح رائے قائم نہیں کی جاسکتی بلکہ اسباب کے آستین میں قدرت کا ہاتھ کارفرما ہے اور اکثر اسباب کے پردے میں کام کرتا رہتا ہے لیکن گاہے بوقتِ ضرورت قدرت اسباب کی آستین چڑھا کر اور اُتار کر کام کرنے لگ جاتی ہے۔ لہٰذا انبیا علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات اور خوارق عادات محض قدرت کے ننگے ہاتھ کے کرشمے ہوا کرتے ہیں اور قانونِ جاریہ کے خلاف وقتی ضرورت کی تکمیل کے لئے گویا آرڈی ننس ہوا کرتے ہیں۔ جن نادان نفسانی کورچشم لوگوں کی نظریں مادی اسباب تک محدود ہوا کرتی ہیں اور کنوئیں کے اندھے مینڈک کی طرح وہ مادی کنوئیں کو ساری کائنات سمجھتے ہیں وہ قدرت کی فوق الفطرت غیر مادی کارفرمائیوں کو نہیں سمجھ سکتے اور قرآن میں جہاں کہیں اس قسم کے غیر فطری خلاف قیاس معجزات اور کرامات کا ذکر آتا ہے ان کو اپنی مادی عقل اور قیاس کے مطابق بنانے کے لئے معانی اور مفہوم میں عجیب قطع و برید اور سخت ناروا کفر انگیز تاویلیں کیا کرتے ہیں۔ ہم ان کورچشموں کو معذور اور مجبور سمجھتے ہیں۔

زاہلِ مدرسہ اسرارِ معرفت مَطَلَب		کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد
نہیں ہے سائنس واقف کار دیں سے		خدا ہے دور حدِ دوربیں سے

ترجمہ:۔ "مدرسہ اور مکتب والوں سے معرفت کے اسرار نہ پوچھ۔ کیونکہ کیڑا چاہے کتاب بھی کھالے وہ نکتہ داں نہیں بن جاتا"۔

بعض مذہب کو سیاست سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ اور مذہب کو محض عبادات اور اعتقادات

میں محدود خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ بندے کا خدا کے ساتھ ذاتی اور انفرادی معاملہ ہے سیاست کا معاملہ بندوں کے درمیان آپس کا ہے دُنیوی اور سیاسی ترقی میں مذہب رکاوٹیں پیدا کرتا ہے اس لئے اس کو عملی دُنیا میں جگہ نہیں دیتے اسے ایک خیالی چیز سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مذہب کا مدعا اور غرض وغایت توحید یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور جاننا ہے اور یہ چیز ہمیں خیالات میں حاصل ہے تو پھر عملی اور شرعی تکلیفات کی کیا ضرورت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک تقریباً پانچ سو سال کے عرصے میں احکام اور قوانین میں تبدیلی کی ضرورت پڑی۔ مگر تیرہ سو سال تک وہی ایک مذہب اور ایک ہی قسم کے قوانین اور احکام جاری ہیں۔ یہ بڑا ظلم ہے۔

بعض منکرِ نبوت نجات کے قائل ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ انبیاء توحید کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں اور انہیں بھی اسی توحید کے علم اور عمل کا حکم تھا۔ پس جس کو اصل مقصود حاصل ہو۔ غیر مقصود کا انکار اسے نقصان نہیں دیتا پس توحید اعتقادی طور پر ہمیں حاصل ہے۔ عبادت اور اعمال اسی اعتقاد کے مختلف مظاہر ہیں یا اس کی صحت کے لوازمات اور ذرائع ہیں جب اصل مقصود حاصل ہو جائے تو ذرائع اور وسائل کی کچھ ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح یہ بدبخت وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ (النساء، آیت ۱۵۰) کے مِصداق بن کر اپنے آپ کو نبی اور اُس کی شریعت سے بری سمجھتے ہیں۔

ایک اور فرقہ ہے جو اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہتا ہے اور احکام کا محض قرآن میں محدود سمجھتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ احادیث غلطی سے محفوظ نہیں ہیں۔ اس لئے اُن کا کوئی اعتبار نہیں ہے قرآن خود مکمل چیز ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور آیات قرآن کی اپنے مطلب کے موافق تاویلیں کر کے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا (البقرۃ، آیت ۲۶) کے مصداق ہوتے ہیں بعض ائمہ دین کے اجتہاد اور فقہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ قرآنی آیات اور احادیث میں سے اپنے مطلب کے موافق جسکا جس طرح جی چاہے اپنے لئے ایک ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر علیحدہ دین بناتا ہے اور دینِ قیم کی وحدت اور اجماع امت میں

بگاڑ، تفرقہ اور تشتت ڈالتا ہے انسان چونکہ فطرتاً اور قدرتاً جھگڑالو، جلد باز، سہل انگار، سست اور کام چور واقع ہوا ہے۔ اس واسطے وہ خواہ مخواہ دینی قیُود اور مذہبی پابندیوں سے آزادی حاصل کرنے اور اس میں قطع وبرید کر کے آسانی پیدا کرنے کے لئے ہزاروں مکر اور لاکھوں بہانے اور حیلے بناتا ہے اور خدائی احکام کو کسی نہ کسی طرح توڑ مروڑ کر اپنی خواہش نفسانی کے موافق اور مطابق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ لوگ نفس کے بندے ہیں اور ہوائے نفس کے تابع ہیں اور جملہ احکام کو اپنے نفس کے موافق بنانے میں حیلے بہانے تراشتے ہیں۔ قال تعالیٰ:

اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلۡمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰی سَمۡعِهٖ وَ قَلۡبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ط فَمَنۡ یَّهۡدِیۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ○

(الجاثیہ، آیت ۲۳)

ترجمہ:۔ ''آیا تو نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنایا اور باوجود علم کے اللہ نے اس کو گمراہ کیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگادی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردے ڈال دیے ہیں پس کون ہے جو ایسے شخص کو ہدایت کرے سوائے اللہ کے آیا تم نہیں سمجھتے ہو''۔

مختصر یہ کہ مغربی تعلیم نے الحاد اور دہریت کا زہر تعلیم یافتہ طبقے کے دلوں اور دماغوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اکثر دل مذہبی نقطہ نگاہ سے مرچکے ہیں اُن کے اندر کوئی مذہبی حس باقی نہیں رہ رہی اور نہ انہیں ہدایت کی طرف لانے کی کوئی اُمید ہوسکتی ہے۔ باقی اگر چند دل رہ گئے ہیں۔ تو وہ سخت مہلک امراض میں مبتلا ہیں اور مذکورہ بالا شکوک اور شبہات ان کے قلوب کو بری طرح گھیرے ہوئے ہیں۔ اکثر کو تو دُنیوی خطرات اور نفسانی خیالات سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ دین اور مذہب کے معاملے پر تہ دل سے غور کریں اور سوچیں کہ ہم آخر کیا ہیں۔ کیوں ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جارہے ہیں موت کی ضروری، اٹل اور لا بدمہم کو اس طرح بھولے ہوئے ہیں گویا انہیں یہ دور دراز سخت، کٹھن، جاں گداز اور روح فرسا سفر درپیش ہی نہیں بعض کو اگر بھولے سے کبھی اچانک موت کی یہ بڑی بھاری مہم یاد بھی آجاتی ہے تو اُسے یوں ٹال دیا جاتا ہے

کہ موت جب آئے گی تو اُس وقت دیکھا جائے گا۔اس سے پہلے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے اتنے لوگ چلے گئے ہیں وہ گزارہ کریں گے ہم بھی کرلیں گے۔اس قسم کی طفل تسلیوں سے شیطان ان نادانوں کو تھپکا تھپکا کر خواب غفلت میں سلا دیتا ہے۔اوراس سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ اور توشہ وسامان بنانے سے باز رکھتا ہے۔اوراُس وقت ہوش آتا ہے جب پانی سر سے گذر جاتا ہے اور خالی ہاتھ محتاج، نادار، اپاہج ، اندھا، لولا، لنگڑا سخت مصائب وآلام میں مبتلا اور گرفتار ہو کردار آخرت کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے اس وقت حسرت، ندامت اور تاسف سے ہاتھ ملتا ہے۔

لیکن" پھر پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"۔

حشمت میں ہو تو گرچہ سکندر سے زیادہ　　اور عمر تری نوح پیمبر سے زیادہ
روز پسیں نہ کچھ بھی رہیگا بجز دریغ　　ہر چند کہ روئے تو سمندر سے زیادہ

ہماری اس کتاب کے مطالعہ سے بعض لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوگا۔کہ اس کتاب کا مفہوم تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان بس دُنیا کے تمام کام کاج چھوڑ کر جنگل میں جابسے یا کسی حجرے یا گوشے میں بیٹھ کر تمام عمر اللہ اللہ ہی کرے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تصوّر میں محو اور غرق ہو کر رہے اور اس کتاب کی غرض وغایت تو رہبانیت کی مشق معلوم ہوتی ہے حالانکہ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ (مشکواۃ) یعنی اسلام میں رہبانیت کی تعلیم نہیں ہے ایسی تعلیم تو عیسوی دن کی ہے۔کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں کے غاروں میں جا رہے۔یعنی عیسیٰؑ صاحب غار تھے۔اور ہمارے پیغمبر صاحب السیف اور صاحب الجہا دہوئے ہیں آج اقوامِ عالم خصوصاً یورپین اقوام سیاسی اور دُنیوی ترقی کے فلک الافلاک پر پرواز کر رہی ہیں اور مسلمان ذلت اور اِدبار کے گڑھے میں گرے جا رہے ہیں۔اسلام کو تنظیم، اتحاد، تعلیم ، دولت ، دُنیوی عروج اور سیاسی علو وغیرہ کی ضرورت ہے۔افسوس! مسلمانوں میں سے اکثر لیلائے سیاست و دولت کے مجنوں للچائی ہوئی نظروں سے یورپین قوموں کی چند روزہ حیوانی لذتوں اور نفسانی دولتوں اور فانی مسرتوں کیطرف دیکھ دیکھ کر ترستے ہیں اور جب خدا اور رسول اور اسلام کو اپنی نفسانی اغراض میں موید اور معاون

نہیں پاتے تو دل ہی دل میں بگڑتے اور اسلام کے خلاف طرح طرح کی خرافات اگلتے ہیں اس کتاب کے لکھنے سے ہماری غرض یہ ہرگز نہیں ہے کہ مسلمان جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف نکل جائیں یا حجروں میں بیٹھ کر ساری عمر اللہ اللہ ہی کریں اور دُنیا کا کوئی کام نہ کریں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں البتہ مسلمانوں کو ذکر اللہ اور اسم اللہ ذات کی طرف راغب اور مائل کرنے سے ہماری غرض اور غایت یہ ہے کہ مسلمان پہلے اصلی اور حقیقی معنوں میں مسلمان ہو جائیں۔ ذکر اللہ اور اسم اللہ ذات سے نورِ ایمان اور روشنیٔ ایقان و عرفان حاصل کر کے اسلام کے پاک اخلاق سے متخلق اور ایمان کی نوری صفات سے متصف ہو جائیں۔ اس کے بعد جب وہ اصلی اسلامی شان کے ساتھ میدانِ عمل میں نکلیں گے۔ تو زندگی کے ہر شعبے اور دُنیا کے ہر فعل اور عمل میں تائید ایزدی ان کے شامل حال ہوگی۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:۔

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (المجادلہ، آیت ۲۲)

ترجمہ:۔ ’’وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھدیا گیا ہے اور انہیں اپنی روح سے تائید فرمائی ہے‘‘ ایسے اہلِ ایمان لوگوں کی زندگی کے دونوں دینی و دُنیوی، ظاہری و باطنی، صوری و معنوی، سیاسی و اخلاقی اور بدنی و روحانی پہلو ہر طرح سے نہایت کامیاب اور خوشگوار ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص اپنے لئے اور غیر کے لئے گھر کے لئے اور قوم کے لئے، غرض تمام دُنیا کے لئے اور آخرت میں باعثِ صدراحت اور موجب ہزار رحمت ہو جاتا ہے۔ جس طرح جانور اللہ کے نام کی تکبیر سے ذبح کے وقت پاک اور حلال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان ذکر اللہ اور اسم اللہ ذات کے نور سے پاک اور طیب ہو کر صحیح طور پر اسلام، ایمان، ایقان اور عرفان وغیر کے درجات اور مراتب سے مشرف اور سرفراز ہو جاتا ہے۔ جب تک کسی قوم کے افراد فرداً فرداً اپنے نفس کے تذکیہ ذکر اللہ اور اسم اللہ سے نہ کرلیں اور اپنے نفسوں کی حالت اور کیفیت کو اللہ کے لئے بدل نہ ڈالیں۔ ہرگز اللہ تعالیٰ اُس قوم کی مجموعی حالت کو نہیں بدلتا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَایُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ط (الرعد، آیت ۱۱) کیا ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفٰے ﷺ

تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیۂ روح اور تخلیۂ سر کی خاطر ابتدائے وحی کے زمانے میں رہبانیت اختیار کر کے کئی دفعہ اکیلے پہاڑ میں نہیں جا رہتے تھے اور متواتر کئی ہفتوں تک غارِ حرا میں تصوّر اسم اللہ ذات کے پاک شغل کی خاطر دن رات معتکف نہیں رہتے تھے۔ سو ہر مسلمان پر جو اصلی اور حقیقی معنوں میں مسلمان اور مومن باایمان بننے کا خواہشمند ہو فرض عین اور سنت عظیمہ ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی میں ایک دفعہ ضرور اپنے دل کو اسم اللہ ذات کے صبغتہ سے پوری طرح رنگ لے اور بطور اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ (المجادلہ، آیت ۲۲) اپنی لوحِ قلب پر اسم اللہ ذات کو نقش اور مرقوم کرلے اس کے بعد وہ عملی دُنیا میں اگر نکلے گا تو تائید ایزدی اس کی ہر جگہ اور ہر فعل میں دستگیری کرے گی۔ قوم کا ہر فرد جب اس شان سے نمایاں ہو جائے گا۔ تو اس وقت قوم کی مجموعی حالت بھی بدل جائے گی۔ اور اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی کی صفت سے جلوہ گر ہو جائے گی۔ ورنہ صرف اسلامی نام کے رکھے جانے یا مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے سے انسان کی نجات ہرگز نہیں ہو سکتی اور نہ دینی و دُنیوی ترقی حاصل ہو سکتی ہے بلکہ صرف ظاہر صورتِ اسلامی اور رسمی رواجی عمل سے بھی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک صحیح اسلامی سیرت، کردار، ایمانی قلب اور خالص نیت پیدا نہ کرے حدیث شریف ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ (مسلم) یعنی اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے۔ اور نہ صورتوں کو بلکہ تمہارے دلوں (نیتوں) کو دیکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ مسلمانوں کا جب باطن صحیح اور درست ہو جائے گا۔ تو ان کا ظاہر بھی اصلاح پذیر اور ترقی یافتہ ہو جائے گا۔ جب دل کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ تو جسد اور تن تبعاً درست ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَۃً" اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اِلَا وَھِیَ الْقَلْبُ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ "بنی آدم کے جسد میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب اس کی اصلاح ہو جاتی ہے تو تمام جسد اور بدن کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ خبردار وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے" جس وقت قوم کے افراد کے

قلوب اور نفوس اصلاح پذیر ہو کر بدل جائیں تو قوم کی ظاہری، دُنیوی، سیاسی، اقتصادی، باطنی، مذہبی اور روحانی حالت بھی بدل جاتی ہے۔ جس زمانے میں مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرماں بردار اور قرآن اور حدیث پر عمل کرنے والے یعنی متقی اور پرہیزگار تھے۔ دُنیا کی حکومت اور بادشاہی بھی ان کے قدم چومتی تھی۔ لیکن جس وقت مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری چھوڑ دی اور نفس اور ہوا کے پیچھے پڑ کر قرآن اور حدیث پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُس نافرمانی کی سزا میں اُن پر ذلت اور مسکنت کو مسلط کر دیا اور ان سے سلطنت اور حکومت چھین کر اغیار کے حوالے کر دی۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کفار قریش نے جب اشاعتِ دین اور تبلیغِ حق کے اجراء سے روکنے کی انتہائی کوشش کی۔ حتیٰ کہ آپ کو قتل کرنے اور دین اسلام کے مٹانے کا تہیہ کر لیا۔ اور آپ کو اپنا وطن مالوف مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینے کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تو آپ ﷺ نے وہاں جا کر تبلیغ اسلام اور اشاعتِ دینِ حق کا کام شروع کر دیا کفارِ نابکار کو جب معلوم ہو گیا کہ آپ نے اپنا مشن وہاں بھی جاری کر دیا ہے اور آپ ﷺ کو وہاں اس میں زیادہ کامیابی ہو رہی ہے تو ان الٰہی دشمنوں نے آپ ﷺ کو وہاں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا اور آپ ﷺ کے مشن کو مٹانے کے لئے کوششیں جاری رکھیں اور وہاں جا کر حملے شروع کر دیئے تو آپ ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ کیطرف سے ان معاندین اور مخالفین کے خلاف مجاہدانہ کاروائی شروع کرنے اور علمِ جہاد بلند کرنے کا اذنِ عام مل گیا۔ چنانچہ آپ نے اور آپ ﷺ کے اصحابِ کبار نے محض اعلاء کلمۃ الحق اور تبلیغ دین کے لئے بمصداق حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ" وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ط (البقرہ آیت ۱۹۳) تمام مخالفین اور جملہ کفار و مشرکین کے خلاف تلوار اُٹھائی چنانچہ اللہ تعالیٰ کی نصرت آپ کے شامل حال رہی اور آپ ﷺ کو اپنے سچے جہاد اور حقیقی مشن میں پوری کامیابی حاصل ہوئی اور آپ ﷺ کو اور آپ کے جانشینوں اور دینِ حق کے سچے پیروؤں کو دین حق کی تبع میں دُنیا کی بادشاہی اور سلطنت بھی حاصل ہو گئی اور جہاں کہیں خدا کے ان صادق بندوں کے مبارک قدم پہنچے۔ وہاں توحید اور دینِ

حق کا آفتاب چمک اُٹھا۔اور کفر شرک اور نفاق کی ظلمتیں دلوں سے کافور ہو گئیں اور تمام دُنیا کی کایا پلٹ گئی۔ دل صاف ہو گئے اور نیتیں بدل گئیں۔ ہر شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے برائی سے رُک گیا۔اور رجاء رحمت کے ارادے سے نیک کام کرنے لگ گئے اور اسی طرح تمام دُنیا اسلام کی سلامتی، ایمان کے امن اور عرفان کی عافیت میں راحت اور آرام کی زندگی بسر کرنے لگ گئی۔ دُنیا میں ہر جگہ عدل اور انصاف کا دور دورہ ہو گیا۔ اخوت اور مساوات قائم ہو گئی اور ظلم کی ظلمت، جبر و استبداد کی تاریکی اور سرمایہ داری کی لعنت دنیا سے مٹ گئی اور اسی طرح اسلام کی نوری فضا میں دُنیا کے اطمینان اور تسکین کا سانس لیا۔

ہمارے اس زمانے کے لیڈروں میں جب تک مذہبی اور روحانی اسپرٹ (SPIRIT) پیدا نہ ہوگی اُن کی نیت نیک اور دل صاف نہ ہونگے۔ وہ قوم کو دینی اور دُنیوی نجات کا راستہ دکھانے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔لیکن افسوس کہ ہمارے آج کل کے لیڈروں کا اللہ تعالیٰ اور دارِ آخرت پر ایمان نہیں ہے وہ جو کچھ کرتے ہیں اسی دُنیا کے لئے کرتے ہیں وہ گویا ایک قسم کے تاجر ہیں وہ اگر کبھی مصلحت وقت کی خاطر قوم کے لئے کوئی تھوڑی سی وقتی، جانی یا مالی قربانی پیش بھی کرتے ہیں تو اس کے عوض تمام قوم سے بہ ہیئت مجموعی وسیع پیمانے پر دائمی عزو جاہ اور دولتِ دُنیا کے طالب ہوتے ہیں۔ ملحد اور بے دین لیڈر کسی صورت میں قوم کا حقیقی راہنما اور اصلی نجات دہندہ نہیں بن سکتا۔اور نہ اس کی نیت صاف ہو سکتی ہے وہ تھوڑے سے شخصی سرمائے کے ذریعے قوم کی ساری پونجی پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔ وہ تو ایک قصاب ہے جس نے اپنی نیت کی چھری من کے میان میں چھپا رکھی ہے اور گڈریے اور پاسبان کا لباس اوڑھ رکھا ہے قوم کا سچا راہنما اور اصلی نجات دہندہ وہی شخص ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھے۔ جسے یومِ آخرت، حساب کتاب اور سزا و جزاء کا صحیح یقین ہو جس کا ہر فعل اور عمل اللہ تعالیٰ کے لئے ہو ایسا شخص قوم کا حقیقی خیر اندیش اور سچا بہی خواہ ہوتا ہے اور لوگوں سے کسی چیز کا طالب نہیں بنتا وہ لوگوں کو اپنے لئے نہیں بلکہ انہیں کے فائدے کے لئے چاہتا ہے اُس کا سچا سودا اور لین دین اللہ تعالیٰ

کے ساتھ ہے وہ اپنی متاع اپنے خالق کے ہاتھ بیچتا ہے اور بازارِ آخرت میں اس کی قیمت اور معاوضے کا طلبگار ہے۔ نہ مخلوق سے اُسے کوئی دُنیوی غرض اور نہ نفسانی سروکار ہے دُنیا کے تمام ملحد اور بے دین لیڈر، چور، اُچکے، ڈاکو اور راہزن ہیں۔ یہ لوگ کبھی دُنیا میں امن قائم نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مہذب ڈاکو مذہب اور روحانیت کو اُلٹا موجب باہمی نزاع و نفاق قرار دے کر دُنیا سے اسے مٹانا چاہتے ہیں اور اس کے استیصال اور بیخ کنی کے درپے ہیں یہ نادان الحاد اور دہریت کی رو میں بہے جا رہے ہیں ان کا گمان ہے کہ اگر مذہب اور روحانیت دنیا سے نکل جائے تو دُنیا میں امن قائم ہو جائے گا۔ لیکن یاد رہے کہ اگر مذہب اور روحانیت کا سلیمانؑ دُنیا میں امن قائم کرنے کے لئے نہ رہا تو دہریت کے عفریت سے یہ کبھی امید نہیں ہو سکتی کہ وہ دُنیا میں امن قائم کر سکے گا۔ ہاں دہریت اور بے دینی کے دَور سے یہ فائدہ ضرور رہے گا۔ کہ انسانی جبر و استبداد سے آزادی نہ سہی خدا اور رسول سے تو آزادی مل جائے گی۔ ایک قوم کی اصلی ترقی یہ ہے کہ وہ ظاہری و باطنی صوری و معنوی، دینی و دُنیوی، مادی و روحانی اور سیاسی و مذہبی دونوں طریقوں پر ترقی کی راہ پر گامزن ہو ورنہ اگر دین اور مذہب کو سیاست کی بھینٹ چڑھا کر بفرض محال دُنیوی ترقی حاصل بھی کر لی جائے تو اُس کے یہ معنی ہوئے کہ ایک شخص نے سر دے کر ٹوپی حاصل کر لی اور پاؤں کٹوا کر جوتے پائے اور انسان کی چندروزہ غلامی سے نجات پانے کی خاطر نفس اور شیطان کی ابدی غلامی میں گرفتار ہوا۔

گیرم پسرا کہ رُستم و سام شدی	یا خسرِ نیم وز یا شام شدی
نے زور بہ گور میتواں بُرد نہ زر	افسوس کہ کیمیائے اَوہام شدی

ترجمہ:۔ ''اے فرزند! میں نے تسلیم کر لیا تو (بہادری میں) رستم زال اور سام نریمان جیسا ہو گیا۔ تو نیمروز یا شام کے ملک کا تاجدار بن گیا ہے لیکن یاد رکھ کہ قبر میں تیرے ساتھ نہ تیرا زور جا سکے گا نہ زر۔ افسوس صد افسوس کہ تو وساوس و اوہام کی کیمیاگری میں مبتلا ہو گیا''۔

جو شخص اللہ تعالیٰ اور دارِ آخرت کا منکر ہو اور اُس کی تمام اغراض دُنیا تک محدود ہوں اور مخلوق سے اس کی تمام امیدیں وابستہ ہوں وہ بھلا اس دُنیوی ردوبدل اور مادی سودا بازی کے سوا

اور کیا کرسکتا ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟
(اقبالؔ)

جو لوگ دُنیا میں حیوانی زندگی بسر کرتے ہیں جن کا مشغلہ کھانا پینا اور ٹٹی کرنا ہے دُنیا میں آئے اور چندروز حیوانوں کیطرح کھا پی کر چلتے بنے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْب" لَّايَفْقَهُوْنَ بِهَا ز
وَلَهُمْ اَعْيُن" لَّايُبْصِرُوْنَ بِهَا ز وَلَهُمْ اٰذَان" لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ط
اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ o (الاعراف، آیت ۱۷۹)

ترجمہ:۔ ''اُن کے دل تو ہیں لیکن اُن سے کچھ سمجھتے نہیں۔ ان کے کان ہیں لیکن اُن سے سنتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں۔ لیکن ان سے دیکھتے نہیں ہیں۔ یہ لوگ حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بدتر اور گمراہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور دارِ آخرت سے غافل ہیں''۔

خواجہ رابیں کہ از سحر تا شام
دارد اندیشہ شراب و طعام
شکم از خوش دِلی و خوشحالی
گاؤ پُر میکند گہے خالی
فارغ از خُلد و ایمَن از دوزخ
جائے اُو مَزبَلہَ است یا مطبخ

ترجمہ:۔ ''تو دُنیادار کو دیکھ کہ صبح سے شام تک اسے بس کھانے پینے کا فکر رہتا ہے۔ وہ اپنے پیٹ کو خوشحال اور فراخئ رزق کے باعث کبھی بھرتا ہے کبھی خالی کرتا ہے۔ وہ جنت اور دوزخ دونوں سے فارغ اور بےغم ہے (نہ تو نیک عمل کی طرف میلان ہے اور نہ معصیت سے اجتناب) اس کا ٹھکانہ بیت الخلاء یا باورچی خانہ ہے''۔

جو کورچشم نفسانی محض گوشت اور ہڈیوں کے ڈھانچے ہیں اور جو خالی اسی آب و گل یعنی مادی دُنیا کو سب کچھ جانتے ہیں جو باطنی حواس سے محروم اور نورِ ایمان سے خالی ہیں ایسے لوگ اگر اللہ تعالیٰ اور دارِ آخرت کا انکار کریں تو وہ معذور ہیں۔ کیونکہ ان کے قلوب مادے کے غلاف میں مستور ہیں بھلا ایسے لوگ روح اور روحانی دُنیا کو کیا جانیں روحانی اور باطنی دُنیا کے افعال اور آثار اس مادی دُنیا میں موجود ہیں۔ لیکن جن کے سر میں نہ باطنی آنکھیں ہوں اور نہ باطنی کان وہ

اس قوم میں ہے شوخیٔ اندیشہ خطرناک
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد



اس شمارے میں

Monthly "AAFAQ" * Publication of Aafaq Corporation

القرآن

ترجمہ

پوچھتے ہیں: شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں، مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

پوچھتے ہیں: ہم راہِ خدا میں کیا خرچ کریں؟ کہو جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو۔ اس طرح اللہ تمہارے لیے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے، شاید کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔

(سورۃ البقرہ: ۲۱۹)

ماہنامہ آفاق بذریعہ ڈاک حاصل کرنے کیلئے فارم پُر کرکے درج ذیل پتہ پر روانہ کریں: سالانہ ڈاک خرچ صرف بیس ڈالر ہے۔

نام: ____________

پتہ: ____________

____

ٹیلیفون ____________

Monthly Aafaq
2 Thorncliffe Park Dr. Unit 46
Toronto, Ontario M4H 1H2
Tel: 416-467-1517
Fax: 416-696-2005
Email: aafaqtoronto@gmail.com

پاکستان میں پتہ برائے خط وکتابت
ملک احمد سرور، بیورو چیف ماہنامہ آفاق برائے پاکستان
ادارہ مطبوعات سلیمانی، رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور 54000
یہ پتہ صرف خط وکتابت کے لیے اور عارضی طور پر ہے۔



تیسرا نقطہ

جاوید انور
seerahschool@gmail.com

گھر پر تعلیم (Home Schooling): 15 وجوہات

''ایک پھوہڑ ماں اپنے بچوں کو ایک ماہر تعلیم اور پی ایچ ڈی ٹیچر کے مقابلے میں زیادہ بہتر طور پر تعلیم و تربیت دے سکتی ہے۔'' یہ بات متعدد ماہرین تعلیم نے کہی ہے۔ میں سب سے پہلے تعلیم کی ایک سادہ سی تعریف کروں گا اور اس کے بعد میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ کا بچہ واقعی تعلیم حاصل کر رہا ہے؟ تعلیم کی تعریف: جب ایک نسل اپنی دوسری نسل کو اپنا عقیدہ، اپنا دین، اپنی روایات، الہامی علوم، اپنی تہذیب و تمدن، اپنی تاریخ، اپنی ثقافت اور زبان، اپنے تاریخی ہیروز کے کارنامے کی حکایات منتقل کرتی ہے تو اس عمل کو تعلیم کہتے ہیں۔ کیا پبلک اسکول میں جانے والا آپ کا بچہ تعلیم حاصل کر رہا ہے؟

بقول جان ٹیلر گیٹو (نیویارک کا ایوارڈ یافتہ ٹیچر اور Dumbing Us Down کا مصنف) ''پبلک اسکول 12 سال کے جیل کی قید ہے جس کا واحد نصاب ''بری عادات'' کو پروان چڑھانا ہے۔ میں یہ بخوبی اس لیے جانتا ہوں کہ میں یہ کام اسکول میں پڑھا کر اور ایوارڈ لے کر کرتا رہا ہوں''۔ جان گیٹو 26 سال تک نیویارک پبلک بورڈ ایجوکیشن کے ٹیچر رہے تین سال تک انھیں نیویارک کے بہترین ٹیچر کا ایوارڈ ملتا رہا۔ اور اسی سال جب وہ بہترین ٹیچر کا ایوارڈ رکھتے تھے استعفیٰ دے کر اسکول سے نکل گئے اور بیان یہ دیا کہ ''اب وہ مزید اس نظام کا حصہ نہیں بن سکتے جو دماغ کو برباد کر کے زندگیاں تباہ کر رہا ہے۔'' جان گیٹو نے کہا کہ ''پبلک اسکول کے بچوں نے اپنی تربیت کے مطابق میرے سامنے ہمیشہ یہی مظاہرہ کیا کہ انسانی فضیلت کی جتنی نشانیاں ہیں مثلاً بصیرت، حکمت، انصاف، خوش تدبیری، شجاعت اور قوت تخلیق ان سب کے معاملہ میں وہ ذہنی انتشار کا شکار ہے۔'' جان گیٹو کا کہنا ہے کہ اس کا اب واحد حل یہ ہے کہ حکومت کو اسکول بزنس سے آوٹ کر دیا جائے۔ پبلک اسکول کو مکمل بند کروا دیا جائے اور تعلیم کا کام والدین، فیملی، اور کمیونٹی انجام دے۔ جان گیٹو کی تحریک پر بڑی تعداد میں والدین نے اپنے بچوں کو اسکول سے نکال لیا۔ اس وقت امریکا میں پچیس لاکھ بچے گھریلو اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

برصغیر سے آئے ہوئے والدین مغربی نظام تعلیم اور اسکول سے بہت متاثر اور مرعوب ہیں۔ اس کی وجہ زیادہ تر لاعلمی ہے۔ ہاں البتہ ایسے بھی لوگ بھی پائے جاتے ہیں جنھوں نے سوچ سمجھ کر اور نتائج سے بے پرواہ ہو کر اور شرح صدر کے ساتھ اس نظام تعلیم سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کر لیا ہے۔ اونٹاریو کینیڈا کے ایجوکیشن بل 13 اور ہم جنس پرست تعلیمی نصاب کے بعد بھی ان کی سوچ میں فرق نہیں آیا۔

میرا یہ مضمون ان کے لئے نہیں ہے، نہ ان سے ہماری بحث ہے۔ ہاں البتہ مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ اسلامی تنظیموں میں بھی اب ایسے لوگ پائے جاتے ہیں، جو متبادل نظام تعلیم کے مخالف اور لبرل سماجی ایجنڈا کے سرگرم کارکن ہیں۔

مندرجہ ذیل وجوہات اور اسباب ہیں جس کے باعث ہم اس وقت گھروں پر تعلیم کو واحد عوامی حل سمجھتے ہیں۔

1۔ ماہرین علوم تعلیم اور نفسیات کی رائے ہے کہ بچوں پر سب سے زیادہ اثر ماحول کا ہوتا ہے۔ اور اسکول کے ماحول میں 6 سے 7 گھنٹے کا جو اثر ایک بچے پر پڑتا ہے اسے گھر کا پاکیزہ ترین اور آئیڈیل ترین ماحول بھی بدل نہیں سکتا (یہاں استثنیٰ کی بات نہیں ہے، استثنائی صورت حال ہر جگہ ہوتی ہے) اور اسکول کا ماحول آپ کے تصور سے بھی زیادہ بگڑ چکا ہے۔ کیونکہ کینیڈا اور امریکہ کے خاندان اور سماج کا ماحول بہت بگڑ چکا ہے۔ جو لوگ پبلک اسکول کو ضروری قرار دے کر اس کے ساتھ ساتھ گھر کی تربیت کی بات کرتے ہیں وہ گویا یہ کہہ رہے ہیں کہ بچوں کو نائٹ کلب، شراب خانے، جوا خانے جہاں مرضی بھیج دو، واپسی پر تم اپنے ''گھر کے ماحول'' سے نہلا کر انھیں پاک کر دو۔ پبلک اسکول میں نشہ آور ڈرگ، شراب، سگریٹ، اور جنسی ہیجان خیزی سب کچھ موجود ہے۔

ہوم اسکولنگ میں آپ اپنے بچوں کو گھر کا پاکیزہ ماحول دیتے ہیں۔

2۔ تعلیم میں سب سے اہم رول ٹیچر کا ہوتا۔ آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے ٹیچر کا لائف اسٹائل اور فیملی لائف کیا ہے۔ زیادہ تر بغیر شادی شدہ اکیلی ماں، اکیلا باپ، بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ رکھنے والے اور والیاں اور اب بڑی تعداد میں جنسی منحرفین اور مرتدین (LGBTTIQ) کا پبلک اسکول ٹیچنگ میں جانا اور ایک مشن کی طرح اپنے اثرات پھیلانا آپ کے بچوں کو ایک ''نئی دنیا'' میں لے جائے گا۔ اس ''نئی دنیا'' کو جس طرح خوشنما بنا کر اور جس پیار و محبت کے ساتھ لے جایا جائے گا اس کا مقابلہ آپ کے گھر کا ''مذہبی ماحول'' نہیں کر پائے گا۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک ٹیچر اپنی زندگی، اپنے اخلاق اور لائف اسٹائل کے اثرات بچوں پر نہ چھوڑے۔ میرے ایک کرسچین ٹیچر نے بچپن (پرائمری) میں ایک انڈین فلمی گانا سکھایا تھا، وہ مجھے آج تک یاد ہے۔ کیا آج ایک ٹیچر اپنے بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ یا اپنے ہم جنس پارٹنر کے بارے میں جو کچھ بتائے گا یا بتائے گی تو کیا اس کے گہرے اثرات بچوں پر نہیں پڑیں گے؟ واضح رہے کہ بچوں کو ان ٹیچرز کی زندگیاں خوشگوار، مسائل سے پاک، اور خوشحال لگیں گی جب کہ وہ اپنے والدین کو پریشان، مسائل سے دوچار اور بدحال پائیں گے۔ وہ والدین کو بیوقوف اور اپنے ٹیچر کو اسمارٹ جانیں گے اور استاد کی زندگی کے گہرے اثرات ان پر پڑیں گے۔ کچھ دور تک وہ ڈبل رول ادا کریں گے، گھر میں کچھ اور باہر کچھ۔ لیکن بلوغت کے ساتھ ہی ان کا اصلی رنگ ظاہر ہو جائے گا۔

ہوم اسکولنگ میں آپ اپنے بچوں کو گمراہ، فطرت سے منحرف اور بدکردار ٹیچرز سے بچا لیں گے۔

3۔ پبلک اسکول کا نصاب ''سیکولر ہیومنزم'' کے تحت بنایا جاتا ہے۔ خدا کو زندگی سے خارج کر دیا گیا ہے۔ جس میں انسان کی سطح حیوان کی ہے۔ یعنی انسان بھی ایک حیوان ہے، عقلمند حیوان، خدا کا کوئی وجود نہیں، اور انسان آدمؑ کی اولاد نہیں بلکہ بندر کی اولاد ہے۔ جنسیات کی تعلیم کچی عمر میں دے کر ان کی معصومیت ختم کر دی جاتی ہے۔ اسکولوں میں ہر قسم کے حیوانی افعال کی کھلی آزادی ہے۔ مزید برآں صوبہ اونٹاریو کینیڈا میں ہم جنس پرست نصاب جو ہم جنس پرست وزیر تعلیم کے زیر نگرانی ہم جنس پرست ارکان پر مشتمل نصابی کمیٹی بنا رہی ہے۔ وہ ہم جنسیت کے رجحان کا کیڑا بچپن سے ہی ڈال دے گی۔ نئے نصاب کے مطابق KG کے بچوں کو متبادل فیملی (دو ماں اور دو باپ) کا تصور دیا جائے گا۔ ایسی کتابیں تیار کی گئیں ہیں جس میں دو ماؤں کی کہانی اور منحرف گھریلو نظام کا تذکرہ ہو گا۔ تیسری جماعت کے بچوں کو یہ بتایا جائے گا کہ جنس ایک سیال شئے ہے جو پیدائشی نہیں ہے، یعنی ایک لڑکا لڑکی بھی ہو سکتا ہے اور ایک لڑکی لڑکا بھی ہو سکتی ہے۔ اس کلاس میں بچوں کو اپنی ''شناخت نو'' کے لئے کہا جائے گا۔ گریڈ 4 میں ''جنسی رجحان'' کو مستحکم کیا جائے گا۔ گریڈ 6 میں لڑکوں کو مشت زنی اور لڑکیوں کو فرجی چکناؤ کی تراکیب بتائی جائیں گی۔ ساتویں گریڈ میں ہر قسم کے جنسی طریقے بشمول جنسی عمل بذریعہ زبان اور پشت (فعل قوم لوط) پڑھائے جائیں گے۔ ٹورانٹو اسکول بورڈ کا ہدائت نامہ یہ کہتا ہے کہ ٹیچرز کو حساس نوعیت کے نصاب سے متعلق والدین کو اطلاع نہیں دینی ہے۔

ہوم اسکولنگ میں آپ بچوں کو اس خبیث نصاب سے بچالیں گے۔

4۔ اسکول یکساں نصاب میں ہر بچے کو چلا دیتا ہے۔ حالانکہ ہر بچے کی صلاحیت مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً ایک بچہ کا رجحان لٹریچر کی طرف ہے دوسرا سائنس کی طرف ہے، تیسرا حساب بہتر کرتا ہے۔ اپنے پسند کے موضوع کے باعث بچوں میں علم سے دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ **ہوم اسکولنگ میں آپ اپنے بچوں کو اس کے رجحان کے مطابق پڑھا سکتے ہیں۔**

5۔ ہوم اسکولنگ کے لئے نصابی مواد آپ اپنی پسند سے انتخاب کرتے ہیں۔ مثلاً آپ عالمی تاریخ کی کتاب کے ساتھ اسلامی تاریخ بھی پڑھا سکتے ہیں، سائنس کی عام کتاب کے ساتھ ہارون یحیٰ اور دیگر مسلم سائنسدانوں کی سائنس کی کتابیں پڑھائیں جو بچوں کو سائنس کے ذریعہ سے معبود حقیقی سے ملاقات کرا دیتی ہیں۔ انگریزی کے ساتھ مختلف زبانیں پڑھا سکتے ہیں۔ ہمارے بچوں کو عربی اور اردو زبانیں ضرور ہی آنی چاہئے۔ انگریزی دنیاوی علوم کا دروازہ کھولتی ہے تو عربی اور اردو دینی تعلیم کا دروازہ کھولتی ہے اور اپنی تہذیب سے جوڑے رکھتی ہے۔ **آپ یہاں پرائیویٹ اسلامی اسکول میں بھی یہ چیزیں حاصل نہیں کرسکتے۔**

6۔ ہوم اسکولنگ دینی تعلیم و تربیت کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ آپ اپنے بچوں کو حفظ قرآن اور علوم دینیہ کی طرف لگا سکتے ہیں **قرآن اور حدیث نبی ﷺ کے ذریعہ بہترین انسانی اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے اور یہ دنیا اور آخرت کے لئے نور ہے۔**

7۔ ہوم اسکولنگ میں بچوں کے اندر میں ایسی علمی استعداد اور ذہانت پیدا کی جاتی ہے جو وہ ساری زندگی لے کر چل سکیں۔ ہزاروں گھنٹے اسکول میں پڑھائی جانے والی چیزوں میں شائد ہی کوئی چیز یاد رہتی ہے۔ دراصل بنیادی چیز علم کو حاصل کرنے کے طریقے کا ہنر ہے اسے بچوں کو دیا جائے اور ان میں مطالعہ کا شوق پیدا کر دیا جائے۔ حساب اور عربی زبان دماغ کے گرہوں کو کھول دیتی ہے۔ **قرآنی عربی گرامر کا سیکھنا ذہانت کے لئے شرط ہے۔**

8۔ ہوم اسکولنگ حقیقی اور عملی تعلیم کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ایک کلاس میں 25 ہم عمر طلباء کے ساتھ گھنٹوں وقت گزارنا حقیقی زندگی کی نمائندگی نہیں ہے۔ ایک بچہ جب مختلف عمر کے بچوں اور والدین کے ساتھ اس طرح تعلیم و تربیت میں ملوث ہوتا ہے کہ وہ عملی طور پر چیزوں کو خود کر رہا ہوتا ہے تو یہ حقیقی زندگی کی نمائندگی ہے۔ تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بچہ اس سبق کا 75 فی صد یاد رکھتا ہے جو وہ عملی طور پر وہ خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ **جب کہ لیکچر سے صرف 5 سے 10 فی صد یاد رکھتا ہے۔**

9۔ پبلک اسکول سسٹم میں گھوڑے، گدھے اور ہرن اور کچھوے ساتھ چلتے ہیں۔ یعنی بچوں کی انفرادی تیزی یا سست چال سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے جس سے دونوں طرح کے طلباء کا نقصان ہوتا ہے۔ ہوم اسکولنگ میں جو بچے تیزی سے پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتے ہیں وہ آگے جا سکتے ہیں اور جو اپنی رفتار سست رکھتے ہیں وہ بھی اطمینان سے چل سکتے ہیں۔ ہوم اسکولنگ میں انفرادی رجحان، طبیعت، مزاج، پسند و ناپسند، اور انفرادی استطاعت کو فوقیت دی جاتی ہے جس سے ان کی قدرتی صلاحیتیں جلا پاتی ہیں۔

10۔ تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قطع نظر جغرافیائی علاقہ، آمدنی اور والدین کی تعلیمی پوزیشن، ہوم اسکولنگ کے بچے کی اکیڈمک استعداد پبلک اسکول کے بچوں سے کہیں زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر کینیڈا میں گریڈ 1 سے 8 تک کے بچوں کی ریڈنگ میں ہوم اسکولنگ کے طلباء کی اوسط 81 فیصد جبکہ اسی گریڈ گروپ کے پبلک اسکول کے بچوں کی اوسط 50 فیصد ہے۔ امریکا میں گریڈ 1 سے 4 کے ہوم اسکولنگ کے بچے کا لیول پبلک اور پرائیویٹ اسکول کے بچوں سے ایک گریڈ اوپر ہوتا ہے۔ گریڈ 8 کے ہوم اسکولنگ کے بچے قومی اوسط سے 4 لیول اوپر ہوتے ہیں۔ کینیڈا میں 2003 کے اعداد و شمار کے مطابق ہوم اسکولنگ کے 94 فیصد طلباء پبلک اسکول کے طلباء سے گریڈ اور بنیادی ہنر دونوں میں آگے تھے۔ یونیورسٹیز ہوم اسکولنگ کے طلباء کا داخلہ لیتی ہیں اور اس کے لئے طریقہ کار ہے پورٹ فولیو، انٹرویو یا امتحان۔ اس طرح ہائی اسکول تک ہوم اسکولنگ ہو سکتی ہے۔ پہلے مرحلے پر اگر ہم KG سے 8 تک کی ہوم اسکولنگ کی ذمہ داری ہی لے لیں تو یہ ایک بڑی کامیابی ہوگی۔

11۔ ہوم اسکولنگ کے بچوں کی سماجی استعداد (سماج میں گھلنے ملنے کی صلاحیت) بہتر ہوتی ہے۔ پبلک اسکول میں ایک ہی عمر کے بچوں کے ساتھ جو گپ شپ اور کچہری ہوتی ہے اس کا معیار اس سے کہیں کم ہوتا ہے جو بچے مختلف عمر کے بچوں اور والدین سے مل کر باتیں کرتے ہیں۔ پبلک اسکول میں ہم عمر بچوں میں جو گریڈ، شہرت، لباس اور نمایاں ہونے کے مقابلے ہوتے ہیں اس میں عموماً مار دھاڑ، جارحیت، گالم گلوچ، ذہنی کوفت، مایوسی، اور جذباتی دھکے لگتے ہیں۔ ہوم اسکولنگ کے طلباء زیادہ تر اسپورٹس اور دوسرے پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں اس میں مختلف عمر کے طلباء شریک ہوتے ہیں۔ اور ان میں ایک دوسرے سے سیکھنے کا نہ کہ مقابلہ آرائی کا ماحول ہوتا ہے۔

12۔ ہوم اسکولنگ کے بچے فیملی سے جڑے ہوتے ہیں۔ بڑے بچے چھوٹے بچوں کو پڑھاتے اور ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں۔ والدین کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ آپس میں تعلیمی، مذہبی، اور اخلاقی موضوع پر گفتگو کرتے ہیں۔ والدین بچوں کے لئے رول ماڈل ہوتے ہیں۔ نیز والدین اپنے بچوں کو ایسے والدین سے ملواتے ہیں جو ایک مثبت رول ماڈل ہوں۔ وہ جس طرح اپنے بچوں کو دیکھنا چاہتے ہیں ایسے لوگوں سے رابطے اور ملاقاتیں کراتے ہیں۔

13۔ ہوم اسکولنگ کے طلباء میں خود اعتمادی اور خود توقیری پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ اسکول کے غیر محفوظ اور مقابلہ آرائی کی فضا سے دور رہتے ہیں ناپسندیدہ ٹیچر، ناپسندیدہ کلاس فیلو اور اس کے دباؤ سے دور گھر بیٹھ کر اطمینان کے ساتھ پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

14۔ ہوم اسکولنگ کے والدین کے لئے ٹیچر ٹریننگ کا سرٹیفکیٹ ہونا ضروری نہیں ہے۔ کینیڈا میں ہوم اسکولنگ قانوناً جائز ہے۔ آپ جب چاہیں اپنے بچے کو اسکول سے نکال سکتے ہیں۔ اس کے لئے اپنے شہر یا ریجن کے اسکول بورڈ کو صرف خبر کرنی ہوتی ہے۔ ہر تعلیمی سال کے لئے ہر سال درخواست جمع کرائی جاتی ہے۔

15۔ ہوم اسکولنگ میں آپ تنہا نہیں۔ ستمبر میں کینیڈا میں 80,000 بچے اور امریکا میں پچیس لاکھ بچے ہوم اسکولنگ کے لئے جائیں گے۔ ٹورانٹو میں مسلم ماں ہوم اسکولرز کا ایک گروپ ہے
http://torontomuslimhomeschoolers.com/
اس کی ماہانہ میٹنگ ہوتی ہے، بچوں کے لئے اجتماعی فیلڈ ٹرپ، تفریحی، معلوماتی، اسلامی اجتماعی پروگرامات ہوتے ہیں۔ ان سے رابطہ رکھیں۔

(اس مضمون کے لیے میں نے بہن شہناز طور اوا کے ایک مضمون اور جان گیٹو کی کتاب Dumping Us Down کے مواد سے استفادہ کیا ہے)

جاوید انور سے seerahschool@gmail.com پر رابطہ کیا جاسکتا ہے ویب سائٹ seerahschool.c om

صفحہ اول « politics

آخری اشاعت: ہفتہ 11 ربیع الثانی 1436ھ - 31 جنوری 2015م
KSA 09:07 - GMT 06:07

أٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے شاداں

ہفتہ 11 ربیع الثانی 1436ھ - 31 جنوری 2015م



انور غازی

برصغیر پر انگریز کے غلبے سے پہلے دنیا بھر میں کسی جگہ دینی و دنیاوی تعلیم میں تفریق کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس سے پہلے دنیا میں جہاں مدارس کا لفظ ملتا ہے اس کا مطلب دینی اور دنیاوی تعلیم کا ادارہ ہوتا ہے۔ **1780**ء سے پہلے مسلم دنیا میں ایک ہی نظام تعلیم ہوا کرتا تھا۔ جب انگریز بر صغیر میں آیا تو اس نے رفتہ رفتہ مسلمانوں کے تعلیمی اداروں پر پابندی لگانا شروع کردی۔

1830ء میں برطانیہ کا بادشاہ "ولیم چہارم" تھا۔ برصغیر اس کے نوآبادیات میں سے تھا۔ برطانیہ ہزار جتن کے باوجود اس علاقے پر اپنا پنجہ مضبوط نہیں کرپارہا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے "وائسرائے ہند" کے ذریعے "لارڈ میکالے"سے پوچھا ہم کس طرح اس علاقے پر اپنا کنٹرول برقرار رکھ سکتے ہیں؟ اس نے لکھا: " میں تجویز دیتا ہوں برٹش گورنمنٹ فوری طور پر مسلمانوں کا ایجوکیشن سسٹم

فوری طورپر مسلمانوں کا ایجوکیشن سسٹم تبدیل کرے۔ اس سے کچھ عرصے میں خود بخود ان کا کلچر بدل جائے گا۔ مسلمانوں کی اپنے مذہب سے گہری وابستگی ختم کرنے کیلئے ضروری ہے جدید کلچر کو فروغ دیا جائے۔ غیر محسوس طریقے سے ایسے اقدامات کیے جائیں تاکہ مسلمان یہ سمجھنے لگیں کہ ان کا مذہب، کلچر اور ثقافت پسماندہ ہے۔

وہ انگریزی طرزِ معاشرت پر فخر کرنے لگیں۔ اپنی ثقافت، معاشرت کو گھٹیا تصور کرنے لگیں۔" اس کا منصوبہ برطانوی حکومت کو پسند آیا اور اس نے یہ بھاری ذمہ داری اسی کے کاندھوں پر ڈال دی۔ یہ شخص جلد ہی ہندوستان کے لئے نصابِ تعلیم بنانے میں مصروف ہوگیا۔ مسلمانوں کے تہذیب وتمدن کو بدلنے والے برطانیہ کے اس قانونی مشیر نے کہا "میں ہندوستان کے لئے ایسا نظامِ تعلیم بنارہا ہوں جس کو پڑھنے کے بعد مسلمان بچے اگر عیسائی اور یہودی نہ بنے تو مسلمان بھی
اگر عیسائی اور یہودی نہ بنے تو مسلمان بھی
نہیں رہیں گے۔"

میکالے تعلیمی نظام

•      میں شائع کریں

ہندوستان کے گورنر جنرل کی کونسل کے پہلے رُکن برائے قانون " لارڈ میکالے" کے برطانیہ کی پارلیمنٹ کو 2 فروری 1835 عیسوی کے خطاب سے اقتباس ۔

"I have traveled across the length and breadth of India and I have not seen one person who is a beggar, who is a thief, such wealth I have seen in this country, such high moral values, people of such caliber that I don't think we would ever conquer this country unless we break the very backbone of this nation which is her spiritual and cultural heritage and,

therefore, I propose that we replace her old and ancient education system, her culture, for if the Indians think that all that is foreign and English is good and greater than their own, they will lose their self-esteem, their native culture and they will become what we want them, a truly dominated nation".

میں نے ہندوستان کے طول و عرض میں سفر کیا ہے۔ مجھے کوئی بھی شخص بھکاری یا چور نظر نہیں آیا۔ اس ملک میں میں نے بہت دولت دیکھی ہے، لوگوں کی اخلاقی اقدار بلند ہیں اور سمجھ بوجھ اتنی اچھی ہے کہ میرے خیال میں ہم اس وقت تک اس ملک کو فتح نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم ان کی دینی اور ثقافتی اقدار کو توڑ نہ دیں جو انکی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ہم ان کا قدیم نظام تعلیم اور تہذیب تبدیل کریں۔ کیونکہ اگر ہندوستانی لوگ یہ سمجھیں کہ ہر انگریزی اور غیر ملکی شئے ان کی اپنی اشیاء سے بہتر ہے تو وہ اپنا قومی وقار اور تہذیب کھو دیں گے اور حقیقتاً ویسی ہی مغلوب قوم بن جائیں گے جیسا کہ ہم انہیں بنانا چاہتے ہیں------

اس زمانے میں ہندوستان میں فارسی اور سنسکرت زبان

LED TV

بریکنگ نیوز

6سال کے غلام مصطفیٰ
کی لاش اسکول کے
تالاب سے ملی

NOOR

ARY
NEWS
6:18 PM

آرمی چیف نے 8دہشتگردوں کو سنائی گئی مختلف سزاؤں کی بھی توثیق کردی

LED TV

بریکنگ نیوز

پاکپتن میں بچے کا
سرکاری اسکول میں
زیادتی کے بعد قتل

ARY
نیوز
6:18 PM

آرمی چیف نے 8 دہشتگردوں کو سنائی گئی مختلف سزاؤں کی بھی توثیق کردی

طوائف، میڈیا اور ماڈل



کوٹھے پر عورت ناچے تو اس کو مجرا کہتے ہیں اور عورت کو طوائف لیکن جب یہی عورت سکول اور کالج میں ناچے تو اُسے "فیشن شو" کہا جاتا ہے اور ناچنے والی عورت کو" ماڈل"

جو تعلیم
عورت کے سر سے دوپٹہ
اور مرد کے دل سے خوفِ خدا
ختم کر دے
ایسی تعلیم سے
اَن پڑھ رہنا بہتر ہے۔

نصیحت

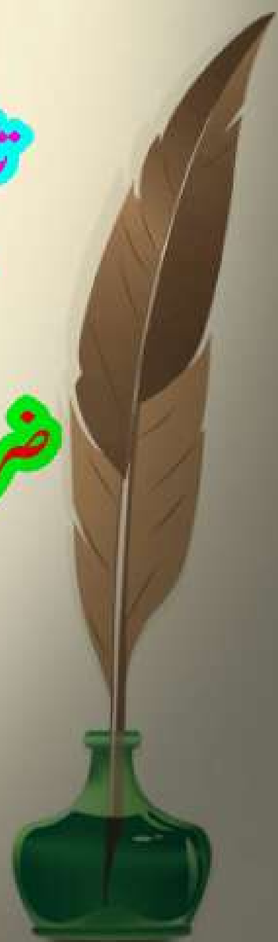
اک لرد فرنگی نے کہا اپنے پسر سے
منظر وہ طلب کر کہ تری آنکھ نہ ہو سیر

سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہتر
کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے، اسے پھیر

تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

ضربِ کلیم سے انتخاب ۔ علامہ محمد اقبالؒ



اگر آج ہماری درسگاہیں بدکردار ٹیڈیوں
اور کم علم و بے عمل اساتذہ سے لبریز ہیں
تو اس میں قصور کس کا ؟
اسی نصاب کا ہے
۔جو اس قدر مردہ و بے روح ہے۔
کہ پہلی جماعت سے ایم -اے تک
کی کتابوں کا مجموعہ اثر

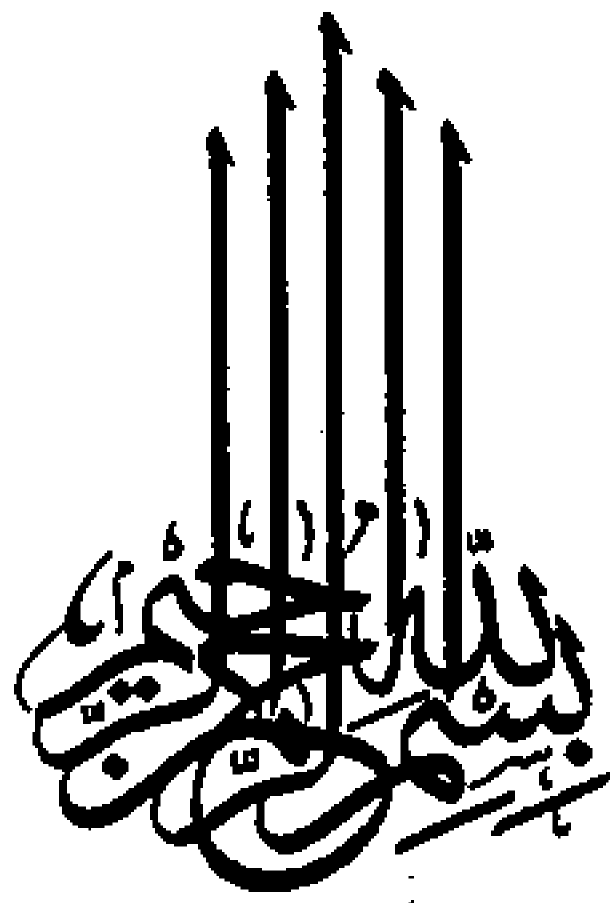
گلستان سعدی

کی ایک حکایت جتنا بھی نہیں

مسائل نو
از ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔
صفحہ نمبر 12

مسائل نو

ڈاکٹر غلام جیلانی برق



مسائل نو

جہاں نو کا تازہ ایڈیشن جس میں صرف چار پرانے اور تیرہ نئے مضامین شامل ہیں

ڈاکٹر غلام جیلانی برق

الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

891.4394 Barq, Dr. Ghulam Gilani
Masail-e-Nau/ Dr. Ghulam Gilani Barq.-
Lahore: Al-Faisal Nashran, 2014.
264P.

1. Urdu Adab - Mazameen I. Title.

ISBN 969-503-926-X

مارچ 2014ء
محمد فیصل نے
آر۔آر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔
قیمت:-/300 روپے

AL-FAISAL NASHRAN
Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore. Pakistan
Phone: 042-7230777 & 042-7231387
http: www.alfaisalpublishers.com
e.mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

حرف اول

مسائل نو "جہان نو" کا تازہ عنوان ہے۔ ظہور پاکستان کے وقت ہمارے ملی مسائل کچھ اور تھے اور اب کچھ اور۔ اس وقت کے مسائل پر میں نے نو مضامین لکھے تھے جن کے مجموعے کا نام "جہان نو" رکھا تھا۔ آج سولہ برس کے بعد ہمارے مسائل کی نوعیت بدل گئی ہے۔ چنانچہ جب تازہ ایڈیشن نکالنے کی ضرورت پیش آئی تو میں نے "جہان نو" کے پانچ مضامین جو اپنی افادیت کھو چکے تھے کتاب سے خارج کر دیئے اور تیرہ نئے مضامین داخل کر دیئے اس اہم اضافے کی وجہ اس کا عنوان بھی بدل دیا گیا ہے پاکستان مختلف مسائل سے دو چار ہے۔ مثلاً

۱۔ طلبہ کی بے راہ روی
۲۔ ہمارے حکام، وزرائ، اساتذہ اور لیڈروں کا مذہب سے فرار
۳۔ عیاشی، بادہ نوشی
۴۔ کشمیر
۵۔ فولاد
۶۔ بے اثر نصاب تعلیم
۷۔ قومی زبان
۸۔ رسم الخط
۹۔ محرم میں شیعہ و سنی تصادم
۱۰۔ دنیائے دل سے بے اعتنائی وغیرہ وغیرہ

یہ وہ مسائل ہیں۔ جن پر ہمارے ارباب فکر و نظر مسلسل لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان مسائل کے متعلق کیا سوچا اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

برق

کیمبلپور ۱۳ اپریل ۱۹۶۴ء

مکھی کی کتاب

اپنے آپ کو عقل منداور دوسروں کو احمق سمجھنے کا مرض اس قدر ہمہ گیر ہے کہ جسے دیکھو دنیا کے ہر فرد، ہر نظام اور حکومت کے ہر شعبے پر تنقید کر رہا ہے۔ میرا حجام جب میری حجامت بناتا ہے تو صدر سے لے کر اردلی تک کے بیسیوں عیب گن ڈالتا ہے۔ میرے ایک دوست کا تکیہ کلام ہی گدھا ہے کسی کا ذکر آ جائے ارشاد ہوتا ہے۔ ''اجی وہ گدھا ہے''۔ دنیائے انسانی میں کچھ مستثنیات بھی ہیں مثلاً سقراط، ارسطو، افلاطون، لقمان وغیرہ جنہیں ہر شخص عقل مند سمجھتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ اپنی عقل کا سکہ منوانے کے لئے سقراط بننا پڑتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ سقراط بننا آسان نہیں۔

مکھی کی کتاب حشرات

یہ مرض صرف انسانوں ہی میں نہیں بلکہ حیوانات وطیور میں بھی پایا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک مکھی کو خیال آیا کہ باغوں کی متعفن فضا میں تتلیاں اور بھونرے خواہ مخواہ خراب ہو رہے ہیں۔ ایک کتاب لکھ کر انہیں بدرروؤں اور بیت الخلاؤں میں بلایا جائے۔ چنانچہ اس نے کئی سو صفحات کی ایک کتاب لکھی جس میں مسائل ذیل پر تفصیلی بحث تھی۔

۱۔ کہ باغوں میں ہر طرف تعفن پھیلا ہوا ہے جو صحت کے لئے مضر ہے۔

۲۔ کہ قصاب کی دوکان کا ماحول از بس حسین، حیات پرور اور راحت افزا ہے۔

۳۔ کہ غلاظت میں وٹامنز کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔

۴۔ کہ قصاب خانہ، بدرو اور غلاظت خانہ اصل دنیا ہے باقی سب کچھ محض بیکار۔

مکھی نے اس کتاب کے لاکھوں نسخے باغوں میں مفت تقسیم کئے اس کتاب کی خاطر جا بجا لائبریریاں کھولیں، سفری کتب خانوں کا انتظام کیا ہر طرف مبلغ بھیجے اور پوسٹر چھاپے، پہلے تو بھونروں اور تتلیوں نے اس کتاب کا مضحکہ اڑایا لیکن رفتہ رفتہ اثر ہونے لگا کچھ نوجوان بھونرے شہروں میں آکر بدرروؤں کا جائزہ لینے لگے۔ بدبو کی لپٹ سے پریشان ہو کر بھاگتے اور پھر لوٹ

آتے رفتہ رفتہ چند بھونروں نے بھی بدروؤں کی خوبیوں اور چمن کی خرابیوں پر تقریریں شروع کر دیں اور دس پندرہ برس میں تمام بھونرے اور تتلیاں گندی نالیوں میں آ کر غلاظت چاٹنے لگے۔

مقام فکر

ذرا سوچئے کہ کیا وہ کتابیں جو گذشتہ سو سال سے آپ کو مدارس میں پڑھائی جا رہی ہیں کسی ایسی ہی مکھی کی لکھی ہوئی تو نہیں؟

آپ جانتے ہیں کہ صدیوں سے یورپ اسیر ہوا و ہوس اور رہین نا ونوش ہے۔ وہاں اخلاقی و روحانی اقدار کا کوئی تصور تک موجود نہیں غریب اقوام کو لوٹنا۔ دن بھر تنور شکم تاپنا اور شام کو جنسی پستیوں میں ڈوب جانا ان کی زندگی ہے۔ خدا اور آخرت سے بے خبر، حرام و حلال سے نا آشنا اور پست لذتوں کے دل دادہ۔ یوں سمجھئے کہ یورپ ایک بدرو ہے جس میں وہاں کے لوگ مکھیوں کی طرح غلاظت چاٹ رہے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ گناہ کی راہوں پر اب وہ اتنی دور جا چکے ہیں کہ ان کا رجوع اللہ کی طرف ناممکن ہو گیا ہے۔ دوسری طرف ان کا مد مقابل یعنی مسلمان روحانی اقدار کا شدومد سے قائل ہے اور یہ نظریاتی اختلاف بار بار سیاسی تصادم کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو انہوں نے ایک نہیں بلکہ ایک لاکھ سے زیادہ کتابیں اس موضوع پر لکھیں۔

۱۔ کہ زندگی کا انجام موت ہے اور آگے کچھ بھی نہیں۔

۲۔ کہ مذہب ایک داستان پارینہ ہے جو عصر رواں کا ساتھ نہیں دے سکتا۔

۳۔ کہ ایشیا کی اخلاقی و روحانی اقدار کمتر از افیوں نہیں۔

۴۔ کہ کھانا، پینا، ناچنا اور عیش اڑانا اصل زندگی ہے۔

۵۔ کہ مذہب اور سیاست کا دائرہ کار جدا جدا ہے۔

۶۔ کہ وطن اساس قومیت ہے اور تصور ملت یعنی پان اسلامزم ایک سرخ خطرہ ہے۔

۷۔ کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ خوراک ہے۔ وہ کھیتی باڑی میں لگے رہیں اور خام مال ہمیں بھیجتے رہیں اور لوہے کی مصنوعات ان کی خدمت میں ہم پیش کرتے رہیں گے۔

۸۔ کہ انگریزی ام الالسنہ اور سرچشمہ تہذیب ہے۔

۹۔ کہ انگریزی خط نہایت ترقی یافتہ خط ہے اسے اختیار کرنا اور قرآنی خط سے جان چھڑانا ترقی کے لئے لازمی ہے۔

۱۰۔ کہ نپولین، نیلسن، ملٹن، بیکن، نیوٹن وغیرہ محسنین انسانیت تھے اور باقی یہ سینا و رومی و فارابی وغیرہ تاریکی میں بھٹکنے والے اندھے۔

۱۱۔ کہ یورپ کے درودیوار باغ وراغ اور بحور وطیور بے حد حسین ہیں اور یہ دجلہ وفرات اور سیحوں وجیحوں گندے نالے، ککو پرندوں کا بادشاہ ہے اور یہ بلبل، چکور، تیتر اور مور سب کے سب بیکار و بے ہودہ ہیں۔

یہ کتابیں پڑھنے کے بعد ہم یورپ میں گئے، شروع شروع میں تو وہاں کی عریانی فحاشی اور عیاشی سے قدرے بدکے لیکن بہت جلد ان اثرات کو قبول کر لیا۔ واپس آ کر انہی باتوں کا پرچار شروع کر دیا اور اب یہ حال ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں سے فوج در فوج ایسے گریجوایٹ نکل رہے ہیں۔

۱۔ جو خدا اور رسول سے بیزار مے ونغمہ کے پرستار اور زنجیر شکم میں گرفتار ہیں۔

۲۔ جو تمام بلند اخلاقی وروحانی اقدار کے منکر ہیں۔

۳۔ جو اپنی تاریخ روایات، اسلاف، ماضی، حال، مستقبل و منزل سے اصلاً بے خبر ہیں۔

۴۔ جو اپنوں سے متنفر اور یورپ کی ہر چیز کے گرویدہ ہیں۔

۵۔ جو اپنی زبان، اپنے ادب، بلکہ قرآنی خط تک کے دشمن ہیں۔

۶۔ جن کے ہاں زندگی کی سب سے بڑی قدر شراب پینا اور نامحرم نیم عریاں عورتوں کی کمر میں ہاتھ ڈال کر چلنا ہے۔

آج یورپ بے حد خوش ہے کہ آخر اس نے اپنے اس حریف کو پچھاڑ ہی دیا جس سے وہ پہلے چودہ سو برس میں ہزار بار پٹ چکا تھا۔

علم کیسا علم؟

علم کے بغیر تو چارہ نہیں لیکن علم کی بھی سینکڑوں شاخیں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم پاکستانیوں کو کس قسم کا علم چاہئے۔ اس کا جواب بڑا واضح ہے کہ اسلام ہماری دنیا و آخرت ہر دو کو سنوارنا چاہتا ہے۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنتہ و فی الاخرۃ حسنتہ

اے رب! ہماری دنیا و آخرت ہر دو کو بہتر بنا۔

اس لئے ہمارے لئے وہی علم کار آمد ہو سکتا ہے جو ہمیں دنیا و عقبیٰ دونوں میں سرخرو بنائے۔ دنیوی علوم میں سائنس کا مقام سب سے پہلے ہے کہ اس کے بغیر ہم کائنات کے لامحدود خزائن قوت مثلاً فولاد، بجلی، پٹرول ایٹم وغیرہ سے متمتع نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد دیگر علوم مثلاً فلسفہ، تاریخ جغرافیہ وغیرہ کا درجہ آتا ہے ہمارے موجودہ نظام تعلیم کی بنیادی خامی یہ ہے کہ اس میں سارا زور دنیوی علوم پر دیا جاتا ہے اور اس زندگی کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دی جاتی جو بعد از لحد شروع ہوتی ہے اور جس کا کوئی انجام نہیں۔

اسلام زندگی کو غیر قانونی سمجھتا ہے زندگی چند برس کے لئے کرہ خاک پہ آتی اور پھر اثیری بلندیوں کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اثیر کی وسیع دنیاؤں میں کروڑوں مقامات ہیں۔ کچھ حسین، رنگین، دلنواز و نظر و فریب اور کچھ غلیظ، تاریک، ہولناک و آتشیں ان میں حیات کا قیام حسب اعمال ہوگا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے۔

جہنم بدکاروں کی گھات میں ہے وہ خدائی باغیوں کی قیام گاہ ہے اس میں یہ لوگ صدیوں رہیں گے وہاں ٹھنڈک اور ٹھنڈا پانی نہیں ملے گا صرف کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہوگی۔ یہ ہے بداعمالی کی سزا۔ انہیں خیال ہی نہیں تھا کہ حساب ہوگا۔ اس لئے انہوں نے ہماری ہدایات کو توڑا۔ ہم نے ہر چیز کو لکھ رکھا ہے۔

اپنے اعمال کی سزا بھگتو۔ اس سزا میں ہر روز اضافہ ہی ہوگا۔ صرف اہل

تقویٰ جیتیں گے۔ان کے لئے وہاں انگور اور دیگر اثمار کے باغات ہیں۔
ہم عمر حسینائیں ہیں اور چھلکتے ہوئے جام۔ (نبا۔۲۱۔۳۴)

"وہاں صرف اہل تقویٰ جیتیں گے" ذرا اپنے نصاب کو دیکھ کر بتائیے کہ کون سی کتاب درس تقویٰ دیتی ہے؟

ہنگامہ وشور

سو برس سے ہنگامہ بپا ہے کہ نظام تعلیم کو درست کرو لیکن یہ کسی نے نہ بتایا کہ خرابی کہاں ہے؟ بیسیوں کمیشن بیٹھے۔انہوں نے چند سطحی اور بے نتیجہ سفارشات کیں۔ان پر عمل ہوا لیکن ہماری دانشگاہوں کی پیداوار اور زیادہ نالائق اور بدکار بنتی گئی اس لئے کہ کمیشن کے ممبران بنیادی حقائق سے ناآشنا تھے۔

۱۔ کہ حیات میں تسلسل ہے۔

۲۔ کہ یہ زندگی عارضی ہے اور اگلی زندگی ابدی ولافانی۔

۳۔ کہ وہ زندگی صرف پاکیزگی وتقویٰ سے سنورتی ہے۔

ان کمیشنوں کے اکثر ممبر برطانوی یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل تھے جن کی نظر آسمان سے پرے،لحد سے آگے اور سطح سے نیچے دیکھ ہی نہیں سکتی تھی۔اسلامی تعلیمات سے محض ناآشنا اور دل کی عظیم وجلیل دنیا سے بالکل بے خبر تھے۔ان کی بلا جانے کہ مسلمان کیا ہوتا ہے اور کیسے بنتا ہے؟اور ستم بالائے ستم یہ کہ ہمارے کارپردازان تعلیم بھی اسلام کے عظیم پیغام اور اس کے مقاصد سے لاعلم تھے۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا نصاب از آغاز تا انجام بے مقصد رہا۔ہماری مختصر دنیوی زندگی کے لئے تو وہ کسی حد تک مفید تھا لیکن ابدی زندگی سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔اگر آج ہماری درسگاہیں بد کردار ٹیڈیوں کم علم و بے عمل اساتذہ سے لبریز ہیں تو قصور کس کا؟اسی نصاب کا ہے جو اس قدر مردہ و بے روح ہے کہ پہلی جماعت سے ایم۔اے تک کی تمام کتابوں کا مجموعہ اثر گلستان سعدی کی ایک حکایت جتنا بھی نہیں۔

آج اس زمانے میں کہ دنیا کا ہر شہر بین الاقوامی کاروانوں کی گزرگاہ بنا ہوا ہے اپنے

یورپ کے لوگ دھن جمع کرنے کے لئے ہر چار سو دوڑ بھاگ رہے ہیں اور اپنا فلسفہ پھیلا رہے ہیں ان کا روح کش لٹریچر ہر گھر میں داخل ہو رہا ہے۔ ان کی تقلید میں جا بجا رقص گاہیں، تھیٹر خانے اور شراب خانے کھل چکے ہیں اور روحانی و اخلاقی اقدار پر زمین و آسمان سے آگ برسائی جا رہی ہے۔ پاکستانی نوجوان کو مسلمان بنانا اور پھر صراط مستقیم پہ ثابت رکھنا بڑا ہی مشکل امر ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت محکمہ تعلیم، یونیورسٹیوں اور اساتذہ کو مل کر سوچنا ہوگا ورنہ یہ موجودہ روز افزاں اخلاقی انحطاط ہمیں ایک دن آزادی سے بھی محروم کر دے گا۔ یاد رکھئے قدرت گناہ کو کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔

وانا امن المجرمین المنتتمون۔ (قرآن)

ہم بدکاروں سے لازماً انتقام لیتے ہیں۔

اگر محکمہ تعلیم اور یونیورسٹیوں کی موجودہ بے خبری و بے اعتنائی اساتذہ کی کم عملی و بے عملی اور طلبہ کی بدروی کا یہی عالم رہا تو ہم دنیا اور آخرت ہر دو میں رسوا و ذلیل ہو جائیں گے اور حکومت کو خدا اور مستقبل کے مؤرخ کے سامنے جواب دینا پڑے گا۔

نصاب کی اہمیت

ہمارے دیہات میں یہ کہانی مشہور ہے کہ ایک آدمی کو دوسرے نے کہا ''تمہارا کان کتا لے گیا ہے'' وہ فوراً لٹھ اٹھا کر کتے کے پیچھے بھاگ نکلا اور کان کو چھونے کی تکلیف ہی گوارہ نہ کی۔ یہ کوئی لطیفہ نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ بقول سعدی ''گوش گذشتہ اثرے دارد'' کان سے گزری ہوئی ہر بات دماغ کو متاثر کرتی ہے۔ جو لوگ دوسری شادی کر لیتے ہیں وہ عموماً اپنی اولاد سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ پہلی اولاد سے کوئی قصور ہو جاتا ہے بلکہ یہ کوئی نئی بیوی خاوند کے کان بھرتی رہتی ہے اور شوہر لاکھ حکیم و فلسفی ہو ان اثرات سے بچ نہیں سکتا۔

ہٹلر اپنی کتاب ''مائین کیمف'' میں لکھتا ہے کہ ایک جھوٹ کو اتنی بار دہراؤ کہ دنیا اسے سچ سمجھنے پر مجبور ہو جائے۔ گذشتہ جنگ عظیم میں برطانیہ نے کہا کہ جمہوریت ایک مقدس نظام حکومت ہے اور ہٹلر دشمن جمہوریت ہے۔ ہٹلر نے کہا کہ جمہوریت دراصل چوروں اور ڈاکوؤں کی

منڈلی ہے جو غریب ایشیا اور افریقہ کو لوٹ رہی ہے۔ آدھی دنیا ہٹلر پر ایمان لے آئی اور آدھی چرچل پر۔ پراپیگنڈہ حقیقتاً ایک نہایت خوفناک حربہ ہے جس کے اثرات بڑے دور رس ہوتے ہیں۔ اس کے کئی طریقے ہیں مثلاً اخبارات، رسائل، سینما، ریڈیو، تقاریر وغیرہ ان تمام میں موثر ترین نصاب تعلیم ہے جو نئی نسل کے دل و دماغ میں گھر بنا لیتا ہے اور زندگی کو ایک خاص ڈگر پر ڈال دیتا ہے۔

انگریز بڑی ہی ہوشیار قوم ہے۔ ہندوستان پر قابض ہونے کے بعد اگر اسے خطرہ تھا تو صرف مسلمان سے۔ اس لئے اس نے یہاں ایک ایسا نصاب تعلیم نافذ کیا جس کا لازمی نتیجہ مذہب سے نفرت اپنی تہذیب و روایات سے بیزاری روحانی و اخلاقی اقدار سے بے خبری عظیم اسلاف سے بے تعلقی اور حیات کی لامقصدی تھا چنانچہ گذشتہ سو سال میں ہماری یونیورسٹیوں سے رشوت خور بابو، مغرور و متکبر افسر اور عیش پسند جنٹلمین تو کروڑوں کی تعداد میں پیدا ہوئے لیکن ایک بھی ابن حنبل یا ابن قیم پیدا نہ ہو سکا۔

ایک سوال

سوال یہ ہے کہ کیا انگریز کے جانے کے بعد ہمارے نصاب میں کوئی خاص تبدیلی ہوئی ہے؟ جواب ہے:۔

"بالکل نہیں یا بہت کم"۔

مولوی صاحب کے گھوڑے کے ساتھ پنڈت جی کی بہلی اب بھی اسی طرح رواں ہے۔ گلہری، مکڑی اور مکھی بدستور ہماری نظموں کے موضوع ہیں ہمارا نصاب تعلیم ہمارے عظیم اسلاف کے ذکر سے اسی طرح خالی ہے۔

نصاب دینیات

اشک شوئی کے لئے پہلی آٹھ جماعتوں میں دینیات کی چند ایسی کتابیں رکھ دی گئی ہیں جو نماز وضو کے مسائل تو بتاتی ہیں لیکن خدا اور رسول سے شیفتگی پیدا کرنے کی اہلیت قطعاً نہیں

رکھتیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ کتابیں چند ایسے پیشہ ور نصاب نویسوں سے لکھوائی گئی ہیں جو سوز و گداز، بصیرت، نظر اور دانش اعلیٰ کی نعمت سے محروم تھے اور ان کا مقصد نسل نو کو اقدار عالیہ کا درس دینا نہیں تھا بلکہ ایک عرضی نویس کی طرح لکھائی کی اجرت بٹورنا تھا۔ بس دانشور اقوام نصاب وضع کرنے سے پہلے سوچتی ہیں کہ نئی نسل کو کیا بنانا ہے؟ کہاں لے جانا ہے؟ اور اس میں کون سی صفات پیدا کرنا ہیں؟ اس مقصد کے لئے وہ بلند پایہ اہل قلم کی خدمات مستعار لیتی ہیں۔ ہر سبق بلکہ ہر سطر کے اثر کا اندازہ لگاتی ہیں اور ہر پانچ برس کے بعد نتائج کا جائزہ لے کر نصاب میں مناسب ترمیم کرتی ہیں۔ کیا ہمارے ہاں بھی کوئی ایسا نظام موجود ہے؟ قطعاً نہیں، چند سال پہلے کی بات ہے کہ اگر خاص جماعت کے لئے نصاب سازی کا کام میرے حوالے ہوا۔ اجرت تھی پندرہ سو روپیہ۔ لاہور کے چند پیشہ وریوں پیچھے پڑے کہ یہ کام انہیں مل گیا اور میں دیکھتا ہی رہ گیا۔ مجھے رقم کا افسوس نہیں کہ میں طبعاً فقیر ہوں اور دنیوی مال و متاع سے گریزاں بلکہ افسوس اس امر کا ہے کہ لاکھوں نوجوانوں کے دل و دماغ کو متاثر کرنے کا ایک زریں موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔

تحریر میں اثر

آپ نے حصول پاکستان کے سلسلے میں سینکڑوں تقاریر سنی ہوں گی آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ جو اثر حضرت قائداعظم کے الفاظ میں تھا اس کا عشر عشیر بھی کہیں اور نہیں ملتا کیوں؟ اس لئے کہ قائداعظم میں خلوص تھا، تڑپ تھی، بلکہ ایک بھڑکتی ہوئی آگ جو الفاظ میں منتقل ہو جاتی تھی۔ اگر سینہ ایمان و عشق کی حرارت سے خالی ہو تو الفاظ بے اثر بے نتیجہ اور بے جان ہوتے ہیں۔ رومی گذشتہ آٹھ صدیوں سے دنیائے اسلام پہ اثر انداز ہے۔ اقبال نے دس کروڑ اسلامیان ہند کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی دوسری طرف ہزاروں ایسے اہل قلم بھی ہیں جنہوں نے زندگی بھر قلم چلایا لیکن کسی ایک فرد کو بھی متاثر نہ کر سکے۔ الفاظ محض خول ہیں جن میں اثر حرارت یا زندگی صاحب الفاظ کے سینے سے منتقل ہوتی ہے۔ انگریز سے پہلے ہم ایسی کتابیں پڑھتے تھے جن کے لکھنے والے سعدی، جامی، خاقانی، رازی، ابن یمین، حافظ اور رومی جیسے لوگ تھے۔ بادہ عشق سے سرشار، حسن و جمال کے پیکر، جلال خداوندی کے مظہر، عابد، زاہد، عظیم و توانا، ان کے الفاظ میں

بجلیاں تھیں جو رگ وپے میں سرور و مستی کی لہر دوڑا دیتی تھیں۔لیکن اب نصاب لکھنے والے ایرے غیرے اور اس کی قدر و قیمت متعین کرنے والے نتھو خیرے، جذبات عالیہ سے وہ خالی اور فکر و بصیرت سے یہ محروم ہیں۔ ہر دو انسان کی منزل اور مقصد حیات سے نا آشنا۔فرمایئے ایسی مردہ کتابوں سے وہ شاہین بچے کیسے پیدا ہوں گے جن کی پرواز لامکاں تک ہو جو اپنے عزم بلند، ایمان محکم اور عشق جہاں آرا سے ساری کائنات کو متاثر کریں اور انسان کو حیوانی پستیوں سے اٹھا کر الوہیت کے سپہر بریں تک پہنچا سکیں۔

فضا تری مہ و پروین سے ہے ذرا آگے
قدم اٹھا یہ مقام آسمان سے دور نہیں (اقبالؒ)

سیدھی سی بات

بات سیدھی سی ہے کہ ہم نے اس دنیا میں بھی ایک باعزت زندگی گزارنا ہے اور اگلی دنیا میں بھی۔عزت اور قوت مترادف الفاظ ہیں ایک کمزور قوم کبھی معزز نہیں ہو سکتی۔نسل انسانی کے لاکھوں سالہ تجربے نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ علم ایک مہیب قوت ہے جو بطن زمین سے فولاد اور پٹرول کے ذخائر نکال سکتی ہے۔یہ معادن ایک حد تک ہماری بقاء کی ضامن ہیں۔انہی سے ہم خدا اور رسول کے باغیوں اور اپنے دشمنوں کا منہ توڑ سکتے ہیں، قرآن کریم میں اللہ نے فولاد کو خدا اور رسول کی حمایت کا وسیلہ قرار دیا ہے۔

وانزلنا الحديد فيه باس شديد و منافع الناس و ليعلم الله
من ينصره ورسله بالغيب...... (حدید)

ہم نے فولاد پیدا کیا۔جس میں بڑی ہیبت ہے اور دنیائے انسانی کے لئے بے شمار فوائد ہیں ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ کون لوگ فولاد سے مسلح ہو کر بن دیکھے خدا اور رسول کی مدد کرتے ہیں۔

علم کے علاوہ بھی چند چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو عزت، عظمت اور طاقت بخشتی ہیں۔کون نہیں جانتا کہ سچ قوت ہے اور جھوٹ ضعف، دیانت شجاعت، عفت اور ہمت قوت ہیں اور

خیانت، بزدلی، بے حیائی اور دوں ہمتی ضعف، وفا، ایثار، اتفاق، اتحاد انکسار اور ایمان قوت ہیں اور بے وفائی خود غرضی، بخل، انتشار، نخوت اور لا ایمانی ضعف۔ ان تمام طاقتوں سے بڑی ایک اور قوت ہے جو خدا و جبریل پر بھی کمند پھینک سکتی ہے اور ارض و سما کی تمام طاقتوں کو تعاون پر مجبور کر سکتی ہے اس کا نام عشق ہے جو صرف اللہ کی عبادت سے حاصل ہوتا ہے۔ کس قدر عظیم و مہیب ہیں وہ اقوام جو علم و عشق ہر دو کی مالک ہیں۔

آج اقوام یورپ کے پاس علم تو ہے لیکن عشق نہیں۔ نتیجہ ان کا علم کائنات اور خود ان کے لئے ایک لعنت بنا ہوا ہے یہ لوگ سخت مضطرب اور نا آسودہ ہیں اور ایک دوسرے کو فنا کرنے کے لئے نہایت مہلک اسلحہ تیار کر رہے ہیں۔ نوع انسانی کی طویل تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جو لوگ دولت عشق کھو بیٹھے وہ مٹ گئے:

والعصر ان الانسان لف خسر الا الذین امنو وعملو
الصالحات واتوصو بالحق وتواصو بالصبر.... (قرآن)

تاریخ عالم شاہد ہے کہ انسان ہمیشہ خسارے ہیں رہا۔ ہاں وہ لوگ بچ گئے جن کے سینوں میں عشق و ایمان کے چراغ جل رہے تھے جن کے اعمال پاکیزہ تھے اور جو دنیا کو سچائی اور استقامت کا درس دیا کرتے تھے۔

پاکستان کی مشکلات

اس وقت پاکستان مختلف مشکلات میں مبتلا ہے۔ مسئلہ کشمیر لا ینحل پڑا ہے۔ انڈیا ہمیں ہڑپ کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے ہمارے حلیف ہندوؤں سے ملے ہوئے ہیں ہم امریکہ کی آغوش میں گھسیں تو خروشیف (روس کا وزیر اعظم) دھمکاتا ہے۔ روس کا رخ کریں تو لندن سے واشنگٹن تک ایک کہرام بپا ہو جاتا ہے ان تمام مشکلات کا واحد حل اللہ سے رابطہ ہے۔ اگر اللہ ہمارا ہو جائے تو پھر ہم اس قدر قوی، پر ہیبت اور عظیم بن جائیں گے کہ ہماری للکار سے بھارت پر لرزہ طاری ہو جائے گا اور ہماری ایک ضرب سے بت کدہ ہند پاش پاش ہو جائے گا۔ اگر ہم عشق کی قوت سے محروم رہے تو سب کچھ کھو بیٹھیں گے اللہ ساتھ نہ ہو تو کوئی قدم سیدھا نہیں پڑتا، کوئی تدبیر کارگر

نہیں ہوتی اور کوئی تیر نشانے پہ نہیں بیٹھتا۔ عشق بڑی چیز ہے بہت بڑی قوت ہے، ایک بے نظیر وسیلہ عظمت ہے اور کائنات کی سب سے بڑی دولت ہے، اس لئے اے خدا اور رسول کا نام لینے والو!

واذکر اسم ربك بکرۃ واصیلا ومن الیل فاسجد له وسبحه لیلا طویلا.... (الدھر)

صبح وشام اللہ کو پکارا اور رات کو سجدوں میں گرو اور اس کی حمد وثنا کے گیت گاؤ۔

کامیاب نصاب

ہمارے لئے وہی نصاب کارآمد ہوسکتا ہے جو:۔

۱۔ ہمارے علم میں اضافہ کرے۔

۲۔ اخلاق عالیہ کا درس دے۔

۳۔ اللہ سے ہمارا رابطہ استوار کرے۔

۴۔ اور اس کے لکھنے والے صاحب فکر ونظر ہوں۔

ہم تشکیل سیرت اور تخلیق عشق کا کام اردو سے لے سکتے ہیں جو جماعت اول سے ایف اے تک لازمی ہے اردو کے نصاب میں کچھ اس قسم کی چیزیں ہونی چاہئیں۔

۱۔ گلستان کی طرز پر اخلاقی کہانیاں۔

۲۔ آیات، احادیث اور حکایات رومی کا سلیس ترجمہ۔

۳۔ صحابہ وصحابیات کے واقعات زندگی۔

۴۔ اپنے عظیم سپہ سالاروں، فرمانرواؤں، فلسفیوں، فقیہوں، اماموں، ججوں اور عالموں کے حالات۔

۵۔ آسان زبان میں اسلامی افکار ونظریات۔

۶۔ حکماء، اولیا وانبیاء کے اقوال وحالات۔

۷۔ اوامر ونواہی کی تفصیل۔

۸۔ غزوات وفتوحات۔

۹۔ بنیادی عقائد کی تفصیل۔

۱۰۔ بدکاری کے نتائج پر تاریخی والہامی شہادت۔

۱۱۔ خوف خدا، تقوی وعبادت کا بار بار درس۔

۱۲۔ اخلاقی صفات پر دل نشین انداز میں بحث وقس علی ہذا۔

ہمارے موجودہ نصاب میں یہ چیزیں موجود نہیں اس لئے اس سے نہ ہماری دنیا سنورتی ہے نہ عقبیٰ اور ہمارے موجودہ نظام تعلیم کا بنیادی نقص یہی ہے کہ ہمارا نصاب بے مقصد ہے۔

خداوندان تعلیم کا یہ فرض ہے کہ وہ فوراً اس طرف متوجہ ہوں اور ایسے لوگوں کی تلاش کریں جو نصاب کو بامقصد بنانے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

خطرہ

لیکن خطرہ یہ ہے کہ ہمارے یہ دو ہزار تنخواہ پانے والے ڈائریکٹر ایک غریب مدرس کی بات قطعاً نہیں سنیں گے اور اس عظیم قوم کے بچوں کو گلہری، مکھی اور مکڑے کی کہانیاں پڑھا پڑھا کر تباہ کرتے رہیں گے۔ اگر آپ نے ان بچوں کو اپنی تہذیب، ثقافت، روایات، تاریخ کا دلدادہ نہ بنایا، راہ ومنزل سے آگاہ نہ کیا خدا اور رسول سے ان کا ناطہ نہ جوڑا تو یہ لازماً ٹیڈی بن جائیں گے اور وطن کی مقدس زمین کو گناہ سے بھر دیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ عیاش وبدکار اقوام زندہ رہنے کا حق کھو دیتی ہیں۔

> وکاین من قریته تحت عن امر ربها ورسله فحاسنبا حسابا شدیدا و عذبناه عذاب تکرا فذاقت وبال امرها وکان عاقبته امرها خسرا اعدالله لهم عذابا شدیدا فاتقو الله یا اولی الالباب۔ (طلاق)
>
> ایسی کتنی ہی بستیاں تھیں جنہوں نے خدا وانبیاء سے منہ موڑ لیا ہم نے ان کا شدید محاسبہ کیا انہیں خوفناک سزا دی۔ ان کے اعمال باعث وبال بنے ان کا انجام بڑا ہی عبرتناک تھا، ایک اور خوفناک عذاب (بعد از مرگ) ان کا منتظر ہے۔ اے اہل دانش اللہ سے ڈرو۔

انگریزی تعلیم

کے رد میں کلام

سید اکبر حسین الہ آبادی

علامہ محمد اقبال

ابوالاثر حفیظ جالندھری

ملاحظہ فرمائیں

سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے۔

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

===========

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند کالی ہے

===========

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا ہائے مسافر دم میں نہ آنا مست کیسی متوالی ہے

===========

سونا پاس ہے، سُونا بَن ہے، سونا زہر ہے اُٹھ پیارے تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مَت ہی نرالی ہے

===========

آنکھیں ملنا، جھنجلا پڑنا، لاکھوں جمائی انگڑائی نام پر اُٹھنے کے لڑتا ہے اُٹھنا بھی کوئی گالی ہے

===========

پاؤں اُٹھا اور ٹھوکر کھائی، کچھ سنبھالا پھر اوندھے منہ مینہ نے پھسلن کردی ہے اور دُھر تک کھائی نالی ہے

===========

دنیا کو تُو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

===========

شہد دکھائے، زہر پلائے، قاتل ڈائن، شوہر کُش اس مردار پہ کیا للچایا دُنیا دیکھی بھالی ہے

===========

ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آ گئی سر پر کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لا اُبالی ہے

===========

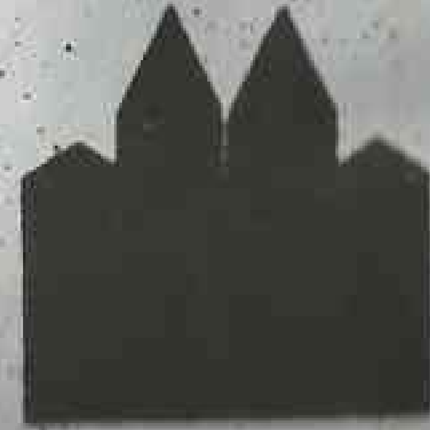
اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنی والی ہے

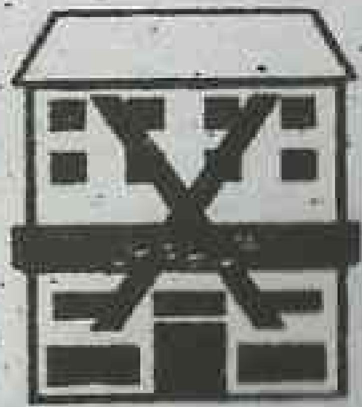
===========

مرد و عورت کے لیے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں رائج موجودہ تعلیم کے ترک میں تاخیر و تدبیر بھی "گناہ کبیرہ" ہے والدین و اساتذہ کی "رضا مندی" کی بھی حاجت و فرصت نہیں



انگریزی تعلیم و تہذیب





کے خلاف



مشہور شعرائے اسلام کا منظوم کلام



محمد [illegible] الدین چشتی قادری رضوی

من وجد اسم اللّٰہ تعالی مکتوباً فی ورقة موضوعا فی قذر و ترکہ فقد کفر

ترجمہ: (حاشیة الصاوی علی تفسیر الجلالین)

''جس نے کاغذ پر لکھا ہوا اللہ تعالیٰ کا نام گندگی پر پڑا ہوا پایا اور اُس کو چھوڑ دیا یعنی نہ اُٹھایا تو یقیناً اُس نے کفر کیا۔''

نام کتاب: انگریزی تعلیم وتہذیب کے خلاف
مفکرین شعرائے اسلام کا منظوم کلام
مرتب: محمد سعد الدین چشتی قادری رضوی مدظلہ
ناشر: مکتبہ افکار اہلسنت

فہرست

ابو الاثر

حفیظ جالندھری

اور

موجودہ نظام تعلیم و تہذیب

درسِ قرآن اگر ہم نے نہ بُھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
چاٹ ڈالیں تم نے کتب فلسفۂ انگلش کی
ہاتھ بھولے سے بھی قرآن کو لگایا ہوتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرا اندرانہ شاہنامۂ اسلام اوّلین جلد ۱۹۲۸ء ملت نے تحسین کے ساتھ قبول فرمایا۔ میرا حوصلہ ایسا بڑھایا کہ میں نے انگریزی شیطنت کے خلاف علانیہ قلم اُٹھایا۔ اس نیم براعظم میں جو ذِلّت ملّتِ اسلامیہ پر وارد کی گئی تھی، میں نے یہ سازش اسکولی تعلیم میں کارانداز پائی۔ دوسری جلد کے آغاز میں در پیرایہ سرگزشت مصنّف نے مسجد سے ہندی مسلمانوں کو اسکول کی طرف محض روٹی کی غلامی کے لیے اُٹھالے جانے کے نتائج نظم میں ہی بیاں عرض کر دیئے۔

☆......☆......☆

خُدارا......

اب پاکستان کی اسکولی تعلیم اور معاشرے کی موجودہ حالت اگر مقصودِ اسلام کے خلاف نظر آئے تو اِس نظم کو خود بھی بغور پڑھیئے۔ دوسروں کو سُنایئے۔ ہو سکے تو اخبارات وصحائف میں شائع فرمایئے۔

ع شاید کہ ہمیں بیضہ پرو بال برآرد

☆......☆......☆

شاہنامۂ اسلام کی چار جلدیں شائع ہو چکیں ہیں۔ پانچویں مکمل نہ ہو سکی۔ کیوں نہ ہو سکی۔ مجھ سے نہ پُوچھیئے۔ مصنّف کو ''حلال'' سمجھ کر کھا جانے والے اُن تاجرانِ کتب سے دریافت کیجئے۔ جو لاکھوں کی تعداد میں چوری چھاپ کر نفع کماتے اور مصنّف کو اکلِ حلال سے محروم فرما کر اپنی ماں بہنوں، بیٹیوں کے

سینوں میں حرام اُتار کر دندنا رہے ہیں۔

☆......☆......☆

۱۹۶۰ء میں دماغ کی رگیں پھٹیں۔ اس کے بعد سے مسلسل عوارض کا شکار ہوں۔ حرکتِ قلب کا جواب دے جانا۔ پلوریسی۔ نیمونیا وغیرہ نے ہسپتال پہنچایا۔ راولپنڈی سے اسٹریچر پر اپنے پرانے کاشانے میں آیا۔ بسترِ علالت پر ہوں۔ شاہنامۂ اسلام کی دوسری تیسری جلدیں نایاب ہیں۔ میرے بھتیجے علاء الدین مظہر نے میری مدد کا تہیہ کیا ہے۔ کتابت اور اصلاح دونوں اس کی نظر وفکر کے زیرِ اہتمام ہیں۔ جزا تو خدا دینے والا ہے۔ میں اس وقت دعا ہی کر سکتا ہوں۔

☆......☆......☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجھے "مسجد" سے "مکتب" کی طرف تزویر نے کھینچا
تَنَازُعْ لِلْبَقَاء کی آہنی زنجیر نے کھینچا

وہ "مکتب" آہ! پہلا زینۂ تلقین بے دینی
دکھاتے ہیں جہاں آئنہ آئین خودبینی !

جہاں دیتے ہیں پہلا سبق "مذہب سے بغاوت کا"
جہاں بوتے ہیں تخم اوّلیں نسلی عداوت کا

جہاں ماں باپ سے "باغی" کیا جاتا ہے بچوں کو
جہاں جھوٹوں کا "پس خوردہ" دیا جاتا ہے بچوں کو

جہاں باقاعدہ "الحاد" کی تعلیم ہوتی ہے
جہاں باضابطہ "شیطان" کی تعظیم ہوتی ہے

جہاں مکر و ریا کا "عقلمندی" نام رکھا ہے
جہاں جور و جفا کا "سربلندی" نام رکھا ہے

وہاں داخل ہوا میں آہ! "بخت سوختہ" میرا
سبق مسجد کے بھولے، لُٹ گیا "اندوختہ سرا"

"مقرر تھے" یہاں "استاد" مجھکو یہ سکھانے پر
کہ اب "اللہ" نہیں اک اور حاکم ہے زمانے پر

وہ کہتے تھے تیرا اسلام ہے "تلوار کا مذہب"
مسلمانوں سے نفرت ہے نہایت "پیار کا مذہب"

کہیں نام جہاد آئے تو وہ رو رو کر ہنستے تھے
پرانے غازیوں کو "راہزن" کہہ کہہ کر ہنستے تھے

لڑکپن کا زمانہ تھا اور دن تھے بے شعوری کے
اسی میں ہو گئے طے مرحلے "مذہب سے دوری" کے

یہ دنیا اور یہی تھی اس کے "مقاصد" اور تھے سارے
یہاں "تہذیب نو" تھی طور ہی بے طور تھے سارے

یہاں "قرآن" نہ تھا خود ساختہ "قانون" تھا کوئی
یہاں "مذہب" نہیں اِک اور ہی "مضمون" تھا کوئی

نہ اس "مکتب" میں جاتا میں نہ یوں مسموم ہو جاتا
جو اَب معلوم ہے کاش! اُن دنوں معلوم ہو جاتا

مگر "مکتب" [1] نے "بے حس" کر دیئے دست و پا میرے
تحفظ کشتیٔ ملت کا بس میں بھی نہ تھا میرے

ہزاروں اور ہیں جن کا یہی انجام ہوتا ہے
"نئی تعلیم" کی تکمیل ہی ناکام ہوتا ہے

ان کے حال پر صادق ہیں قول حضرت اکبر
"ترقی پاتے ہیں لڑکے ہمارے نوردیں کھو کر"

"مری حبِ رسول اللہ کی بنیاد ہے مسجد"
"خدا آباد رکھے آج بھی آباد ہے مسجد"

---

[1] یاد رہے کہ حفیظ جالندھری کے تمام شعروں میں مکتب سے مراد "سکول و کالج" ہیں۔ دیکھیے۔ (شاہنامہ اسلام ص ۳۰۹ جلد دوم)

حکیم الامت، مغرب شناس

علامہ

محمد اقبال

اور

موجودہ نظام تعلیم و تہذیب

اے زکار عصر حاضر بے خبر!
چرب دستی ہائے یورپ را نگر

(علامہ محمد اقبال)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

☆☆☆

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے پیش نظر ۔ وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین پردہ اُٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

☆☆☆

فرنگ سے بہت آگے ہے "منزلِ مومن" قدم اٹھا یہ مقام انتہائے راہ نہیں

☆☆☆

گرچہ مکتب کا جواں "زندہ" نظر آتا ہے مردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

☆☆☆

مجھکو ڈر ہے کہ ہے طفلانہ طبیعت تیری اور عیار ہیں یورپ کے "شکرپارہ فروش"

☆☆☆

وہ علم نہیں "زہر" ہے احرار کے حق میں جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کف جو

☆☆☆

یہ فیضان نظر تھایا کہ مکتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

☆☆☆

آنکھ جو دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

☆☆☆

کیا تماشا ہے کہ ناقہ سواران عرب ! پیروی کرتے ہیں یورپ کے حُدی خوانوں کی

اب پیر فلک نے ورق ایام کا الٹا آئی یہ صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز
آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل ۔ دُنیا تو ملی طائر دیں کر گیا پرواز

☆☆☆

یہ بتان عصر حاضر جو بنے ہیں مدرسے میں نہ ادائے کافرانہ نہ تراش آزرانہ

☆☆☆

تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال غارت گری جہاں میں ہے "اقوام کی معاش"

☆☆☆

اے میرے فقر غیور! فیصلہ تیرا ہے کیا؟ خلعت انگریز؟ یا پیراہن چاک چاک ؟

☆☆☆

یہ مدرسہ، یہ جواں، یہ سرور و رعنائی انہیں کے دم سے ہے میخانہ ء فرنگ آباد

☆☆☆

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائید ہوگا

دیار مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دُکاں نہیں ہے

کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو اب وہ زرِ کم عیار ہوگا

نکل کر صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو "اُلٹ" دیا تھا

سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

☆☆☆

یہ زائران حریم مغرب ہزار راہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں

☆☆☆

شکایت ہے مجھے یارب خداوندان مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دیتے ہیں خاک بازی کا

☆☆☆

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے میرا
کہاں سے آئے صدا لاالٰہ الا اللہ

☆☆☆

یہ علم یہ حکمت یہ سیاست یہ تجارت
جو کچھ ہے وہ ہے فکرِ ملوکانہ کی ایجاد

☆☆☆

دیں ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

☆☆☆

تو بھی ہے شیوہ ارباب ریا میں کامل
دل میں "لندن" کی ہوس لب پہ تیرے "ذکر حجاز"

☆☆☆

خوش تو ہم بھی ہیں جوانوں کی "ترقی" سے مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا "الحاد" بھی ساتھ

لے گئے تثلیث کے فرزند "میراثِ خلیل" خشت بنیاد کلیسا بن گئی "خاک حجاز"

☆☆☆

ہو تیری خاک کے ہر ذرے سے تعمیر حرم دل کو بیگانہ انداز کلیسائی کر

☆☆☆

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں "نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے"

☆☆☆

اک کردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے منزل وہ طلب کر کہ تیری آنکھ نہ ہو سیر
سینے میں رہے راز ملوکانہ تو بہتر کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر
"تعلیم کے تیزاب" میں ڈال اسکی خودی کو ہو جائے ملائم تو "جدھر چاہے اسے پھیر"
تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

☆☆☆

وضع میں ہو تم نصاریٰ تو تمدن میں ہنود یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کہ شرمائیں یہود

☆☆☆

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کر فرنگی تخیلات اسلام کو حجاز ویمن سے نکال دو

☆☆☆

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ اُمومت ہے حضرت سلطان کیلئے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازاں کہتے ہیں اس علم کو ارباب نظر موت

☆☆☆

تیرا وجود سراپا تجلی افرنگ کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر
مگر یہ پیکر خاکی خودی سے ہے خالی فقط نیام ہے تُو زرنگار و بے شمشیر

☆☆☆

لبالب شیشۂ تہذیب حاضر ہے مےُ لا سے   مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانہ الا!
دبا رکھا ہے اس کو زخمہ ور کی تیز دستی نے   بہت نیچے سُروں میں ہے ابھی یورپ کا واویلا

☆☆☆

ناپاک جسے کہتی ہے مشرق کی شریعت   مغرب کی فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک

☆☆☆

ضمیر پاک و نگاہ بلند و مستیء شوق   نہ مال و دولت قاروں، نہ فکر افلاطوں!
علاج آتش رومی کے سوز میں ہے ترا!   تیری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں!

☆☆☆

گرچہ ہے دلکشا بہت حسنِ فرنگ کی بہار   طائرک بلند بال دانہ و دام سے گزر!
کوہ شگاف تیری ضرب تجھ سے کشاد شرق و غرب   تیغ ہلال کی طرح عیش نیام سے گزر!

☆☆☆

مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی   کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری!
تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر   مری دانش ہے افرنگی، مرا ایماں ہے زناری

☆☆☆

نگاہ عشق دل زندہ کی تلاش میں ہے!   شکار مُردہ سزا وارِ شاہباز نہیں
سوال مے نہ کروں ساقی فرنگ سے میں   کہ یہ طریقہ رندان پاکباز نہیں!

☆☆☆

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانشِ فرنگ   سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

☆☆☆

بُرا نہ مان، ذرا آزما کے دیکھ اسے!   فرنگ دل کی خرابی، خرد کی معموری

☆☆☆

وہی بت فروشی، وہی بت گری ہے   سینما ہے یا صنعت آزری ہے؟
وہ صنعت نہ تھی، شیوہ کافری تھا   یہ صنعت نہیں، شیوہ ساحری ہے
وہ مذہب تھا اقوامِ عہدِ کہن کا   یہ تہذیبِ حاضر کی سوداگری ہے
وہ دنیا کی مٹی، یہ دوزخ کی مٹی   وہ بتخانہ خاکی، یہ خاکستری ہے

☆☆☆

تاک میں بیٹھے ہیں "یہودی سود خوار"   جن کی "روباہی" کے آگے ہیچ ہے زورِ پلنگ
خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح   دیکھیے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ

☆☆☆

زہراب ہے اس قوم کے حق میں مے افرنگ   جس قوم کے بچے نہیں "خود دار و ہنر مند"

☆☆☆

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر   تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

☆☆☆

یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے!   غارت گر کاشانہ دین نبوی ہے!
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے!   اسلام ترا دیں ہے، تو مصطفوی ہے!
نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے!   اے مصطفوی! خاک میں اس بت کو ملا دے!

☆☆☆

سُن اے تہذیب حاضر کے گرفتار!   غلامی سے بتر ہے بے یقینی!

☆☆☆

عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے   حرم کا راز توحید اُمم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشہ عرب   کہ تہذیب فرنگی بے حرم ہے

☆☆☆

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک   نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ!

☆☆☆

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے   کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اسکے جوہر کی براقی!

☆☆☆

جسے کساد سمجھتے ہیں تاجران فرنگ   وہ شئے متاعِ ہنر کے سوا کچھ اورِ نہیں!

☆☆☆

یہی زمانہ حاضر کی کائنات ہے کیا!   دماغ روشن و دل تیرہ و نگہ بیباک

☆☆☆

نئی تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں   چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گلگونہ فروش

☆☆☆

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت!   پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات

☆☆☆

ترے صوفے ہیں افرنگی تیرے قالیں ہیں ایرانی   لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی!

☆☆☆

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے   مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

☆☆☆

چشم بینا سے جاری ہے جوئے خوں   علم حاضر سے ہے دیں زارو زبوں
آہ! مکتب کا جواں گرم خوں!   ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں

☆☆☆

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں!   سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر!

☆☆☆

سیدؒ

اکبر الہ آبادی

اور

موجودہ نظام تعلیم و تہذیب

شیوہ تہذیب نو "آدم دری" است
پردہ آدم دری "سوداگری" است
تا تہ و بالا نہ گردد ایں نظام
"دانش و تہذیب و دیں سودائے خام"

(علامہ محمد اقبال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"مغربی تعلیم" سے دل ایشیا کا ہے ملول — کر دیا خلقت کو اس نے بے تمیز و بے اصول

☆☆☆

علوم اُن کے، زبان انکی، پریس انکے، لغات انکی
ہماری زندگی کے سارے اجزاء پر ہیں ہاتھ اُنکے

☆☆☆

قرآن کو سمجھ لیں گے ایف۔ اے پاس تو ہولیں
"والناس" بھی پڑھ لیں گے ذرا "خناس" تو ہولیں

☆☆☆

چھوڑ امریکہ کی سیر نہ جا "ہانگ کانگ" تو — جو مانگنا ہے تجھ کو خدا ہی سے مانگ تو

☆☆☆

ہند مسکن میرا اور "مغربی قانون" ہے — رشتہ ہے زنار سے اور "پابندیء پتلون" ہے

☆☆☆

بنگلوں سے نماز اور وظیفہ رخصت — کالج سے "امام ابوحنیفہ" رخصت

☆☆☆

بھول جائیں گی ترقی خواہیاں لاحول تک — آپ کو "تہذیب" پہنچے گی بول و براز تک

☆☆☆

گزر اُن کا ہو کب عالم اللہ اکبر میں — پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

☆☆☆

کیا بتائیں احباب کیا کار نمایاں کر گئے — بی۔اے کیا، نوکر ہوئے، پنشن ملی، اور مر گئے

☆☆☆

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا — دین ہوتا ہے "بزرگوں" کی نظر سے پیدا

☆☆☆

"علوم دنیوی" کے بحر میں غوطے لگانے سے
زباں گو صاف ہو جاتی ہے، دل طاہر نہیں ہوتا

☆☆☆

جس روشنی میں لوٹ ہی کی آپکو سوجھے — تہذیب کی میں اُس کو تجلی نہ کہوں گا
لاکھوں کو مٹا کر جو ہزاروں کو اُبھارے — اس کو تو میں "دنیا کی ترقی" نہ کہوں گا

☆☆☆

"نئی تعلیم" کو کیا واسطہ "آدمیت" سے — جناب "ڈاروِن" کو حضرت آدم سے کیا مطلب؟

☆☆☆

مغربی رنگ و روش پر کیوں نہ آئیں اب قلوب
"قوم اُن کے ہاتھ میں، تعلیم اُن کے ہاتھ میں"

☆☆☆

"مذہب" کبھی "سائنس" کو سجدہ نہ کرے گا — انسان اُڑیں بھی تو خدا ہو نہیں سکتے

☆☆☆

ایمان بیچنے پہ ہیں اب سب تلے ہوئے — لیکن خرید ہو جو "علی گڑھ" کے بھاؤ سے

☆☆☆

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے — دل بدل جاتے ہیں تعلیم بدل جانے سے

☆☆☆

اسلام ہی کو بس اپنی "ملت" سمجھو — بیگانہ روش میں اپنی "ذلت" سمجھو

☆☆☆

مذہب کی کہوں تو "دل لگی" میں اُڑ جائے — مطلب کی کہوں تو "پالسی" میں اُڑ جائے
باقی سر قوم میں ابھی ہے کچھ ہوش — غالب ہے کہ یہ بھی اس "صدی" میں اُڑ جائے

☆☆☆

بدھو کہتا ہے کچھ پروا نہیں "مذہب" گیا — میں یہ کہتا ہوں کہ بھائی یہ گیا تو سب گیا
ہم یہی کہتے ہیں صاحب "سوچ سمجھ لو انجام کار" — دوسرا پھر کیا ٹھکانہ ہے اگر "مذہب" گیا

☆☆☆

بے شک "نئی روشنی" سے بہتر کہیں — انسان کیلئے "کرسچن" ہو جانا

☆☆☆

میں نے اکبر سے کہا آیئے حجرے میں مرے
اس چٹائی پہ "نمازیں" پڑھیں "حسب دستور"
چھوڑیئے آپ یہ "ہنگامہ تعلیم جدید"
کاٹ ہی دے گا کسی طرح "خداوند غفور"
بولا جھنجھلا کے کہ ہے سہل "جہنم" مجھ پر
اسکی نسبت کہ میں کالج میں ہوں "احمق مشہور"

☆☆☆

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج
تو خوشی پھر اسکی کیا ہے کوئی "ڈپٹی" کوئی "جج" ہے

☆☆☆

"ڈارون صاحب" حقیقت سے نہایت دور تھے
میں نہ مانوں گا کہ مورث آپکے "لنگور" تھے

☆☆☆

مذہب کا نام لیجئے عامل نہ ہو جسے ... جو متفق نہ ہو اسے "بدنام" کیجئے
طرز قدیم پر جو نظر آئیں مولوی ... پبلک میں ان کو "موردِ الزام" کیجئے
جو چاہئے وہ کیجئے بس یہ ضرور ہے ... ہر انجمن میں "دعوائے اسلام" کیجئے

☆☆☆

ہند میں ہوں مرا نور نظر "لندن" میں ہے ... سینہ پر غم ہے یاں لخت جگر "لندن" میں ہے
"دفتر تدبیر" تو کھولا ہے ہند میں ... فیصلہ قسمت کا اے اکبر اگر "لندن" میں ہے

☆☆☆

"طفل دل" محو طلسم رنگ کالج ہو گیا ... ذہن کو "تپ" آگئی مذہب کو "فالج" ہو گیا

☆☆☆

سعادت روح کی کس بات میں ہے آپ کیا جانیں؟
کہ "کالج" میں کوئی اس علم کا ماہر نہیں ہوتا

☆☆☆

قوم کی "تاریخ" سے جو بے خبر ہو جائیگا ... رفتہ رفتہ آدمیت کھو کر "خر" ہو جائیگا

☆☆☆

"نیچریت" چیست از دین گم شدن ... "نے قمیص و کوٹ و پتلون و بٹن"

☆☆☆

ناصح نے کہا جلد مذہب چھوڑو ... ورنہ "سائنس" پیس ڈالے گا تمہیں
مذہب نے کہا کہ مجھکو چھوڑو گے تو وہ ... کیا "گود میں ایک طرف" اٹھا لے گا تمہیں

☆☆☆

مسلمانوں نے کالج کی بُری کیا راہ پکڑی ہے
وہی تو اک ٹھکانہ ہے وہی "اندھے کی لکڑی" ہے

☆☆☆

باغوں میں تو، بیمار درختوں کی دیکھ لی ... کالج میں آکے "کانووکیشن" کو دیکھئے
لیموئے کاغذی تو بہت دیکھے آپ نے ... اب کاغذی "ترقی نیشن" کو دیکھئے

☆☆☆

مسجد کا ہے خیال نہ پروائے چرچ ہے ... جو کچھ ہے اب تو "کالج و ٹیچر" میں خرچ ہے

☆☆☆

دکھائی فلسفۂ مغربی نے وہ مردی ... کہ پردہ کھل گیا اس قوم میں "زنانوں" کا
وہ حافظہ جو مناسب تھا "ایشیا" کیلئے ... خزانہ بن گیا "یورپ کی داستانوں" کا

☆☆☆

یورپ والے جو چاہیں دل میں بھر دیں ... جس کے سر پہ جو چاہیں تہمت دھر دیں
بچتے رہو ان کی تیزیوں سے اکبر ... تم کیا ہو؟ "خدا کے تین ٹکڑے کر دیں"

☆☆☆

"پردہ" اٹھا ہے ترقی کے یہ سامان تو ہیں ... "حوریں" کالج میں پہنچ جائینگی "غلمان" تو ہیں
کٹ گئی ناک "حرم" میں تو نہیں کچھ پروا ... "تھینک یو" دہر میں سننے کیلئے "کان" تو ہیں
ان سے ملنے میں ہے "ایمان" کا نقصان اکبر ... "خیر جو کچھ ہو" نکلتے میرے "ارمان" تو ہیں

☆☆☆

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں ... کہ جن کو پڑھ کر لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

☆☆☆

اکبر مجھے شک نہیں تیری تیزی میں　　اور تیرے بیان کی دل آویزی میں
شیطان "عربی" سے ہے ہند میں "بے خوف"　　"لاحول" کا ترجمہ کر "انگریزی" میں

☆☆☆

شوق لیلائے سول سروس نے مجھ مجنون کو　　اتنا دوڑایا لنگوٹی کر دیا "پتلون" کو
"جامۂ ہستی" کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں "نزع" میں　　پھینکئے اب "کوٹ" کو کیجئے "پتلون" کو

☆☆☆

واسطہ کم ہو گیا اسلام کے "قانون" سے　　دب گئی آخر مسلمانی مری "پتلون" سے

☆☆☆

اس اکھاڑے میں اڑنگے دیکھ کر قانون کے　　شیخ نے "تہمد سے ہجرت کی طرف پتلون کے"

☆☆☆

مارو کژدم رہ گئے کیڑے مکوڑے رہ گئے　　صورتیں تو ہیں مگر "انساں" تھوڑے رہ گئے
خضر عنقا ہو گئے موذی بنے ہیں سدِ رہ　　گر گئے سنگِ نشاں سڑکوں پہ "روڑے" رہ گئے
"پردہ در" کی رائے سن کر بیبیاں کہنے لگیں　　اب ہمارے وارث ایسے ہی "نگوڑے" رہ گئے

شیخ صاحب چل بسے کالج کے لوگ ابھرے ہیں اب
اونٹ رخصت ہو گئے "پولو کے گھوڑے" رہ گئے

☆☆☆

ہم تو کالج کی طرف جاتے ہیں اے مولویو!　　کس کو سوجھیں تمہیں "اللہ نگہبان رہے"

☆☆☆

"علیگڑھ" کو شرف بخشا ہے اقبال نصاریٰ نے　　کہ جو مسلم اٹھا "شوق ترقی" میں یہیں آیا

☆☆☆

ترقی مستقل وہ ہے جو "روحانی" ہو اے اکبرؔ!　　اڑا جو "ذرہ عنصر" پھر سوئے زمیں آیا

☆☆☆

ہم تو بنے جاتے ہیں "انساں" سے "بندر" اے حضور!
آپ اچھے ہیں کہ "بندر" سے "انسان" بن گئے

☆☆☆

ناچ ہے مغرب کا "بزم دہر" میں　　جھومتے ہیں "مشرقی" بیٹھے ہوئے

☆☆☆

صبر، خودداری، دلیری، حق پرستی، اب کہاں؟
رکھ لیا اچھا سا اک نام اور "مسلماں" ہو گئے

☆☆☆

نہیں ہے "سائنس" واقف کار دیں سے　　خدا باہر ہے "حدودِ رنگ" سے
مشینوں نے کیا نیکوں کو رخصت　　کبوتر اڑ گئے انجن کی "پیں" سے
بساطِ حلقہ میونسپل دیکھ　　تجھے کام کیا ہے "جاپان و چیں" سے

☆☆☆

"نئی تہذیب" میں دقت زیادہ تو نہیں ہوتی　　مذاہب رہتے ہیں قائم فقط "ایمان" جاتا ہے

☆☆☆

پڑھ کے انگریزی میں "دانا" ہو گیا　　کم کا مطلب ہی "کمانا" ہو گیا

☆☆☆

"عہد انگلش" میں ہر چیز کے اندر "نمبر"　　کیا تعجب ہے جو نکلا ہے "پیمبر نمبر"

☆☆☆

بے پاس کے تو "سانس" کی بھی اب نہیں "آس"　　موقوف شادیاں بھی ہیں اب "امتحان" پر

☆☆☆

"مشرق" سے تجھے اگر ہوئی ہے نفرت　　للہ اکبر! "نماز مغرب" تو نہ چھوڑ

☆☆☆

عقل سپرد "ماسٹر" مال سپرد "آنجناب" جان سپرد "ڈاکٹر" روح سپرد "ڈارون"

☆☆☆

آپ جنگلوں میں ہیں مسرور تو پھر ہم کو کیا؟ آپ "مسجد" سے ہوئے دور تو پھر ہم کو کیا؟
آپ "عہدواں" پہ ہیں مغرور تو پھر ہم کو کیا؟ "جاہ" آپکو منظور تو پھر ہم کو کیا؟

☆☆☆

ہمیں ابھریں گے کبھی گو ابھی پستی میں ہیں آپ "دھبوں" کی طرح دامن ہستی میں ہیں

☆☆☆

"مشرق" غزلی جھپیٹ میں ہے دِل سینے میں تھا سو پیٹ میں ہے
کیوں اسکو ہے "مولوی پر ترجیح" کیابات "گریجوایٹ" میں ہے

☆☆☆

حکام پہ بم کے گولے ہیں اور مولویوں پر "گالی" ہے
"کالج" نے یہ کیسے سانچوں میں "لڑکوں کی طبیعت" ڈھالی ہے

☆☆☆

نہیں کچھ اس کی پرسش "الفتِ اللہ" کتنی ہے؟ یہی سب پوچھتے ہیں آپ کی "تنخواہ" کتنی ہے؟

☆☆☆

"دین کی اُلفت" دلوں سے انکے یونہی گرمٹی مسلم اٹھ جائیں گے رہ جائے گی "یونیورسٹی"

☆☆☆

مسجدیں "سنسان" ہیں اور "کالجوں" کی دھوم ہے مسئلہ "قومی ترقی" کا مجھے معلوم ہے

☆☆☆

روح کا پہچاننا سب سے بڑا "سائنس" ہے اس لئے "ہادیِ دیں" "مطلوب جن وانس" ہے

☆☆☆

بانی طرزِ نو کے طریقوں کے مُتبع خلقِ ہجو نہ چھوڑیں گے "اولاد کیلئے"
البتہ اُن بناؤں سے جن کیلئے ہے سعی کچھ "جال" چھوڑ جائیں گے "صیاد" کیلئے

نئی نئی لگ رہی ہیں "آنکھیں" یہ قوم بے کس پگھل رہی ہے
نہ شرقی ہے نہ مغربی ہے عجیب سانچے میں ڈھل رہی ہے

☆☆☆

عیش کا بھی "ذوق" دینداری کی شہرت کا بھی "شوق"
آپ "میوزک حال" میں قرآن گایا کیجئے

☆☆☆

رکھتا نہیں نماز سے تو اپنے دل کو گرم اے مدعیٔ دینِ خدا! "شرم، شرم، شرم"

☆☆☆

کیابتاؤں، کیا کریں گی علم پڑھ کر بیبیاں بیبیاں شوہر بنیں گی شوہر بیبیاں

☆☆☆

میں بھی گریجویٹ ہوں تو بھی گریجویٹ علمی مباحثے ہوں ذرا پاس آکے لیٹ
دونوں نے پاس کرلیئے ہیں سخت امتحان ممکن نہیں کہ اب ہو کوئی ہم سے بدگماں
بولی یہ سچ ہے علم بڑھا جہل گھٹ گیا لیکن یہ کیا خبر ہے کہ شیطان ہٹ گیا

☆☆☆

عشرتی گھر کی محبت کا مزا بھول گئے کھا کے لندن کی ہوا عہد وفا بھول گئے
پہنچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروانہ رہی کیک کو چکھ کے سوئیوں کا مزا بھول گئے
بھولے ماں باپ کو اغیار کے چرچوں میں وہاں سایۂ کفر پڑا نورِ خدا بھول گئے
موم کی پُتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی چمنِ ہند کی پریوں کی ادا بھول گئے
نقل مغرب ترنگ آئی تمہارے دل میں اور یہ نکتہ میری اصل ہے کیا؟ بھول گئے
مغربی تہذیب میں کسی کو میں سمجھوں مستند اس "تماشاگاہ" میں جو ہے "صاحبزادہ" ہے

☆☆☆

بے پردہ مجھکو آئیں نظر چند بیبیاں اکبر زمیں میں "غیرت قومی" سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کدھر گیا؟ کہنے لگیں کہ "عقل پہ مردوں" کے پڑ گیا

"لیڈر" کو دیکھتا ہوں تصوف پہ معترض　　"کالج کے کیڑے" پڑ گئے دلقِ فقیر میں

☆☆☆

بدن میں "روح" آجاتی ہے جب بے گوری رنگت کے
تو "بے انگلش" پڑھے روزی بھی مل سکتی ہے "نیٹو" کو

☆☆☆

تیری "تعلیم" جو کچھ ہو ہمارا تو سبق یہ ہے　　یہ سب فانی "خدا باقی" "خودی پیچھے" "خدا پہلے"

☆☆☆

ولولے لے کے نکلنے لگے "کالج کے جواں"　　شرمِ مشرق کے عدو، شیوہ مغرب کے شہید

☆☆☆

نئے انداز عبادت ہیں نئی صورت عیش　　رمضان "سماعت کرکٹ" ہے تھیٹر میں ہے "عید"

☆☆☆

اپنی ہی یہ خطا ہے ہم نے تو خوب جانچا
لڑکے ڈھلے ہیں ویسے، جیسا بنا تھا سانچہ

☆☆☆

نہ مسجد میں نظر آتے نہ رہتے ہیں محلوں میں
"ترقی" پا کے بس مل جاتے ہیں "برگنڈ کے گلوں" میں

یہی یورش رہی "آزادی و تقلید" بیجا کی　　تو غائب قوم کی تمکین ہے دو چار "بلوں" میں

☆☆☆

کیا گزری جو اک "پردے کے عدد" زورو کے "پولس" سے کہتے تھے
عزت بھی گئی، دولت بھی گئی، بی بی بھی گئی، زیور بھی گیا

☆☆☆

فکر بہت "ترقی دختر" کی تھی انہیں　　"پردہ" اٹھا دیا تو وہ آخر "نکل گئی"

☆☆☆

"پروفیسروں" سے ہمیں کچھ نہیں حاصل اکبر　　دل عاشق میں سماتی نہیں سکول کی بات

☆☆☆

"تعلیم دختراں" سے یہ اُمید ہے ضرور　　کہ ناچے خوشی سے دُلہن خود اپنی "برات" میں

☆☆☆

"کورس" تو لفظ ہی سکھاتے ہیں　　آدمی، آدمی بناتے ہیں

☆☆☆

کہاں، جہنم و جنت؟ کہاں عذاب و ثواب؟
دِل اب تو رہتے ہیں "کالج" کے "فیل و پاس" کیساتھ

☆☆☆

توپ کھسکی "پروفیسر" پہنچے　　جب "بسولہ" ہٹا تو "رندا" ہے

☆☆☆

وہ اسکو "حجوِ کلیسا" بنا کے چھوڑیں گے　　اس اونٹ کو "خرِ عیسیٰ" بنا کے چھوڑیں گے

☆☆☆

میرے "صیاد کی تعلیم" کی ہے دھوم گلشن میں　　یہاں جو آج پھنستا ہے وہ کل "صیاد" ہوتا ہے

☆☆☆

"ڈارون صاحب" یہ اچھا مسئلہ سمجھا گئے　　دعوائے مخدومیت میں مست "ہر لنگور" ہے

☆☆☆

شکر ہے "سُنّی و شیعہ" کا ارادہ نیک ہے　　طرزِ طاعت دو سہی "ترکیب کالج" ایک ہے
گھر میں گو یہ فرق ظاہر ہو کہ "حلوہ یا پلاؤ"　　"خوانِ مغرب" پر مگر دونوں کے آگے "کیک" ہے

حامدہ چمکی نہ تھی "انگلش" سے جب بیگانہ تھی   اب ہے "شمعِ انجمن" پہلے "چراغ خانہ" تھی

☆☆☆

شوخیٔ مغرب کے خریدار ہیں بہت   گاہک مگر خدا ہے "حیا" کی دُکان کا

☆☆☆

سُوئے مسجد اس "نئی تہذیب" کی راہ اب کہاں ؟
"تھینک یو" میں صرف ہیں، الحمدللہ اب کہاں ؟

☆☆☆

کون کہتا ہے ؟ کہ تعلیم زناں خوب نہیں   ایک ہی بات فقط کہنا ہے یاں حکمت کو
دو اُسے "شوہر و اطفال" کی خاطر تعلیم   قوم کے واسطے تعلیم نہ دو "عورت" کو

☆☆☆

کیا بتاؤں کیا کریں گی علم پڑھ کر بیویاں   "بیویاں" "شوہر" بنیں گی "شوہر" بیویاں

☆☆☆

لباس و اتحاد و دین و غیرت ایک لقمے میں   "نئی تہذیب" کا یہ پیٹ ہے یارب! کہ "مٹکا" ہے

☆☆☆

اِک "پیر" نے تہذیب سے لڑکے کو اُبھارا   اِک "پیر" نے تعلیم سے لڑکی کو سنوارا
"پتلون" میں وہ تن گیا "یہ سائے" میں پھیلی   "پاجامہ" غرض یہ کہ دونوں نے اُتارا
جمعیتِ دین و دل سے کچھ کام نہیں   "قومی سکول ہے، اور سکولی قوم"

☆☆☆

مسلمانوں کا وہ آئین طبع مستقل بدلا   چھٹی عربی، گیا قرآن، زباں بدلی تو دل بدلا

☆☆☆

مسلماں تو وہ ہے جو ہے مسلماں "علم باری" میں
کروڑوں یوں تو ہیں لکھے ہوئے "مردم شماری" میں

☆☆☆

کافی ہیں امیروں کو "قوانین گورنمنٹ"   "مذہب کی ضرورت" تو غریبوں کیلئے ہے

☆☆☆

"شیطان" نے ترکیب حزبل یہ نکالی   اِن لوگوں کو شوق تم "ترقی" کا دِلا دو

☆☆☆

دو حرف میں ہیں دفتر تجھ کو اگر نظر ہے   مذہب مُرید کن ہے سائنس میں "اگر" ہے

☆☆☆

"کالج و سکول" کی بجتی ہے ہر سو تومڑی   "چار دونی آٹھ ہیں اور فاکس معنی لومڑی"

☆☆☆

"ماسٹر" کی حث اگر مانیں نتیجہ ہے یہی   اب ہیں اچھے "جانور" پہلے بُرے "انسان" تھے

☆☆☆

"برگنڈ کے مولوی" کو کیا پوچھتے ہو کیا ہے ؟   مغرب کی پالسی کا "عربی میں ترجمہ" ہے

☆☆☆

کوئی "ڈارون کا مُرید" ہے کوئی تجربوں کا شہید ہے
وہ خیالِ برِ ازل کہاں ؟ وہ سُرورِ یادِ خدا کہاں ؟
مشرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے   مغرب کے ناز و رقص کا "سکول" اور ہے

☆☆☆

ہوئے اسقدر "مہذب" کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا   کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے "ہسپتال" جا کر

☆☆☆

خدا کے فضل سے "میاں، بیوی" دونوں مہذب ہیں
اسے "پردہ" نہیں آتا اِسے "غیرت" نہیں آتی

☆☆☆

کافی ہیں امیروں کو "قوانین گورنمنٹ" "مذہب کی ضرورت" تو غریبوں کیلئے ہے

☆☆☆

"شیطان" نے ترکیب سر بجل یہ نکالی اِن لوگوں کو شوق تم "ترقی" کا دلادو

☆☆☆

دو حرف میں ہیں دفتر تجھ کو اگر نظر ہے مذہب مُرید کن ہے سائنس میں "اگر" ہے

☆☆☆

"کالج و سکول" کی بجتی ہے ہر سو تو مڑی "چار دونی آٹھ ہیں اور فاکس معنی لومڑی"

☆☆☆

"ماسٹر" کی حث اگر سائنس نتیجہ ہے یہی اب ہیں اچھے "جانور" پہلے بُرے "انسان" تھے

☆☆☆

"برگڈ کے مولوی" کو کیا پوچھتے ہو کیا ہے ؟ مغرب کی پالسی کا "عربی میں ترجمہ" ہے

☆☆☆

کوئی "ڈاروِن کا مُرید" ہے کوئی تجربوں کا شہید ہے

وہ خیالِ بزمِ ازل کہاں ؟ وہ سُرورِ یادِ خدا کہاں ؟

مشرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے مغرب کے ناز و رقص کا "سکول" اور ہے

☆☆☆

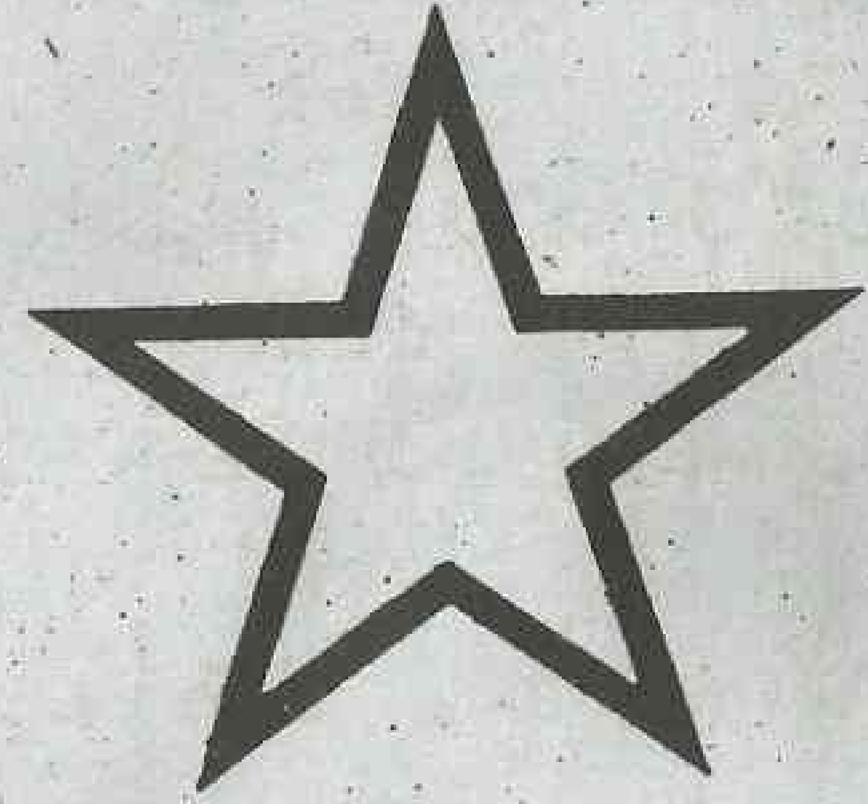
ہوئے اسقدر "مہذب" کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے "ہسپتال" جاکر

☆☆☆

خدا کے فضل سے "میاں، بیوی" دونوں مہذب ہیں

اسے "پردہ" نہیں آتا اِسے "غیرت" نہیں آتی

☆☆☆



اے مسلماں! چھوڑ دے افسانہ فرنگی تعلیم

یہ تیری منزل نہیں، یہ تیرا عالم نہیں

«محمد سرور قادری»

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاماں تہذیبِ حاضر الاماں!   "آدمیت" کا لگا مٹنے نشاں

آہ! اس تہذیب نے کیا کر دیا؟   جس کو تاکا اُسکو "ننگا" کر دیا

دیکھ کہ انساں کو دوڑے کاٹنے   اور منہ "کتے" کا بیٹھے چاٹنے

دِل جو "کُتّوں" کی طرف مائل نہیں   آپ کا "فیشن" یہ پھر کامل نہیں

کَس لیا ٹیڈی کو یوں "پتلون" میں   وہ روانی ہی نہیں اب "خون" میں

☆☆☆

یہ ٹیڈی لڑکیاں، لڑکے بنے پھرتے ہیں جو بانکے

یہ سارے "ٹنڈیاں، ٹنڈے" ہیں "تہذیب عریاں" کے

لباسِ چست میں جکڑے ہوئے، اکڑے ہوئے نکلے

اِدھر چھینک آئی اُدھڑے اُدھر "پتلون کے ٹانکے"

☆☆☆

آ گیا کیسا زمانہ واہیات !!!   ہر طرف ہیں ٹیڈیوں و ٹیڈیات!!!

بچ کے چلئے! ٹیڈیت کا ہے یہ جال   اس میں "پھنس" کر پھر "نکلنا" ہے محال

عورتوں کے رُخ سے "پردہ" ہٹ گیا   "شرم و غیرت" سے تعلق کٹ گیا

رُخ اگر بیوی کا "بے پردہ" ہوا   تو میاں غیرت سے "بے پروا" ہوا

چھوڑیئے اِن فیشنوں کو چھوڑیئے   "دین و مذہب" کی طرف رُخ موڑ دیجئے

☆☆☆

ہے بس اتنی ہی "ترقی" حضرت انساں کی   "چاند" سے نزدیک ہے لیکن "خدا سے دور ہے"

☆☆☆

لگا یادِ خدا میں دل ترانہ   مگر یاد ہے تجھ کو فلمی ترانہ

نئی تہذیب کی گاڑی کو دیکھا   نظر آیا، ہر اک ڈبہ "زنانہ"

☆☆☆

پھلی پھولی ہے کچھ ایسی فضائے بے حجابی میں   بڑی مشکل سے لڑکی اپنے جامے میں سماتی ہے

کچھ ایسا آ کے چمٹا ہے اسے عفریت فیشن کا   کہ لڑکی اپنے کپڑوں سے بھی باہر ہوتی جاتی ہے

☆☆☆

خدا تہذیب مغرب سے بچائے مردِ مؤمن کو   اٹھا دی ہے تمیز اس نے "حلالی اور حرامی" کی

☆☆☆

الاماں تہذیب حاضر الاماں   لڑکیاں لڑکے ہیں، لڑکے لڑکیاں

☆☆☆

دیکھ بے شک مناظر عریاں   رنڈیوں کے تو جا کے گانے سُن

ہے یہ ارشاد سرور عالم   بے حیا باش ہرچہ خواہی کُن

☆☆☆

لائے جو "عریانی و فحاشی و رقص و سرود"   کیوں نہ اُس تہذیب کا نام ہو "تہذیب خبیث"

وہ جو کرتا ہے عمل اس قسم کی تہذیب پر   ہے اُسی کے واسطے "مَن یشتری لھوالحدیث"

☆☆☆

مجھکو ذوقِ مے ہے، اور واعظ کو شوق چائے ہے   اپنا اپنا شغل ہے، اور اپنی اپنی رائے ہے

نقشِ پائے یار کو چوموں تو چوموں کس طرح؟   ہو بُرا پتلون کا مجھ سے نہ بیٹھا جائے ہے

☆☆☆

نئی تہذیب کا نقشہ عیاں ہے   میاں بیوی اور بیوی میاں ہے

برابر مرد کے عورت کو سمجھیں   زمیں کو کہہ رہے ہیں "آسماں" ہے

لگا یاد خدا میں دل ترانہ   مگر یاد ہے تجھ کو فلمی ترانہ
نئی تہذیب کی گاڑی کو دیکھا   نظر آیا، ہر اک ڈبہ "زنانہ"

☆☆☆

پھلی پھولی ہے کچھ ایسی فضائے بے حجابی میں   بڑی مشکل سے لڑکی اپنے جامے میں سماتی ہے
کچھ ایسا آکے چمٹا ہے اسے عفریت فیشن کا   کہ لڑکی اپنے کپڑوں سے بھی باہر ہوتی جاتی ہے

☆☆☆

خدا تہذیب مغرب سے بچائے مرد مؤمن کو   اٹھادی ہے تمیز اس نے "حلالی اور حرامی" کی

☆☆☆

الاماں تہذیب حاضر الاماں   لڑکیاں لڑکے ہیں، لڑکے لڑکیاں

☆☆☆

دیکھ بے شک مناظر عریاں   رنڈیوں کے تو جا کے گانے سُن
ہے یہ ارشاد سرور عالم   بے حیا باش ہرچہ خواہی کُن

☆☆☆

لائے جو "عریانی وفحاشی و رقص وسرود"   کیوں نہ اُس تہذیب کا نام ہو "تہذیب خبیث"
وہ جو کرتا ہے عمل اس قسم کی تہذیب پر   ہے اُسی کے واسطے "مَن یشتری لھو الحدیث"

☆☆☆

مجھ کو ذوقِ مے ہے، اور واعظ کو شوق چائے ہے   اپنا اپنا شغل ہے، اور اپنی اپنی رائے ہے
نقش پائے یار کو چوموں تو چوموں کس طرح؟   ہو بُرا پتلون کا مجھ سے نہ بیٹھا جائے ہے

☆☆☆

نئی تہذیب کا نقشہ عیاں ہے   میاں بیوی اور بیوی میاں ہے
برابر مرد کے عورت کو سمجھیں   زمیں کو کہہ رہے ہیں "آسماں" ہے

شباب آور ہے سُرخی اور پوڈر   کہ ستر سال کی بڑھیا "جواں" ہے

☆☆☆

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً فرنگی تعلیمی وباء سے

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"تعلیم نو" کے منہ پہ ایسا "تھپڑ" رسید کر جو اس "حرامزادی" کا حلیہ بگاڑ دے

☆☆☆

میں سکول میں پڑھتا ہوں اس لئے دن رات شاید کہ اُتر جائے "تیری جیب" میں "میرا ہاتھ"

☆☆☆

زباں تیری ہے ثنا خوانِ رسالت دل تیرا کرتا ہے "لندن" کی وکالت

☆☆☆

"تعلیم نو" جب آئی خوف خدا گیا اور ساتھ ساتھ شرم رسول خدا گئی

☆☆☆

قدر انسانیت کی وہ کیا جانیں وہ جو کتوں سے پیار کرتے ہیں
کتا لختِ جگر ہے "پروفیسر" کا اس سے بوس و کنار کرتے ہیں

☆☆☆

"تعلیمی غلامی" پہ لعنت کیجئے "فرنگی سکولوں" پہ لعنت کیجئے
"اصل بنیاد" کو نہ بھول جانا تم انگریزی "پروفیسر" پہ لعنت کیجئے
"تعلیم کلیسا" کا بنے جو باعث اس "الّو کے پٹھے" پہ لعنت کیجئے
انفرادیت پہ کرو نہ سر و را انحصار قوم مُسلم کو "آمادہ لعنت" کیجئے

☆☆☆

دور سے "انگریزی سکولوں" کو سلام آدمیت کا نہیں ہے جن میں احترام

☆☆☆

فروغ کفر کا یہ "اصول" ہے ٹی وی گھر میں اور باہر "سکول" ہے

شباب آور ہے سُرخی اور پوڈر کہ ستر سال کی بڑھیا "جواں" ہے

☆☆☆

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً فرنگی تعلیمی وباء سے

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"تعلیم نو" کے منہ پہ ایسا "تھپڑ" رسید کر　　جو اس "حرامزادی" کا حلیہ بگاڑ دے

☆☆☆

میں سکول میں پڑھتا ہوں اس لئے دن رات　　شاید کہ اُتر جائے "تیری جیب" میں "میرا ہاتھ"

☆☆☆

زباں تیری ہے ثناخوانِ رسالت　　دل تیرا کرتا ہے "لندن" کی وکالت

☆☆☆

"تعلیم نو" جب آئی خوف خدا گیا　　اور ساتھ ساتھ شرم رسول خدا گئی

☆☆☆

قدر انسانیت کی وہ کیا جانیں　　وہ جو کتوں سے پیار کرتے ہیں
کتا لختِ جگر ہے "پروفیسر" کا　　اس سے بوس و کنار کرتے ہیں

☆☆☆

"تعلیمی غلامی" پہ لعنت کیجئے　　"فرنگی سکولوں" پہ لعنت کیجئے
"اصل بنیاد" کو نہ بھول جانا تم　　انگریزی "پروفیسر" پہ لعنت کیجئے
"تعلیم کلیسا" کا بنے جو باعث　　اس "اُلّو کے پٹھے" پہ لعنت کیجئے
انفرادیت پہ کرو نہ سرور انحصار　　قوم مُسلم کو "آمادہ لعنت" کیجئے

☆☆☆

دور سے "انگریزی سکولوں" کو سلام　　آدمیت کا نہیں ہے جن میں احترام

☆☆☆

فروغ کفر کا یہ "اُصول" ہے　　ٹی وی گھر میں اور باہر "سکول" ہے

واہ پیر طریقت اور "شیخ جی" صاحب!　　وعظ میں مشغول اور "مُنا" سکول ہے
"فرنگی مولویوں" کے پیچھے اے سرور　　خدا کی ہر عبادت "نامقبول" ہے

☆☆☆

تعلیم کے ٹھیکیدار نے تعلیم کا معنی کا جانیں؟　　حیوان بنے جو بیٹھے ہیں انسان بنانا کیا جانیں؟
تعلیم نبی کا ورثہ ہے تعلیم خدا سے ملاتی ہے　　جو اسکو بنائے بیٹھے ہیں "روزی کا بہانہ" کیا جانیں؟
تعلیم ہی مرد بناتی ہے ٹیپو اور ابن قاسم سے　　جو خود ہیں "زنانہ خصلت" کے رسم مردانہ کیا جانیں؟

تعلیم کے چار عناصر ہیں مقصد، ماحول، اُستاد، نصاب
انگریز کے پٹھو رہتے ہیں ان سب سے بیگانہ کیا جانیں؟
کالج کے باہر دیکھتے ہیں ہم شرم و حیا سے عاری لوگ
کالج میں کیا کیا ہوتا ہے "اندرون خانہ" کیا جانیں؟

☆☆☆

سکول و کالج و یونیورسٹی　　قوم بے چاری انھیں پہ مرمٹی

☆☆☆

جس قدر ہو سکے اس پہ لعنت بھیجو　　موقع ملتے ہی اس پہ لعنت بھیجو
اقبال و اکبر نے بھی یہی فرمایا ہے!　　نئی تعلیم و تہذیب پہ لعنت بھیجو

☆☆☆

یہودی سا شیطان کوئی نہیں　　انگریز سا دُشمن قرآن کوئی نہیں
اس حقیقت کو پروفیسر چھپا نہیں سکتا　　سرسیّد سا شیطان کوئی نہیں

☆☆☆

پید اباطل کے ایوانوں میں ہلچل کر دو!　　آب فطرت سے بیابانوں میں جھل بل کر دو!
اپنے سینوں میں بسا کر پیغام محمد کو　　رزم و بزم میں حجت کو مکمل کر دو!

نئی روشنی کیا غضب ڈھا رہی ہے   نقابوں حجابوں کو اٹھوا رہی ہے
بیٹی باپ کے سامنے گا رہی ہے   تھرکتی ادھر سے اُدھر جا رہی ہے
تہذیب حاضر کا یہ فاحشہ اثر ہے   بتادو! اگر کوئی باقی کسر ہے

☆☆☆

گذشتہ طوائف تھی اب ایکٹرس ہے   اُردو میں فاحشہ تو انگلش میں "مس" ہے

☆☆☆

ہر اک ڈھونڈھتا ہے آرام و آرائش   فرنگی تعلیم ہے بالکل نمائش

☆☆☆

شریفوں کی پردہ دری ہو رہی ہے   عیاشوں کی جلوہ گری ہو رہی ہے

☆☆☆

ہم نشیں چل کالجوں کی سرزمین پاک دیکھ   چشم عبرت کھول اور نیرنگی افلاک دیکھ
ہر جواں صورت پہ اک محبوبیت چھائی ہوئی   ہر مت تو خیز پر نسوانیت چھائی ہوئی
ہر جواں اک پھول ہے ہر پھول اک تازہ بہار   ان کا "اپ ٹو ڈیٹ فیشن" گویا دلہن کا سنگھار
ہاتھ میں اک دو کتابیں منہ میں انگریزی سگار   پان کی سُرخی لبوں پر رُخ پہ پوڈر کا نکھار
قوم کو خون چاہیے، جان چاہئے، اور سر چاہیے   ان کو دونوں وقت صابن، تیل اور پوڈر چاہیے

☆☆☆

اُف، تُف، مسلماں یار! تُو نے یہ کیا کیا؟   تیری دُختر سر بازار! تُو نے یہ کیا کیا؟
مغربیت کجا؟ اسلام کجا؟ کچھ تو ذرا تو سوچ   افرنگ کے ذلّہ خوار! تُو نے یہ کیا کیا؟
رشتہ یورپ توڑ بیٹھتی. جھٹ پٹ کر توبہ ابھی   لوہ! جلدی مسلماں یار! تُو نے یہ کیا کیا؟
وہ پردہ جو تیرے لئے نشان عظمت تھا   از خود کر دیا اسے تار تار! تُو نے یہ کیا کیا؟
ترا مسکن تیرا گھر تھا تری منزل ترا گھر تھا   اب کر کے ہار سنگھار پہنچی بیچ بازار! تُو نے یہ کیا کیا؟

واہ پیر طریقت اور "شیخ جی" صاحب!   وعظ میں مشغول اور "منا" سکول ہے
"فرنگی مولویوں" کے پیچھے اے سرور   خدا کی ہر عبادت "نامقبول" ہے

☆☆☆

تعلیم کے ٹھیکیدار بنے تعلیم کا معنی کا جانیں؟   حیوان بنے جو بیٹھے ہیں انسان بنانا کیا جانیں؟
تعلیم نبی کا ورثہ ہے تعلیم خدا سے ملاتی ہے   جو اسکو بنائے بیٹھے ہیں "روزی کا بہانہ" کیا جانیں؟
تعلیم ہی مرد بناتی ہے ٹیپو اور ابن قاسم سے   جو خود ہیں "زنانہ خصلت" کے رسم مردانہ کیا جانیں؟

تعلیم کے چار عناصر ہیں مقصد، ماحول، اُستاد، نصاب
انگریز کے پٹھو رہتے ہیں ان سب سے بیگانہ کیا جانیں؟
کالج کے باہر دیکھتے ہیں ہم شرم و حیا سے عاری لوگ
کالج میں کیا کیا ہوتا ہے "اندرون خانہ" کیا جانیں؟

☆☆☆

سکول و کالج و یونیورسٹی   قوم بے چاری انھیں پہ مرمٹی

☆☆☆

جس قدر ہو سکے اس پہ لعنت بھیجو   موقع ملتے ہی اس پہ لعنت بھیجو
اقبال و اکبر نے بھی یہی فرمایا ہے!   نئی تعلیم و تہذیب پہ لعنت بھیجو

☆☆☆

یہودی سا شیطان کوئی نہیں   انگریز سا دُشمن قرآن کوئی نہیں
اس حقیقت کو پروفیسر چھپا نہیں سکتا   سرسیّد سا شیطان کوئی نہیں

☆☆☆

پیدا باطل کے ایوانوں میں ہلچل کر دو!   آب فطرت سے بیابانوں میں چھل بل کر دو!
اپنے سینوں میں بسا کر پیغام محمد کو   رزم و بزم میں حجت کو مکمل کر دو!

دورِ حاضر کے عظیم فتنوں کا اوّلین

تصحیح واضافہ شدہ

انکشاف

انگریزی تعلیم

ذرائع ابلاغ

جمہوریت

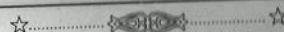
نام کتاب .... انکشاف

مصنف ....

ناشر ....

قیمت .... روپے

فہرست



پیش لفظ

اے ایمان والو غیروں (کافروں' منافقوں) کو بھیدی نہ بناؤ' وہ تمہارے فساد میں کوتاہی نہیں کریں گے' وہ تمہارا مصیبت میں رہنا پسند کرتے ہیں' بغض اُن کے منہ سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو اُن کے سینوں میں چھپا ہے وہ اِس سے بھی کہیں بڑا ہے' ہم نے تمہیں اپنی آیات کھول کر بیان فرما دی ہیں اگر تم عقل والے ہو۔ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۱۸)

اے ایمان والو اگر تم اہلِ کتاب کے کسی گروہ کی بات مانو گے تمہیں ایمان کے بعد واپس کافر کر دیں گے۔ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۰۰)

کامل مومنوں کے لئے تو یہود و نصاریٰ کی اسلام اور انسان دُشمن تعلیم، ذرائع ابلاغ اور جمہوریت سے ہر صورت پرہیز کے لئے مذکورہ بالا نورانی دوستی بھرے قرآنی بیان بالکل کافی تھے' ہیں اور رہیں گے' مگر منافقوں کی آنکھوں پر کفار پرستی کی وجہ سے جو پٹی چڑھی ہوئی ہے' اُس نے منافقوں کو تو اندھا کر ہی رکھا ہے کہ اُنہیں ایسے نورانی بیانات نظر ہی نہیں آتے۔ اُنہیں منافقوں کی طرف سے نام نہاد ترقی' شعور اور علم کے شور وغوغا نے ان کے ساتھ ناقص مومنوں کو بھی کافی گمراہ کر دیا ہے' لہٰذا اُمت مسلمہ کو دینی و دنیاوی لحاظ سے تباہ کرنے کی سازش کو خود فتنوں کے پیش کنندہ انگریزوں کے بیانات کی روشنی میں کھولا گیا ہے' تا کہ مسلمان اُن کے اقراری بیانات کو پڑھ کر اُن کی منافقانہ چالوں کے چکر میں نہ پھنسیں اور دیکھیں کہ دُشمنی اور بغض کس طرح اُن کے منہ سے نکل چکا ہے اگرچہ آج پوری دُنیا کے انسانی معاشرے

کی تباہی کو آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ان باتوں کی ضرورت نہیں رہتی الحمد للہ! فرنگی شیطانی تعلیم، ذرائع ابلاغ، جمہوریت ان فِتَنِ ثلثہ کی رونمائی اس تحقیق و انداز کے ساتھ بعون اللہ تعالیٰ اولین انکشاف اور پہلی کوشش ہے۔

جب تک دشمن کی سازش بے نقاب نہ ہو اس کے شر سے بچنا ناممکن ہوتا ہے۔

آج کل ہم مسلمانوں کے جتنے بھی نام نہاد قائدین بنے ہیں ان کی قیادت نے جتنا نقصانات پہنچائے ہیں اس کی وجہ یا تو ان فِتَنِ ثلثہ سے جہالت ہے یا ان میں مبتلا ہونے کا نتیجہ۔

قائد ملت کے لئے لازمی ہے کہ وہ اس حقیقت سے پورا باخبر ہو کہ جس چیز کو کفار یہود و نصاریٰ خصوصاً یورپی یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے لئے پسند کریں وہ یقیناً مسلمانوں کے لئے شرعاً و عقلاً ممنوع اور تباہ کن ہوگی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسلام کی تباہی کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنَّمَا تُنْقَضُ عُرَی الْاِسلام عُرْوَۃً عُرْوَۃً اِذَا نَشَأَ فِی الْاِسْلَامِ مَنْ لَّا یَعْرِفُ الْجَاھِلِیَّۃ

یعنی اس وقت اسلام تباہ ہو جائے گا جب اس میں قومی رہنما وہ ہونگے جو جاہلیت سے بے خبر ہونگے۔ (المنتقی من منہاج السنۃ امام ذہبی ص ۲۹۷)

جاہلیت ہر وہ قول و فعل ہے جو کفار کو پسند ہو جیسے بے پردگی وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ بحرمت سید عالم ﷺ امت کے لئے اس کوشش کو بار آور فرمائے اور ہماری جانب سے قبول فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

طالب دُعا

پہلا فتنہ تعلیم

اس کے متعلق سر سید کا اعترافی بیان

مدّعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اس مضمون کو شروع کرنے سے پہلے ہندوستانی لارڈ میکالے پیر نیچر سر سید (سوّر) خان کا اعترافی بیان درج کیا جاتا ہے جس سے سکولی تعلیم کا نتیجہ اور اس سے سابقین مسلمانوں کی نفرت معلوم ہو جائے گی! چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۱) ''اب تو گویا بالاتفاق تمام مسلمان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انگریزی پڑھنے اور علوم جدیدہ کے سیکھنے سے مسلمان اپنے عقائد مذہبی میں سست ہو جاتے ہیں بلکہ ان کو لغو سمجھنے لگتے ہیں اور لامذہب ہو جاتے ہیں اور اسی سبب سے مسلمان اپنے لڑکوں کو انگریزی پڑھانا نہیں چاہتے۔ مسلمانوں پر کیا موقوف ہے، انگریز بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب میں، جو حال میں انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کی نسبت لکھی ہے، یہ فقرہ مندرج فرمایا ہے: ''کوئی نوجوان، خواہ ہندو و خواہ مسلمان، ایسا نہیں ہے جو ہمارے انگریزی مدرسوں میں تعلیم پائے اور اپنے بزرگوں کے مذہب سے بداعتقاد ہونا نہ سیکھے۔ ایشیا کے

شاداب اور تروتازہ مذہب جب مغربی (یعنی انگریزی) علوم کی سچائی کے قریب آتے ہیں، جو مثل برف کے ہے تو سوکھ کر لکڑی ہو جاتے ہیں۔'' (آمنا وصدقنا، یہ قول ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا بالکل سچ اور بتمامہ سچ ہے۔)

(سر سید احمد خان علی گڑھی، تہذیب الاخلاق جلد دوم بحوالہ نقشِ سر سید ص ۳۲)

(۲) تعجب یہ ہے کہ جو تعلیم پاتے جاتے ہیں اور جن سے قوم کی بھلائی کی امید تھی وہ خود شیطان اور بدترین قوم ہوتے جاتے ہیں۔ جس کو نہایت سعادت مند سمجھو اخیر وہ شیطان معلوم ہوتا ہے۔ (خطوط سر سید ۱۴۱)

(۳) یونیورسٹی کی تعلیم ہم کو صرف خچر بناتی ہے۔

(خطبات سر سید جلد ۲ ص ۲۷۶، افکار سر سید ص ۲۱۲)

(۴) مگر اس کے ساتھ یہ بھی تصور کرنا چاہیے کہ پیٹ ایسی چیز ہے کہ دین رہے یا جاوے، خدا ملے یا نہ ملے اس کو بھرنا چاہیے۔ (مقالات سر سید حصہ پنجم ص ۸۴)

تعلیم کے بارے میں ہمارا موقف

تعلیم کے متعلق ہماری اولاً گزارش یہ ہے کہ انگریزی تعلیم سراسر کفر و الحاد ہے اور انگریزی زبان حرام لغیرہ[1] ہے کیونکہ تعلیم و زبان میں فرق ہے! وہ یہ کہ کسی قوم کی تعلیم اس کے مخصوص فکر و عمل و نظریہ و کردار کا نام ہے جبکہ زبان

(۱) مولانا مفتی ارشاد حسین رام پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انگریزی زبان پڑھنا حرام لغیرہ ہے۔ (فتاویٰ ارشادیہ)

کوئی بھی ہو تعلیم کا ذریعہ و وسیلہ ہوتی ہے۔ مثلاً عربی زبان اسلامی تعلیم نہیں بلکہ اس کا ایک اوّلین ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے نزول سے قبل بھی عربی زبان کا وجود تھا یوں سمجھیئے کہ زبان بمنزلہ برتن اور تعلیم اس میں سمانے والی چیز کے بمنزلہ ہے۔ برتن میں دودھ بھی ڈال سکتے ہیں، شراب و پیشاب بھی۔[1] عربی زبان کے برتن میں ابوجہلی تعلیمات کا پیشاب تھا سید عالم ﷺ نے اسے صاف فرما کے اسلامی تعلیمات کا دودھ بھر دیا انگریز نے اوّلاً اپنی ملحدانہ لادین یعنی دین دشمن تعلیم کا پیشاب اپنی انگلش زبان کے برتن میں ڈالا پھر ہماری زبانوں کے برتنوں کو اسلامی دودھ سے خالی کر کے ان میں بھی وہی لادینیت کا پیشاب بھر دیا اب چونکہ انگلش زبان انگریز کی تعلیم کا پہلا ذریعہ ہے اور ایسا برتن ہے جو کبھی خالی نہیں ملتا لہٰذا وہ ہر صورت میں حرام لغیرہ بنے گی۔ اور ہماری زبانیں سکول میں پڑھنا حرام ہے کیونکہ ان میں وہی پیشاب بھرا ہوا ہے۔ ہماری اس تقریر سے اس جاہلانہ اعتراض کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضور سید عالم ﷺ کو تمام زبانیں آتی تھیں۔ زبان میں کوئی حرج نہیں ہوتی جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ کہنا ایسے ہے جیسے کہ کوئی شخص گلاس میں پیشاب پی رہا ہو اسے جب کہا جائے کہ پیشاب پلید و حرام ہے لہٰذا

(۱) پروفیسر مولانا سید احمد سعید کاظمی مرحوم لکھتے ہیں کہ یہ منصوبہ مغربی تعلیم کا منشور اعظم کہلاتا ہے اس کے پیش نظر یہ طے ہوا کہ السنۂ شرقی (مشرقی زبانیں) بھی رہیں مگر ان مشرقی زبانوں میں یورپی اور مغربی لٹریچر کی تعلیم دی جائے۔ اس سوچی سمجھی سکیم کے مطابق انگریزی زبان کے علاوہ ہماری ملکی زبانوں میں بھی مغربی افکار و مادہ پرستی اور الحاد کا پرچار ہونے لگا۔

(مقالات کاظمی جلد ۱ صفحہ ۴۳۴)

گلاس کو پھینک دے وہ جواب میں کہے کہ کیا حضرت آدم علیہ السلام کے گھر میں گلاس نہیں تھا اس کے اس جواب کو فریب و دھوکہ یا جہالت کے سوا کچھ نہ کہا جائے گا وہ گلاس جو سیدنا آدم علیہ السلام کے گھر میں تھا پاک تھا کیونکہ سکھانے والا ان کو حق تعالیٰ تھا اور انگلش سکھانے والے بدترین کفار یا منافقین ہیں لہٰذا یہ قیاس بالکل باطل ہوا اس کی زندہ مثال لفظ ''سر'' ہے فارسی میں یہ لفظ سردار کے معنی میں مستعمل اور سید انبیاء ﷺ اور بزرگوں و رئیس مؤمنوں پر بولا جاتا تھا کہتے تھے کہ (سرِ سروراں) مگر انگریز لعین نے جو معنی اس میں بھرا وہ تھا گستاخ رسول اور بے غیرتوں کا سردار۔ اس لئے اس نے یہ ملعون معنی رکھنے کی بنا پر یہ لقب بدنام زمانہ شیطان رشدی گستاخ رسول کو دیا ہے جس پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ہمارے معاشرے میں کسی کو سر کہنا گستاخ رسول کہنے کے مترادف ہے۔

انگریزی تعلیم کے پیشاب کا اولین برتن و ذریعہ انگریزی زبان بنی ہے اس کے بعد باقی زبانوں کو بطور برتن کے اس پیشاب کے لئے استعمال کرنے کے اور ثبوت سنیے۔

(ثبوت اول) مذہب ترقی میں رکاوٹ ہے:

پنجاب سکولوں کی آئینہ عمرانیات برائے جماعت گیارہویں خالد بک ڈپو لاہور ص ۱۸۷ پر یہ سوال، جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال معاشرتی تبدیلی کی راہ میں رکاوٹ بننے والے کون کونسے عناصر ہیں۔ وضاحت کیجئے؟

جواب: معاشرتی تبدیلی میں رکاوٹ بننے والے عناصر:

مذہب: اسلام ایک ترقی پذیر مذہب ہے اس نے ہمیں ایسا واحد حل دیا ہے جس کو ہم اب بھی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً آزادی نسواں وغیرہ پر اسلام پابندی لگاتا ہے لیکن آج کل یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ پھر پردہ ہے اگر ہم یہ جانتے ہیں کہ عورتوں کو بھی مردوں کے ساتھ ساتھ چلنا ہے تو پھر معاشی تبدیلی میں رکاوٹ ''پردہ'' ہے اور سود کو قرآن پاک منع کرتا ہے لیکن آج کل کوئی بھی سیٹ سود کے بغیر نہیں چلتی۔ چنانچہ یہ بھی رکاوٹ ہے۔

ثبوت ثانی:

مدرسہ قادریہ مراڑیاں گجرات زیر نظامت نام نہاد مفتی اشرف القادری میں پڑھائی جانے والی نصابی کتاب ترجمہ کلید فارسی سے زبان فارسی میں نجاست کفر ملاحظہ فرمایئے۔ ایک پٹھان جب گائے دوہنے لگتا۔ تو ہمسائے کا گدھا رینگنے لگتا اور گائے بدک جاتی اور لات مارتی۔ پٹھان ہمیشہ خدا سے دُعا کرتا۔ اے خدا اِس گدھے کو مار۔ چندروز بعد اُس کی اپنی ہی گائے مرگئی۔ اب تو خان صاحب بہت ہی تلملائے اور بولے۔ اَے خدا! اِتنے سال تو نے بادشاہی کی لیکن ابھی تک گائے اور گدھے میں تمیز نہ ہوئی؟

(ترجمۂ کلید فارسی صفحہ ۲۱۸)

ہندوؤں، سکھوں، مرزائیوں، نیچریوں وغیرہم کی تعلیم وہی ہوگی جو ان کا عقیدہ اور عمل کی ذمہ دار اور حامل ہوگی۔

وهو ظاهر لايخفى الا على الجهلة الاغبياء

علی ھذا القیاس:

انگریزی تعلیم اس ملعون قوم کے مخصوص کافرانہ ملحدانہ وحشیانہ فکر وعمل کا نام ہے اور انگریزی زبان اس کا پہلا وسیلہ وذریعہ ہے۔

رہا یہ سوال کہ ان کی تہذیب جس کو ہم مخصوص فکر وعمل کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ یہ ان کی تہذیب ہے تو اس کے لئے جواباً خلاصۂ عرض ہے کہ جس کی وہ دوسروں کو دعوت دیتے ہیں جس کا واویلا کرتے ہیں جس پر سرمایہ خرچ کرتے ہیں وہی ان کی تہذیب ہے مثلاً ڈاکٹری طریقۂ علاج جس میں سراسر ظلم[1] وبے حیائی ہے نیز بے پردگی، فحاشی، زنا کاری، جوا بازی، شراب نوشی، حرام خوری، سود، عورتوں کی کمائی، عورتوں کی نام نہاد آزادی:

اسی طرح انگریزی قوانین، جمہوریت، گانے باجے، انگریزی رہن سہن وضع، قطع، پھر ان سب کو حقوق، شعور وترقی سمجھنا، عالمی حکومت، جدید اسلام یعنی

(۱) ظلم بایں وجہ کہ مسلمانوں کی لاوارث لاشیں ان ظالموں کی تختۂ مشق بنتی ہیں اور ان کے ہر ظلم وستم کا شکار ہوتی ہیں خواہ مرد ہو یا عورت جبکہ حدیث شریف میں مُردہ کو نہلانے میں بھی نرمی برتنے کا ارشاد ہے، پھر ان لاشوں کو چیرنے پھاڑنے کے بعد دفناتے تک نہیں (جب کہ حدیث پاک میں واضح آچکا ہے کہ مُردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا ہے) اندازہ لگائیں مُردوں کے ساتھ یہ سلوک ہے جو انتہائی قابل رحم ہوتے ہیں، زندوں کے ساتھ ان کا سلوک جو ہوگا وہ کسی پر مخفی نہیں، اس طریقہ علاج میں بے حیائی وبے غیرتی کا بیان ہے کہ ابتدأ سکولی تعلیم میں جو زنا کاری کا عنصر لازمی طور پر موجود ہوتا ہے اس سے مکمل فیض یاب ہوتے ہیں۔
ثانیاً مُردوں کی شرم گاہوں سے کھیلتے ہیں ثالثاً: شعبۂ نرسنگ کی نو عمر قُحبات (رنڈیوں) سے کھیل کھیلتے رہتے ہیں، رابعاً: ان کی ادویہ پر دعوت زنا کی تصویر ضرور ہوتی ہے۔ معلوم نہیں مریض کو بوتل کے اندر والی کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے یا باہر والی کی؟

انگریزوں کا من پسند اسلام کہ جس میں کفر وبرائی کے ساتھ موافقت ومصالحت ہو۔

اقبال فرماتے ہیں ؎

کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے
نہیں زمانۂ حاضر کو اس میں دشواری
جہاں قمار نہیں، زن تنک لباس نہیں
جہاں حرام بتاتے ہیں شغلِ مے خواری
بدن میں گرچہ ہے اِک روحِ ناشکیب وعمیق
طریقۂ اب وجد سے نہیں ہے بیزاری
جسور و زیرک و پُر دم ہے بچۂ بدوی
نہیں ہے فیض مکاتب کا چشمۂ جاری
نظر وران فرنگی کا ہے یہی فتویٰ
وہ سر زمیں مدنیت سے ہے ابھی عاری!

یعنی اس شعر میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مجھے یورپ والوں کی شرافت پر کوئی شک نہیں۔ وہ اس خصوصیت کی بنا پر دنیا کی ہر مظلوم قوم کے خریدار اور ہمدرد بن جاتے ہیں لیکن جب ان پر قابو پا لیتے ہیں تو یہی ''شریف لوگ'' مفتوحہ علاقوں میں شیطانی تہذیب پھیلا دیتے ہیں۔ یعنی اسے عیسائی پادریوں کا اعجاز سمجھیں کہ انہوں نے مفتوحہ قوموں کے لوگوں کے خیالات کو بجلی کے چراغوں یعنی تہذیب جدید سے روشن کیا ہے اور ترقی کے بھیس میں عیسائیت بھی پھیلائی ہے اور لوگوں کے خیالات کو تبدیل کر کے تہذیبِ مغرب کا گرویدہ بھی بنایا ہے۔
فلسطین اور شام کے ملک پہلی جنگ عظیم سے پہلے سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھے لیکن

مغربی اقوام نے ترکوں کے خلاف مسلسل پراپیگنڈہ کر کے اور ان کو ظالم ثابت کر کے عربوں کو ترکوں سے آزاد ہونے کا مشورہ دیا لیکن جنگ عظیم میں ترکوں کی شکست کے بعد خود ان ملکوں پر قابض ہو گئے اس پس منظر میں علامہ کہتے ہیں کہ میرا دل شام اور فلسطین میں جو کچھ ہوا ہے اس پر جل رہا ہے یہ ایک ایسی مشکل گرہ ہے جو عقل کے ناخن سے نہیں کھولی جا سکتی۔ کیونکہ اس میں سراسر دھوکا اور فریب کا عمل دخل ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس آخری شعر میں اہل مغرب کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا ہے کہ ترک تو عربوں پر ظلم کرنے والے تھے لیکن ہوا کیا۔ پہلی جنگ عظیم میں عرب ترکوں سے آزاد ہونے کے لئے ان کے خلاف اٹھ تو کھڑے ہوئے لیکن جب ترک شکست کھا گئے تو انگریزوں اور فرانسیسیوں نے شام اور فلسطین پر اور عربوں کے دوسرے ممالک پر قبضہ کر لیا اور یہ بیچارے عرب ترکوں کی حکمرانی سے نکل کر مغربی اقوام کی حکمرانی میں آ گئے اور انہوں نے اپنی حکمرانی کے بعد ان میں ایسی شیطانی تہذیب پھیلائی کہ نہ وہ سیاسی طور پر آزاد رہ سکے اور نہ تہذیبی طور پر انتہٰی۔

مزید یہ کہ جہاد کا نام و نشان نہ ہو اسلامی حکومت کی بجائے یہود و نصاریٰ کی حکومت ہو یا اسلامی قوانین کے ساتھ یہود و نصاریٰ کی سرپرستی قبول کی جائے یعنی فوجی غلامی ہو جیسے سعودیہ حکومت کہ برطانیہ حکومت سے اس معاہدہ[1] کے تحت حاصل کی گئی تھی کہ شہنشاہیت ہوگی مذہب وہابی ہوگا۔ اور فوجی تحفظ برطانیہ حکومت مہیا کرے گی جس کی بنا پر آج تک سعودی وہابی حکومت و مذہب کا

(۱) یہ معاہدہ ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء کو ہوا جس کی کل سات شقیں تھیں جو دیوبندی ملا بہاء الحق قاسمی امرتسری کے رسالہ نجدی تحریک پر ایک نظر مطبوعہ ۱۳۴۴ھ ۳ جمادی الاول سے پیش خدمت ہیں۔

تحفظ یہود و نصاریٰ کر رہے ہیں اور حکومت سعودیہ نے آج تک اپنی فوج تیار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی (یہ ہے وہابیوں کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت حکومت سعودیہ) اور یہ بھی روشن خیال اسلام لبرل ازم ماڈرن اور اعتدال پسند اسلام اور یہودی تہذیب کی شاخ ہے کہ ملاؤں کو انگلش پڑھا کر یورپ میں تبلیغ کے لئے بلایا جا رہا ہے تا کہ جاہل بے وقوف مسلمان اسی خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ یورپ میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ مبلغین یورپ کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں باپ اپنی بیٹی کو زنا سے منع کرنے پر دو سال قید کی سزا پاتا ہے۔ گٹروں کا پانی فلٹر کر کے مساجد میں بھیجا جاتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ) پڑھیں اور وہابیت کی کفر پرستی اہل اسلام دشمنی اور یہود غلامی کو داد دیں۔

ابن سعود اور انگریزوں کا معاہدہ

دفعہ اوّل:

حکومت برطانیہ اعتراف کرتی ہے اور اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ علاقہ جات بخد احساء، قطیف، حبیل اور خلیج فارس کے ملحقہ مقامات جن کی حد بندی بعد کو ہو گی۔ یہ سلطان ابن سعود کے علاقہ جات ہیں اور برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان مقامات کا مستقل حاکم سلطان مذکور اور اس کے اجداد ہیں۔ ان کو ان ممالک اور قبائل پر خود مختار حکومت حاصل ہے اور اس کے بعد ان کے لڑکے ان کے صحیح وارث ہونگے۔ لیکن ان ورثاء میں سے کسی ایک کی سلطنت کے انتخاب و تقرر کیلئے یہ شرط ہوگی کہ وہ شخص سلطنت برطانیہ کا مخالف نہ ہو اور شرائط مندرجہ معاہدہ ہذا کے بھی خلاف نہ ہو۔

دفعہ دوم:

اگر کوئی اجنبی طاقت سلطان ابن سعود اور اسکے ورثاء کے ممالک پر حکومت برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر یا اسکو ابن سعود کے ساتھ مشورہ کرنیکی فر [illegible] ر ہوئی تو حکومت

یورپی نظام حکومت کو اس کی تمام تر خصوصیات کے ساتھ تسلیم کرنا پڑتا ہے تب کہیں نیشنلٹی (رہائشیں) حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ عورتوں کا عورتوں کے ساتھ اور مردوں کا مردوں کے ساتھ نکاح شادی کے جواز کے قانون کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے واقعہ کے بعد تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ محمد اور احمد نام کو ویزا پر گوارا نہیں کیا جاتا۔ مساجد میں قراءت باقاعدہ ریکارڈ کی جاتی ہے۔ کہیں امام مسجد نے آیات جہاد اور مخالفت یہود ونصاریٰ کی آیات تو تلاوت نہیں کی۔ ورنہ سزا پائے گا۔ ضلع سیالکوٹ کے ہمارے ایک دوست کے تعلق دار امام نے فرانس میں فلسطین کے حق میں دُعا کر دی اور فرانس کی پولیس نے تین ماہ کے لئے جیل بھیج دیا۔

اسی لئے یورپ میں جانا حرام رہائش حرام وہاں سے ہجرت فرض (مزید شرعی تحقیق وتفصیل کے لئے ناچیز کا موضوع یورپ میں رہائش کی شرعی حیثیت سماعت فرمائیں) یورپ کو ہمارے ملکوں میں اسلام برداشت نہیں ہوتا وہاں گوارا ہونا کیسے ممکن ہے؟ مگر عجیب بات سنیئے کہ ایک تحریری جنونی ملا غلام رسول سعیدی

(بقیہ حاشیہ) برطانیہ ابن سعود سے مشورہ کر کے حملہ آور حکومت کے خلاف ابن سعود کو امداد دیگی اور اپنے حالات کو ملحوظ رکھ کر ایسی تدابیر اختیار کرے گی۔ جن سے ابن سعود کے اغراض ومقاصد اور اسکے ممالک کی بہبود محفوظ رہ سکے۔

دفعہ سوم:

ابن سعود اس معاہدہ پر راضی ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ:

(۱) وہ کسی غیر قوم یا کسی سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ کرنے سے پرہیز کریگا۔

(۲) ممالک مذکورۂ بالا کے متعلق اگر کوئی سلطنت دخل دیگی تو ابن سعود فوراً حکومت برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دے گا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نے اپنی تفسیر القرآن (جو درحقیقت تحریف کو متضمن ہے) تبیان القرآن ج ۲ ص ۲۰۷ پر لکھ دیا کہ امریکہ برطانیہ وغیرہ یورپی ممالک میں اسلام پر چلنے کی مکمل آزادی ہے اھ۔ حالانکہ ایسی بکواس کے جھوٹ ہونے کیلئے اتنا کافی ہے کہ وہاں باپ بیٹی کو زنا سے منع کرے تو دو سال سزا پاتا ہے کیا خوب آزادی ہے۔

غرضیکہ اتنی شدید سیاسی گرفت کے ہوتے ہوئے پھر ان حکومتوں کا ملاؤں کو تبلیغ اسلام کے لئے بلانا چہ معنی دارد یہی کہ اسی اسلام کو تسلیم کریں اور پھیلائیں جس کو انگریزوں نے اعتدال پسند اور روشن خیال وغیرہ وغیرہ نام دے رکھے ہیں جس کو ماننے والا مسلمان مرتد منافق زندیق ملحد اِباحی بدتر از کفار بنتا ہے۔

ان دین فروش زانی ملاؤں نام نہاد مبلغین یورپ کی بے حیائی اور منافقت پرستی کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ قلندر لاہوری نے ان جیسوں کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

یہی شیخِ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر و دلقِ اویس وچادرِ زہرا

(بقیہ حاشیہ)

دفعہ چھارم:

ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس عہد سے پھریگا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی دوسرے حصہ کو حکومت برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر بیچنے، رہن رکھنے، مستاجری یا کسی قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت یا کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکور بالا میں کوئی رعائیت یا ئسنس دے۔ ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ

لطیفہ:

جہاں کوئی آدمی پیشاب کر رہا ہو تو کوئی باحیا آدمی اس کے قریب جانا پسند نہیں کرتا جہاں ملک ہی ننگوں کا ہو وہاں جانے والے پھر اپنے اہل و عیال سمیت کتنے بڑے بے غیرت اور بے حیا ہونگے۔ غرضیکہ یہ سب کچھ تہذیب فرنگی شمار ہوتا ہے۔

ثانیاً گذارش ہے کہ یہ جاننا ضروری ہے کہ نظامِ تعلیم کیا چیز ہے۔

نظام تعلیم سے مراد مقصد، مقصد کا حامل (خیال رہے کہ ایک ہوتے ہیں نصابی علوم و فنون دوسرے نصابی کتب اول تبدیل نہیں ہوتے ثانی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔) نصاب اور مقصد کو ظاہر کرنے والا ماحول تینوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ان تینوں کا صحیح ہونا یعنی .... شرعی ہونا ضروری ہے ورنہ تباہ کن نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ) حکومتِ برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کریگا اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق۔

دفعہ پنجم:

ابن سعود عہد کرتا ہے۔ کہ مقاماتِ مقدسہ کے لئے جو راستے اس کی سلطنت سے ہو کر گذرتے ہیں وہ باقی رہیں گے۔ اور ابن سعود حجاج کی آمد و رفت کے زمانے میں انکی حفاظت کریگا۔

دفعہ ششم:

ابن سعود اپنے پیشرو سلاطین نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقہ جات کویت، بحرین، علاقہ جات رؤساء (شیوخ) عرب عمان کے ان ساحلی علاقہ جات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت میں ہیں کسی قسم کی مداخلت نہیں کریگا۔ ان ریاستوں کی حد بندی بعد کو ہو گی جو برطانیہ سے معاہدہ کر چکی ہیں۔

انگریزی نظام تعلیم:

اور یہ اہل کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

انگریزی نظام تعلیم کے تین عناصر وارکان کی تحقیق۔

(۱) مقصد (۲) نصابی فنون، ماحول

مقصد:

لادین انگریزی تہذیب کے دلدادہ افراد تیار کرنا جو ایک تو شعوری یا غیر شعوری طور پر اسلام کے نام لیوا دشمن و مخالف اسلام ہوں دوسرا انگریزی حکومت کے چلانے کا بھرپور طریقے سے کام دیں۔ یعنی منافقین انگریزی غلام'' اس سازش کی کہانی انگریزوں کی اپنی زبانی سنیئے''۔

(بقیہ حاشیہ)

دفعہ ہفتم:

اس کے علاوہ حکومتِ برطانیہ اور ابن سعود اس امر پر راضی ہیں کہ طرفین کے بقیہ باہمی معاملات کے لئے ایک اور مفصل عہد نامہ مرتب و منظور کیا جائے گا۔

مؤرخہ ۱۸ صفر ۱۳۳۴ھ
۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء

مہر و دستخط عبدالعزیز السعود
دستخط بی ریڈ کاکس وکیل معاہدہ ہذا و نمائندہ برطانیہ خلیج فارس
دستخط چیسفورڈ نائب ملک معظم و وائسرائے ہند

یہ معاہدہ وائسرائے ہند کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا بمقام شملہ ۱۸ مئی ۱۹۱۶ء کو تصدیق ہو چکا ہے۔ دستخط اے۔ ایچ۔ گرانٹ سیکرٹری حکومت ہند شعبہ خارجیہ و سیاسیات۔

① چارلس گرانٹ

ڈائریکٹر ایسٹ انڈیا کمپنی، صدر بورڈ آف ڈائریکٹرز

ممبر برطانوی پارلیمنٹ کے ۱۸۱۳ء کے افکار جو تعلیمی پالیسی کی بنیاد بنے

ہمارا لائحہ عمل یہ ہوگا جسے ہم اس احساس کے ساتھ پیش کر رہے ہیں کہ یہ بات ہماری قوت و اختیار میں ہے کہ اہل ہند کو بتدریج (آہستہ آہستہ) سب سے پہلے اپنی زبان سکھائیں' پھر اس زبان کے ذریعے اپنے ادب کی آسان تخلیقات (یعنی اپنی زبان میں کہانیاں) سے متعارف کرائیں جو مختلف موضوعات پر موجود ہیں۔ ہماری اس بات پر بے صبری کے ساتھ چیں بجبیں (یعنی ناراض) نہ ہوا جائے۔ آہستہ آہستہ ہم اس کے ذریعے اہلِ ہند کو اپنا فلسفۂ حیات (شیطانی تہذیب) اور بالآخر اپنے مذہب تک لے آئیں گے' ان تمام کا حصول آہستہ آہستہ اور پوری خاموشی کے ساتھ اہلِ ہند کے گندے اور فرسودہ نظام کو نیست و نابود کر دے گا۔ (یعنی اسلامی نظام جو ان کی نگاہ میں یقیناً گندہ ہے)۔

نظامِ تعلیم صفحہ ۸۴، از پروفیسر خورشید

مطبوعہ، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد

② لارڈ میکالے

کی سفارشات کا اعلامیہ جو ۷ مارچ ۱۸۳۵ء کو منظور کیا گیا

ہمیں ایسی نسل تیار کرنا چاہئے جو دیسی آبادیوں کے لئے ہمارے افکار و نظریات کی ترجمان ہو اور جو رنگ و نسل کے اعتبار سے بلاشبہ ہندوستان کی باشندہ

ہو لیکن فکر و نظر اور سیرت و کردار و عادات و اخلاق کے اعتبار سے خالص انگریز ہو۔ (نظام تعلیم صفحہ ۸۸، حوالہ مغرب پر اقبال کی تنقید صفحہ ۱۰۱، از پروفیسر عبدالغنی فاروق)

③ مسٹر بیلی

سیکرٹری اُمور داخلہ، حکومتِ برطانیہ

اس میں قطعاً کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ مسلمان اس طریقہء تعلیم سے احتراز کرتے ہیں جو اگرچہ فی نفسہٖ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو مگر ان کے مِلّی رجحانات کو قطعاً خاطر میں نہیں لاتا' درحقیقت اس سے ان کے انتہائی ضروری تقاضے پورے نہیں ہوتے یہ طرزِ تعلیم لازماً اُن کے مفاد کے خلاف اور ان کی ملی روایات کے منافی ہے۔ (مقالاتِ تعلیم صفحہ ۳۹، از عبدالحمید صدیقی)

(ایضاً حوالہ مغرب پر اقبال کی تنقید صفحہ ۱۰۱)

④ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا نظامِ تعلیم جس نے ہندوؤں کو ان کی صدیوں کی نیند سے (یعنی ان میں مسلمانوں سے لڑنے کے فتنے کو) بیدار کیا ہے اور ان کے کاہل عوام میں قومیت کے شریفانہ (بدمعاشانہ) احساسات پیدا کر دیئے ہیں۔ مسلمانوں کی روایات کے بالکل برخلاف اور ان کی ضروریات کے بالکل غیر مطابق ہے بلکہ ان کے مذہب کی تحقیر کرتا ہے۔ (جو کہ کھلم کھلا کفر ہے)۔

مغرب پر اقبال کی تنقید صفحہ ۱۰۱

ایضاً مقالاتِ تعلیم پروفیسر عبدالحمید صدیقی

⑤ صیہونی مُبلغ ٹِکلی

ہمیں چاہئے کہ ہم مغربی طرز کے لادینی سکولوں کے کھولنے کی ہمت افزائی کریں' اس لئے کہ جب بہت سے مسلمانوں نے مغربی سکولوں وغیرہ کی کتابیں پڑھیں اور اجنبی غیر ملکی زبانوں کو سیکھا تو اسلام اور قرآن کے بارے میں ان کا اعتقاد متزلزل (کمزور) ہوگیا۔ (تربیت الاولاد فی الاسلام صفحہ ۸۰۳)

نفسانی خواہشات اور اُن کے نقصانات صفحہ ۲۵۳، التبشیر والاستعمار صفحہ ۸۸

⑥ مستشرق آربی گب

اب اسلام کا اثر ونفوذ چند ایک مذہبی رسوم وتقریبات تک محدود ہو کر رہ گیا ہے اور یہ سب کچھ اس قدر ہوشیاری وحکمت وتدبر سے تدریجی طور پر ہوا کہ مسلمانوں کو اس کی کانوں کان خبر تک نہیں ہوئی۔ یہ سب نتیجہ ہے ہماری اس تعلیمی پالیسی کا یا جدوجہد کا جو ہم نے عالمِ اسلام کے اندر لادینی نظامِ تعلیم اور لادینی تہذیب وثقافت کو رواج دینے کے لئے مسلسل برپا کر رکھی ہے۔

رواداری اور مغرب؟، صفحہ ۲۹۳

⑦ گیز کا بیان

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مسلمانوں پر کون حکومت کرتا ہے؟ یہاں تک کہ شدید ترین مخالف حکمران بھی ان کو دین بدلنے پر مجبور نہیں کر سکتا' البتہ تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جہاں سے ان پر حملہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ مسلمانوں کا نظامِ تعلیم غیر رسمی (رواجی) ہے اور فاتح قوم کی انتظامی مشینری کا ساتھ نہیں دے

سکتا۔ اس لئے یہ لوگ مجبوراً آپ کا دیا ہوا نظامِ تعلیم اپنائیں گے اور یوں ایک ایسی نسل تیار ہو جائے گی' جو معاشرتی' معاشی اور اخلاقی طور پر اسلام سے دور لیکن نام ونسل کے اعتبار سے مسلمان ہو۔

⑧ سرولیم ڈگبی

پراسپرس برٹش انڈیا میں لکھتا ہے ضمنی سائل میجر جنرل سمتھ کے۔سی۔پی

سوال نمبر ۵۶۳: کیا آپ کسی طرح اس بات کی روک تھام کر سکتے ہیں کہ دیسیوں (یعنی ہندوستانیوں) کو اُن کی طاقت کا علم نہ ہو؟

جواب: میرے خیال میں انسانی تاریخ میں کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی کہ معدودے چند اغیار چھ کروڑ آبادی کے ملک پر حکمرانی کر سکیں' جسے آج کل رائے کی بادشاہت کہتے ہیں اس لئے جوں ہی وہ تعلیم یافتہ ہو جائیں گے تو تعلیم کی تاثیر سے ان کے قومی اور مذہبی تفرقے دور ہو جائیں گے' جس کے ذریعے سے اب تک ہم نے اس ملک کو اپنے قبضہ میں کیا ہوا ہے یعنی مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف کرنا اور علی ہذا القیاس تعلیم کا اثر یہ ضرور ہوگا کہ انکے دِل بڑھ جائیں گے اور انہیں اپنی طاقت سے آگاہی ہو جائے گی۔ (یعنی ہندو مسلمانوں کیساتھ دست وگریبان ہوں گے)۔

نقش حیات صفحہ ۱۸۳، از خوشحال برطانوی ہند، ترجمہ پراسپرس برٹش انڈیا صفحہ ۱۰۹

⑨ آنریبل الفنسٹن
اور آنریبل ایف وارڈن

متفقہ یادداشت میں بیان دیا

انصاف یہ ہے کہ ہم نے دیسیوں (ہندوستانیوں) کی ذہانت کے چشمے خشک کر دیئے' ہماری فتوحات کی نوعیت ایسی ہے کہ اس نے نہ صرف ان کی علمی ترقی کی ہمت افزائی کے تمام ذرائع کو ہٹا لیا ہے' بلکہ حالت یہ ہے کہ قوم کے اصلی علوم بھی گم ہو جانے اور پہلے لوگوں کی ذہانت کی پیداوار فراموش ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس الزام کو دُور کرنے کیلئے کچھ ہونا چاہیئے۔ (یعنی مزید تباہی لانی چاہیئے)۔ (روشن مستقبل صفحہ ۱۲۸ سید طفیل احمد منگلوری رجسٹرار علیگڑھ)

⑩ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر

ہمارے انگلو انڈین اسکولوں سے کوئی نوجوان خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان ایسا نہیں نکلتا جو اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے انکار کرنا نہ جانتا ہو۔

رسالہ ہمارے ہندوستانی مسلمان صفحہ ۲۰۲۔ نقشِ حیات صفحہ ۸۷'

⑪ سر ڈی ہملٹن

اگر کبھی انگریزوں کو ہندوستان اس طرح چھوڑنا پڑا' جس طرح رومن نے انگلستان چھوڑا تو وہ ایک ایسا ملک چھوڑ جائیں گے' جس میں نہ تعلیم ہوگی نہ حفظانِ صحت کا سامان ہوگا اور نہ ہی دولت ہوگی۔

روزنامہ ملت دہلی مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۲ء از نقشِ حیات، حسین احمد مدنی صفحہ ۱۹۰

⑫ جان پال پوپ سیکڈ رومی پادری

۱۹۹۰ء کے ٹائمز میں پڑھا کہ ۲۰ یا ۵۰ سال کے بعد پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہوگا انگلینڈ امریکہ وغیرہ کے ماہرین اکٹھے ہوئے' کافی غور و فکر کے بعد کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا کیا جائے۔ آخرکار روم میں جان پال پوپ سیکڈ کے پاس مسئلہ لے کر گئے تو اس نے ایک سوال کیا کہ یہ بتاؤ کہ مسلمانوں کے بچے زیادہ تر سکولوں اور خاص طور پر انگلش میڈیم سکولوں میں پڑھتے ہیں یا مدرسے میں؟ تو ماہرین نے کہا کہ ۸۰٪ (اسّی فیصد) سے زیادہ بچے سکولوں میں پڑھتے ہیں اور بہت کم بچے مدارس دینیہ میں پڑھتے ہیں۔ تو پوپ نے ایک فقرہ کہا کہ "کانوں میں روئی ڈال کر سو جاؤ' فکر نہ کرو تمام کے تمام بچے ہمارے ہیں۔"

جدید سائنس اور سنت نبوی ﷺ صفحہ نمبر ۴۳۰ جلد ۲، از طارق محمود چغتائی (صدارتی ایوارڈ یافتہ)

⑬ سر چارلس ٹرپولین (گورنر مدراس)

یورپی تعلیمی مراکز سے صرف یورپی تصورات سے ان کو گرما کر ہی یہ ممکن ہے کہ ان کے قومی نظریات کو ایک نیا رُخ دیا جا سکے باوجودیکہ اسلام ایک سخت جان دین ہے اور مسلم نوجوان جس نے انگریزی تعلیم پائی ہے بہت ہی مختلف طرز کا انسان ہے جس میں اشتعال پذیر مذہبی جذبات' جہاد و شہادت عنقا (یعنی ختم) ہو جاتے ہیں۔ (از رواداری اور مغرب؟ صفحہ ۲۹۰،) (بحوالہ نوائے وقت ۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

⑭ سر چارلس ٹرپولین

میرے خیال میں اہلِ دیس کو وہ عمدہ تعلیم دی جائے جسے وہ خود پسند

کریں' جب ہندوستان کا بڑا حصہ تعلیم یافتہ ہو جائے گا تب ہمارا فرض ہو گا کہ مذہب عیسوی کی تعلیم جاری رکھیں۔ جب میں نے کلکتہ چھوڑا تو اس سے قبل میں نے تعلیم یافتہ طبقے کی فہرست بنوائی جو عیسائی ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ عیسائی بننے والے لوگ زیادہ وہ تھے جو ہندو کالج سے پڑھے تھے۔ میرے نزدیک لوگ عیسائی بنانے میں غلطی کرتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ ملک میں مذہب عیسوی کی تعلیم بلاواسطہ پادریوں کے ذریعے اور بالواسطہ کتابوں' اخباروں اور یورپینوں سے بات چیت وغیرہ کے ذریعے نفوذ کرے گی حتیٰ کہ عیسوی علوم سوسائٹی میں نفوذ کر جائیں گے تب ہزاروں کی تعداد عیسائی ہوا کریں گے۔ (روشن مستقبل صفحہ ۸۲۸)

⑮ سر آکلینڈ کالون

گورنر صوبہ متحدہ کی علیگڑھ آمد

علیگڑھ کے طلبہ اپنی تعلیم و تربیت کی علامات ایسے ہی واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں جیسے انگلستان میں ہمارے پبلک سکولوں اور ہماری یونیورسٹیوں کے کامیاب طلبہ ظاہر کرتے ہیں۔ علیگڑھ کالج کا ایک طالب علم فیاضانہ خیالات' اعلیٰ تربیت اور آزادانہ خصائل رکھنے والا شخص خیال کیا جاتا ہے سب سے بڑھ کر وہ ہندوستانیوں کے اس فرقہ کا ایک نمونہ بن گیا ہے جو انگریزوں کی خواہش کی پوری داد دیتا ہے لیکن وہ بھی توقع کرتا ہے کہ ہم بھی انکی خواہشوں کی اسطرح داد دیں۔ (عزت و ایمان کے بدلے پیسہ)۔

(روشن مستقبل صفحہ ۱۸۱، رسالہ سپاس نامہ جات، جوابات)

⑯ ڈاکٹر ہنٹر

مسلمانوں میں اشاعتِ تعلیم کا مقصد

میرا یقین ہے کہ مسلمانوں کی ہر جماعت کی تعلیم کا انتظام بہ سہولت بہت کم خرچ میں ہو سکتا ہے۔ روپیہ کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر کہ مسلمانوں کی خاص ضروریات کو مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ مشرقی اضلاع جہاں مذہب کا زور ہے وہاں میرے خیال میں گورنمنٹ کو مسلمانی کاشت کاروں تک رسائی کے لئے نیا نظام قائم کرنا پڑے گا۔ میرے خیال میں مشرقی اضلاع میں یہی طریقہ اختیار کیا جائے۔ کون سا طریقہ......؟ سر لارڈ ہارڈن نے (اولاً) جہاں لوگ خود تعلیم نہیں دلوانا چاہتے تھے بہت سے سکول قائم کئے تھے۔ طریقہ یہ تھا کہ اوّل ایک عارضی سکول قائم کر دیا جاتا تھا جس میں گاؤں کے بچوں کو تعلیم تقریباً مفت تھی۔ لیکن جب اس کی قدر ہوتی تو فیس بڑھا دی جاتی اور جب وہ سکول چل نکلتا تو اس روپیہ سے دوسرے رقبہ میں سکول کھول دیا جاتا' اس طریقہ سے مغربی بنگال کے جنگلوں میں اندرونی حصوں میں تعلیم پھیلا دی گئی۔ میرے خیال میں مشرقی اضلاع میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جائے جہاں لوگ مذہب کا جنون رکھتے ہیں اور ایسے اضلاع میں جو مسلمان گورنمنٹ کے موروثی بدخواہ اور ہمارے طریقہ تعلیم کے مخالف ہیں امداد کے قواعد کارآمد نہیں ہو سکتے۔ البتہ پچاس سستے مدرسے جن میں تھوڑی تنخواہ کے مسلمان مدرّس رکھے جائیں جن کے اخراجات کا بڑا حصہ گورنمنٹ ادا کرے وہ ایک ہی نسل میں مشرقی بنگال کا عام پسند رنگ بدل دیں گے۔ ایسے مدارس شروع میں کم کامیاب ہوں گے' مگر وہ رفتہ رفتہ نہ صرف مسلمان کاشت کاروں کے بچوں کو بلکہ مسلمان استادوں کو جن کی آمدنی غیر یقینی ہے' کو

کھینچ لائیں گے۔ اس طرح سے ہمیں اس جماعت کو اپنا طرف دار بنا لینا چاہیے۔ جو بالاستقلال شدت کے ساتھ ہماری مخالف ہے۔

روشن مستقبل صفحہ ۱۵۳، از مسلمانان ہند، از ڈاکٹر ہنٹر صفحہ ۲۱۱

⑰ ڈاکٹر ھنٹر

مسلمان ڈپٹی مقرر کرنے کی غرض کے لئے

مسلمانوں کی ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے لئے ایک خاص ڈپٹی انسپکٹر جو ان کا ہم مذہب ہو' ضرورت ہو گی۔ اس کا پہلا فرض ان مسلمان مدرسوں اور کالجوں کے متعلق رپورٹ تیار کرنا ہو گا جو دیسیوں (ہندوستانیوں) کی نگرانی میں ہیں۔ مجھے اُمید نہیں کہ وہ انگریز افسران کے باقاعدہ معائنے کو گوارہ کریں گے لیکن ان میں سے بہت سے سرکاری امداد لینے کے لئے اپنے ہم مذہب ڈپٹی انسپکٹر کے معائنہ کی آسان شرائط پر رضا مند ہو جائیں گے۔ اس طرح ہم کو بنگال میں سب سے زیادہ باغی درسگاہوں کو اپنے ساتھ کر لینا چاہیے اگر وہ وفادار نہ بھی ہوں تو کم از کم امن پسند تو ہو جائیں گے۔

(روشن مستقبل صفحہ ۱۵۴، از مسلمانان ہند ڈاکٹر ہنٹر صفحہ ۲۱۱)

⑱ ڈاکٹر ھنٹر

اسلامی تعلیمی اداروں کو زیر اثر لانے کا طریقہ

اصل تعلیم بدستور مسلمان دیتے رہیں لیکن ہر مدرسہ میں ایک عربی دان یورپین پرنسپل مقرر کیا جائے جو مدرسہ میں رہے اور ماتحتوں کے ساتھ نگرانی کے ساتھ اپنا وقار قائم رکھ سکے' موجودہ خالص عربی کے شعبہ کو انگریزی اور عربی کا

شعبہ کر دیا جائے' تا کہ گورنمنٹ ضلع سکول کا پاس شدہ لڑکا کالج کی اعلیٰ تعلیم کے شعبہ سے مستفید ہو سکے۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ شریعت محمدی کی باضابطہ تعلیم دی جائے جو سب پر لازمی ہو' یقیناً شرع محمدی کو تعلیم کا مقصد نہ بنانا چاہیے کیونکہ شرع محمدی سے مسلمانوں کا مذہب مراد ہے اور مذہب بھی اس زمانہ کا جبکہ اس کے پیرو تمام دنیا کو اپنی جائز شکارگاہ جانتے تھے اور انہوں نے زمانۂ حال کی مسلمان آبادیوں کی طرح عیسائیوں کے ساتھ اتحاد کر کے یا ان کی رعایا بن کر رہنا نہ سیکھا تھا سر دست بجائے شرع محمدی کی روزانہ قواعد کرنے کے لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عربی اور فارسی لٹریچر اور اُردو میں مغربی سائنس کی تعلیم دی جائے۔

روشن مستقبل صفحہ ۱۵۶۔۱۵۵

اِن بیانات پر علی گڑھ کے رجسٹرار کا تبصرہ

مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہے کہ مسلمانوں کے لئے جدید نظامِ تعلیم کا نفاذ اوّل ان مقامات میں تجویز کیا گیا جہاں مذہب کا زور تھا۔ جہاں کے لوگ مذہبی مجنوں اور بدخواہ تھے' تا کہ بقول ڈاکٹر ہنٹر ایک ہی سال میں عام پسند رنگ بدل دیا جائے گا اور مخالفوں کو اپنا طرف دار بنایا جائے۔ مسلمانوں کے جن دینی مدارس میں انگریز انسپکٹر کی رسائی نہ ہو سکتی تھی وہاں مسلمان ڈپٹی انسپکٹر مقرر کیا جائے' تا کہ بنگال کی سب سے زیادہ باغی درسگاہوں کو اپنے ساتھ کر لیا جائے۔ اسی طرح کلکتہ مدرسہ میں مسلمانوں کی مذہبی درسگاہ تھی انگریز پرنسپل مقرر کر کے وہاں شرع محمدی کی تعلیم بند کی جائے اور اس کی جگہ انگریزی اور فارسی و عربی لٹریچر جاری کیا جائے۔ (روشن مستقبل صفحہ ۱۵۶۔۱۵۵)

⑲ مسٹر ای سی بیلی

سیکرٹری گورنمنٹ ہند

ان کی مذہبی دیوانگی جس کے لئے قرآن شریف سے کافی سند مل سکتی ہے، بہت بھڑکا دی گئی ہے کہاں تک کہ اب اندیشہ ہے کہ کل مسلمان بہت جلد باغی ہو جائیں گے، جن میں ناراض مذہبی مجنوں، جہلاء اور تنگ نظری کی تعلیم پائے ہوئے علماء شامل ہوں گے جو حکومت پر ناراض اور جاہل (سکول نہ پڑھے ہوئے) مسلمانوں پر بے حد اثر رکھتے ہیں۔

مسلمان ہند، از ڈاکٹر ہنٹر صفحہ ۱۵۱، روشن مستقبل صفحہ ۱۰۴

⑳ لارڈ میکالے

جس طرح پہلے زمانے میں طاقت ور اور بااثر لوگوں کو (یہود و نصاریٰ کی طرف سے) افیون کے پوست پلا کر سُست، پست ہمت اور بدعقل بنا دیا جاتا تھا، ہمارا نظامِ سلطنت (اپنی تعلیم اور قانون سے) اسی طرح اہلِ ہند کو بے کار کر دیگا۔ (نقشِ حیات صفحہ ۱۶۴، حصہ نمبر ۱، از حکومت خود اختیاری)

㉑ مسٹر پی ڈبلیو سنگر

ان دینی مدارس کو راہِ راست پر لانے کے لئے کوئی بھی بلاواسطہ اقدام پاکستان میں تشدد کی لہر کو اُبھارے گا اور پاکستانی فوج کی یکجہتی کو ہلا کر رکھ دے گا۔ اسلئے مناسب ہوگا کہ اُردن کی حکومت کی طرح حکومتی امداد سے دینی مدارسِ عالیہ کو پروان چڑھایا جائے، جہاں ریاضی، اکنامکس کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی اہتمام

او۔ (دینی مدارس میں تعلیم صفحہ ۲۴۱)

سلیم منصور انسٹی ٹیوٹ پالیسی اسٹڈیز عالمی ادارۂ فکر اسلامی، اسلام آباد

㉒ ڈاکٹر جسیکا سٹرن

ہارورڈ امریکہ یونیورسٹی کے کینیڈی اسکول آف گورنمنٹ کی تحقیق کار کا بیان

پاکستان کے دینی مدارس جہادی عنصر کی ترقی کا ذریعہ ہیں۔ یہ مدرسے جنرل محمد ضیاء الحق کے زمانہ میں اس لئے زیادہ تیزی سے پھلے پھولے کیونکہ ان کو حکومتی سطح پر زکوٰۃ فنڈ سے مالی مدد ملتی تھی۔

(روزنامہ "ڈان" کراچی ۲ دسمبر ۲۰۰۰ء) بحوالہ دینی مدارس میں تعلیم صفحہ ۲۳۴

آگے چل کر مزید لکھتی ھے:

چونکہ ان دینی مدرسوں پر حکومت پاکستان کی کوئی نگرانی نہیں ہے، اس لئے یہ مدرسے تنگ نظر (کُفر دُشمن) اور دہشت گرد (مجاہد) عناصر کے تربیتی مراکز بن چکے ہیں۔ (روزنامہ "ڈان" کراچی ۲ دسمبر ۲۰۰۰ء) بحوالہ دینی مدارس میں تعلیم صفحہ ۲۳۶)

دینی مدرسوں کے تناظر میں امریکہ سب سے بڑا تعاون یہ کر سکتا ہے کہ وہ پاکستان کے سیکولر (لادین) نظامِ تعلیم کو مضبوط بنانے کے لئے حکومت پاکستان کی بامعنی معاونت کرے۔ اِس عمل کے نتیجے میں پاک بھارت تناؤ کم ہو سکتا ہے اور ایٹمی اسلحے سے پیدا شدہ خطرے کو روکا جا سکتا ہے۔

جسیکا سٹرن، روزنامہ "ڈان" کراچی ۲ دسمبر ۲۰۰۰ء، بحوالہ دینی مدارس میں تعلیم صفحہ ۲۳۷

۲۳ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ

کے جولائی ۱۹۵۱ء۔ کے پالیسی بیان میں کہا گیا

پاکستان میں ہمارے اہداف (منصوبہ جات) کے لئے ایک خطرہ اور ہے جو کیمونزم کی طرح عیاں (ظاہر) نہیں۔ یہ جاگیرداروں کے رجعت پسند (اسلام پسند) گروہوں اور غیر تعلیم یافتہ مذہبی راہنماؤں کی طرف سے ہے جو موجودہ مغرب پسند (یہود پسند) حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں اور اسلام کے دقیانوسی اُصولوں کی طرف واپس لوٹنا چاہتے ہیں' ان کی قوت کا سرچشمہ عوام کے مذہبی جذبات اور جاہل لوگوں کی طرف سے تغیر وتبدل کی مخالفت ہے اگر یہ غالب آگئے تو پاکستان ایک مذہبی ریاست بن جائے گا' جو واضح طور پر مغرب (یہود) دُشمن ہوگی۔ اس لئے ہمیں جمہوری دستور اور جدید تعلیم کے لئے موجودہ حکومت کی کوششوں کی مکمل حمایت کرنا چاہئے۔

پاک امریکہ تعلقات صفحہ ۱۳، از دستاویزات صفحہ ۶۴، خرم مراد منصورہ

۲۴ تھامس فریڈ مین

امریکی صحافی کا بیان

اگر پاکستان جیسی قومیں غربت میں زندگی گزارتی رہیں اگر ان کے عوام صرف ان مذہبی مدارس کے مصارف ہی برداشت کر سکتے ہوں جو صرف قرآن کی تعلیم دیتے ہیں تو پھر ہم خوف ہی کے عالم میں زندگی گزاریں گے۔

امریکی عزائم اور اُن کا مقابلہ۔ مصنف پروفیسر خورشید احمد صفحہ ۱۵

(انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبون آئی ایچ ٹی، ۹ دسمبر ۲۰۰۲ء)

۲۵ ایل ڈینورٹ

آسٹریلیا کی نیشنل یونیورسٹی کے دفاعی اور
اسٹریٹیجک مطالعات کے شعبے کا ڈائریکٹر

ایک ایسی جنگ مذہبی مدارس اور ان کے ہوسٹلوں میں لڑی جانی چاہئے' جو مستقبل کے انتہا پسند (اسلام پسند) کی پرورش گاہ ہیں۔ یہ جنگ جنوب مشرقی ایشیا کے جرائد' اسکولوں کے اساتذہ' مذہبی رہنماؤں' سیاست دانوں' غیر حکومتی انجمنوں اور دیگر عناصر کو لڑنا چاہئے۔ اور معتدل مسلمانوں (منافقین) کو اس کی حمایت کرنی چاہئے۔

(امریکی عزائم اور ان کا مقابلہ صفحہ ۱۸ (آئی ایچ ٹی ۱۷ دسمبر ۲۰۰۲ء)

۲۶ پال وولف اور ایڈورڈ کینیڈی

مغرب اور مسلم دُنیا کے درمیان خطرناک خلیج حائل ہے ہمیں لازماً اس خلیج کو پُر کرنا ہوگا اور ہمیں ابھی سے اس کی ابتداء کرنی چاہئے' کیونکہ خلا بہت بڑا ہے اور مزید دیر کی گنجائش نہیں۔ امریکی سینیٹر ایڈورڈ کینیڈی کا منصوبہ ہے کہ آج کے ہائی سکول کے طلباء کل کے لیڈر ہیں ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ ہم مسلمانوں سے اقدار اور افکار کے میدان میں رابطے استوار کر کے ان سے امریکی مخالف جذبات وتصورات کا خاتمہ کریں۔

ان بیانات اور سابقہ برطانیہ کے وزراء کے بیانات میں کئی اُمور قدر مشترک ہیں۔ مثالی نظام تعلیم صفحہ ۲۳۳ (صدارتی ایوارڈ یافتہ)

۲۷ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ

کے ترجمان کے اعلان کے مطابق

امریکہ اس بات کی حمایت کرتا ہے کہ پاکستان ایک جدید اور اعتدال پسند راہ پر گامزن ہو جس کے لئے تعلیم ایک کلیدی کردار ادا کرتی ہے؛ چنانچہ یونیسکو کی رپورٹ ''ترقی پذیر ممالک میں اعلیٰ تعلیم' خطرات و توقعات'' میں تعلیمِ عامہ پر زور دیا گیا ہے اور اس تعلیمِ عامہ کا بنیادی نقطہ پیشہ سے قطع نظر ایک فرد کی مکمل شخصیت سازی ہے جس میں اس کی زندگی کے مقصد کو مہذب بنانا اور اس کے جذباتی ردِ عمل کو سنوارنا بھی شامل ہے۔ اس مخصوص طریق تعلیم کی جڑیں مغرب میں ہیں۔ (مثالی نظامِ تعلیم صفحہ ۲۳۳)

۲۸ صدر بل کلنٹن

جدہ (اے ایف پی)

باہمی اختلافات دور کرنے اور دہشت گردی (جہاد پرستی) کا مقابلہ کرنے کے لئے عالمی سیاسی معاشرہ تشکیل دیا جائے۔ امریکہ اس مقصد کے لئے رابطہ کرے گا اور مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ اپنے تعلیمی نظام میں عقیدے کی تلقین ختم کر دیں۔ وہ جدہ میں اکنامک فورم میں اظہارِ خیال کر رہا تھا۔ اُس نے کہا کہ اس سیاسی معاشرے میں صرف اپنی پسند کے مطابق خدا کی عبادت کرنے یا اس سے اختلاف کرنے کی آزادی ہونی چاہیے۔ (العیاذ باللہ)

بحوالہ روزنامہ ''جنگ'' ۲۱ جنوری ۲۰۰۳ء

مثالی نظامِ تعلیم صفحہ ۲۶۳

۲۹ ٹامسن کارلائل

ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ کا مصنف

مسلمان پوری دنیا پر غالب آ چکے تھے۔ یہ سب عقیدے کی پختگی کا نتیجہ تھا جس کی بدولت ایک قوم کی تاریخ کے باب روشن ہوئے۔ (لہٰذا عقیدے کی پختگی کو ختم کرنے کیلئے تعلیم دی جائے)۔ کتاب کا نام (محمد ﷺ صفحہ ۴۱)

۳۰ برطانیہ کے وزیرِ تعلیم کا انکشاف

ڈرائیور نے بتایا کہ پرسوں کی بات ہے کہ میں لندن میں بچوں کے سکول میں گیا تھا تو وہاں وزیر تعلیم آیا تھا تو میں نے اس سے مطالبہ کیا کہ ہمارے مسلمان بچوں کو حلال گوشت دیا جائے کیونکہ یہاں اسکولوں میں سب کچھ چلتا ہے۔ حلال جانور بھی ذبح نہیں ہوتے اور خنزیر کا گوشت عام ہے۔ وزیر نے کہا کسی مسلمان بچے کو بلاؤ۔ وزیر نے پوچھا: تمہارا مذہب کیا ہے؟ بچے نے کہا پاکستان۔ وزیر نے کئی بار اپنا سوال دُہرایا اور ہر دفعہ بچہ پاکستان یا پاکستانی کہتا رہا۔ وزیر نے کہا تم حلال گوشت کا مطالبہ کرتے ہو تم لوگ جو پاکستان میں پیدا ہوئے تھے اور یہاں آئے مزید بیس سال چلو گے پھر ختم ہو چکے ہو گے' مر جاؤ گے یا ریٹائرڈ لائف گزارو گے اور یہ بچے ہمارے معاشرے کا حصہ بن جائیں گے انہیں بھول جاؤ اور یہ مت کہو کہ یہ ہمارے بچے ہیں یہ تمہارے نہیں یہ برطانیہ کے بچے ہیں۔

(یورپی تہذیب تباہی کے دہانے پر صفحہ ۵۹۷) (از برطانوی مسلمان اور ان کا مستقبل صفحہ ۱۲۲)

(۳۱) سر اینٹونی مکڈانل

ایک بڑے شاعر کا قول ہے کہ صلح کی فتوحات لڑائی کی فتوحات کی نسبت کچھ کم نہیں ہیں چنانچہ ہندوستان میں ہمارے عہد کی مصالحت آمیز فتوحات میں اس کالج کا قائم ہونا یقیناً ایک فتح ہے، جس سے سب کے دلوں کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور کسی کے دل کو تکلیف یا رنج نہیں پہنچتا۔ یہ ایک ایسی فتح ہے جس کی رونق امروز زمانہ کی وجہ سے کم نہیں ہو سکتی ہے۔ اس بات کی اُمید کرنا کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ یہ کالج ترقی پا کر آئندہ مسلمانوں کی بڑی درسگاہ ہو جائے گا۔

(حیات جاوید صفحہ ۳۸۷)

(۳۲) یہودی پروٹوکول

(۱) ہمیں تمام غیر یہود اقوام کی تعلیم کو اس انداز سے مرتب کرنا ہے کہ جب کبھی ان کو کسی معاملے میں اپنے طور پر کوئی قدم اُٹھانا پڑے، تو کسی قطعی نتیجہ پر نہ پہنچ سکیں۔ ہم ان تمام طریقوں سے غیر یہود کو اتنا زچ کر دیں گے کہ وہ ہم کو ایک بین الاقوامی اقتدار پیش کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور اس طرح ایک اعلیٰ حکومت کی بنیاد پڑے گی۔

(۲) ہم وہ تمام اقدام کریں گے کہ روئے زمین سے غیر یہود کی تمام تعلیمی قدروں کا استیصال ہو سکے۔ (پروٹوکول صفحہ ۱۹۸)

(۳۳) لوشاتلیه، عیسائی مُبلغ

مغربی زبانوں کی اشاعت کے ذریعے مغربی افکار سرایت ہوتے ہیں

اگر انگریزی، جرمنی، ڈچ اور فرنچ زبانوں کی ترویج کی جائے تو اسلام کا سابقہ (یعنی تعلق و واسطہ) مغربی کتب سے پڑے گا اور اس لٹریچر کو ایک مادی اسلام پیش کرنے کا موقع مل جائے گا اس طرح مشنری اسلامی فکر کو مسمار کرنے کے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ اسلام اپنے وجود اور قوت کی حفاظت علیحدہ رہ کر کر سکتا ہے۔ (دنیا عیسائیت کی زد میں صفحہ ۲۳)

مشنریوں کے اعمال کے نتائج میں خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلامی عقائد کا خاتمہ انہی کوششوں کا نتیجہ ہے جو عیسائیت کے لئے کی گئی ہیں۔ اسلامی دنیا کی سیاسی تقسیم نے بھی مغربی تمدن کے لئے راہیں ہموار کر دی ہیں کیونکہ جب اسلام سیاسی اعتبار سے کمزور ہو جائے گا تو کچھ وقت گزرنے پر ملک مغربی تہذیب کے جال میں پھنسا ہوا ہو گا۔ (ایضاً)

(۳۴) پادری زویمر عیسائی مُبلغ

جاہل مسلمانوں میں گھسنے کا بہتر راستہ اسکول ہیں۔ پہلے ان کو تعلیم دی جائے، اسکولوں کے ذریعے مشنری کارکن مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو سکتے ہیں اور یسوع مسیح کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ (دنیا عیسائیت کی زد میں، صفحہ ۲۷)

(۳۵) رامون لل عیسائی مُبلغ

۱۹۲۴ء میں رامون لل نے پوپ سلسلتین پنجم سے ملاقات کے دوران انہیں دو کتابیں پیش کیں، جن میں مسلمانوں میں تبلیغ کا منصوبہ پیش کیا گیا تھا۔ رامون لل کے منصوبے کی دو کڑیاں تھیں۔ اوّل یہ کہ چرچ، علم، سکولوں کو تبلیغ کا ذریعہ بنائے اور دوسری یہ کہ اگر پرامن کوششیں کامیاب نہ ہوں تو مسلمانوں کو

بزورقوت عیسائی بنایا جائے۔ (دنیا عیسائیت کی زد میں صفحہ ۶۴)

۳۶ رابرٹ کلارک

رابرٹ کلارک نے سکولوں کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے چرچ مشنری سوسائٹی کی لاگ بک حیدر آباد میں مورخہ ۱۶ نومبر ۱۸۸۳ء کو ان الفاظ میں لکھا۔ ہمارے بڑے مرکزی مشن اسکولوں کو ہر جگہ بڑی قابلیت وقوت کے ساتھ قائم کرنا چاہیے۔ سچائی کے قطروں کے مسلسل بہاؤ سے تعصب اور غلطی کے پتھر آخر کار بہہ جائیں گے اور ہندو اِزم اور دینِ اسلام کا مکمل ڈھانچہ بالآخر ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ (دنیا عیسائیت کی زد میں صفحہ ۹۰)

۳۷ پروفیسر ڈبلیو جے ڈائونز

گارڈن کالج میں کیمسٹری کا پروفیسر کہتا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ ہم مسلمان کو عملاً اپنا ہم خیال نہیں بنا سکے مگر یہ واقعہ درست ہے کہ وہ جب یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں تو مسلمان بھی کب رہتے ہیں۔

(دنیا عیسائیت کی زد میں صفحہ ۳۹۲)

۳۸ ایف سی کالج کا سابقہ پرنسپل

ایک مالیات کے سربراہ کے جواب میں اس نے کہا: مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ کتنے طلباء کو ہم نے عیسائی بنایا۔ یہ پوچھو کہ کتنوں کو اسلام پر قائم نہیں رہنے دیا۔ ہم نے ایک نسل تیار کی ہے' جواب اسلام سے وفادار نہیں رہی اور یہی ہماری محنتوں کا حاصل اور ہماری اصل کامیابی ہے۔ (ماہنامہ ترجمان القرآن اپریل ۲۰۰۳ء صفحہ ۲۷)

۳۹ ایف سی کالج کے پرنسپل کا بیان

ایف سی کالج کے امریکی پرنسپل کا بیان مستقبل میں عالم اسلام کی قیادت پاکستان کے ہاتھ آنے والی ہے۔ اس ضمن میں ہمیں یہاں ایسا تعلیمی ادارہ قائم کرنا چاہیے یا ایف سی کالج کو اس نہج پر لانا چاہیے کہ مستقبل کی قیادت کی تربیت ہم اپنے طریقے پر کر سکیں۔ (روداد ایف سی کالج۔ از مجلۃ الدعوۃ، ربیع الثانی ۲۰۰۳ء)

۴۰ یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء امریکی رپورٹ

جو ایوان نمائندگان کو پیش کی گئی

۱۵ رکنی کمیٹی نے اسے مرتب کیا

تعلیم وہ شعبہ ہے جہاں پر امریکہ کے عرب اور مسلم دنیا سے ہمارے مفادات مشترک دکھائی دیتے ہیں لیکن امریکہ اس اہم ذریعے کو خاطر خواہ طریقے سے استعمال نہیں کر سکا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تعلیم کے کلیدی (بنیادی) پروگراموں کا اجراء اور وظائف کے لئے رقوم کی فراہمی مسلم دنیا میں مستقبل کی قیادت کو ہم رنگ بنانے میں بنیادی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ عربوں اور مسلمانوں کے تعلیمی اداروں سے تعلقات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر مالی وسائل فراہم کئے جائیں اور ان اداروں سے امریکی تعلیمی اداروں کا تعلق جوڑنے کی راہیں تلاش کی جائیں۔ آج مسلم دنیا امریکہ کے بارے میں بُری رائے رکھتی ہے لیکن دوسری طرف امریکی تعلیم کے بارے میں مثبت اور صحیح سوچ پائی جاتی ہے۔ ہمیں اس سوچ سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ جس میں ایک جانب تو ان کے نصابِ تعلیم کو بہتر بنائیں اور دوسری

جانب امریکہ میں تعلیم کے مواقع فراہم کریں۔ (صفحہ ۳۳)۔ ہم مشرقِ وسطیٰ میں امریکی یونیورسٹیوں کی کارکردگی سے بہت متاثر ہوئے ہیں' جنہوں نے کھلی سوچ اور عالمی اقدار کی ترویج کے لئے بے پناہ کام کیا ہے۔ انہوں نے ایسے عرب مردوں اور عورتوں کو تعلیم و تربیت فراہم کی ہے جو رائے عامہ کی تشکیل اور ان معاشروں میں قیادت کے مناصب پر فائز ہوں گے۔ امریکی یونیورسٹی بیروت' امریکی یونیورسٹی قاہرہ' امریکی یونیورسٹی لبنان' یہی دائرے میں قائم ہیں جہاں چھے چھے ہزار لڑکے لڑکیوں کو تعلیم دی جا رہی ہے اور یہ قابلِ قدر تعلیمی ادارے عرب مسلم دنیا میں امریکی اقدار کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان تعلیمی اداروں کی مضبوطی اور وسعت ان علاقوں کے تعلیمی ڈھانچے پر اثر انداز ہو گی' جس میں یونیورسٹی تعلیم کو معاشرے کی تبدیلی میں ایک عامل کا کردار ادا کرنا ہے۔

اندریں حالات یہ مشاورتی گروپ سفارش کرتا ہے کہ عرب اور مسلم دنیا میں امریکی تعلیمی اداروں کی تعمیر' تشکیل اور وسعت پر بھرپور توجہ دی جائے' تاکہ امریکی قومی مفادات کو تحفظ دیا جائے۔ تعلیمی میدان میں طویل المیعاد سطح پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والی چیز مسلم عرب خطے کے طالب علم کو وظائف کی فراہمی ہے۔ عرب' مسلم دنیا کی قیادت پر فائز غالب اکثریت' امریکی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہے اور ایہ امر باعثِ مسرت ہے کہ ان میں سے بڑی تعداد نے امریکی وظائف ہی پر تعلیم حاصل کی۔ (صفحہ ۳۵)۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ عرب و مسلم امریکی یونیورسٹیوں میں نہ صرف باہم مشترک منصوبے شروع کئے جائیں بلکہ تعاون کے مختلف میدانوں میں بھی ہاتھ بٹایا جائے' جس میں نصابی کتب کی تشکیل' طرزِ تدریس اور امتحانی طریقِ کار شامل ہیں۔ مناسب ہو گا کہ یہ کام ہائی

سکول کی سطح پر ہی سے کیا جائے۔ اس طرح مسلم دنیا کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ہمارے نقطۂ نظر سے تنقیدی سوچ کے ساتھ معاشی' سماجی اور سیاسی امکانات پیدا ہوں گے۔ (صفحہ ۳۴)۔ امریکہ کو مسلم' عرب دنیا میں تعلیمی آزادی (یعنی مذہب سے) کے سوال پر پختہ موٴقف اختیار کرنا ہو گا۔ ہمیں باہم تعاون کے جن شعبوں میں خصوصی معاہدے کرنے چاہئیں ان میں صحافت میڈیا' کاروباری انتظامات اور طلب شامل ہیں۔ ہماری جانب سے طلبہ ویزوں کے اجراء میں زبردست کمی کوئی اچھا اقدام نہیں ہے۔ مثال کے طور پر پاکستانی طلبہ کے لئے ویزوں میں دو تہائی کمی کی گئی ہے۔ برق رفتاری سے طلبہ کو امریکہ میں تعلیم کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں۔ یہی چیز ہمارے قومی مفادات کے حق میں جاتی ہے۔ (صفحہ ۳۵) اس طرح ہم کو مسلم دنیا کی یونیورسٹیوں یا ان کے قرب و جوار میں امریکی کارنر کھولنے چاہئیں۔ جہاں مسلم نوجوان نسل ہمارے رسائل' کتب' انٹرنیٹ فلموں اور موسیقی اور دیگر اعلانات سے ہمارے موٴقف کو سمجھ سکیں گے۔ (صفحہ ۳۷)۔ پھر ہمیں امریکی رومز بنانے چاہئیں جہاں ۱۶ سے ۲۵ سال کی عمر کے نوجوان مسلمان امریکہ کی چھ ۶ قدروں آزادی' اکثریت معاشرت' نئے مواقع اور اظہارِ ذات کی لذت چکھ سکیں گے (صفحہ ۳۸)۔ مسلم دنیا کے خصوصاً اعلیٰ طبقے' اساتذہ' طالب علموں میں امریکی کتب کی بڑی مانگ ہے' جس سے ہمیں استفادہ کر کے اپنے مفادات کے حصول کے لئے پہنچنا چاہیے۔ ہمارے اصلی مفادات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے کتب بڑا اہم کردار ادا کر سکیں گی۔ عرب اور مسلم مقامی زبانوں میں ترجمے کے لئے ہر سال ایک ہزار ایسی کتابوں کا ترجمہ مفید رہے گا۔ یہ کام مسلم دنیا میں مقامی سطح پر کی گئی شعبے کی شراکت سے کرنا ہو گا اس سے ہم ان

لوگوں کے تصورات کو درست کر لیں گے۔

ہماری کامیاب قومی ڈپلومیسی سے متعلق حکمت عملی کا بہت زیادہ انحصار انگریزی زبان کی تدریس پر بھی ہے۔ اس ضمن میں برٹش کونسل امریکی لینگویج سنٹر فل برائٹ پروگرام اور وائس آف امریکہ نے بڑی مدد دی ہے۔ اگر ہم نے اس پروگرام کو چھوڑ دیا تو مسلم معاشروں پر اثر انداز ہونے کا ایک نہایت قیمتی موقع ضائع کر دیں گے۔ بلاشبہ ان معاشروں میں قدامت پسندوں کی جانب سے اس طرح مزاحمت جاری رہے گی کہ انگریزی سیکھنے سے ان کی مقامی زبان ان کی تہذیب وثقافت اور مذہبی قدروں کو خطرہ لاحق ہو رہا ہے۔ اس مزاحمت کے لئے ہمیں ضروری طور پر انگریزی زبان کی تدریس عامہ کے لئے ایک وسیع پروگرام کی ضرورت ہے اور وسیع رقم خرچ کرنا ہوگی' جس میں اوّلین اقدام کے لئے ان ملکوں کے تعلیمی اداروں میں لسانی ماہرین' لسانی تربیت کے لئے بھیجنا ہوں گے۔ یہ امریکی ماہرین ہی ہماری قومی پالیسی کے فہم سے آراستہ ہونے چاہئیں جو وہاں نصاب سازی اور افراد سازی کریں۔ (صفحہ ۵۰۔۵۱)

ان نکات سے اخذ کردہ نتائج

میڈیا[۱]، تعلیم[۲]، این جی اوز[۳] اور انگریزی زبان[۴]

ماہنامہ ترجمان القرآن۔ مارچ ۲۰۰۴ء

(۴۱) پادری زویمر عیسائی مُبلغ

عیسائی مبلغین اپنی تبلیغ کے نتائج کمزور دیکھ کر مایوس نہ ہوں کیونکہ یہ پکی بات ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں یورپی علوم اور عورتوں کی آزادی کی طرف

شدید میلان پیدا ہو چکا ہے (لہٰذا ان کے ذریعے عیسائیت ضرور پروان چڑھے گی)۔ (تربیۃ الاولاد فی الاسلام صفحہ ۸۰۵، از الغارۃ علی العالم الاسلامی صفحہ ۴۷)

(۴۲) سیموئیل زویمر

عالمی صدر تبلیغ مسیحیت

مغربی تہذیب وثقافت کی دو خصوصیات ہیں: ایک تباہ کرنے والی (یعنی انسانیت کو) اور دوسری آباد کرنے والی (یعنی حیوانات کو)۔ خصوصاً مسلمانوں کی جدید نسل کو تعلیم جدید کے نام پر اسلام کی طاقت سے رہا کرایا جائے۔

الغارۃ علی العالم الاسلامی صفحہ ۱۱

از امت مسلمہ پر کفار کے مظالم کے دلخراش حالات صفحہ ۴۱۵

(۴۳) ہمفرے کے اعترافات

(۱) اور کچھ لوگ ہماری مخالفت پر تیار ہو جائیں گے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکی کے حکام بڑے ہوشمند اور دانا ہیں ہمیں کامیاب نہیں ہونے دیں گے لیکن ہمیں (یعنی اہل برطانیہ) کو ابھی سے متوسط طبقے کے بچوں کو اسکول میں تعلیم دینا ہے جو ہم نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہے اس طرح مسلمان نسل دین و مذہب کو بھول جائے گی۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ نمبر ۱۱۸

(۲) علماء دین سے نسل کا رشتہ توڑنے کے لئے اساتذہ کے ذریعے جو ہمارے تنخواہ دار ہوں' جدید علوم پڑھائے جائیں۔

ہمفرے کے اعترافات، صفحہ نمبر ۱۰۷

(۴) مسلمانوں کو جہالت اور لاعلمی میں رکھنا' کسی مذہبی تعلیمی مرکز کی قیام کی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دینا' بچوں کو دینی مدارس میں جانے سے روکنے کے لئے علماء دین اور دینی مرکزوں پر الزامات اور تہمتیں لگا کر انہیں بدنام کریں۔ (ہمفرے کے اعترافات، صفحہ نمبر ۹۹)

۴۴ شرل بنارڈ

افغانستان میں امریکی سفیر
زلمے خلیل زاد کی آسٹریلین اہلیہ

قرآن میں یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں مخالفانہ اور اشتعال انگیز احکام موجود ہیں' تاہم بعض مقامات پر ان کے لئے نرم احکامات بھی موجود ہیں' تاریخ میں اسلامی برادری مذکورہ قوموں سے حالتِ جنگ میں مبتلا رہی ہے۔

ہمیں سب سے پہلے جدیدیت پسند قیادت کو آگے لانا ہوگا' لیڈروں کے لئے رول ماڈل بنانا ہوگا۔

دوسرے مرحلے پر ہمیں اسلامی دنیا میں جمہوری معاشرے (سول سوسائٹی) کے فروغ کے اقدامات کی کوشش کرنی ہوگی' اس مقصد کے لئے مقامی غیر سرکاری تنظیموں اور دیگر شہری اداروں کو آگے آنا ہوگا' کیوں کہ کسی بحرانی صورت حال میں انہی میں سے ایک جمہوری قیادت اُبھر سکتی ہے۔ ہمیں امریکی' جرمن اور مغربی اسلام کو فروغ دینا ہوگا' اس مقصد کے لئے افہام وتفہیم کی ضرورت پڑے گی' ہمیں ہر صورت میں بنیاد پرستوں (اسلام پسندوں) کی کھل کر مخالفت کرنی ہوگی۔

اس مقصد کے لئے ہمیں عرب صحافیوں کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی' تا کہ وہ بنیاد پرستوں (اسلام پسندوں) کی ذاتی زندگیوں اور عادات کے بارے میں کھل کر رپورٹنگ کر سکیں' ان بنیاد پرستوں (اسلام پسندوں) کی سفاکیوں کو بے نقاب کرنا پڑے گا۔ ہمیں ایک معتدل اور خوشنما اسلام کے بارے میں پروپیگنڈہ کرنا چاہئے اور اس حوالے سے ہر اس ملک' خطے اور گروپوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے جو اس مقصد کے لئے تعاون کرے۔

اسکولوں میں نصاب میں جمہوری اسلام کے پیغام کو نمایاں کر کے شامل کیا جائے' بنیاد پرستوں (اسلام پسندوں) نے مسلم ممالک میں تعلیم کے شعبے پر اپنی گرفت مضبوط رکھنے کی زبردست کوشش کر رکھی ہے' ہمیں یہاں اپنے قدم جمانے ہوں گے' ہمیں تعلیم اور نوجوانوں پر بھرپور توجہ مرکوز کرنی ہوگی' ہمیں بنیاد پرستوں (اسلام پسندوں) کے تضادات کو نمایاں کر کے سامنے لانا ہوگا' جدت پسند (یہودیت پسند) عناصر کو سامنے لانا ہوگا۔

ہمیں انتہائی چنیدہ سیکولر عناصر کی بھرپور مدد کرنی پڑے گی' ہمیں بنیاد پرستوں کو ایک دُشمن کے طور پر سامنے لانا ہوگا۔

ہمیں اس بات کی حمایت کرنی ہوگی کہ اسلام میں مذہب اور ریاست کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اور یہ الگ الگ ہیں' نیز اس بات کو ماننے سے ایمان پر کوئی حرف نہیں آتا۔

عالم اسلام کی اخلاقی صورتِ حال کا مقدمہ، صفحہ نمبر ۴

⑮ لارڈ کرومر

جس کی حیثیت مصر کے وائسرائے کی تھی

۱۹۰۸ء میں اپنی پالیسی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے

انگلستان اپنی تمام نوآبادیات کو سیاسی آزادی دینے کے لئے تیار ہے کہ جیسے ہی دانشوروں اور سیاست دانوں کی ایسی نسل تیار ہو جائے جن کے اندر انگریزی تعلیم رچی بسی ہو' وہ انگلش کلچر کا مثالی نمونہ ہوں اور حکومت کے حصول کے لئے تیار ہوں' لیکن انگریز حکومت کسی حالت میں ایک لمحے کے لئے بھی آزاد اسلامی ریاست کو برداشت نہیں کر سکتی۔

(عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال کا مقدمہ، صفحہ نمبر ۴)

㊻ ایک فرانسیسی مُبلغ کا بیان

دینِ اسلام کا طاقت کے ذریعے مقابلہ کرنا' اسے اور زیادہ پھیلانے کا ذریعہ بنے گا' اس لئے اسے ختم کرنے کے لئے نہایت مناسب اور مہلک ہتھیار اور تباہ کن طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو سکولوں میں تعلیم و تربیت دی جائے اور بچپن ہی سے ان کے عقیدے خراب کرنے کے لئے شکوک و شبہات کے بیج ان میں اس طرح بو دیئے جائیں کہ انہیں پتہ ہی نہ چل سکے۔

(اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کی سازشیں، صفحہ ۱۲۲)

㊼ مسیحی مُبلغ انا ملیگان

یہاں اسلام کے مضبوط قلعہ میں گھسنے کے لئے تعلیم و تربیت سے مختصر

راستہ نہیں' دراصل عیسائیت کے اثر کے سائے میں جنم لینے والوں کی نسل کے لئے تعلیم گاہ (سکول و کالج و یونیورسٹی) ایک قوت اور طاقتِ لازوال کی حیثیت رکھتی ہے' یہ تاثیر مسلسل جاری رہتی ہے یہاں تک کہ اس کے نتائج ان افراد کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں جو اپنے ملک کے مستقبل کے لیڈر اور پیشوا ہونے والے ہیں۔ (یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں، صفحہ نمبر ۲۱۶)

㊽ ہیملٹن گب کا بیان

(۱) ان سکولوں نے طلبہ کے اخلاق و آداب کو اپنے قالب میں ڈھالا ہے اور ان کے ذوق و وجدان کو جلا بخشی' سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ انہی سکولوں میں طلبہ کو اُن یورپین (انگریزی' امریکی وغیرہ) زبانوں کا علم عطا کیا جنہوں نے ان کو اپنی زندگی کی راہوں پر یورپین افکار و نظریات سے براہ راست اتصال و انضمام پر قدرت عطا کی اور انہیں اس کی صلاحیت پیدا کی کہ وہ ان اثرات کو جو بچپن ہی میں ان کے ذہنوں میں پیدا کئے گئے تھے وہ دوسروں میں پھیلائیں۔

دوسرا بیان اسی گب کا

(۲) ہماری تعلیمی و ثقافتی سرگرمیاں عصری تعلیم اور صحافت کے توسط سے بآسانی مسلمانوں پر ایک ایسا تاثر قائم کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں جو انہیں ظاہری طور پر کافی حد تک لادین اور خدا بیزار بنا دے گا۔

(یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں، صفحہ نمبر ۲۱۶)

(۴۹) عالمی یہودی فتنہ گر

ہنری فورڈ اوّل کی کتاب کے اُردو ترجمہ سے

چند چیدہ چیدہ اقتباسات

مترجم: میاں عبدالرشید

❶ ...... مزدوروں کا استیصال کرنے کے لئے

سارے امریکہ کے اندر تجارت کے بہت سے شعبوں میں کمیونسٹ کالج چلائے جاتے ہیں جن کا انتظام اور تعلیم دونوں یہودیوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ ان سب کا مقصد امریکی مزدوروں میں روپیہ حاصل کرنے کے رجحان کو فروغ دینا ہے' تاکہ ملک کی اقتصادیات کو تباہ کیا جا سکے' جیسا کہ روس میں کیا جا چکا ہے۔ یہ ہیں یہودی فکر کے تباہ کن اثرات جو ہماری مزدور دنیا پر مرتب ہوتے ہیں۔

(صفحہ نمبر ۱۲)

❷ ...... سکول و کالج

یہودی فکر کالجوں میں خاص طور سے بار بار حملہ آور ہو رہا ہے۔ ہماری اولاد کو ان کے آباؤ اجداد کے ورثے سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جوانی کے ابتدائی ایام میں جب لڑکے آزادئ فکر سے نئے نئے روشناس ہوتے ہیں' یہودی انہیں اپنے نرغے میں لے لیتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں ایسے خیالات ٹھونس دیتے ہیں جن کے خطرناک نتائج و عواقب کو وہ اس وقت دیکھ نہیں سکتے۔ جوانوں میں ایک قدرتی بغاوت ہوتی ہے جو ترقی کا سبب بنتی ہے۔ ان میں کچھ آزاد روی بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ قدیم اعتقادات پر نکتہ چینی کرتے ہیں مگر یہ دونوں

چیزیں ذہنی قوت ظاہر کرتی ہیں۔ یہودی ٹھیک ان دنوں جوانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں جب وہ اس ابتدائی دور سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ ان دنوں انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ مرد و عورت کا آزاد معاشقہ فطری امر ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں' حالانکہ نہ صرف معاشرے بلکہ انفرادی کردار کی بنیاد بھی خاندان پر ہے۔ اسی طرح ان ہی دنوں انہیں انقلاب پر اُبھارا جاتا ہے اور وہ اس کے حق میں آتشیں تقریریں کرتے ہیں یہ انہیں بعد میں پتہ چلتا ہے کہ انقلاب کے ذریعے انسانی معاشرے میں کوئی ترقی نہیں لائی جا سکتی بلکہ یہ اقتصادی اور اخلاقی لحاظ سے تباہی کا باعث بنتا ہے۔

کالجوں میں بھی یہودی نے وہی طریقہ اختیار کیا ہے جس سے وہ ہمارے گرجوں کو تباہ کر چکے ہیں۔ پہلے نوجوانوں کے دلوں سے قدیم بنیادوں کا احترام ضائع کیا' پھر ان کے ذہنوں میں یہودی انقلابی سوشل عقائد داخل کیے۔ ان کے ''پراٹوکولز'' میں غیر یہودی اقوام کو افکار کے ذریعے تباہ کرنے کا پروگرام درج ہے۔ بہت سی جدید اصطلاحات یہودیوں کی وضع کردہ ہیں' مثلاً: ''سوشل انقلاب'' وغیرہ۔ ہر یونیورسٹی میں سُرخ فلسفیوں کا گروہ یہودیوں پر مشتمل ہوتا ہے مگر وہ دھوکہ دینے کے لئے کسی غیر یہودی پروفیسر کو آگے کر دیتے ہیں اور ان غیر یہودی پروفیسروں میں سے بیشتر یہودیوں کے تنخواہ دار ملازم ہوتے ہیں۔ نوجوانوں کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ ایک نئی عظیم تحریک میں حصہ لے رہے ہیں جو انسانوں کی فلاح کے لئے ہے۔ اس طرح پروفیسروں اور طالب علموں کو اپنے ساتھ ملا کر یہودی اپنے کام کو معزز بنا لیتے ہیں۔ آرٹ' سائنس' مذہب' معاشیات اور سوشیالوجی وغیرہ ہر مضمون میں یہ اپنے نظریات داخل کر رہے ہیں۔

(صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴)

ہر ایک کو معلوم ہو کہ یہ یہودی فکر ہے اور یہ اینگلو سیکسن۔ یہ تو کوئی انصاف کی بات نہیں کہ فلموں، سکولوں، چرچوں اور یونیورسٹیوں اینگلو سیکسن افکار کو تو یہ کہہ کر داخل ہونے سے روک دیا جائے کہ یہ فرقہ پرستی ہے، یہ نسل پرستی ہے، یہ خیالات فرسودہ ہو چکے ہیں، یہ رجعت پسندانہ خیالات ہیں یا یہودی خیالات ہی کو اینگلو سیکسن خیالات بنا کر پیش کیا جائے۔ مقابلہ آزادانہ ہو، پھر اگر یہودی خیالات فوقیت حاصل کر جائیں تو یہ ان کا حق ہے، مگر ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہودی خیالات اسی صورت میں پنپتے اور پھلتے پھولتے ہیں جب پہلے عوام کے ذہنوں سے ان کی اپنی تہذیب کے اثرات اور ان کے اپنے عقائد زائل کر دیئے جائیں۔

یہودی حملہ آور ہو چکے ہیں وہ جنگ کا آغاز کر چکے ہیں۔ ہم اس سے ڈرتے نہیں، بے شک جنگ ہو لیکن ہر شخص کو اس بات پر اصرار کرنا چاہئے کہ جنگ منصفانہ طریق سے لڑی جائے۔ کالج کے طلباء اور صاحبِ فکر لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہودیوں کا مقصد ان لوگوں کے افکار اور نسل کو مٹانا ہے جنہوں نے اس ساری تہذیب کی بنیاد رکھی تھی اور جن پر آئندہ تہذیب کا دارومدار ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ حملہ آور کون ہیں۔ (صفحہ نمبر ۱۵،۱۶)

اسی کتاب کا دوسرا حصہ

فتنہ یہود کے خفیہ عزائم

یعنی

ساری دنیا پر اقتدار جمانے کا خوفناک خفیہ یہودی منصوبہ

ہمیں غیر یہود کی تعلیم کو اس انداز میں مرتب کرنا ہے کہ وہ کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہ کر سکیں۔ (صفحہ نمبر ۹۹)

ہم غیر یہود کی بے پایاں ہوس، حرص، نفرت، غضب اور ظالمانہ انتقام سے کام لیتے ہیں۔ ہم ہی وہ چشمہ ہیں جہاں سے دہشت اور بربریت کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ (صفحہ نمبر ۱۰۳)

ہم غیر یہود کی نوجوان نسل کو بے وقوف بنا چکے ہیں۔ ہم نے ان میں بدمعاشی اور بددیانتی کو فروغ دے کر انہیں غلط نظریات وعقائد کا تابع بنا دیا ہے۔ (صفحہ نمبر ۱۰۴)

جو کچھ ہم اپنی بکھری ہوئی قوم کے لئے براہِ راست حاصل نہیں کر سکتے اسے گول مول طریقوں سے حاصل کریں گے۔ اسی مقصد کے لئے ہم نے فری میسن تحریک چلا رکھی ہے۔ (صفحہ نمبر ۱۰۶)

ہم دنیا کو اس حد تک ''آزادی'' کے فریب میں مبتلا کر چکے ہیں، کہ اب ہر آزادی پسند عملاً انارکسٹ (بے قانون) بن چکا ہے اور یہ لوگ محض احتجاج کی

خاطر احتجاج کئے جاتے ہیں۔ (صفحہ نمبر ۱۰۷)

ہم ان کے دانشوروں کو نئے اور عجیب و غریب نظریات پر بحثوں میں اُلجھائے رکھیں گے اور کہیں گے کہ یہ ترقی پسند نظریات ہیں۔ غلط افکار کی مانند ''ترقی'' کا لفظ بھی سچائی کو محو کرنے کے کام آتا ہے۔ کون اندازہ کر سکتا ہے کہ سب دانشور صدیوں سے ہمارے سیاسی منصوبہ کے مطابق کام کر رہے ہیں۔

(صفحہ نمبر ۱۰۹)

جو ممالک ترقی یافتہ اور روشن خیال سمجھے جاتے ہیں وہاں ہم نے بے معنی، گندہ اور قابلِ نفرت فحش لٹریچر پیدا کر دیا ہے۔ (صفحہ نمبر ۱۱۰)

۵۰ اُردو برائے جماعت ہفتم

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

تعلیمی پالیسی ۱۹۹۸ء تا ۲۰۱۰ء

صفحہ نمبر ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵

انگریز برصغیر میں تاجر بن کر آئے اور تاج وَر بن گئے۔ وہ اپنے ساتھ اپنا نظامِ تعلیم بھی لائے۔ اس نظامِ تعلیم کا مقصد ایسے طلبہ کی کھیپ تیار کرنا تھا جو رنگ اور نسل کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر اخلاق اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔ انگریزوں نے پراپیگنڈے کا ہتھیار استعمال کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ وہ ہندوستان کی ترقی اور خوش حالی چاہتے ہیں، حالاں کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی (ہے)۔ وہ ہندوستان کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے تھے (ہیں) اور ہندوستان کی دولت انگلستان کی خوش حالی میں اضافے کا باعث بن رہی تھی (ہے)۔

اکبر آلہ آبادی نے مغربی تہذیب و تمدن کی اندھی تقلید پر شدید نکتہ چینی کی ہے۔ مغربی تہذیب کا دلدادہ گروہ مذہب کو سائنس اور فلسفے کے تابع بنا رہا تھا (ہے)۔ جدید تعلیم یافتہ طبقے کے ذہنوں پر مغرب کا رعب قبضہ جما چکا تھا (ہے)۔ سیاسی غلامی تو تھی ہی (ہے)، اب ذہنی غلامی کا آغاز بھی ہو چکا تھا (ہے)۔ یہ اس ذہنی غلامی کا ہی نتیجہ تھا (ہے) کہ یہ طبقہ مغرب کی ہر بات کو اعلیٰ و برتر اور مشرق کی ہر چیز کو ادنیٰ و پست سمجھنے لگا تھا (ہے)۔ اکبر نے اس مشکل گھڑی میں قوم کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

اپنی حکومت کو دوام بخشنے کے لئے انگریز قوم نے یہاں ایسا نظام رائج کیا جس کا مقصد مسلمانوں کے ذہنوں سے ماضی کی شان و شوکت اور عظمت و سطوت (غلبہ) کا نقش مٹا دینا تھا (ہے)۔ چنانچہ تعلیمی ادارے بنائے گئے، یورپ سے استاد منگوائے گئے اور ایسا نظامِ تعلیم رائج کر دیا گیا، جس نے چند برسوں میں لوگوں کے ذہن تبدیل کر دیئے۔

اکبر آلہ آبادی مغربی تعلیم کے مخالف اسی لئے تھے کہ اس نے مسلمانوں کو ان کے آباؤ اجداد سے غافل کر دیا تھا، مسلمان اپنے ماضی کی درخشاں روایات سے بے بہرہ ہوتے چلے جا رہے تھے (ہیں)۔

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے۔

ع دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

جدید تعلیم سے آراستہ افراد اپنی معاشرت سے بیگانہ ہوتے جا رہے تھے (ہیں)۔ وہ انگریزی تہذیب اور معاشرت پر جان چھڑکنے لگے تھے (ہیں)۔ وہ انگریزی تمدن سے اس قدر مرعوب ہو چکے تھے (ہیں) کہ انگریزی بولنے میں فخر

محسوس کرتے (ہیں)، اپنی گفتگو میں یورپی مفکرین کے حوالے دیتے (ہیں)۔ ان کے نزدیک قدیم تعلیم یافتہ افراد غیر مہذب تھے (ہیں)۔ گویا اس نئی نسل نے اپنے آباؤ اجداد کے خلاف بغاوت کا حکم (جھنڈا) بلند کر دیا تھا (ہے)۔ اکبر نے اپنی شاعری کے ذریعے سے مغربیت کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی۔ انہوں نے یہ کہہ کر قوم کو احساس دلایا۔

طفل [(بچہ)] سے بُو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے، تعلیم ہے سرکار کی
ہم ایسی کل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی [(پاگل)] سمجھتے ہیں
تعلیم جو دی جاتی ہے ہمیں وہ کیا ہے فقط بازاری ہے
جو عقل سکھائی جاتی ہے وہ کیا ہے فقط سرکاری ہے

انگریزی تعلیم کا مقصد لائق، ہنر مند اور ذہین افراد تیار کرنا نہ تھا (ہے) بلکہ کلرک پیدا کرنا تھا (ہے)۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں انگریزی تعلیم زیادہ تر آرٹس کے مضامین تک محدود رہی۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے علم سے مسلمانوں کو واقف کرانا انگریزی تعلیم کا مقصد نہیں تھا۔ اکبر انگریزی تعلیم کو خوب سمجھتے ہیں۔

چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی، کلرکی کر، خوشی سے پھول جا
مذہب چھوڑو، ملت چھوڑو، صورت بدلو، عمر گنواؤ
صرف کلرکی کی اُمید اور اتنی مصیبت توبہ توبہ

مغربی تہذیب نے پرانی اقدار پر حملہ کیا تھا (ہے)۔ ہماری پرانی قدریں ہمیں اخلاص و تقویٰ سکھاتی تھیں (ہیں)، اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول

ﷺ سے محبت کرنے کا درس دیتی تھیں (ہیں)۔ مغربی تہذیب کا مرکز و محور خود غرضی اور ظاہر داری تھا (ہے)۔ یہ تہذیب مادہ پرستی سکھا رہی تھی (ہے)۔ اب دولت ہی سب سے بڑی قدر بن گئی تھی (ہے)۔ اکبر نے اس صورتِ حال کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی ہے۔

نہیں کچھ اس کی پرسش اُلفتِ اللہ کتنی ہے
سبھی یہ پوچھتے ہیں آپ کی تنخواہ کتنی ہے

مغربی تہذیب نے عورت کو بے باکی اور بے پردگی سکھائی۔ اکبر نے اپنی شاعری میں مشرقی (گھریلو باپردہ) اور مغربی عورت (سکول و کالج والی) کا موازنہ کیا۔ مشرقی عورت (گھریلو باپردہ) اپنے خاوند کے آرام و سکون کا خیال رکھتی ہے، اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیتی ہے جب کہ مغربی عورت (سکول و کالج والی) تو آزادی پسند ہے، وہ ناچنے گانے اور گھومنے پھرنے کو گھر کی چار دیواری پر ترجیح دیتی ہے۔ اکبر کو مشرقی عورت (گھریلو باپردہ) عظمت کا مینار نظر آتی ہے۔ وہ مغرب زدہ عورت (سکول و کالج والی) سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

☆☆☆☆☆

حامدہ [(مسلمان لڑکی)] چمکی نہ تھی، انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمعِ انجمن [(کنجری)]، پہلے چراغِ [(باپردہ)] خانہ تھی

☆☆☆☆☆

حصول مقاصد کا ایک نمونہ

پروفیسر (ریٹائرڈ) رفیق
سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج، لاہور

کی کفریہ بکواسات

ا۔ جنت' دوزخ کا حقیقی طور پر کوئی وجود نہیں ہے دراصل یہ Mortal Status (فانی مقام' صورت حال) ہے' عذاب قبر کا کوئی وجود نہیں ہے' قبر کی زندگی Sleeping Life (چپکے سے پڑے رہنا یا آرام کرنا) ہے۔

۲۔ قرآن سے مراد قرآن کی آیات کا لفظی مضمون نہیں' بلکہ ہر آیت اور ہر حدیث کے پیچھے ایک Thought (سوچ' خیال) ہوتا ہے اور قرآن سے وہی مقصود ہے الفاظ کا کچھ اعتبار نہیں۔

۳۔ قرآن متروک (یعنی ترک کیا ہوا' چھوڑا ہوا) ہو چکا ہے' اب ایک فنی کتاب کی ضرورت ہے۔

۴۔ قرآن کو صرف Message (پیغام) سمجھا جائے' اگر سارا قرآن غلط ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا قرآن کی تھیوری (قیاس' خیال' نظریہ) اگر غلط ہے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

۵۔ سورج کے غروب ہونے کے بارے میں سائنس کہتی ہے کہ سورج

غروب نہیں ہوتا' جبکہ قرآن اور حدیث میں متواتر سے اس کے غروب ہونے کی بابت بتایا گیا ہے' جو غلط ہے۔

۶۔ خدا کو ایک کہیں دو کہیں یا چار کہیں' اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اللہ پاک ہے اس کو اعداد (گنتی) میں نہ پرکھیں۔

۷۔ عذاب قبر مولویوں کی خام خیالی ہے۔ حدیث کے ظاہری الفاظ پر نہیں جانا چاہیے۔ الفاظ کوئی معنی نہیں رکھتے۔ اصل چیز مفہوم ہے۔

۸۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) مسلمان نہیں تھے کافر تھے۔

(نعوذ باللہ نقل کفر، کفر نباشد)

۹۔ ڈاڑھی رکھنا ضروری نہیں ہے' نبی کریم (ﷺ) چونکہ عرب میں پیدا ہوئے جہاں کہ ڈاڑھی رکھنے کا رواج تھا' عرب والوں کی بھی ڈاڑھی تھی اس لئے آپ نے بھی ڈاڑھی رکھ لی اگر آپ امریکہ میں پیدا ہوتے تو آپ کلین شیو ہوتے' تھری پیس سوٹ پہنتے اور ٹائی لگاتے۔

۱۰۔ اسلامی نظریہ حیات' نظریہ پاکستان اور دوقومی نظریہ نصاب سے خارج کر دینا چاہیے۔

۱۱۔ واقعہ شق القمر (چاند کا پھٹ جانا' حضور (ﷺ) کا معجزہ) اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ واقعہ معراج محض روحانی خواب ہے۔

۱۲۔ مسلمان ہونے کے لئے کلمہ زبان سے کہنا ضروری نہیں' مسلمان ہونا محض تصوراتی ہے۔

حصولِ مقاصد کا ایک اور نمونہ

گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہء عربی و اسلامیات کا

پروفیسر خان چاولہ کی کفریہ بکواسات

۱۔ دورِ حاضر میں مجتہد (اجتہاد کرنے والا' فقہ اسلامی کی اصطلاح میں قرآن وسنت اور اجماع پر قیاس کر کے شرعی مسائل کو اخذ کرنے والا) نبوت کے منصب پر فائز ہے کیونکہ ایک مجتہد نبوت کا فریضہ ادا کرتا ہے۔

۲۔ جو لوگ عمل صالح کریں اور اللہ پر ایمان نہ لائیں' اللہ انہیں جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا۔

۳۔ متقی اور پرہیزگار شخص پر نماز فرض نہیں' صرف گنہگار اور سیاہ کار شخص نماز ادا کرے' کیونکہ قرآن نے کہا ہے: (ترجمہ ''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔'') تو پھر جو مریض نہیں وہ دوا کیوں استعمال کرے۔ بے حیا اور بدکار آدمی کو ہی نماز ضرور پڑھنی چاہئے۔

۴۔ قرآن پاک میں جہاں سؤر کا گوشت حرام قرار دیا گیا ہے وہاں اس سے مراد وہ خنزیر نہیں جو گھروں میں پالے جائیں چونکہ گھر میں پالے ہوئے خنزیر گندگی نہیں کھاتے لہٰذا وہ خنزیر کھانا حلال ہے' سمندری خنزیر بھی حلال ہے' علت (سبب) نجس ہونے کی ہے جب علت ختم ہوگئی تو سؤر نجس نہیں رہا اس کو خود پالا گیا ہو اور گندگی سے بچایا گیا ہو تو عین

حلال ہے۔

۵۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے مرتدین زکوٰۃ سے زکوٰۃ وصول کر کے' دینی فریضہ ادا نہیں کیا بلکہ سیاسی بصیرت (سیاست کی سوجھ بوجھ) کا ثبوت دیا۔

۶۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے عیسائی قبیلہ بنی تغلب سے ایک موقعہ پہ جزیہ کی بجائے زکوٰۃ وصول کی تھی اور ایسا مصلحت کی بنا پر کیا' تاکہ اسٹیٹ (ریاست) کو تحفظ حاصل ہو۔

۷۔ حدیث' قرآن کو منسوخ کر سکتی ہے' بندہ خدا کی صفت کا مظہر ہے لہٰذا ایک خدا کا تصور عبث (بے فائدہ' بے کار) ہے۔ بندہ خالق بھی ہے' رازق بھی ہے' رحیم بھی ہے' کئی خداؤں کا تصور قرآنی تعلیمات کے برعکس (مخالف) نہیں۔

۸۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں کفار و مشرکین کو بیت اللہ میں جانے سے نہیں روکا جاتا تھا۔

۹۔ آج کل کے یہود و نصاریٰ کو قلبی دوست بنایا جا سکتا ہے' چونکہ یہ اہل کتاب نہیں ہیں۔

۱۰۔ جب تک ہم قرآن کو نہیں چھوڑیں گے' ترقی نہیں کر سکتے۔ قرآن نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے' ہدایت بہت کم کو ملی ہے' زیادہ تر گمراہ ہوئے ہیں۔

۱۱۔ فقہا (علم فقہ کے عالم) کا عقل کا خانہ خالی تھا' پرائیویٹ سیکٹر (اللہ کے ولیوں کی طرف اشارہ ہے) کا اجتہاد میں نہیں مانتا' صرف حضرت عمر

(رضی اللہ عنہ) کے اجتہادات کا میں قائل ہوں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کو میں نہیں مانتا۔

۱۲۔ پروفیسر چاولہ بکتا ہے کہ نبی کریم کا ارشاد ہے خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاس (ترجمہ: ''لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔'') اس سے ثابت ہوا کہ جن لوگوں نے انسانیت کے لئے مفید کام کئے وہی اچھے لوگ ہیں یعنی جنہوں نے جہاز بنائے، بجلی بنائی، نئی نئی ایجادات کیں اور انسانیت کو نفع پہنچایا، وہی لوگ اچھے ہیں، اعمال صالحہ کے ساتھ ایمان سے مراد صرف انسان کی ہوشمندی اور بلوغت ہے۔ یہ کیا مضحکہ خیز (ہنسی مذاق میں ڈالنے والی) بات ہے کہ مولوی جو کوئی کام بھی نہیں کرتے، جنت میں چلے جائیں اور انسانیت کی خدمت کرنے والے جہنم میں جائیں۔

۱۳۔ روزہ انسانی قوتوں کو مضمحل (کمزور) کر دیتا ہے، جبکہ قرآن انسان کو مضبوط اور طاقتور دیکھنا چاہتا ہے۔ روزہ سے انسان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ طالب علم اگر کمزور ہو گا تو پڑھائی کیسے کرے گا۔

شیطانی تعلیم کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ

پیش کردہ بیانات کی روشنی میں

۱۔ انگلش زبان کے ذریعے اسلام سے خارج کر کے کافرانہ زندگی بالآخر عیسائیت تک پہنچانا۔

۲۔ مسلمانوں کے مفادات اور ان کی قومی روایات کی مخالفت کرنا۔

۳۔ مذہب کی تحقیر و توہین کرنا۔

۴۔ اسلام اور قرآن کے متعلق پختہ اعتقاد نہ رہنے دینا۔

۵۔ چند مذہبی رسومات کے علاوہ باقی تمام اسلام کو ختم کرنا۔

۶۔ مولویوں اور دینی رہبروں کو یہود و نصاریٰ کے تمام کافرانہ ظالمانہ منصوبہ جات کے ساتھ متفق بنا کر کافر و منافق بنانا۔

۷۔ پاک بھارت اختلافات و تناؤ ختم کرنا یعنی بوجہ بے غیرت ہونے کے۔

۸۔ ایٹمی خطرے سے یورپ کو محفوظ کرنا۔ بوجہ تعلیمی منافقین کے۔

۹۔ شرع محمدی کو تعلیم کا مقصد نہ بنانا بلکہ محض عربی لٹریچر کو انگریزی کے ساتھ رکھنا۔

۱۰۔ اسلامی نظامِ حکومت کا راستہ روکنا۔

۱۱۔ مسلمانوں کی طرف سے لاحق خوف کو ختم کرنا۔

۱۲۔ اسلامی جہاد کا تصور ختم کرنا۔

۱۳۔ مادی اسلام (یعنی جو محض دنیاوی مفادات کے موافق ہو اور نفسانی

خواہشات کے خلاف نہ ہو باقی سب کا انکار) پیش کرنا جس کو جدید' ماڈرن' روشن خیال اور یورپی اسلام کہا جاتا ہے۔

۱۴۔ یہودیوں کی حکومت کو برقرار رکھنا۔

۱۵۔ عوام الناس پر علماء حق کی دینی گرفت کو ختم کرنا' تا کہ وہ یہود و نصاریٰ کے پنجے میں آسانی سے گرفتار ہو جائیں۔

۱۶۔ مسلمانوں کو فکر و عمل کی قوت سے خالی کرنا' یعنی پیٹ کی فکر میں لگائے رکھنا۔

۱۷۔ سائنسی فنون کو دینی تعلیم کے ساتھ ملانا' تا کہ سائنسی فنون میں شامل کافرانہ نظریات و تہذیب کی بدولت راہِ راست سے ہٹا کر شیطانی راہ پر چلایا جائے جس پر وہ خود چل رہے ہیں۔

۱۸۔ یہودیوں کے مطابق ہر فرد کی شخصیت سازی کرنا۔ (یعنی اُن کے رنگ میں ڈھالنا)۔

۱۹۔ مسلمانوں میں عقائد حقہ اور ایمانیات کو ختم کرنے کے لئے ان میں پیدا ہونے والے فرقوں کے کافرانہ یا گمراہانہ نظریات کو حق کے ساتھ ملا دینا' تا کہ اس کے بعد وہ یہود و نصاریٰ کے کسی بھی کفر کو کفر نہ سمجھیں۔

۲۰۔ جنگ کے بغیر مسلمانوں کو فتح کر لینا یعنی تعلیم کے ذریعے اپنا حامی بنا لینا جیسا کہ پاکستانی فوج اور حکومت کے کردار سے واضح ہے کہ امریکی فوج بغیر لڑائی کے ملک میں گھس کر مسلمانوں کو مار رہی ہے۔

۲۱۔ مسلم معاشروں پر اثر انداز ہونا۔

۲۲۔ مسلمانوں میں دہشت گرد' فسادی اور لوٹ مار کرنے والے ذہن تیار کرنا جن کو محض معاشرے کی پریشانی' اسلام کی بدنامی اور مسلمانوں کو مارنے کے جواز کی فراہمی کے لئے استعمال کیا جائے۔

کلام الامام' امام الکلام

امام کا کلام کلام کا امام ہوتا ہے

تکبر اور ناجائز کام جن کی پہچان
یہ ہیں پڑھے لکھے جاہل بات میری مان

سلطنت انگریز کی اور نام ''پاکستان'' ہے — ناسخ ہے انگریز اور منسوخ ہوا قرآن ہے
شوق ہے انگریزی کا اور نام مسلمان ہے — کیا بتاؤں، کیا کہوں کہ کتنا کم عرفان ہے
علم سمجھا ہے جسے وہ فقط زبان ہے — علم اصل ہے وہی جس کا ہمیں فرمان ہے
لڑکیاں اسکول جائیں بے ضمیری اپنی دیکھ — کتنی کم ہے سوچ تیری، کیسا تو نادان ہے
صدر سے چپڑاسی تک جاہل، کرتے ہیں ناحق — اور تکبر ہی تو ہے ''جاہل'' کا جو نشان ہے
ظالموں اور کمینوں کو سزا نہ دے جو بادشاہ — جان لے اُس کو کہ نااہل ہے بے ایمان ہے
ہو خیالِ ٹیکس اور وہ خود عیاشی میں رہے — ایسا حاکم ملک کا شیطان ہے، مروان ہے
چوری، ڈاکہ اور رشوت ایک ہی تو چیز ہے — بلکہ رشوت سب سے ''بد'' اور راشی سب کا خان ہے
راشی ہو اینٹی کرپشن، پھر کرپشن کب رُکے — لعنتی اینٹی کرپشن رشوت کی پرستان ہے
حکمِ کافر مانے اور رکھے مشرف نام تو! — بلکہ تو مشرک ہے اولادِ لعینِ مروان ہے
اسکول ضد اسلام کی اور مومنوں کی حکمران — روح کُش، جسم پرور ہیں گمراہ ان سے جہان ہے
عدلیہ گر عدل چھوڑے ملک ہوتا ہے تباہ — ملک ویران ہوتا ہے جیسے قبرستان ہے

عدلیہ خود کرتی ہے رشوت خوری، ظلم و ستم   ملک کی ایسی عدالت بدتر از شیطان ہے
گر خلاف عدلیہ مسلم بولے تو مجرم ہے وہ   گر خلاف حق کرے اتنا بڑا ذیشان ہے
تو ہے سرحد کا محافظ ملک اندر سے تباہ   فوجی افسر ہیں عیاش اور ملک اب ویران ہے
حکم سب انگریز کا، حاکم غلام انگریز کے   کرتا ہے آزادیاں تُو کتنا کم پہچان ہے
نام لے کشمیر کا دنیا سے بدحا کم تیرے   لٹ گیا ہے ملک سارا بن کے قبرستان ہے
آگے سپاہی اپنے کے بھاگے تُو گیدڑ کی طرح   کیا لڑے گا جا کے تُو، وہ فوجِ ہندوستان ہے
ووٹوں کا قائل ہے جو اسلام کا قاتل ہے وہ   نیک کنجر سب برابر' کتنا تو انجان ہے
ملک، دین، اسلام اور غیرت کے دشمن حکمران   بس ہوا ہے ثابت اب تو کتنا بدعنوان ہے
دشمنِ حق سے مسلمان کھیلتا ہے آج تُو   پر وہ مسلم ہی نہیں سن لو وہ تو ''عمران'' ہے
جنگ کے میدان میں تھپیڑے کھاتا ہے تُو جابجا   اور لیکن ہر گھڑی کرکٹ میں سرگردان ہے
رسم و کثرت نے کیا ہے قوم کو غرق آج تک   حق رہا ہے اقلیت میں پڑھ لے تُو قرآن ہے
داڑھی اور مونچھیں صفا چہرہ تیرا انگریز کا   شکل عورت کی بنا لعنت کا لے سامان ہے
ڈوبیں مسلم لاکھ گر پرواہ نہیں تجھ کو ذرا   مُلّا ڈوبے ایک گر کرتا پھرے اعلان ہے
علم و حفظ و نہج نہیں ہے کلمہ سے بڑھ کر کوئی   کلمہ کو جو کچھ نہ سمجھے جان لو وہ ''ہامان'' ہے
اشتہاروں کو جو چسپاں کرتا ہے دیوار پر   بے ادب گستاخ ہے وہ بدتر از حیوان ہے
ننگے سر پھرتا ہے اور گانے سنے تُو رات دن   پردہ اور ایمان گیا بے حد ہوا نقصان ہے
سود کا رکھا پرافٹ نام ان ابلیسوں نے   مالک و خالق سے یہ تو جنگ کا اعلان ہے
اور یہ جاہل آرہے ہیں بن کے سب اسکولوں سے   جاہل ہیں استاد سارے ان کی سکول دکان ہے

انگریزی تعلیم مشائخ اسلام کی نظر میں:

انگریزی تعلیم کے بارے میں اہل اسلام کے بھی حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

پانچ سو سالہ سازش۔

عرب کے ابوالفیض محدث غماری مصری اپنی کتاب مطابقة الاختراعات العصرية لما اخبر به سيد البرية مطبوعه مصر کے صفحہ ۶۵ پر رقم طراز ہیں۔

وهذه المدارس هى أخطر خطر على الإسلام وأعظم ضرر على أهله فانهاالسبب الوحيد فى القضاء على الدين وانتزاعه من الشباب المتعلم فيها والمتخرج منها،وفساد أخلاقهم وكفرهم وإلحادهم فان الكفار لعنهم الله بعد تفكير طويل فى أسباب القضاء على الاسلام وتجارب دامت أكثرمن خسمائة سنة لم يجدوا لذالك وسيلة انجح ولاطريقاًأقرب من هذه المدارس ولذالك وجه عنايتهم اليها والى الاكثار منهافى كل قطر استعمروه لأجل القضاء على الاسلام بعد ان عقدواعدة مؤتمرات۔۔۔۔۔۔هومفصل فى كتاب "الغارة على العالم الاسلامى"وكتاب "المستشرقون"وهما كتابان ينبغى لكل مسلم مغروربالاستعمارمفتون بحضارة الافرنج أن يقرأ هماحتى يكون على بصيرة من مقاصد المستعمرين ويتحقق من الغاية المقصودة لهم من

حرصهم على تعليم أولادالمسلمين ولا سيما البنات،فقد صرحوالعنهم الله بأن البنت المسلمةاذاتعلمت اللغة الافرنجيةفانها ستتخلق بأخلاق الافرنج وتتشبع بروح التفرنج بسبب التعليم أولا،ثم بما تقرؤه من المجلات والجرائد والكتب الافرنجيةوبذالك تضعف فيهاالروح الاسلامية والتعاليم الدينية ثم تكون هي وحد هامدرسةاذاصارت أماتربي أولادهاعلى الروح الافرنجية فينشئون بعيدين عن الدين جاهلين به ،وبذالك يقع انسلاخهم من الدين ومروقهم من الاسلام،وقدجاءتهم المدارس بالنتيجة المرغوبةلهم،هي انسلاخ الشباب المتعلم في مدارسهم من الدين وان لم يتحقق الديانة المسيحية الا أنه اعدى للاسلام والمسلمين من مسيحيبألف درجة،فقدأصبحوايحاربون الاسلام علانية في الوقت الذى تحارب فيه المسيحيةالاسلام خفية -وأصبحوا يحاربون الاسلام بعنف وقوة وصلابة في الوقت الذى تحاربه المسيحية بلين وتدرج وسياسة،فكل شيطان منهم اضر على الاسلام من ألف كافر-

یعنی سکول، کالج، یونیورسٹیاں ہی اسلام کے لئے سب سے بڑا خطرہ اور مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہیں کیونکہ دین کوختم کرنے اور نوجوان طالب علم کے دل و دماغ سے اس کو نکالنے اور ان کے اخلاق و عادات

تباہ کرنے اور ان کے کفر و الحاد کا واحد سبب یہی ہیں کیونکہ کفار (لعنھم اللہ) اسلام کوختم کرنے کے اسباب میں غوروفکر اور پانچ سو سال سے زائد مسلسل تجربات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ سکولوں کالجوں سے بڑھ کر اس مقصد کے لئے کوئی طریقہ کار کامیاب اور قریب تر نہیں۔

لہٰذا انہوں نے اپنی تمام تر توجہ اپنے تعلیمی اداروں کی طرف کر دی اور اپنی نوآبادیات دنیائے اسلام میں انہیں کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے میں مصروف ہو گئے اس سلسلہ میں انہوں نے متعدد اجلاس بلائے جیسا کہ کتاب الغارۃ علی العالم الاسلامی اور کتاب المستشر قون میں مفصل ہے۔

یہ وہ دو کتابیں ہیں جن کو پڑھنا ہر اس شخص پر ضروری جومغربی استعمار کا دلدادہ ہو چکا ہے اور انگریزی تہذیب کے فتنہ میں مبتلا ہو چکا ہے تا کہ مغربی نو آبادیاتی نظام کے مقاصد کو بصیرت کے ساتھ جانے اور ان کے تعلیم کے بارے کوششوں کے اغراض و مقاصد کی تہہ تک پہنچنے بالخصوص لڑکیوں کی تعلیم انگریزوں لعنھم اللہ نے صاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ جب مسلمان لڑکی انگلش سیکھے گی تو عنقریب فرنگی عادتیں اپنائے گی اور ابتداً بذریعہ تعلیم فرنگی روح (یعنی فکر) اس میں سرایت کرے گی ثانیاً انگریزی رسائل و جرائد اور کتابیں پڑھنے سے اور اس کے ساتھ ہی اس کی اسلامی فکر کمزور پڑ جائے گی اس طرح ایک وقت پر یہ اکیلی لڑکی ہمارا مکمل مدرسہ ہوگی اور اپنی اولاد کی جب تربیت کرے گی تو ہماری فرنگی روح اور فکر کے مطابق تربیت کرے گی جس کے نتیجہ میں وہ اولاد دین سے دور اور اس سے جاہل پروان چڑھے گی اور اس کی وجہ سے دین سے بالکلیہ نکل جائیں گے یوں انگریزوں کا مطلوبہ نتیجہ آسانی سے حاصل ہو جائے گا۔

وہ ہے نوجوانوں کا دین سے باغی ہونا اگرچہ عیسائیت کو قبول نہ بھی کریں۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے سب سے بڑے دشمن تو بن جائیں آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہی سکولی طبقہ اسلام کے ساتھ اس وقت علانیہ جنگ میں مصروف ہیں جس وقت عیسائی خفیہ جنگ کر رہے ہیں اور اسلام کے خلاف پوری شدومد کے ساتھ برسرپیکار ہیں جس وقت کہ عیسائی نرمی اور آہنگی وسیاست کے ساتھ مصروف جنگ ہیں۔

پس اس تعلیم یافتہ طبقہ کا ہر شیطان اسلام کے لئے ہزار کافر سے زیادہ نقصان دہ ہے پھر چند سطر بعد سکولی ملحدین وزندیقوں کے اوصاف حدیث شریف سے بیان فرماتے ہیں۔

فصل

روی البخاری ومسلم من حدیث علی رضی الله عنه قال:قال رسول الله ﷺ سیخرج فی آخرالزمان قوم احداث الأسنان سفهاء الأ حلام یقولون من خیر قول البریّة لایجاوزایمانهم حناجرهم،یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة، فاینما لقیتموهم فاقتلوهم، فان فی قتلهم اجراًلمن قتلهم،وروی أحمد و التّرمِذِیّ وابن ماجةمن حدیث عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ ویخرج فی آخرالزمان قوم أحداث الاسنان سفهاء الأ حلام یقولون من خیر قول

الناس یقرنون القرآن لایجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة فمن لقیهم فلیقتلهم فان قتلهم أجر عند الله لمن قتلهم،فهؤلاء الأحداث المذکورون هم هذاالشباب الفاسد الکافر الملحد المارق من الدین الذین یتمشدقون با لوطنیة والجهادومحاربة الاستعمار الذی هو من خیر قول البریة ،وهم اول من یثبت قدم الاستعماروینصرالکفرینشر مباد یه وعوائده وأخلاقه وملابسه وعقائده ،ومحاربته للأسلام والقضاء علی محاسنه وآثاره والسعی فی قلعه من النفوس، والدعوة الی ذالك بالقول والعمل والقوةبقدر مافی الوسع والأمکان ،بل لو وجدواالسبیل لکفرواالناس بالقوة کما فعل أتاتورك لعنه الله،

یعنی بخاری ومسلم نے علی پاک کی حدیث سے روایت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانہ (یہی واضح قرینہ ہے اس پر کہ حدیث سکولیوں کے متعلق بھی ہے چشتی عفی عنہ) میں کچھ لوگ ظاہر ہونگے جو نوعمر ہونگے کم عقل ہونگے بات خیر البریہ علیہ السلام کی کریں گے ایمان ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے تو جہاں انہیں پاؤ قتل کرو کیونکہ ان کے قتل میں قاتل کے لئے اجر ہے۔

اور احمد ترمذی، ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو نوعمر ہوگی بے وقوف

ہوگی۔ باتیں اچھی کریں گے قرآن پڑھیں گے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے تو جوان سے ملے ان کو قتل کر دے کیونکہ ان کا قتل اللہ تعالیٰ کے ہاں قاتل کے لئے ثواب ہے۔

پس یہ مذکورہ نو عمر لوگ یہی سکولی نوجوان ہیں جو فسادی کافر ملحد، دین سے خارج ہیں وطنیت (ترقی اسلام کی بات اچھی بات) جہاد اور مغربی استعمار کے جنگ جیسے دعویٰ کرتے ہیں جو کہ اچھی بات ہے حالانکہ استعمار کا قدم جمانے والے ہیں اور کفر کی مبادیات اس کے فوائد اس کی عادتیں اس کے ملبوسات اس کے عقائد اور کفر کی اسلام کے ساتھ جنگ اسلام کی خوبیوں کو ختم کرنا اس کے آثار مٹانا لوگوں کے دلوں سے اس کو نکالنا قول و فعل اور قوت کے ذریعہ بقدر امکان مخالفت کی دعوت دینا یہ سب کام انہیں کے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ اگر طاقت پاتے تو لوگوں کو جبراً کافر بناتے جیسے کمال اتاترک نے کیا ہے خدا کی اس پر لعنت ہے۔

سکولوں نے مسلمانوں کو نیم عیسائی کر چھوڑا:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے فتاوٰی رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۸۶ پر ہے سالہا سال سے جو علی گڑھ کالج انہیں مقاصد (یعنی ترقی اسلام وغیرہ) کے لئے قائم ہے اس کے ثمر سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو نیم عیسائی کر چھوڑا اس کے اکثر تعلیم یافتہ اسلام و عقائد اسلام پر ٹھٹھے اڑاتے ہیں آئمہ و علماء کو مسخرہ بتاتے ہیں خود غرضی و خود پسندی، دنیا طلبی، دین فراموشی یہاں تک کہ داڑھی وغیرہ اسلامی وضع سے تنفر ان کا شعار ہے جب ادھورے کے یہ آثار ہیں تکمیل کے بعد جو ثمرات ہونگے آشکار ہیں۔

قیاس کن زگلستان او بہارش را

انگریزی تعلیم اور علماء رامپور

۳۔ الدلائل القاهرة علی الکفرة النیاشرة پر تصدیق کرتے ہوئے علماء رامپور لکھتے ہیں۔

نیچری ایجوکیشنل کانفرنسیں یا ان کے فضلے ندوہ مخذولہ کی شرکت بدنی ہو یا مالی قطعی حرام اور اس کو حلال اور دینی خدمت سمجھنے والا کافر و بے دین ہے۔

ملعون نیچریوں نے خوشنودی نصاری کیلئے حب جاہ میں گرفتار ہو کر انگریزی کا جال پھیلا رکھا ہے جس سے اس گروہ نابکار یعنی نالائق بندۂ کفار کی غرض فاسد یہ ہے کہ جو ہر ایمان مسلمان نادان بچوں کے سینے سے مٹ جائے مگر ان اشرار ناہنجار کو اس رہزنی کے صلے میں کوئی منصب یا جہنمی خطاب مل جائے ہنوز ایک ماہ نہیں گزرا کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس مدراس میں منعقد ہوئی جس کے صدر آنریبل خان بہادر عزیز الدین احمد سی آئی اے کلکٹر آف ویلور نے خطبۂ صدارت فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمان بچوں کو ابتداء میں قرآن خوانی سے جو نقصانات پیدا ہوئے ہیں آگے چل کر وہ انگریزی تعلیم میں حارج ہوتے ہیں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ جو مادر وطن کے فرزند ایم اے یا بی اے کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں تو ان کو ایام رمضان میں روزہ بالکل نہ رکھنا چاہیے کیونکہ صوم سے طالب علموں کے قوائے عقلی و حسی کمزور پڑ جاتے ہیں۔

ملاحظہ ہو مزید کیفیت کے لئے اخبار وکیل۔

(فتاوٰی رضویہ جدید جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۵)

انگریزی تعلیم اور پروفیسر احمد سعید کاظمی صاحب مرحوم

انگریز نے نئی تعلیم کی اس تیز چھری سے عقائد و اصول اسلامیہ کو بے دردی کے ساتھ مجروح کرنا شروع کر دیا اور ملت بیضاء کے مستحکم قلعہ کو متزلزل کرنے کی مذموم کوششوں میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر یہ لوگ عیسائیت قبول نہ کریں تو اسلام سے بہر حال دور ہو جائیں۔

(مقالات کاظمی جلد ۱ ص ۴۳۵)

انگریزی تعلیم کا نصاب

نصاب درج ذیل اشیاء پر ہمیشہ مشتمل رہا ہے اور رہتا ہے۔

انگریزوں کی تعظیم و تعریف

انگریزوں کی حکومت کی خدمت و حمایت کی پوری ذہنی و عملی تربیت اسلامی حکومت کی مخالفت خیال رہے کہ اگر چہ اسلامی حکومت کی مخالفت صراحتہً نہ بھی ہو التزاماً ضرور ہوتی ہے کیونکہ انگریزی حکومت کی موافقت اسلامی حکومت کی بعینہٖ مخالفت ہے جیسے موت سے موافقت و محبت حیات سے مخالفت و عداوت ہے اگر چہ ذکر نہ بھی ہو اسلامی جہاد اور کفر و ضلالت و فسق و فجور کی مخالفت کا خاتمہ یعنی کفر بالطاغوت کا جذبہ ایمان ختم کرنا، اسلامی تہذیب کی توہین و مذمت اسلامی بزرگوں یہاں تک کہ سید انبیاء ﷺ کی گستاخیاں اور .... فحاشی و عریانی زنا کاری عورتوں کی بدکاری، شیطانی آزادی، بے پردگی، شراب نوشی، گانوں، باجوں کی باقاعدہ تعلیم اور دعوت و حوصلہ افزائی۔ اسلامی اخلاق و عادات پردہ، حیاء

پرہیز گاری کی پوری مذمت، یہی وہ چیزیں ہیں جن کو سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، نصابی کتب عربی، فارسی، اردو، انگلش میں پھیلایا جاتا ہے اور یہ سب کچھ بدترین کفر ہے حوالہ کے لئے امام یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمۃ کی کتاب ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاری کی فصل ثالث سے عبارت پیش خدمت ہے۔

وانظر أيها المسلم العاقل رحمك الله وأرشدك الى مافيه رضاه الى اجتهاد الدول الافرنجية فى فتح المدارس فى بلاد الاسلام وانفاقهم عليها النفقات الكثيرة على ممر الشهور و الاعوام واعتنائهم بشؤونها الاعتناء التام أتراهم يا أخي يفعلون كل ذالك شفقة منهم على ابنك المسلم الذى ليس هو من ملتهم ولا من دولتهم وحرصا على نجاحه كلاّ والله لم يفعلوا ذلك الا لمقاصد مهمة وفوائدلهم كثيرة جمة تقابل نفقاتهم واتعابهم أضعافا مضاعفة وهي كلها عليك وعلى ابنك وعلى دينك وأهل ملتك دواهى عظمى ومصائب كُبرى يعلم ذلك جميع العقلاء ولايخفى الاعلى الجهلة الاغبياء فمن فوائدهم انهم يخرجون هؤلاء الصبيان الذين يتعلمون فى مدارسهم من دين الاسلام اخراجا حقيقيا بقلوبهم وان بقوا فى الظاهر فى مسلمين ويستجلبون فحبتهم لهم محبة ممتزجة بلحمهم ودمهم ينشئون عليها

ويعيشون عليها وذلك بتعلمهم لغائهم وعوائدهم وكتبهم وأحوال مشاهيرهم وتراجمهم يرويهالهم المعلمون باجمل الروايات وفي ضمن ذالك يذمون لهم عقائد الاسلام ومشاهير المسلمين وأئمة الدين حتى ربما يتجاوزون الى سيد المرسلين وحبيب رب العالمين صلى اللّه تعالىٰ عليه وعلى آله واصحبه أجمعين وتتكر و هذه الامور على سمع الصبى المسلم عدة سنين فلا يخرج من المدرسة الاوقد تجرد بالكلية من دينه و حميته اللاسلاميه وصارت تلك الدولة الممدة للمدرسة التى تعلم أحب اليه من دولته و جنسيتها أحب اليه من جسبته معتقداً فيها وفي رجالها الكمال وهو لم يتعلم شيئا من دين الاسلام وسيرة نبيه سيدنا محمد عليه والصلاة والسلام ومناقب أصحابه الهداة المهدين وفضائل أئمة دينه المبين وأحوال خلفائه الراشدين ومن بعدهم من السلاطين والامراء العادلين بل روى له عنهم شياطين أولئك المعلمين عكس أوصافهم الجميلة ومناقبهم الجليلة فاعتقد فيهم خلاف الكمال الذى اعتقده على خلاف الحقيقة فى أعداء دينه ودولته وهؤلاء التلاميذ يكبرون ويعيشون فى الظاهر من جملة المسلمين و فى الحقيقة هم أعداء للدولة والدين وقد

اشربت قلوبهم الزندقة والضلال المبين الدولة و ترى الواحد منهم لجدخلوة مع من يشاكله فى ضلاله وسوء حالها اتلاويتك اكرمعه الاعت اضات على دين الاسلام ودولة الاسلام وعوائد المسلمين يمدحون تلك الدولة صاحبته المدرسة التى كملوا فيها دروس الضلال وتجردو من الدين والكمال ولايزاليخرج من هو لاء الزنا دقة فى كل سنة من هذه المدارس النصرانية عدد كثير فيجتمع منهم فى عرة سنين الجم الغير جلهم كلهم على هذا الحال وقد جلعوا الحق وراهم ظهريا ومابعد الحق الاستقلال

یعنی اے عقل مند مسلمان اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اور اپنی خوشنودی والے کام کی طرف تیری رہنمائی فرمائے۔

انگریزوں کی اسلامی ملکوں میں اپنے مدارس قائم کرنے کی بھرپور کوشش کرنے اور مدت دراز ان پر بیش بہا اخراجات خرچ کرنے اور ان کی بابت پورا پورا اہتمام کرنے میں خوب غور وفکر کر کہ آیا وہ جو اتنا کچھ کر رہے ہیں محض تیرے متعلم بیٹے پر شفقت اور اس کی کامیابی کے حرص پر رہے ہیں جو کہ نہ ان کی قوم کا ہے نہ ان کے ملک کا واللہ۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ اس کے پیچھے ان کے اہم مقاصد و فوائد ہیں جن کے مقابلے میں ان کے اخراجات معمولی چیز ہیں اور وہ سب کے سب تیرے، تیرے بیٹے اور تیرے دین اور تیری قوم کے لئے بڑا وبال اور مصیبتیں ہیں اس کو ہر ذی عقل تو خوب جانتا ہے مگر جاہل بے وقوف اس سے قطعاً

بے خبر ہیں ان کے کچھ فوائد ہیں۔

۱۔ مسلمان بچوں کو دین اسلام سے حقیقی معنوں میں نکال لیتے ہیں اگر چہ بظاہر وہ مسلمان رہتے ہیں۔

۲۔ ان کے دلوں میں اپنی محبت ایسی پیدا کر دیتے ہیں جو ان کے گوشت پوست میں سما جاتی ہے اس کے ساتھ ہی پروان چڑھتے اور اس پر ہی زندگی بسر کرتے ہیں اور یہ سارا کچھ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ بچے انگریزوں کی زبانیں سیکھتے اور ان کی عادتیں اور ان کی کتب اور ان کے مشاہیر کے احوال سیکھتے پڑھتے ہیں اور یہ سارا کچھ ان کو پروفیسر ماسٹر حضرات بنا سجا کر سکھاتے پڑھاتے ہیں۔

اور اس کے ضمن میں ہی عقائد اسلامیہ اور بزرگان دین کی مذمت کرتے ہیں یہاں تک کہ سید الانبیاء حبیب رب العالمین ﷺ تک تجاوز کر جاتے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ اور یہ تمام باتیں بچوں کو کئی سال تک بار بار پڑھائی وسنائی جاتی ہیں حتیٰ کہ فارغ التحصیل ہونے تک وہ بچے دین اور اس کی غیرت سے بالکلیہ خالی ہو چکے ہوتے ہیں۔

اور سکولوں کی امدادی حکومت فرنگیہ ان کو اپنی حکومت سے زیادہ محبوب اور فرنگی قوم اس کو اپنی قوم سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہیں۔ وہ فرنگی قوم کو ہی باکمال سمجھتا ہے اور اس دوران اس نے دین اور سیرت نبوی، مناقب صحابہ، فضائل ائمہ دین، احوال خلفاء راشدین اور بعد کے سلاطین کے حالات میں سے کچھ نہیں سیکھا ہوتا۔

بلکہ ان شیطان اساتذہ نے مذکورہ اسلاف کے اوصاف جمیلہ و مناقب حمیدہ کے برعکس بیان کیا ہوتا ہے تو لڑکا ان کے متعلق برعکس حقیقت اعتقاد رکھ لیتا

ہے۔

اور یہ لڑکے جب بڑے ہو کر معاشرے میں جیتے ہیں بظاہر تو من جملہ مسلمانوں کے ہوتے ہیں مگر در حقیقت اعداء دین ہوتے ہیں زندیقی اور کفران کی رگ رگ میں رچ چکا ہوتا ہے (جیسے مسٹر جناح نے کہا انگریزیت میری رگ رگ میں رچ چکی ہے) چشتی۔

یہی وجہ ہے ان سکولوں میں جب کوئی اپنے ہم جنسوں میں سے کسی کے ساتھ ملتا ہے تو اس کا مذاکرہ دین اسلام پر اور حکومت اسلام اور مسلمانوں پر اعتراضات اور فرنگی حکومتوں کی مدح سرائی میں ہی ہوتا ہے جس نے انہیں دین و کمال سے خالی کیا ہوتا ہے ان سکولوں میں سے کثیر تعداد زندیقوں کی ہر سال نکلتی رہتی ہے جو دین حق کو بالکل پس پشت ڈال چکی ہوتی ہے حق کے بعد صرف گمراہی ہے۔

فقیر راقم الحروف کی گذارش

ہر کوئی اپنی معلومات کے مطابق کلام کرتا ہے ناچیز کو بحمدہ تعالیٰ اپنے بزرگوں کے فیض وصحبت سے جس قدر معلوم ہوتا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

ایمان کا جزو اعظم توحید ہے اور توحید دو چیزوں سے مرکب ہے کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ سے اہل کفر کو نہ ماننا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ

الوثقی لاانفصام لھا واللہ سمیع علیم بقرہ آیت ۲۵۶
یعنی جو طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے یقیناً مضبوط رسی کو تھام لیا جس کو ٹوٹنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

قرآن و حدیث میں طاغوت کا لفظ اصنام، شیاطین اور ائمہ کفر یعنی سرداران کفار پر بولا گیا ہے جو حق واضح ہونے کے بعد بھی خلق خدا تعالیٰ کو حق کی طاعت کی طرف آنے سے روکتے ہیں کلمہ طیبہ میں کفر بالطاغوت کو لا الہ کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور ایمان باللہ کو الا اللہ سے۔

یوں کلمہ طیبہ کا پہلا جز نفی وانکار طاغوت ہے۔

اور دوسرا جز ایمان بالحق ہے۔

اور قرآن پاک میں جن طبقات کے ساتھ مخاصمہ یعنی (بحث و جدال) کیا گیا ہے وہ چار ہیں۔

مشرکین۔ نصاری۔ یہود۔ منافقین

اب سکول و کالج کی تعلیم کا جزو اعظم اور مقصود اصلی کفر بالطاغوت یعنی کلمۂ توحید کا جزو اول اعتقاداً و عملاً ختم کرنا ہے اسی چیز کو مختلف طریقوں سے تعلیم میں پھیلایا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سکولی طبقہ کفار کے مذکورہ تمام طبقات سے مکمل ہم آہنگی اور موافقت و دوستی رکھتا ہے یہاں تک کہ ان کے دین و مذہب کو بھی برا کہنا گوارا نہیں کرتا ہے ان سے جہاد کو فساد اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو فسادی و دہشت گرد قرار دیتے ہیں اور ان کے ساتھ ہر مقام پر برسر پیکار رہے ہیں اسی

لئے اکبر الہ آبادی فرماتے ہیں

تعلیم جدید سے ہوا کیا حاصل
ہاں کفر سے جنگجوئی نہ رہی

اسی طرح سکولوں کا کفر اظہر من الشمس ہے۔

وہ اگرچہ بعض دینیات کے مضامین بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں اور بعض اعمال اسلامیہ مثلاً نماز، روزہ بھی ادا کرتے ہیں مگر ایمان کا جزو مقدم یعنی کفر و ضلالت کی مخالفت سے بالکل خالی ہیں بلکہ اس کو انتہا پسندی کا نام دے کر دنیا سے ختم کرنا چاہتے ہیں اور اسی کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ اتنے بڑے کفر کے ساتھ اسلامی تعلیم جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ کفر و اسلام ضدیں ہیں جن کا اجتماع و ارتفاع ناممکن ہے لہٰذا جو لوگ مغربی تعلیم اور اسلامی تعلیم کو ملانے کی مذموم کوشش میں مصروف ہیں اور اسے عصری و قدیم علوم کا حسین امتزاج قرار دیتے ہیں پکے منافقین ہیں جو ایک امر محال کے درپے ہیں جیسے بجلی کی مثبت و منفی تاروں کو جمع کرنے سے پوری لائن اُڑ جاتی ہے اسی طرح ایسے لوگوں کے کفر و اسلام ملانے سے ایمان کی لائن اڑ چکی ہے۔

دو متوازی نظامِ تعلیم:

مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم سابقہ مہتمم مؤسس ثانی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کہتے ہیں کہ اس سے متعلق گزارش ہے کہ اگر صرف نظام تعلیم، طریقہ تعلیم اور اغراض تعلیم کا تفاوت ہوتا تو ان امور میں تبدیلی پر غور کیا جا سکتا تھا لیکن یہاں دینی اور لادینی کا سوال ہے یہ دو ضدین بلکہ نقیضین ہیں، ان امور کا جمع ہونا محال ہے۔ اس وقت سرکاری تعلیمی اداروں میں ان ضدین میں معرکہ آرائی جاری ہے۔

ابھی تو انتظار کا مرحلہ ہے۔ سرکاری تعلیمی اداروں کی تعلیم کا جب تک کوئی واضح رخ متعین نہیں ہوتا اس وقت تک کوئی رائے دینا بے کار ہے۔

فی الحال سرکاری اداروں میں لادینی تعلیم کی دلیل یہ ہے کہ وہاں کے استاد اور طالب علم کے لئے دین پسندی کوئی شرط نہیں[1]، یہی وجہ ہے کہ وہاں کے استادوں اور پروفیسروں کی اکثریت لادین ہے۔ جو انہی سرکاری اداروں کی پیداوار ہے۔ دینی مدارس کا نظام تعلیم انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد صفحہ نمبر ۵۵ (دینی تعلیم ص ۲۷)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بسا اوقات سکولیوں کی طرف سے یہ اعتراض اٹھا کر اچھے بھلے اہل علم حضرات کو بھی غلط فہمی میں مبتلا کر لیا جاتا ہے کہ اگر کفار کی تعلیم اور ان سے تعلم حرام و ناجائز ہوتا تو سید عالم ﷺ قیدیانِ بدر سے کیوں فرماتے ہمارے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو اس طرح تمہارا فدیہ ادا ہو جائے گا۔

جواب میں اوّلاً گزارش ہے کہ سکولی نیچری جہلا سنی سنائی چھوڑ دیتے ہیں اصل صورت حال سے ہمیشہ بے خبر ہوتے ہیں ہم پہلے باحوالہ روایت پیش کرتے ہیں بعد میں جواب کی طرف آئیں گے۔

الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ج ۱۴ ص ۱۰۱ میں ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال كان ناس من

(۱) مفتی صاحب موصوف نے کسی مصلحت کی بنا پر اپنا مدعا کما حقہ بیان نہیں کیا انہیں چاہیے تھا "دین پسندی کوئی شرط نہیں" کی جگہ لکھتے کہ دین دشمنی شرط ہے۔

الأسرٰی یوم بدر لم یکن لهم فداء فجعل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فداء هم ان یعلموا اولاد الانصار الکتابة قال فجاء یوماً غلام یبکی الی والده فقال ماشأنك قال ضربنی معلمی قال الخبیث یطلب بذحل بدر واللّٰه لاتأتیه ابداً

یعنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے کچھ قیدیوں کے پاس فدیہ نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا فدیہ اولادِ انصار کو کتابت سکھانا مقرر فرمایا۔

کہا (ابن عباس رضی اللہ عنہ نے) ایک دن ایک لڑکا اپنے والد کے پاس روتا ہوا آیا باپ نے کہا کیا ہوا؟ لڑکے نے کہا مجھے معلّم نے مارا ہے باپ نے کہا خبیث بدر کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ اللہ کی قسم اب اس کے پاس کبھی نہ جانا۔

غور کے بعد مذکورہ روایت سے درج ذیل حقائق معلوم ہوتے ہیں۔

۱ سوائے کتابت کے اور کچھ بھی سیکھنے کا نہیں کہا گیا لہٰذا اس سے کفار سے ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنے اور تہذیب و شعور سیکھنے کا جواز ثابت کرنا سراسر باطل بلکہ کفر ہے۔

۲۔ کفار قیدی تھے آزاد نہیں تھے۔ یہی کفار جب آزاد تھے تو سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی بچے کو ان کے پاس نہیں بھیجا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قیدی اور آزاد کافر کا حکم مختلف ہے۔ قیدی سے کسی فتنہ و شر کا خطرہ نہیں ہوتا جبکہ آزاد سے ہر فتنہ و شر ممکن ہے لہٰذا آج کے حامی انگریز بے ضمیر مسلمان اس واقعہ سے انگریزوں کو جنگی قیدی بنانے کے بعد ان سے کتابت سیکھنے کا جواز حاصل کر سکتے

ہیں ان کی آزادی کی حالت میں سب کچھ سیکھنے کا جواز حاصل نہیں کر سکتے۔

آزاد کو قیدی پر اور مکمل تہذیب و معاشرت کو کتابت پر قیاس کرنا ایسے باطل اور حماقت ہے جیسے خربوزے پر رسولی کو قیاس کرنا باطل اور حماقت ہے۔

لطیفہ:

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اونٹ کے گلے میں خربوزہ پھنس گیا۔ معاملہ ایک دانا آدمی تک جا پہنچا۔ اس نے اینٹ مار کر خربوزہ توڑ دیا جس سے اونٹ کی مشکل حل ہوگئی، اس واقعہ کو سکولی جیسے بے وقوف نے دیکھ لیا اب اس کا رسولی والے شخص سے آمنا سامنا ہوگیا کہنے لگا اس کا علاج جانتا ہوں اور اونٹ والی کارروائی دہرا کر آدمی کا کام تمام کر دیا۔

۳۔ اس روایت کے آخر میں کافر کا لڑکے کو مارنے کا جوذکر آیا ہے اور لڑکے کے باپ کا بیٹے کو یہ کہنا کہ خبیث بدر کا بدلہ لینا چاہتا ہے لہٰذا اب اس کے پاس کبھی نہ جانا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کی قلبی عداوت، بغض اور اس کا کسی نہ کسی صورت میں اظہار اس کو استاد پکڑنے کی اجازت نہیں دیتا اور شاید سید عالم ﷺ نے اسی حقیقت کو سمجھانے کے لئے قیدیوں سے کتابت سیکھنے کا حکم فرمایا ہوگا۔

ثانیاً:

گذارش یہ ہے کہ کفار سے تعلم کتابت وغیرہ کا جواز کفار سے دوری اور نفرت کو فرض کرنے والی آیات واحادیث اور ان سے خیر کی توقع کرنے کو حرام قرار دینے والی آیات واحادیث نے منسوخ کر دیا ہے کیونکہ جنگ بدر ۲ ہجری کا واقعہ ہے اور کفار و منافقین سے منافرت، مباعدت، مباغضت یعنی ان سے نفرت

و دوری کی تعلیم دینے والی آیات اور کفار کا مسلمانوں کے ساتھ بغض و عداوت رکھنے اور مسلمانوں کی ضرر رسانی اور تباہی ہمہ وقت سوچنے کو بیان کرنے والی آیات سورۃ آل عمران اور سورۃ التوبۃ میں ہوا ہے جو واقع بدر کے کئی سال بعد نازل ہوئی ہیں۔

سورۃ آل عمران کی آیات درج ذیل ہیں۔

”اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا اپنے دلوں کی جلن سے اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرما دو میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوں اور جو میرے پیرو ہوئے اور کتابیوں اور ان پڑھوں سے فرماؤ کیا تم نے گردن رکھی پس اگر وہ گردن رکھیں جب تو راہ پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو تم پر تو یہی حکم پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔“

(سورۂ آل عمران آیت نمبر ۱۸ تا ۲۰)

ایک اور مغالطہ کا ازالہ

سکولی منافقوں کی طرف سے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک یہ مغالطہ بھی پیدا کیا جاتا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔ ظاہر ہے وہاں اس وقت چین میں کوئی اسلامی تعلیم نہیں تھی۔

جواباً عرض ہے کہ آیات و احادیث میں جہاں کہیں علم حاصل کرنے کی ترغیب وارد ہوئی ہے وہاں علم سے شریعت مطہرۃ کا ضروری علم مراد ہے۔ وہ بھی جتنا ہر مکلف پر فرض ہے اور چین جانے سے اس فرض علم کو حاصل کرنے کے لئے سفر اور ہر طرح کی مشقت برداشت کرنا ہے اور چین کا ذکر تمثیلاً آیا ہے۔ اور اس مضمون کو تو شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مشہور زمانہ کتاب کریما شریف میں بھی ادا کیا ہے فرماتے ہیں۔

طلب کردنِ علم شُد بر تو فرض
دگر واجب ست از پیش قطعِ ارض

یعنی ایک تو علم حاصل کرنا فرض ہے دوسرا اس کے لئے سفر کرنا فرض ہے اور ظاہر ہے کہ علم دین کے لئے سفر بھی اسی پر فرض ہوگا جس کو بغیر سفر کرنے کے علم دین حاصل کرنا ممکن نہ ہو جس کو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی طرح گھر میں علم میسر ہو جائے اس کے لئے سفر کو فرض کرنا سوائے جہالت کے اور کچھ نہیں۔ ترغیب علم کے متعلق آیات و احادیث کو سکولی تعلیم پر محمول کرنا نیچری و شیطانی وسوسہ ہے۔ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین

میں فرماتے ہیں۔

انشد منشد منهم ان: اٰیه قل رب زدنی علما و اٰیة قل هل یستوی الذی یعلمون والذین لایعلمون و حدیث اطلبوا العلم ولو کان بالصین لاتختص بعلوم الدین بل یعم علوم المسلمین و النصارىٰ و المشرکین و تعلم اللسان الا نقلیذی وغیره والا لما کان لزاکرارمین معنی فان العربیة لم تکن ثمهٗ وانما عنی النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم تعلم لسان العین.

الجواب: هذا تفسیر للقرآن العظیم بالرأی السقیم و افتراء علی النبی العظیم علیه واعلی اله الصلٰوة والتسلیم وما هی الانزغة خبیثة نیشریة وقد بسطنا القول علی ماهو المراد با لعلم فی الآیات والحدیث المذکور علی تقدیر ثبوته فانه موضوع عند قوم وضعیف بالوفاق فی کتاب الحضر والاباحة من فتا وانا العطایا النبویة فی الفتاویٰ الرضویة.

میں عرض کرتا ہوں اگر مروّجہ سکولی شیطانی تعلیم فرض ہوتی تو صحابہ، اہل بیت، آئمہ کرام، محدثین، فقہا، جملہ اولیاء کرام اس کو ضرور حاصل کرتے کیونکہ وہ لوگ فرض تو فرض رہا مستحب کو بھی چھوڑنا گوارا نہیں کرتے تھے تو ان میں سے کسی کا علم حاصل کرنے کے لئے چین میں نہ جانا اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ یہ شیطانی تعلیم انگریزوں اور ان کے ملعون پروفیسروں اور کرائے کے ملاؤں کا مصنوعی فرض ہے۔ لہٰذا امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس نورانی بیان سے یہ بھی معلوم

ہوگیا کہ احادیث و آیاتِ علم کو سکولی تعلیم پر چسپاں کرنے والا نیچریت میں قدم رکھ چکا ہے۔ جس کو خالص سنی کہنا امام اہل سنت کی تحقیق کے خلاف ہے۔

حقیقت ہے کہ یہ تعلیم نہیں خلق خدا کے لئے عذاب ہے۔

اقبال فرماتے ہیں کہ

عذاب دانش حاضر سے باخبر ہوں میں
کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیل

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حَیواں ہے یہ ظلمات
یہ علم یہ حکمت یہ تدبر یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات
یہ علم یہ حکمت یہ سیاست یہ تجارت
جو کچھ ہے وہ ہے فکر ملوکانہ کی ایجاد

جب پیر فلک نے وَرق ایام کا الٹا
آئی یہ سدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز
آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو ملی طائرِ دین کر گیا پرواز

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی پہ مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

دانش حاضر حجاب اکبرست
بت پرست و بت فروش و بت گرست

یعنی موجودہ تعلیم حق کے سامنے سب سے بڑا پردہ ہے۔ بت پرست ہے، بت فروش اور بت گر ہے۔

رباعی

طلسم علم حاضر را شکستم
ربودم دانہ و دامش گستم
خدا داند کہ مانند براہیم
چہ بے پروا بہ نارے وے نشستم

یعنی موجودہ تعلیم کے جادو کو میں نے توڑ دیا۔

اس کا دانہ اٹھا کر جال پھاڑ دیا۔

خدا جانتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح
اس تعلیم کی آگ میں کتنا بے پرواہ ہو کر بیٹھا ہوں

☆☆☆

بے کاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات

مزید شبہات وخدشات کے ازالہ کے لئے ناچیز کی مختلف موضوعات کی کیسٹیں انشاء اللہ العزیز کافی ہونگی۔ حاصل کیجئے۔

سوال: اگر انگریزی تعلیم نہ ہوتی تو ڈاکٹر، انجینئر، ایجادات وغیرہ بھی نہ ہوتیں

تو یہ جملہ فوائد بھی نہ ہوتے۔

جواب: یہ ساری چیزیں سائنس کا ظاہری، معمولی اور جزوی مادی فائدہ ہے اور جتنے نقصانات بیان کئے گئے ہیں وہ روحانی، غیر معمولی اور کلی ہیں۔ اور جزوی مادی فوائد کو کلی و روحانی نقصانات پر ترجیح دینا اسلام میں منافقت، جہالت اور حماقت شمار ہوتا ہے۔

دلیل: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

> ''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ! بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ اب تم انہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں آزار ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں۔ کہتے ہیں ''ہم ڈرتے ہیں (کہ) ہم پر (کہیں) کوئی گردش (نہ) آجائے تو نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم، پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا، پچھتاتے رہ جائیں۔''

(ترجمہ سورۃ مائدہ آیت ۵۲-۵۱)

شان نزول:-

یہ آیت حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ صحابی اور عبداللہ بن ابی بن سلول کے حق میں نازل ہوئی۔ جو منافقین کا سردار تھا۔

حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت کثیر التعداد دوست ہیں جو بڑی شوکت وقوت والے ہیں۔ اب میں ان کی دوستی سے بے زار

ہوں اور اللہ و رسول کے سوا میرے دل میں اور کسی کی محبت کی گنجائش نہیں۔ اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ میں تو یہود کی دوستی سے بے زاری نہیں کرسکتا۔ مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے اور مجھے ان کے ساتھ رسم و راہ رکھنی ضروری ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ یہود کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے۔ عبادہ (رضی اللہ عنہ) کا یہ کام نہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تفسیر خزائن العرفان۔

اس بیان حقیقت نشان کو پڑھ کر جب بڑے بڑے نام نہاد مبلغین کی طرف دیکھتے ہیں تو افسوس ہوتا ہے کہ جنہوں نے امت کو صراط مستقیم پر گامزن رکھنا تھا وہ خود عالم کفر سے مرعوب اور نفاق وگمراہی کی دلدل میں غرق دینی غیرت وحمیت سے قطعاً خالی نظر آتے ہیں اور تکبر وحسد ان کا زیور بن چکا ہے جیسا کہ پروفیسر سعید اسد فیصل آبادی نے انگریزی تعلیم کی حمایت اور فقیر کے حسد میں کہنے لگا یہ چشتی انگریزی تعلیم کے خلاف بولتا ہے یہ گاڑیاں، پل اور ڈاکٹر وغیرہ مدرسوں سے تیار ہوئے ہیں؟ اس بیان کی کیسٹ مجھ تک بھی پہنچی۔ لیکن تف ہے ایسے مبلغ اور سوچ پر جسکے پیش نظر دوران تبلیغ بھی دنیا ہو!

سابقہ تفصیل کا حیرت انگیز مگر حقیقت پر مبنی خلاصہ

ڈاکٹر غلام جیلانی برق اپنی کتاب مسائل نو میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مکھی کو خیال آیا کہ باغوں کی متعفن (بدبودار) فضا میں تتلیاں اور بھونرے (کالے رنگ کا تتیا سا جانور جو لکڑی میں سوراخ کر کے رہتا ہے) خواہ مخواہ خراب ہو رہے ہیں۔ ایک کتاب لکھ کر انہیں بدرؤں (گندے پانی کی نالی) اور بیت الخلاؤں (گٹروں) میں بلایا جائے۔ چنانچہ اس نے کئی سو صفحات کی ایک کتاب

لکھی جس میں مسائل ذیل پر تفصیلی بحث تھی۔

(۱) کہ باغوں میں ہر طرف تعفن پھیلا ہوا ہے جو صحت کیلئے مضر ہے۔

(۲) کہ قصاب کی دوکان کا ماحول از بس حسین (خوبصورت)، حیات پرور (زندگی بخشنے والا) اور راحت افزا ہے۔

(۳) کہ غلاظت میں وٹامنز کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔

(۴) کہ قصاب خانہ، بدرو (گندے پانی کی نالی) اور غلاظت خانہ (گٹر) اصل دنیا ہے باقی سب کچھ محض بیکار۔

مکھی نے اس کتاب کے لاکھوں نسخے باغوں میں مفت تقسیم کئے اس کتاب کی خاطر جا بجا لائبریریاں کھولیں، سفری کتب خانوں کا انتظام کیا ہر طرف مبلغ بھیجے اور پوسٹر چھاپے، پہلے تو بھونروں اور تتلیوں نے اس کتاب کا مضحکہ اڑایا لیکن رفتہ رفتہ اثر ہونے لگا کچھ نوجوان بھونرے شہروں میں آ کر بدرؤں کا جائزہ لینے لگے۔ بدبو کی لپٹ سے پریشان ہو کر بھاگتے اور پھر لوٹ آتے رفتہ رفتہ چند بھونروں نے بھی بدرؤں کی خوبیوں اور چمن کی خرابیوں پر تقریریں شروع کر دیں اور دس پندرہ برس میں تمام بھونرے اور تتلیاں گندی نالیوں میں آ کر غلاظت چاٹنے لگے۔ (مسائل نو (مکھی کی کہانی) از ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص ۸)

مقام فکر:

ذرا سوچئے کہ کیا وہ کتابیں جو گذشتہ سو سال سے آپ کو سکولوں میں پڑھائی جا رہی ہیں کسی ایسی ہی مکھی کی لکھی ہوئی تو نہیں؟

آپ جانتے ہیں کہ صدیوں سے یورپ اسیر ہوا و ہوس اور رہین ناؤ نوش ہے۔ وہاں اخلاقی و روحانی اقدار کا کوئی تصور تک موجود نہیں غریب اقوام کو لوٹنا۔

دن بھر تنور شکم تاپنا اور شام کو جنسی پستیوں میں ڈوب جانا ان کی زندگی ہے۔ خدا اور آخرت سے بے خبر، حرام و حلال سے نا آشنا اور پست لذتوں کے دل دادہ۔ یوں سمجھئے کہ یورپ ایک بدرو (گندی نالی) ہے جس میں وہاں کے لوگ مکھیوں کی طرح غلاظت چاٹ رہے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ گناہ کی راہوں پر اب وہ اتنے دور جا چکے ہیں کہ ان کا رجوع اللہ کی طرف ناممکن ہو گیا ہے۔ دوسری طرف ان کا مد مقابل یعنی مسلمان روحانی اقدار کا شدومد سے قائل ہے اور یہ نظریاتی اختلاف بار بار سیاسی تصادم کی صورت اختیار کر لیتا ہے (اور نوبت جنگ تک جا پہنچتی ہے) تو انہوں نے ایک نہیں بلکہ ایک لاکھ سے زیادہ کتابیں اس موضوع پر لکھیں۔

(۱) کہ زندگی کا انجام موت ہے اور آگے کچھ بھی نہیں۔

(۲) کہ مذہب ایک داستان پارینہ ہے جو عصر رواں کا ساتھ نہیں دے سکتا۔

(۳) کہ ایشیا کی اخلاقی و روحانی اقدار کمتر از افیوں (نشے سے کم) نہیں۔

(۴) کہ کھانا، پینا، ناچنا اور عیش اڑانا اصل زندگی ہے۔

(۵) کہ مذہب اور سیاست کا دائرہ کار جدا جدا ہے۔

(۶) کہ وطن اساس قومیت ہے اور تصور ملت یعنی پان اسلامزم (مسلمانوں کو ایک قوم کہنا) ایک سرخ خطرہ ہے۔

(۷) کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ خوراک ہے۔ وہ کھیتی باڑی میں لگے رہیں اور خام مال ہمیں بھیجتے رہیں اور لوہے کی مصنوعات ان کی خدمت میں ہم پیش کرتے رہیں گے۔

(۸) کہ انگریزی ام الالسنہ (تمام زبانوں کی اصل ہے) اور سرچشمہ تہذیب ہے۔

(۹) کہ انگریزی خط نہایت ترقی یافتہ خط ہے اسے اختیار کرنا اور قرآنی خط سے جان چھڑانا ترقی کے لئے لازمی ہے۔

(۱۰) کہ نپولین، نیلس، ملٹن، بیکن، نیوٹن وغیرہ محسنین انسانیت تھے اور باقی یہ غزالی ورومی وغیرہ تاریکی میں بھٹکنے والے اندھے۔

(۱۱) کہ یورپ کے درودیوار باغ وراغ اور بحور وطیور بے حد حسین ہیں اور یہ دجلہ وفرات اور سیحوں وجیحوں گندے نالے، ککو (کوا) پرندوں کا بادشاہ ہے اور یہ بلبل، چکور، تیتر اور مور سب کے سب بیکار وبے ہودہ ہیں۔

یہ کتابیں پڑھنے کے بعد ہم یورپ میں گئے، شروع شروع میں تو وہاں کی عریانی فحاشی اور عیاشی سے قدرے بدکے لیکن بہت جلد ان اثرات کو قبول کر لیا۔ واپس آ کر انہی باتوں کا پرچار شروع کر دیا اور اب یہ حال ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں سے فوج در فوج ایسے گریجوایٹ نکل رہے ہیں۔

(۱) جو خدا اور رسول سے بیزار ے (شراب) ونغمہ کے پرستار اور زنجیر شکم میں گرفتار ہیں۔

(۲) جو تمام بلند اخلاقی وروحانی اقدار کے منکر ہیں۔

(۳) جو اپنی تاریخ روایات، اسلاف، ماضی، حال، مستقبل ومنزل سے یکسر بے خبر ہیں۔

(۴) جو [illegible] سے متنفر اور یورپ کی ہر چیز سے گرویدہ ہیں۔

(۵) جو اپنی زبان، اپنے ادب، بلکہ قرآنی خط تک کے دشمن ہیں۔

(۶) جن کے ہاں زندگی کی سب سے بڑی قدر شراب پینا اور نامحرم نیم عریاں عورتوں کی کمر میں ہاتھ ڈال کر چلنا ہے۔

آج یورپ بے حد خوش ہے کہ آخر اس نے اپنے اس حریف کو پچھاڑ ہی دیا جس سے وہ پہلے چودہ سو برس میں ہزار بار پٹ چکا تھا۔

(مسائل نواز ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص)

دینی تعلیم کو انگریزی تعلیم کے مساوی کرنے والے نام نہاد ملائوں کیلئے مقام عبرت:

اگر آج ہماری درسگاہیں بد کردار سٹوڈیوں کم علم و بے عمل اساتذہ سے لبریز ہیں تو قصور کس کا؟ اسی نصاب کا ہے جو اس قدر مردہ و بے روح ہے کہ پہلی جماعت سے ایم۔ اے تک کی تمام کتابوں کا مجموعی اثر گلستان سعدی کی ایک حکایت جتنا بھی نہیں۔ (مسائل نواز ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص)

نصاب کی اہمیت:

ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں کہ ہٹلر اپنی کتاب ''مائین کیمف'' میں لکھتا ہے کہ ایک جھوٹ کو اتنی بار دہراؤ کہ دنیا اسے سچ سمجھنے پر مجبور ہو جائے۔ گذشتہ جنگ عظیم میں برطانیہ نے کہا کہ جمہوریت ایک مقدس نظام حکومت ہے اور ہٹلر دشمن جمہوریت ہے۔ ہٹلر نے کہا کہ جمہوریت دراصل چوروں اور ڈاکوؤں کی منڈی ہے جو غریب ایشیا اور افریقہ کو لوٹ رہی ہے۔ آدھی دنیا ہٹلر پر ایمان لے آئی اور آدھی چرچل پر۔ پراپیگنڈہ حقیقتاً ایک نہایت خوفناک حربہ ہے جس کے اثرات بڑے دور رس ہوتے ہیں۔ اس کے کئی طریقے ہیں مثلاً

اخبارات' رسائل' سینما' ریڈیو' تقاریر وغیرہ ان تمام میں موثر ترین نصاب تعلیم ہے جو نئی نسل کے دل و دماغ میں گھر بنا لیتا ہے اور زندگی کو ایک خاص ڈگر (طریقہ) پر ڈال دیتا ہے۔

انگریز بڑی ہی ہوشیار قوم ہے۔ ہندوستان پر قابض ہونے کے بعد اگر اسے خطرہ تھا تو صرف مسلمان سے۔ اس لئے اس نے یہاں ایک ایسا نصاب تعلیم نافذ کیا جس کا لازمی نتیجہ مذہب سے نفرت اپنی تہذیب و روایات سے بیزاری روحانی و اخلاقی اقدار سے بے خبری عظیم اسلاف سے بے تعلقی اور حیات کی لا مقصدی تھا چنانچہ گذشتہ سو سال میں ہماری یونیورسٹیوں سے رشوت خور بابو' مغرور و متکبر افسر اور عیش پسند جنٹلمین تو کروڑوں کی تعداد میں پیدا ہوئے لیکن ایک بھی ابن حنبل یا ابن قیم[1] پیدا نہ ہو سکا۔ (مسائل نو [کمی کی کہانی] ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص ۸)

ا۔ ڈاکٹر برق کو چاہیے تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے نیز انہوں نے یہاں ابن قیم کا بھی اضافہ کیا ہے جو کسی طرح موزوں نہیں کیونکہ امام احمد اور ابن قیم میں کوئی مناسبت نہیں اول بالاتفاق امام الھدی ہیں جبکہ ثانی گمراہ، بددین ہے دیکھیں انباء الحی از امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

کیا اسلام اور سائنس جمع ہو سکتے ہیں؟

یہ امر کسی پر مخفی نہیں کہ جدید سائنسی شیطانی نظریہ میں مابعد الطبعیات اور دین کا انکار ہے۔ جس طرح قدیم و جدید علوم ملانے کو حسین امتزاج کا نام دے کر دین دشمنی کی جا رہی ہے۔ اسی طرح اسلام اور سائنس کو ہم آہنگ کرنے کی زہریلی کوشش اور ایک امر محال پر زور آزمائی کی جا رہی ہے اور اس خدمت یہود میں انگریزی تہذیب کے دلدادہ' پروردہ منافقین و مرتدین پیش پیش ہیں اسی لیے اپنی کتابوں کے نام ہی ایسے رکھتے ہیں۔ سنت نبوی اور جدید سائنس حتی کہ کئی مرتدین تو اسلام کی حقانیت کا معیار بھی جدید سائنس کو قرار دینے لگے ہیں جبکہ جدید سائنس اسلام کے مخالف ہے جیسا کہ پروفیسر احمد سعید کاظمی مرحوم لکھتے ہیں کہ سائنس کی سمت اور ہے اسلام کی اور۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک شخص مشرق کی جانب جا رہا ہے تو دوسرا شخص مغرب کی جانب۔ جہت مخالف سے ملاپ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اسلام کا عروج بلندی کی طرف ہے اور سائنس کا نزول پستی کی طرف ہے لہٰذا ان کا ملاپ نہیں ہو سکتا اور نہ سائنس اسلام کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ (خطبات کاظمی جلد ۴ ص ۱۲۰)

قدیم اہل مذاہب نے اپنے مذہبیات اور معتقدات کو اس کی قربان گاہ پر قربان کر دیا اور فرض ایمانیات کو سائنس کی آگ میں جلا کر خاکستر کر ڈالا یعنی سائنس کے اصول مخترعہ کے مطابق جو چیز غلط سمجھ لی گئی اس کو کسی طرح صحیح نہیں

کہا جا سکتا خواہ الہام ربانی ہی اس کی صحت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہو۔

(مقالات کاظمی جلد ا ص ۳۹۸)

پروفیسر احمد سعید کاظمی کی حق بیانی اور اُس کے شاگرد و مرید غلام رسول سعیدی کا سائنس پرستی کی بناء پر اس کی مخالفت کرنا۔

اب دیکھیئے انہیں کاظمی مرحوم کا فیض یافتہ وخود ساختہ مجتہد اور تحریری جنونی ملا غلام رسول سعیدی نے اپنے عقائد و ایمان کو سائنس کی آگ میں کیسے جلا کر خاکستر کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے قرآن کی تفسیر سائنس کے مطابق کرنی چاہیے سائنس کے خلاف قرآن مجید کی تفسیر کرنے سے خدشہ ہے کہ کہیں سائنس کے طلباء اور ماہرین قرآن مجید کا انکار کر دیں اور اس ترقی یافتہ دور میں پرانی لکیروں کو پیٹتے رہنے میں دین کی کوئی خدمت نہیں ہے۔

(تبیان القرآن جلد ا ص ۳۰۹)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یا نصوص قرآنیہ کو عقل کا تابع بتائے کہ جو بات قرآن عظیم کی قانون نیچری (سائنس) کے مطابق ہو گی مانی جائے گی ورنہ کفر جلی کے روئے زشت پر پردہ ڈھکنے کو ناپاک تاویلیں کی جائیں گی۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ایسے لوگ بالقطع والیقین کافر و مرتد ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴ ص ۱۲۶)

دوسرا فتنہ ذرائع ابلاغ

(ٹی وی، ریڈیو، گراموفون، اخبارات، جرائد و رسائل)

”وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برائی پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

(سورۂ نور آیت نمبر ۱۹)

”اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں (بے مقصد کہانیاں) خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنا لیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔“

(سورۂ لقمان آیت نمبر ۶)

تمام کفار اہل یورپ خصوصاً یہود کبھی انسانیت کی فلاح و بہبود کی نہیں سوچ سکتے بلکہ وہ اپنی خیر و فلاح کی مثبت و صحیح فکر سے مکمل محروم ہیں پھر دوسرے کی خیر و فلاح کی توقع ان سے کیونکر ہو سکتی ہے۔

اس حقیقت کا بیان یہ ہے کہ کفار و منافقین کے کفر و منافقت جیسے عظیم جرم کی سزا کے طور پر باری تعالیٰ ان پر شیطان مسلط کر دیتا ہے ظاہر ہے شیطان اولاد آدم کا کھلا دشمن ہے لہٰذا وہ خبیث انہیں ہمیشہ دو جہاں کے خسارے اور تباہی کی طرف مختلف طریقوں سے بلاتا رہتا ہے اور یہ اندھے اس کے پیچھے دوڑتے

کیا پردہ تعلیم کا مانع ہے ؟

جواب ۔ پردہ تعلیم کے لیے ہر گز مانع نہیں ۔ ہاں
سکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے پردے کا کسی قدر
مانع ہونا اگر تسلیم کر لیا جائے تو بعید نہیں ۔ لیکن
یہ تعلیم عورتوں کے لیے سرے سے ضروری ہی نہیں۔
اس تعلیم سے اللہ تعالی جل جلالہٗ مسلمان عورتوں کو
محفوظ رکھے تو بہتر ہے ۔
جس تعلیم سے لڑکیاں بن ٹھن کر بازاروں اور عام
گزرگاہوں میں اوضاع جاہلیت
(جاہلیت کی بے پردگی)
کا نمونہ پیش کریں ۔ اسے تو دور ہی سے سلام ہے ۔
ایسی تعلیم اہل یورپ کو ہی مبارک ہو ۔ جس کو
حاصل کر کے مرد و عورت یہ کہنے لگیں ۔
کہ ہم کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں ۔

مولانا ابوالبشیر صالح رحمتہ اللہ علیہ
کی لکھی ہوئی یہ کتاب جو کہ 1930 میں چھپی تھی ۔
کتاب کا نام پردہ صفحہ نمبر 37 سے



پردہ

مؤلفہ

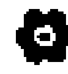
مولانا ابوالبشیر محمد صالح مدظلہ

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لِفَاطِمَۃَ اَیُّ شَیْءٍ خَیْرٌ لِّلنِّسَآءِ
قَالَتْ لَا یَرَیْهُنَّ الرِّجَالُ

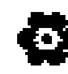
(رواہ البزار)

پردہ

اس کتاب میں پردے کی حقیقت پر شرح و بسط کیساتھ روشنی ڈالی گئی ہے



مؤلفہ
حضرت مولانا ابوالبشر محمد صالح نقشبندی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ



مکتبہ مہریہ رضویہ جامع مسجد نور ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

قیمت 70 روپے



پیش کش

ایک بندۂ بے نوا ان چند اوراقِ پریشان کو جو درحقیقت اس کے دلِ غمدیدہ کے چند ٹکڑے ہیں جس کو اُمت کی حالتِ زار نے پاش پاش کر رکھا ہے یا اسکے دیدۂ اشکبار کے چند آنسو ہیں جس کو قومی ادبار و تنزل خون رُلا رہا ہے بطور بضاعت مزجاۃ اس تاجدارِ کونین کی درگاہِ عالی میں پیش کرتا ہے۔ جہاں اخلاص و عقیدت کی نذر زیادہ وقعت رکھتی ہے جس کی سرکار میں محبت کے ساتھ پیش کی ہوئی مٹھی بھر کھجوریں دیناروں کے انبار پر فوقیت پاتی ہیں

عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ

ابوالبشیر محمد صالح بن مولوی مست علی مرحوم

مختصر فہرست مضامین کتاب پردہ

اعتذار

اس کتاب کی تصحیح میں کافی حد تک کوشش کی گئی ہے لیکن تجربہ شاہد ہے کہ غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ لہٰذا اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اگر کہیں غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح ہو سکے۔ ادارہ آپ کا بہت مشکور ہوگا۔

محمد اکرم مجددی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للہ! اللہ رب العزت کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے جس نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں راہ ہدایت دکھائی اور پھر اس راہ حق کی اشاعت میں قدم اُٹھانے کی توفیق بخشی۔

آپ کے زیر ملاحظہ کتاب ادارہ ہذا کی تیسری پیش کش ہے۔ پہلی مرتبہ اس قابل صد افتخار تحقیقی اور تخلیقی کاوش کو مصنف مرحوم ومغفور نے ۱۹۲۰ء میں اپنی زیر نگرانی متحدہ ہندوستان میں چھپوایا تھا۔ یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اس کے بعد آج تک نہ یہ کتاب دوبارہ اشاعت پذیر ہوئی اور نہ ہی قوم اس قدر اہم کتاب سے استفادہ کر سکی۔ اب زمانے کی بے راہ روی اور اسلامی قدروں کی پامالی کو دکھ کے ساتھ محسوس کرتے ہوئے اور اس کتاب کی اشاعت کو اشد ضروری اور وقت کا اہم تقاضا تصور کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کتاب کو مخلصانہ طور پر شائع کرتے وقت بارگاہ ایزدی میں عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان بہن بھائیوں کو اس کے مطالعہ سے صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور کتاب ہذا کے مصنف ناشرین اور معاونین کی سعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر قدم پر ہماری رہنمائی کرتا ہے اسلام صرف چند عبادات عقائد اور دعاؤں کا نام نہیں بلکہ یہ زندگی کا ایک مکمل سانچہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ جس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال کر ہی ہم فلاح ونجات کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اسلام ایک مسلمان کی زندگی کو ہر پہلو سے محیط ہے۔ جب تک مسلمان ان حدود وقیود کو خلوص دل سے قبول کرتا ہے اس وقت تک وہ مسلمان ہے اور جب کوئی شخص ان شرعی حدود وقیود کو توڑے، اسلام کے عمل دخل کو اپنی زندگی کے چند پہلوؤں تک محدود کرنے اور اسلام کو اپنے تابع کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کے من مانے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر اپنی تباہی وہلاکت کو دعوت

دیباچہ۔

کتاب "پردہ" آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں پردہ کی اسلامی زاویۂ نگاہ سے حقیقت اور اہمیت واضح کی گئی ہے۔ مسلمان عورت کیلئے پردہ کے احکام، عزت وعصمت کی حفاظت کے جامع اور بنیادی اصول، مرد اور عورت کے میل جول اور نظر و نگاہ کی حدود کو قرآن وسنت کی روشنی اور اسلامی علوم کے ماہرین کے ارشادات کے حوالے سے واضح کیا گیا ہے

کتاب کی اس اشاعت سے متعلق چند ضروری گذارشات پیش خدمت ہیں۔ چونکہ کتاب کی اشاعتِ اول قیامِ پاکستان سے پہلے ہوئی تھی لہٰذا جہاں کہیں ہندوستان کا نام آیا ہے۔ ان مقامات میں سے جہاں ضروری خیال کیا گیا ہے۔ قوسین کے اندر "پاک وہند" کا اضافہ کر دیا گیا ہے تاکہ موجودہ قاری کسی الجھن کا شکار نہ ہو۔

• جس مقام پر کسی تشریح یا وضاحت کی ضرورت خیال کی گئی وہاں تشریح یا وضاحت حاشیہ میں درج کر دی گئی ہے۔

○ جہاں کہیں عربی عبارت بغیر ترجمہ تھی وہاں اس کے ساتھ ترجمے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

○ یہ انسانی فطرت ہے کہ کسی چیز کو دیکھ کر انسان اس کے خالق کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی جستجو کرتا ہے۔ قاری کی اس طبعی خواہش کا احترام کرتے ہوئے مصنف مرحوم کی شخصیت کا مکمل اور شایانِ شان تعارف شاملِ کتاب کرنے کا فیصلہ کیا گیا لیکن یہ مقام حیرت ہے کہ کسی مشہور تذکرہ نگار کی تصنیف سے بھی مصنف کے جامع اور مستند حالات میسر نہ آسکے۔ اس الجھن کو سلجھانے کے سلسلہ میں ہمارے مخلص دوست اور کرم فرما جناب پروفیسر آفتاب احمد نقوی صاحب ہمارے مخلصانہ شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مولانا مرحوم کی تصانیف جو چھپ سکیں ان کی ورق گردانی کر کے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ جو کچھ ہو سکا "ابتدائیہ" کے عنوان کے تحت پیش کر دیا ہے۔

آخر میں مولانا مرحوم کے دوستوں، عقیدتمندوں اور تعلق داروں سے التماس ہے کہ مولانا موصوف کے متعلق مستند حالات وواقعات سے ادارہ ہذا کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں مصنف علیہ الرحمۃ کی سوانح وتعارف ان کی شایانِ شان شاملِ کتاب کیا جاسکے۔

(ادارہ)

جذباتِ فقیہ زماں

۱۳۹۹ھ

نائبِ رسول مولانا محمد صالح نور اللہ مرقدہٗ

۱۳۷۹ھ

اشاعت بار اوّل آثار خامہ
۱۳۴۸ھ

سالِ وفات نیک خصال
۱۳۷۹ھ

طالبانِ علمِ دیں کے اوستاد — خوش خصال وخوش بیان وخوش نہاد
ہے محمد صالح جن کا اسمِ پاک — عالم و فاضل فقیہِ خوش نژاد
جن کے فیضانِ قدم سے بالیقیں — میترانوالی ہے رشکِ صد بلاد
پردہ ہے تصنیفِ اطہر آپ کی — جس سے حاصل دیدہ و دل کی کشاد
اَیُّ شَیْءٍ خَیْرٌ لِّلنِّسَاء کی شرحِ پاک — اہلِ دانش کا ہے جس پر اتحاد
جستجو تھی سالِ رحلت کی مجھے — غیب سے پوری ہوئی دل کی مراد

اے قمر: کہہ دو بالفاظِ دُعا
"مرقدش از نورِ حق معمور باد"
۱۳۷۹ھ

کفش بردار علمائے ربانی
قمر یزدانی
پنوانہ ضلع سیالکوٹ

یکم جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ
۲۸ را پریل ۱۹۷۹ء

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

حمد — تمام تعریف اس واہب العطایا کو زیبا ہے۔ جس نے انسان ضعیف البنیان کو جوہر عقل سے ممتاز فرمایا۔ عقل کی بدولت اس کے دل و دماغ کو صحیح احساسات سے متاثر ہونے کی صلاحیت بخشی اور ان احساسات سے اس کو شرم و حیا کے فضائل کا ثمرہ عطا فرمایا۔ جس سے ہر صاحب بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ جس انسان میں شرم و حیا نہیں اس میں صحیح احساس نہیں، جس میں صحیح احساس نہیں اس میں عقل نہیں۔ جس میں عقل نہیں وہ انسان نہیں نرا حیوان ہے بلکہ حیوان سے بدتر۔ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ؕ (وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ (پ ۹ سورہ انعام) وہ مالک الملک جس نے ننگی زمین کو موالید ثلاثہ کی کائنات سے ڈھک کر، درختوں کو ہرے ہرے پتوں کا لباس پہنا کر۔ پہاڑوں کو سبزہ و روئیدگی کا خلعت بخش کر حتیٰ کہ اربعہ عناصر کے ایک کرّہ پر دوسرے کرّہ کو اور ان پر آسمانوں کو پردہ پوش بنا کر یہ اشارہ فرما دیا کہ ماہ سے ماہی تک تمام کائنات پر ستر و حجاب کا قانون موثر ہے ؎

از برائے پردہ داناں درس فراش صنع
بر ہوا افگندہ شادرواں نو توئے ایثرا

ہمہ ستار عیوب کی قدرت کے ہر فعل میں پردہ کی رعایت مرکوز ہے۔ انسان کو پردہ عدم سے نکال کر پردہ رحم میں پرورش دی۔ پھر ایک میعاد موجل تک اپنی گوناگوں نعمتوں کے پردہ میں زندگی بخش کر اس کو پردہ خاک میں مستور و محجوب کر دیا۔ حتیٰ کہ روز قیامت میں بھی اس کی ستاری ہی اس کے جرائم و معاصی کی پردہ پوشی ہوگی ؎

لطف تو خطا کاری مستاں پوشد   شرمندہ العطف خطا پوشی توہم

نعت

درود نامحدود حضور سرور عالم فخر بنی آدم رسول الثقلین نبی الحرمین بزنگ بعد از خدا انبیاء و مرسلین کے پیشوا پر۔ جن کی تعلیمات عالیہ سے جماعت انسان کی اخلاقی عریانی تہذیب و شائستگی کے لباس سے مستور ہوئی جنہوں نے اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ (حیا ایمان سے ہے) (مشکوٰۃ شریف) کا فرمان واجب الاذعان بخش کر فیصلہ فرمادیا کہ حیا اور پردہ وغیرہ لوازم حیا۔ اور شرط مسلمانی ہیں۔ دنیا فحش و بے حیائی کے گڑھے میں گرتی چلی جارہی تھی جو جہنمی آگ سے پُر ہے آپ نے اپنی حیا آموز تعلیمات سے مخلوق کو اس ہلاکت خیز گڑھے میں گرنے سے بچایا ہے

راست می فرمود آں بحر کرم ۔۔۔ بر شما من از شما مشفق ترم
من نشستہ بر کنار آتشے !! ۔۔۔ با فروغ شعلہ ولبس ناخوشے
کہ شما پروانہ وار از جہل خویش ۔۔۔ پیش آتش مے کشید ایں جملہ کیش
من ہمی رانم شمارا ہمچو مست ۔۔۔ از درافتادن در آتش با دو دست

افسوس! اب پھر لوگ اس گڑھے میں گرنے لگے ہیں ہے

اے لبرا پردہ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

ملت اسلامیہ کے لئے لمحۂ فکریہ یورپ کا تمدن، یورپ کی تہذیب اور یورپ کی معاشرت ایک فتنہ بار گھٹا بن کر افق عالم پر چھائی ہوئی ہے اور اکثر ممالک پر اپنے اجتماعی و معاشرتی شرور و مفاسد کا مینہ برسا رہی ہے قرائن سے پایا جاتا ہے کہ اس بارانِ فتن سے عنقریب ایک عالمگیر سیلاب پیدا ہو کر دنیا کی بستی بستی پر احاطہ کرے گا۔ اور دنیا کے امن و امان کے ساتھ اسلامی عفت و عفاف اور حیاو تقوے کو بھی بہا لے جائے گا۔

یورپ نے عورت کو خلافِ فطرت آزادی دے رکھی ہے اور اس کے لئے بلانقاب و بے حجاب بلا محابا چلنا پھرنا تنہا سیر و سفر کرنا اور غیر مردوں کے ساتھ اختلاط و تخلیہ مکالمت و مصاحبت اور مصافحہ و معانقہ کرنا جائز کر رکھا ہے۔ آج دیگر اقوام کے دلوں میں بھی اس کی ریس جوش زن ہے۔ چنانچہ ترکی نے تحقیقۃً اور صاف طور پر یہ مراسم اپنی معاشرت میں داخل کر لئے۔ مصر مدت سے اس منزل کے قریب آ رہا ہے ایران بھی اسی راہ پر گامزن ہونے کیلئے غور کر رہا ہے۔ اور افغانستان کے شاہی خاندان نے تو ان مراسم کی شیفتگی پر تخت و تاج تک قربان کر دیا۔ یہ تازہ فتنہ ہندوستان میں بھی رنگ لائے بغیر نہ رہا۔ چنانچہ آج بعض اعلیٰ و متوسط اسلامی طبقات کی یہ حالت ہے کہ جن معزز گھرانوں کی عورتیں کبھی گھر کی دہلیز میں قدم رکھنا بھی شیوۂ حیا کے خلاف سمجھتی تھیں آج ان کی نوجوان بہو بیٹیاں کھلے بندوں بازاروں میں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ جس حریم ناموس میں ایک پانچ سالہ اجنبی لڑکے کی باریابی بھی غیرت کے منافی سمجھی جاتی تھی اس کی عورتیں اب بازاری حجاموں کے ہاتھوں سے یورپین فیشن کے مطابق اپنے کاکل و گیسو کی قطع و برید کرانے کی شائق ہوتی جاتی ہیں اور یہ جرأت و بے باکی اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ بے پردگی و حجاب افگنی کا جو خیال کبھی عورتوں کے دماغ کے قریب بھی نہ آتا تھا اور صرف بعض شیفتگانِ مراسمِ فرنگ کی زبان سے ہی کبھی کبھی اس کا اظہار ہوتا تھا۔ آج تو جماعتِ نسواں نے اس کو اپنا بنائے دعوٰی بنا لیا ہے چنانچہ پچھلے دنوں لاہور میں بہت سی معزز خواتین نے اپنا ایک ڈیپوٹیشن مرتب کرکے وزیر بلدیات پنجاب کے حضور میں فریاد کی کہ ہماری جماعت کو رسم پردہ کی دیرینہ قید سے رہائی ملنی چاہیے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

افسوس! کہ تقلیدِ فرنگ کے شائقین کو کچھ خبر نہیں کہ ہم جس راہ پر چل رہے ہیں، وہ کعبہ کی بجائے ترکستان کو نہیں بلکہ فرنگستان کو جا رہا ہے۔ وہ تہذیب کی بجائے قومیت کی تباہی اور تخریب پر منتج ہوتا ہے۔ آج ایشیائی اقوام جو یورپ کی تہذیب و تمدن کی دلدادہ ہو رہی ہیں۔ اس سے نہ صرف وہ اپنے اپنے دین و مذہب سے بیگانہ ہو جائیں گی۔ بلکہ ان کی قومیتیں بھی یکسر نیست و نابود ہو جائیں گی

یورپ کا حملہ یورپ چند صدیوں سے ایشیائی ممالک پر قابض ہو جانے کا بیڑا اٹھا چکا ہے اور ہر تدبیر سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر اپنے شکم آز کو پُر کرنے میں مصروف ہے مگر قطعاتِ ارضی پر اس کے قابض و متصرف ہو جانے سے اقوام کی قومیتیں نہیں مٹیں۔ توپوں سے بڑے بڑے قلعے مسمار ہو گئے۔ بلند و بالا عمارتیں پیوند زمین ہو گئیں۔ بندوقوں اور مشین گنوں سے ہزاروں، لاکھوں ہستیاں عدم آباد پہنچ گئیں۔ مگر باوجود اس کے اقوام و ملل کی ہستی قائم رہی۔ لیکن اب یورپ کا ایشیا پر ایک اور ہنگامہ خیز اور فتنہ انگیز حملہ شروع ہے جو توپوں اور مشین گنوں سے کہیں زیادہ ہلاکت بار اور تباہ کن ہو گا۔ اس سے اندیشہ ہے کہ ہر قوم کی قومی ہستی بھی فنا و نابود ہو جائے۔ ایشیائی روایات صفحہ روزگار سے قطعی طور پر محو ہو جائیں۔ یہ حملہ یورپین تہذیب اور فرنگستانی اطوار و عادات کا ہے۔ جس کے آگے ایشیائی تہذیب سرنگوں ہوتی جاتی ہے اور ایشیائی شعار و اطوار مٹتے جا رہے ہیں۔ یہ حملہ آتشیں اسلحہ اور تیغ و سنان کی حرب و ضرب سے کہیں زیادہ کارگر ہے۔ اس کے زور و طاقت کے آگے ایشیائی اقوام خود بخود گرتی اور مسخر ہوتی جاتی ہیں۔ ان کی تہذیب فنا ہوتی جاتی ہے۔ ان کے خصائص قومی مٹ رہے ہیں۔ ان کی قومیت کے امتیازات نابود ہو رہے ہیں۔ اگر چندے یہی حال رہا۔ تو ان ایشیائی اقوام کا لباس و انداز۔ ان کی بُود و ماند، ان کا طور و طریق۔ ان کا طرزِ زلیست۔ ان کا اندازِ زندگی سب یورپین نمونے پر ہو گا اور وہ اہل یورپ کے مقلدین کی حیثیت میں زندگی لبسر کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ان کو اپنا شاندار ماضی فراموش ہو جائے گا۔ اپنے اسلاف کے قابلِ فخر کارناموں کی یاد ان کے صفحہ دل سے محو ہو جائے گی۔ وہ اپنے کیش و مذہب۔ اپنے دین و دیانت اور اپنے اخلاق و آداب کے ساتھ اپنے قومی وجود کا جنازہ بھی یورپ کی سرحد میں دفن کر دیں گے۔

پہلے مسلمانوں کی حالت اسلامی شان و شکوہ کا آفتاب اس وقت بلندی پر درخشاں تھا۔ جب مسلمان اسلامی آداب و اطوار سے سختی کے ساتھ متمسک تھے۔ اور یہ حیا سوز و حمیت افگن مراسم جو آج یورپ کی مایۂ ناز تہذیب میں داخل ہیں اور مشرق کی گمراہ و ناعاقبت اندیش اقوام نے ان کو واجب

التقلید سمجھ لیا ہے۔ اس زمانے کے مسلمانوں کی نظر میں یہ مراسم صرف ذخوش وہہام کے لئے ہی زیبا ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید کی بیگم ملکہ زبیدہ خاتون کے متعلق اہل سیر نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنے محل میں سر کے بال کھولے بیٹھی تھیں۔ استنے میں ایک غلام بے خبری میں کسی کام کے لئے ادھر آیا تو بیگم کو برہنہ سر بیٹھے اس نے دیکھ لیا اور لرز کر جھٹ پیچھے ہٹ گیا۔ زبیدہ نے خادمہ کے ذریعے اس سے پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ تم نے ہمارا کون سا حصہ جسم دیکھا ہے۔ اس نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ صرف سر کے بال مجھ کو دکھائی دیئے تھے زبیدہ نے مشاطہ کو بلا کر اپنے سر کے بال کٹوا دیئے اور کہا کہ ہم کو اس چیز کا اپنے بدن پر باقی رکھنا گوارا نہیں جس پر ایک نامحرم کی نظر پڑ چکی ہے۔

عروج وزوال

آہ! ایک وہ اسلامی اقبال کا زمانہ تھا کہ مسلمان حیا وحمیت کے صحیح مسلک پر چلتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر ایک غیور مسلمان خاتون دیکھتی کہ اس کے سر کے بالوں پر ایک نامحرم کی نظر پڑ چکی ہے تو وہ ان کو بمنزلہ نجاست سمجھ کر ان کے بار سے اپنے سر کو سبکدوش کرنا ضروری سمجھتی تھی اور ایک آج قومی ادبار کا زمانہ ہے کہ ان اقوام کی رسم و عادت کی تقلید کو مایۂ فخر ومباہات سمجھا جاتا ہے جن کے نزدیک شرم وحیا کا کوئی مفہوم ہی نہیں۔ جو اپنی نساء ثیبات وابکار کا (شادی شدہ اور کنواری عورتوں کا) غیر محرم اور اجنبی مردوں کے ساتھ تخلیہ (علیحدگی) میں ملنا، بات چیت کرنا، ہاتھ ملانا، خط وکتابت کرنا، ان کے ساتھ ناچنا۔ شریک سیر ہونا اور ان کے سامنے نہ صرف ہاتھ پاؤں اور چہرہ بلکہ سینہ اور پنڈلی تک برہنہ رکھنا جائز سمجھتی ہیں۔

فَاهًا ثُمَّ اٰهًا ثُمَّ اٰهًا!

سببِ تالیف

یہ افسوسناک والم انگیز حالات ہیں۔ جنہوں نے خاکسار کو ان چند اوراق کے مرتب کرنے پر آمادہ کیا۔ تاکہ ان شیدایانِ مراسمِ فرنگ پر ظاہر کیا جائے۔ کہ وہ عورت کو ناجائز آزادی دلانے کی سعی میں کس قسم کی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔

مخالفین پردہ کی دو قسمیں مخالفین پردہ کی جماعت عموماً دو قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ ایک وہ فلسفی مزاج جو عورت کا پردہ از روئے عقلِ سلیم فطرت انسانی کے خلاف اور مردوں کا اسے پردے پر مجبور کرنا، ان کے پیدائشی حقوق میں دست اندازی سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کے پہلے حصہ میں ان لوگوں پر ثابت کیا جائے گا کہ پردہ نسواں عقل و دانش اور فلسفہ و حکمت کے معیار سے عین مقتضائے فطرت ہے۔ دوسرے وہ فسوں ساز و فتنہ پرداز لوگ جو عوام المسلمین پر اثر ڈالنے کے لئے پردہ کو اسلامی تعلیمات کے خلاف قرار دیتے ہیں اور اپنے دعوٰی کے اثبات کے لئے قرآن و حدیث سے غلط استدلال بلکہ تحریفِ آیات تک میں دریغ نہیں کرتے۔ دوسرے حصہ میں انہی لوگوں کے دجل و فریب کی قلعی کھولنا مقصود ہے تاکہ عوام الناس ان لوگوں کے اقاویلِ باطلہ سے دھوکا نہ کھائیں اور ان پر ثابت ہو جائے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں پردے کے بارے

میں صحیح احکام کیا ہیں اور اہل غرض نے تعلیمات دینیہ کی عزت و احترام سے خالی القلب ہونے کے باوجود محض لوگوں کو بہکانے کے لئے آج کس طرح آیات و احادیث کو اپنا آلۂ کار بنا رکھا ہے اور وہ ان سے غلط استدلال کر کے اپنے آپ کو گنہ گار اور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

گو ممکن ہے کہ اس مخلصانہ گزارش سے کسی بندۂ خدا کو ہدایت ہو جائے اور وہ اس فلسفی کی دبلے سے بچ جائے۔ مگر ہمارا گمان غالب یہ ہے کہ پیغمبری پیش گوئیوں کے مطابق اب وہ دَورِ فتن آگیا ہے جبکہ نصاریٰ کے تمدن اور معاشرت کا ہفت اقلیم میں سکہ چلنے لگے گا۔ اور اسلامی آداب و مراسم کا نام و نشان تک مٹنے کے قریب ہو جائے گا۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ہماری یہ تمام خامہ فرسائی اور یہ دماغ سوزی بے کار ہے۔ آج یورپ کی تقلید کا طوفان اس زور و شور سے اٹھا ہے کہ کوئی طاقت اس کی روک تھام سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ اہل قلم کا زورِ تحریر یہاں بے بس ہے۔ شاعروں کی شیوا بیانی غیر مؤثر ہے۔ واعظوں کے وعظ بے سود ہیں۔ اسی طرح ہماری یہ چیخ و پکار بھی یقیناً

صدا بصحرا ہو کر رہ جاسکے گی۔ پس یہ آواز جو ایک مختصر تالیف کی صورت میں اٹھائی جا رہی ہے۔ ایک مایوس کی آخری آواز سمجھنی چاہیے جو ایک جہاز کو غرق ہوتے دیکھ کر اہل جہاز کو نجات کی کوشش کے لئے پکار رہا ہے تاکہ فردائے قیامت میں وہ ان مستوجبین بارگاہِ رب عزت میں شامل ہونے پر مجبور نہ ہو۔ جن پر اپنی ملت کو برباد ہوتے دیکھنے اور خاموش ہو رہنے کا الزام عائد ہو گا۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

پہلا حصہ عقلی بحث

پردہ کی فطرۃً ضرورت

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں — اکبرؔ زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کے پردہ کو کیا ہوا — بولیں وہ ہنس کے عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

بے شک تمام نفوس و قلوب کا موزوں و متناسب اور حسین وجمیل اشیاء کی طرف میلان ایک طبعی امر ہے جو نظامِ عالم کے خاص اسرار میں سے ہے۔ مگر ہر من بھاتی چیز کی محبت ہمیشہ مفید نہیں ہوتی بلکہ اس آیت کریمہ کے مطابق وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ (اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو (پ ۲ ع ۱۰)

بہت سی چیزیں جو طبعاً مرغوب و پسندیدہ ہوتی ہیں۔ عقل و دانش اور دین و دیانت ان کے مضر و خطرناک ہونے کی شہادت دیتی ہے تو ان کا ترک کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک خوش رنگ سانپ جس کے نقش و نگار دلفریب ہوں۔ دیکھنے میں انتہائی اچھا لگتا ہے لیکن دین و دانش یہ ہرگز اجازت نہیں دیتے کہ اس کو ہاتھ لگائیں کیونکہ اس کو ہاتھ لگانا پیغام موت ہے اسی طرح مرد و عورت کا آپس میں میلان ایک طبعی امر ہے۔ جس پر انسانی معاشرت کے مصالح مبنی ہیں۔ لیکن یہ حد جواز کے اندر ہی مستحسن ہے اور اگر یہ جذبہ حدِ اعتدال سے بڑھ جائے اور اس میں میاں بیوی اور غیر مرد و عورت کا امتیاز نہ رہے تو یہی میلان مضر و خطرناک بن جاتا ہے۔ جس کے اسباب و دواعی کی روک تھام واجب ہو جاتی ہے۔

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مرد اور عورتیں بالکل ایک دوسرے سے جدا رہیں اور ایک دوسرے کے سامنے نہ ہونے پائیں کیونکہ اس سے دنیا کا انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اور اگر آزادانہ و غیر مشروط اختلاط ہو تو ایسے وصف کے مرد و عورت بھی بہت ہی کم ملتے ہیں جو ایک دوسرے کو دیکھیں اور وہ کشش جو قدرت نے تمدنی و معاشرتی مصالح

کی بنا پر ان کے دلوں میں پیدا کی ہے، اپنا اثر نہ دکھائے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ مردوں اور عورتوں کے اختلاط و مصاحبت اور ملاقات و مکالمت کے متعلق خاص قانون وضع کیا جائے۔ جس کی بدولت ان شرور و مفاسد کا اندیشہ نہ رہے جو مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول میں مقتضیاتِ طبع کے بے قید اور بے روک ٹوک ہو جانے کے باعث ممکن بلکہ یقینی ہیں۔ اس شرعی قانون کے ماتحت ستر اور پردے کا حکم ہوا ہے۔

کیا پردہ ترقی کا مانع ہے اسلام نے مردوں اور عورتوں کے بیجا میل جول کو ممنوع قرار دے کر ایک حد تک پردہ قائم کر دیا جو عفت و عصمت کا ضامن، معاشرتی اور مدنی امن کا کفیل ہے۔ جن مذاہب میں پردہ نہیں ہے۔ ان میں عصمت کی حالت ناگفتہ بہ ہے

دیکھو اس قوم کو ہے جس نے اٹھایا پردہ رات دن ہوتی ہے بے پردگی سے پردہ دری

لیکن یورپین تمدن کے دل دادہ مسلمان جو آزاد مزاج واقع ہوئے ہیں وہ پردے کے سخت مخالف ہیں وہ پردے کو محض قید اور حبس بے جا کہتے ہیں۔ وہ مستورات کے کھلا پھرنے، گاڑیوں اور بائیسکلوں پر سوار ہو کر گول باغ یا ٹھنڈی سڑک پر نکلنے اور اپنے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ لئے چلنے کو پسند کرتے۔ اور اسی کو تہذیب اور شائستگی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک ہم میں سے پردے کا رواج اور طریقہ دور نہیں ہو گا ہم کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے ہماری پستی اور تنزل کی اصل وجہ یہی پردہ ہے۔

یہ تمام دعاوی محض یورپ کی طرزِ زندگی پر فریفتہ ہو جانے والوں کے طبع زاد ہیں۔ ورنہ حقیقت میں اسلامی پردہ نہ مانع ترقی ہے۔ نہ اس سے ملت اسلام کے قومی عروج میں کوئی رکاوٹ پیدا ہونے کا احتمال ہے اور نہ وہ خواتین اسلام کی تعلیم و تربیت کا مانع ہے۔ جس وقت مسلمان تمام عالم میں عزت و برتری کے واحد مالک تھے۔ وہ ترقیات کی تمام منازل میں دنیا کی ساری بڑی بڑی اقوام سے پیش قدم تھے۔ اسلامی پردہ اس وقت بھی موجود تھا۔ اس زمانہ کی بڑی بڑی عالم و فاضل خواتین کے تذکروں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اس وقت مسلم خواتین پروفیسریاں کرتی تھیں۔ وعظ کہتی تھیں۔ تلقین و ہدایت کرتی تھیں اور یہ فرائض پس پردہ انجام

پلتے تھے۔ مسلم خواتین برقع و نقاب کے ساتھ جنگی مہمات میں حصہ لیتی تھیں۔ اہل فوج کے لئے آب رسانی کا بندوبست اور مجروحین کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ پیادہ و سوار ہو کر تیغ زنی کرتی تھیں۔ مگر پردہ و حجاب ہر حالت میں لازم سمجھا جاتا تھا۔ جو ان مشاغل سے مانع نہیں ہو سکتا تھا۔ نہ اس وقت کے غیور مردوں کے دل میں کبھی یہ سوال پیدا ہوا کہ پردہ ترقی کا مانع ہے اور نہ خود ان خواتین نے کبھی وفد بنا کر امیر المؤمنین کے حضور میں یہ درخواست کی کہ ہمیں پردہ سے آزادی ملنی چاہیے۔

بے شک آج مسلمان قوم تنزل کی گہرائی میں گری ہوئی ہے مگر اس کا ذمہ دار پردہ کو قرار دینا غلط ہے۔ بلکہ اس تنزل و ادبار اور اس نحوست و فلاکت کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں نے دینِ الٰہی پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے اللہ کے باندھے ہوئے قوانین کی پابندی ترک کر دی۔ جس سے ہم کمزور و ناتواں اور اقوام عالم میں ہلکے ہو گئے۔ اگر پردہ وغیرہ اسلامی احکام ہماری موجودہ نکبت و ادبار (ذلت و پریشانی) کے باعث ہیں۔ تو قرون سابقہ کے مسلمان کیونکر ترقی کر گئے تھے جو پردہ نسواں کے شدت کے ساتھ پابند تھے۔ جس کا ثبوت زبردست دلائل کے ساتھ آگے چل کر دیں گے۔ سب سے پہلے تو وہی مسلمین سابقین ان احکام کے سا تھ مخاطب ہوتے تھے کہ آنکھیں نیچی رکھو۔ عورتیں جاہلیت کا سا بناؤ سنگھار نہ کریں۔ گھروں میں رہیں اگر باہر جانا پڑے تو بکل مار کر شرم و حیا سے چلیں وغیرہ وغیرہ۔ ان اصحاب نے ان احکام پر اس عمدگی سے عمل کیا کہ آج ہم اس کا عشر عشیر بھی بجا نہیں لاتے اور ساتھ ہی دنیا کو ترقی کی بالاترین منزل پر فائز ہو کر دکھایا۔

ہمارا تو یہ خیال ہے کہ یہ محض دین فراموشی اور نفس پرستی ہے۔ جو یورپ کی تقلید کی متقاضی ہو رہی ہو۔ فرنگ اپنی اقوام کی رنگ رلیاں دیکھ کر نفس گمراہ ہوا چاہتا ہے کہ وہ لطف و لذت کی زندگی اختیار کی جائے اور ترقی کا شوق محض بہانہ ہے۔

بے پردہ اقوام کی حالت کا فوٹو جن اقوام میں پردہ نہیں ہے یا جو پردے کے پابند نہیں ہیں اور مردوں، عورتوں کا کھلم کھلا اختلاط جائز رکھتی ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی حالت سے دھوکا نہ کھانا چاہیے۔ مرد و عورت

خواہ ہندی ہوں یا فرنگستانی، چینی ہوں یا ایرانی، ان کا تخلیہ میں ملنا ایسا ہے۔ جیسا آگ اور بارود کا اجتماع ہے

بنسبت مرد کے عورت کی خلقت میں نزاکت ہے
ادا ہے ناز ہے غمزہ ہے شوخی ہے شرارت ہے
فروغِ حُسنِ عالم تاب پھر اُس پر قیامت ہے
ازل سے کُشتۂ چشم عنایت ہر طبیعت ہے
جواں عورت کھُلے منہ جب سرِ بازار چلتی ہے
رگِ صبر و شکیبائی پہ اک تلوار چلتی ہے
نکلنا عورتوں کا آب و تاب و زیب و زینت سے
رواں ہر کوچہ و بازار میں ہونا نزاکت سے
تکلّم بھی ادا کرنا تو انداز و شرارت سے
یہ سامانِ دل آویزی نہیں کچھ کم قیامت سے
پھسل جاتا ہے دل آخر کوئی کیسا ہی انساں ہو
یہ وہ جا ہے جہاں ہاروت بھی محبوسِ زنداں ہو

لہٰذا اگر ہم مسلمانوں کو عورتوں کے پردے کا حکم ارتکابِ فواحش سے بچنے کے لئے دیا گیا ہے۔ تو اس سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یورپ میں بے پردگی کی وجہ سے وقوعِ فواحش کا احتمال ہی نہیں یا وہ لوگ ایسے ضابطِ نفس اور خود دار واقع ہوئے ہیں کہ اجنبی مردوں عورتوں کے اختلاط کے باوجود وہ ہر طرح پاکباز و پارسا رہتے ہیں۔ نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ وہ لوگ بھی انسان ہیں۔ ان میں بھی دواعی نفس اور مقتضیاتِ طبع موجود ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے نزدیک ارتکابِ فواحش چنداں معیوب نہیں۔ اس لئے ان کو حظِّ نفس کے حصول کے لئے کسی خاص ضابطہ و قانون کی ضرورت نہیں۔ ان کی کنواری لڑکی اختیار رکھتی ہے کہ نوجوان مردوں میں سے جس کو چاہے اپنی شادی کے لئے خود انتخاب کرلے اور جو نوجوان اس کو اپنی زوجیت کے لئے پسند آئے۔ اس کے ساتھ نکاح سے پہلے پہلے جب چاہے اور جس طرح چاہے خلا و ملا میں دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں ملے جلے۔ پھر اگر جذباتِ محبت کے ہیجان میں کوئی ایسا فعل اس سے وقوع پا جائے جو آئندہ چل کر ازدواجی زندگی کے لوازم میں شمار ہونے والا ہے۔ تو یہاں کوئی چشمِ احتساب اس پر لال پیلا ہونے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔

لڑکی کے ماں باپ یہ سب کچھ جانتے ہیں، دیکھتے ہیں یا سنتے ہیں۔ مگر ان باتوں کو اپنی دخترِ بلند اختر کی سعادت مندی کے خلاف نہیں سمجھتے کیونکہ ایسے امور یورپین معاشرت کے لوازم ہیں۔

یورپ کی نام نہاد تہذیب کی اصلی بنیاد

جو بھولے بھالے مسلمان یورپ کی آزادی نسواں کی کورانہ تقلید کرنے پر تلے ہوتے ہیں ان کو پہلے مبصرانہ طریق سے پس و پیش پر نظر ڈالنی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہم کون تھے اور یورپین اقوام کون تھیں؟ ہم ابتدائے آفرنیش سے دین الٰہی کے حامل، اخلاقِ عالیہ کے پابند اور روحانیت کی دولت سے بہرہ ور چلے آئے ہیں۔ اقوامِ عالم نے تہذیب و تمدن ہم سے پائی۔ عمران و حضارت (آبادکاری و شہریت) کے اصول ہم سے حاصل کئے۔ اپنی بے نور روحانیت کو ہماری مشعل ہدایت سے روشن کیا۔ بخلاف اس کے یورپ کی چند صدی پیشتر کی تاریخ جہالت و وحشت کا مرقع ہے جو بہائم و وحوش کی زندگی کے نمونے پیش کر رہی ہے۔ جس میں نہ تہذیب و تمدن کا کوئی حصہ نظر آتا ہے نہ اخلاق و روحانیت کی کوئی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ آج اگر یورپ موجودات ظاہری پر غور و تدبر کر کے عناصر عالم سے کام لینے اور خوش پوشی و خوش خوری کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گیا تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ کونین کی برکات و سعادت کا ٹھیکہ دار بن گیا اور اس میں اخلاقِ عالیہ اور انوارِ روحانیہ بھی پیدا ہو گئے۔ ہرگز نہیں۔ وہ محض مادی دنیا کے جلوؤں کا مظہر ہے اور روحانیت سے بالکل بیگانہ ہے۔ وہ اخلاقِ عالیہ سے بدستور محروم ہے۔ اس کا قلب و روح اسی سابقہ جہالت و بربریت کی صفات سے متصف اور وحشیانہ رذائل سے ملوث ہے۔ جس کو ظاہری و مادی ترقی کے لباس نے ڈھانک رکھا ہے۔ اس کا مادی ٹھاٹھ گویا لالہ و نسرین کی ایک پھلواڑی ہے جس کے نیچے ردی اخلاق کی نجاست کا ڈھیر پنہاں ہے۔ اس کی ثروت و تموّل (حکومت و دولت) محض ایک نظر فریب ملمع ہے۔ جس کا باطن ایک کھوٹی دھات پر مشتمل ہے۔ لہٰذا آج اگر یورپ میں عورت کی آزادی بے پردگی اور نامحرم مردوں کے ساتھ اختلاط مروج ہے تو نہ اس لئے کہ یہ کوئی اعلیٰ تہذیب و تمدن کا لازمہ ہے۔ بلکہ یہ اقوام یورپ کی موروثی و قدیمی جہالت اور وحشی پن کی ایک یادگار باقی ہے جو اتنا زمانہ گزرنے کے باوجود آج تک زائل نہیں ہوئی۔ مادی ترقیات کے سیم و زر کے ڈھیر تو لگ گئے مگر ان کے نیچے اخلاقی نجاست کی جو آلائش قدیم سے چلی آتی ہے۔ بدستور موجود ہے۔

بے پردگی کے بے انتہا پر خطر نتائج میں سے چند تازہ نظائر

برادران اسلام اہم لوگوں کو اگر اہل یورپ کی تقلید کرنی ہے تو ان کے علوم و فنون میں ان کے سائنس و فلسفہ میں، ان کی ایجادات و اختراعات میں ان کی صنعت و حرفت میں کر سکتے ہیں۔ باقی ان کے اخلاق و امور اور ان کی طرز زندگی سے ہم کو سروکار نہ ہونا چاہیے ورنہ یہ امور ہمارے لئے اخلاقی ہلاکت اور روحانی موت کا موجب ہوں گے چنانچہ جن جن اقوام و جماعات میں یورپ کی دیکھا دیکھی عورتوں کی بے پردگی اور آزادی مروّج ہو گئی ہے ان میں مذکورہ قسم کے نتائج نمودار ہونے لگے ہیں:۔

۱۔ ایک شخص کسی لڑکی کو پڑھانے پر مقرر ہوا۔ باہمی بے حجابی اور تخلیہ (علیحدگی) میں اختلاط کا نتیجہ یہ ہوا کہ استاد اور تلمیذہ میں دوستانہ تعلق ہو گیا اور شادی کی تجویز پختہ ہو گئی لڑکی کی ماں نے اس تجویز کی مخالفت کی تو اس کے چند روز بعد وہ قتل کر دی گئی۔

۲۔ ایک لڑکی بے پردگی کے عالم میں کسی ڈاکٹر کی دکان پر چشمے خریدنے گئی۔ ڈاکٹر امتحان چشم کے بہلنے اسے اندر تخلیہ میں لے گیا اور لڑکی کے بیان کے موافق اس سے کسی ناجائز امر کی خواہش کرنے لگا۔ تو لڑکی شور مچاتی بھاگی۔ دکان پر مخلوق کی بھیڑ لگ گئی۔ آخر پولیس نے مداخلت کر کے ڈاکٹر کی جان بچائی۔

(۳) ایک ماسٹر کسی لڑکی کو اس کے گھر پر پڑھانے کے لئے مقرر ہوا۔ عدم پردہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکی کی ماں ماسٹر پر فریفتہ ہو گئی۔ ایک رقیب اس صحبت میں حارج ہوا تو وہ چند روز بعد قتل کر دیا گیا۔

خیال کیجیے اگر استاذ و تلمیذہ کو خلوت نشینی کا موقع نہ دیا جاتا۔ اگر لڑکی نامحرم ڈاکٹر کی دکان پر تنہا اور بے حجابانہ نہ جاتی اور اگر ماسٹر اور شاگرد کی ماں میں بے پردگی نہ ہوتی تو یہ ناگوار حوادث ظہور میں آ کر کیوں ایشیائی رگ حمیت میں تہلکہ خیز تڑپ پیدا کرتے؟ شکر کا مقام ہے کہ ابھی مسلمانوں میں اس قسم کے واقعات کا ظہور نہیں ہوا۔ اور یہ وقائع ان غیر مسلم اقوام سے تعلق رکھتے ہیں جن میں پردہ نہیں ہے۔ یا وہ یورپ کی تقلید میں پیش قدمی کر کے پردہ ترک کر چکی ہیں۔ لیکن اگر مسلمانوں نے بھی ان اقوام کی طرح پردہ کو خیرباد کہہ دیا۔ تو

ان کو بھی اسی قسم کے نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔[1]

یورپ میں بے پردگی کے نتائج کے چند نمونے

یورپ میں عورتوں کی بے پردگی سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ مذکورہ واقعات سے کہیں زیادہ ہولناک اور دل ہلا دینے والے ہوتے ہیں۔ لیکن وہاں ان باتوں کی چنداں پروا نہیں کی جاتی۔ یورپ کی سرزمین کے لئے واقعات کی یہ ہوا راس آجاتی ہے۔ وہاں ایک عورت سے حرام کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے فخریہ گود میں اٹھاتی اور پیار کرسکتی ہے۔ وہاں دو مرد و زن علانیہ باغ میں مشغول زنا ہوتے ہیں۔ پولیس کا سپاہی اس بے حیائی سے مانع ہوتا ہے تو یہ اہل صحبت اس کو ڈانٹ دیتے ہیں بلکہ اس پر استغاثہ دائر کر دیتے ہیں۔ آخر امرائے ملک کی ملامت اور اخبارات کی سرزنش سے پولیس کا ناک میں دم آجاتا ہے۔ وہاں حرام کے بچوں کی پیدائش کی کثرت ہے اور اس تولد حرام پر پھر اس قسم کے اور قبیح نتائج مرتب ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً جب کبھی وہ بچے گمنامی میں پرورش پانے کے بعد بڑے ہو کر شادی کرتے ہیں تو بعد میں شہادات و قرائن سے یہ راز کھلتا ہے کہ بھائی بہن میں یا باپ بیٹی میں یا ماں بیٹے میں رشتہ زوجیت قائم ہو گیا۔ یہ تمام بے پردگی اور نامحرم زن و مرد کے اختلاط کو جائز رکھنے کے نتائج ہیں۔ کیا وہ مسلمان جو پردے سے متنفر اور بے پردگی کے حامی ہیں۔ اس قسم کے واقعات کو اپنی قوم میں دیکھنا گوارا کرسکیں گے؟

---

[1] مصنف کے زمانے میں تو واقعی ایسے بدنما حادثے مسلمانوں میں خاص نہیں ہوتے تھے۔ کیونکہ اس وقت مسلمانوں میں اتنی بے پردگی اور بے حیائی نہیں آئی تھی، لیکن جب سے یہ دونوں لعنتیں مسلمانوں نے اختیار کیں۔ مذکورہ واقعات سے بڑھ کر ہر روز ہماری اسلامی مملکت میں رونما ہو رہے ہیں۔ اخبارات پڑھنے والے حضرات سے یہ بات قطعاً پوشیدہ نہیں۔ دیکھئے فاضل مصنف کی دوررس نگاہ جن برے نتائج کو دیکھ رہی تھی ہم ان سے دوچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق دے تاکہ ہم برے انجام سے محفوظ رہ سکیں۔ (ناشر)

یورپ کی حوصلہ مندیاں ہندوستان کی بساط سے بڑھ کر ہیں بے پردگی کی رنگ رلیاں کچھ

یورپ ہی کو زیب دیتی ہیں۔ گوری چٹی صورتیں، چینی اور ہاتھی دانت کی مورتیں جس بساط پر جمع ہوں اور جس راستے پر دوش بدوش چلیں۔ ان کو زیبا ہے۔ لیکن ہندوستان (پاک و بھارت) کی مختلف الاشکال مختلف الالوان گورے، کالے، گندمی، سانولے رنگ کے لوگوں کو یہ حالات راس نہیں آسکتے۔ جب میاں بیوی دونوں ہاتھ میں ہاتھ دے کر اور کندھے سے کندھا ملا کر کھلم کھلا چلیں گے تو دیکھنے والے خواہ مخواہ مضحکہ اڑائیں گے۔ کیونکہ اگر میاں کی رنگت گوری ہے تو بیوی کی کالی اور اگر میاں کی رنگت کالی ہے تو بیوی کی گوری۔ غرضیکہ دیسی لوگ اہل یورپ کی ریس نہیں کر سکتے۔

ہندوستان یورپ کی ریس کر سکے۔ یہ انہونی بات ہے۔ ہندوستان (پاک و ہند) کی گھٹی میں یہاں تک حیا و شرم کی آمیزش ہے کہ دوشیزہ لڑکیاں اپنے بیاہ شادی کا تذکرہ سن کر منہ چھپا لیتی ہیں یا اٹھ کر گھر کے کسی دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہیں۔ بخلاف اس کے یورپ کی ہمت و حوصلہ کا یہ عالم ہے کہ انگلستان کی سفریجیٹ (حقوق طلب) عورتوں کی ایک لیڈر عظمیٰ اور زعیم کبریٰ جس کے جوش قلب نے زور بازو کا رنگ اختیار کر کے بعض معزز ارکان سلطنت کو گاڑی سے گھسیٹ کر نیچے گرا دیا تھا۔ مدت العمر دوشیزگی میں گزار کر آج آغاز پیری میں اپنے کسی آشنا کے ساتھ درپردہ گلشن عیش کی گل چینی کرتی ہے۔ تو لیڈری کی شان و عظمت اس فعل سے مانع نہیں ہوتی اور نساء فرنگ کی رہنمائی اور پیشوائی کا منصب جلیل اس شناعت و فحش سے باز نہیں رکھ سکتا۔ آخر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ پیرانہ سر دوشیزہ اپنے دوستوں کے سامنے اس کو پیش کرتی اور چومتی چاٹتی ہے اور اس کے تولد کی اسراری داستان کو فخریہ لہجہ میں بیان کرتی ہے۔ ان باتوں کو یورپ ہی گوارہ کر سکتا ہے۔ پاک و ہند کی اقوام عموماً اور مسلمان خصوصاً ان کو گوارا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

کیا پردہ مضر صحت ہے؟ بعض لوگ پردہ کے متعلق اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اس سے عورت کی صحت بگڑ جاتی ہے گھر میں مقید، محدود رہنے سے عورتوں کے قوائے جسم مضمحل، رنگ زرد اور دوران خون کمزور ہو جاتا ہے مگر یہ اعتراض بھی محض اسی پروپیگنڈے کی قسم سے ہے جس سے پردہ نسواں کو بدنام کرنا مقصود ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں یہ حکم نہیں ہے کہ عورتیں پردے کے باعث تنگ و تاریک مکانوں میں پڑی سڑا کریں بلکہ پردہ کا اصل مطلب تو یہ ہے کہ مرد اور عورتیں ایک دوسرے کی شکل و صورت اور بناؤ سنگار کو نہ دیکھیں تاکہ وہ ہوسات نفسانیہ کے نتائج سے بچ جائیں اگر قیام صحت کے لئے عورتوں کا باہر چلنا پھرنا ضروری ہے تو اسلام اس کا مانع نہیں وہ برقعہ پہن کر صبح و شام گھر سے باہر نکل کر ہوا خوری کر سکتی ہیں۔ اور اس میں صرف اتنا لازمی ہے کہ وہ اپنے جسم اور زینت کو غیروں کی نظر سے بچاتے۔ ہاں اسلام اس بات سے ضرور منع کرتا ہے کہ عورتیں شتر بے مہار بن کر گلی، کوچوں اور بازاروں میں بے حجاب غیروں کے سامنے ماری ماری پھریں۔

پردے کو مضر صحت قرار دینے والے اصحاب اتنا بھی سوچیں کہ کیا بے پردہ پھرنے والی عورتیں بہت صحیح المزاج اور قوی الجسم ہوتی ہیں اور ان کو کبھی کوئی مرض عارض نہیں ہوتا اور ان کے بطنوں سے جو اولاد پیدا ہوتی اور ان کی آغوش میں پلتی ہے۔ وہ پردہ نشین عورتوں کی اولاد سے زیادہ توانا و بہادر ہوتی ہے؟ دونوں قسم کی عورتوں کے مرض و موت کے تخمینہ کے لئے مردم شماری کے کاغذات موجود ہیں اور دونوں کی اولاد کی قوت و شجاعت کا اندازہ لگانے کے لئے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ ہماری رائے میں تو نتیجہ برعکس ہے

نئی روشنی والوں کے دماغ میں آج کل یہ خبط سمایا ہوا ہے۔ کہ ہماری عورتیں بھی یورپین عورتوں کی طرح کھیل کود، تھیٹروں اور سینماؤں میں مردوں کے دوش بدوش رہیں۔ مقصود اس سے حظ نفس ہے اور بہانہ حفظ صحت اور تفریح طبع کا ہے۔

دیکھئے اسلام یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ عورتیں اپنا دل نہ بہلائیں۔ لیکن دل بہلانے کے کئی ڈھنگ ہیں۔ کوئی تو باغ کی سیر سے جی بہلاتا ہے۔ کوئی کھیل کود سے دل خوش کرتا

ہے۔ کوئی شکار کو باعث فرحت سمجھتا ہے۔ نئی روشنی والوں کا یہ خیال ہے کہ ہمارے گھر میں تفریح کا سامان موجود نہیں۔ انہیں پوری خوشی جبھی نصیب ہوتی ہے کہ صبح و شام بن ٹھن کر بیویوں کو ساتھ لے کر گھر سے باہر نکلیں اور ٹہلتے ٹہلتے چہل قدمی کرتے ہوئے باغ یا دریا کی طرف چلے جائیں یا کسی کھیل تماشے میں مشغول ہوں۔ اور حسن خداداد کے کرشمے دیکھیں یاد کھائیں۔ کیا یہ عورتوں کی خیر خواہی ہے یا دشمنی؟

اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو عورتوں کے لئے ہر قسم کے سامان گھر میں موجود ہیں۔ ان کی ورزش ٹھنڈی سڑکوں اور باغوں میں خاک چھاننے کی نسبت گھر کے کام کاج، کھانا پکانے، چرخہ کاتنے، گھر کی صفائی وغیرہ میں زیادہ ہو سکتی ہے اور ان کی تفریح کے لئے بال بچوں سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

کیا پردہ سے تپ دق اور سل ہو جاتی ہے؟ مخالفین پردہ ایک اعتراض یہ کیا کرتے ہیں کہ ہزاروں عورتیں پردہ نشینی کی وجہ سے تپ دق اور سل وغیرہ جیسے مہلک امراض میں مبتلا ہو کر مر جاتی ہیں۔ کیونکہ انہیں تازہ ہوا کھانے اور سیر و تفریح کرنے کا موقع نہیں ملتا؟

جواب: یہ ایک وہم اور غلط خیال ہے کیونکہ جس طرح لاکھوں عورتیں تپ دق اور سل میں مبتلا ہو کر مر جاتی ہیں۔ اسی طرح لاکھوں مرد بھی ان امراض کا شکار ہو کر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں حالانکہ ان میں ہزاروں ایسے ہوتے ہیں جن کے گھروں میں کوئی عورت بھی باوجود پردہ نشین ہونے کے ان امراض میں مبتلا نہیں ہوتی کہ یہ کہا جاسکے کہ ان مردوں کو ان عورتوں سے بیماری لگ گئی ہوگی۔ کیا وہ مرد بھی تازہ ہوا کھانے سے محروم ہوتے ہیں؟

کیا پردہ کاروبار میں مخل ہو سکتا ہے؟ بعض مخالفین پردہ عموماً یہ کہا کرتے ہیں کہ پردہ کاروبار کا مانع ہے

جواب: یہ خیال سراسر لغو ہے۔ جیسے ہمارے رہائش کے لحاظ سے انسانی زندگی بسر کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک شہری۔ دوسری دیہاتی پھر ان میں حیثیت کی وجہ سے دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض امیر بعض غریب گویا یہ لوگ چار قسم کے ہوئے شہری امراء، دیہاتی امراء شہری غرباء اور دیہاتی غرباء۔

شہروں اور گاؤں کے امیروں کا حال تقریبا ملتا جلتا ہے کیونکہ شہری امیر کام کاج کے لئے نوکر وغیرہ رکھ لیتے ہیں اور گاؤں والے کمین لوگوں سے اپنا کام کاج کرا لیتے ہیں یا کہیں نوکر بھی رکھ لیتے ہیں۔ اس لئے امیروں کی عورتیں اکثر اپنی نوکر چاکر عورتوں کی دیکھ بال میں لگی رہتی ہیں، بعض کھانا پکانے اور سینے پرونے میں مشغول رہتی ہیں۔ بعض بچوں کی پرورش میں خود بھی نوکروں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ مگر انہیں کسی کام کے لئے باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ گویا ان کا کوئی کام ایسا نہیں جو پردہ میں مخل ہو۔ ہاں! اگر انہیں گھر سے کہیں باہر جانا پڑے بھی تو وہ چادر یا برقع اوڑھ کر جا سکتی ہیں۔ جس سے پردہ میں کسی طرح کا خلل پیدا نہیں ہوتا۔ رہی غریبوں کی حالت یعنی وہ لوگ جو اپنی عورتوں سے علاوہ گھر کے کام کاج کے روزی کمانے میں بھی مدد لیتے ہیں۔ ان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ اوّل اپنے گھر کا کام کاج کرنا۔ یہ تو وہ آسانی سے پردہ میں رہ کر کر سکتی ہیں کیونکہ مزدور اور پیشہ ور غریب آدمی علی الصبح اپنے کام پر چلے جاتے ہیں۔ دوپہر یا شام کو واپس گھر آتے ہیں۔ اس لئے ایسی عورتوں کے پردے میں کسی طرح کا خلل نہیں پڑ سکتا۔ دوسرے مردوں کا ہاتھ بٹانا اس میں شہری اور دیہاتی عورتوں کی حالت میں کم و بیش فرق ہے۔ کیونکہ دیہاتی عورتیں اکثر ایسی مزدوری وغیرہ کرتی ہیں۔ جس کے لئے انہیں باہر کھیتوں، میدانوں یا مجمع عام میں جانا پڑتا ہے۔ بخلاف شہری عورتوں کے کہ وہ عموماً پیسنا، کاتنا، سینا، کشیدہ کاڑھنا یا کسی امیر کے ہاں ماماگری یا انا کا کام وغیرہ مزدوری کیا کرتی ہیں۔ جس کے لئے انہیں اپنے یا کسی امیر کے ہاں محفوظ اور باپردہ گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ ایک حد تک پردہ رکھ سکتی ہیں۔ لیکن دیہاتی غریب عورتیں علاوہ گھر کے کام کاج کے کھیتی باڑی میں اپنے خاوندوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ مثلاً کپاس چننا، خوشے چھانٹنا، کوٹنا، صاف کرنا، کھانا لے جانا وغیرہ اس حالت میں بھی پردہ قائم رہ سکتا ہے۔ اس طرح پر کہ ایسی عورتیں گھر سے نکلتے وقت چادر اوڑھ کر سیدھی اپنے کھیت میں چلی جائیں لیکن وہاں جا کر اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ اگر وہاں کام کاج کرنے والے محرم ہیں تو چادر اتار کر کام کاج میں مشغول ہو جائیں اگر غیر محرم ہیں تو گھونگھٹ نکال کر مردوں سے ایک طرف ہو کر کام کرنا شروع کر دیں۔ اس حالت میں صرف

ان کے دو پاؤں اور دو ہاتھ ننگے ہوں گے۔ جن کو کھلا رکھنے میں عقلاً بھی عیب نہیں۔
شریعت نے بھی اس صورت میں اجازت دے دی ہے۔

کیا پردہ تعلیم کا مانع ہے؟ مخالفین پردہ کہتے ہیں کہ پردہ تعلیم و تدریس کا مانع ہے؟

جواب: پردہ تعلیم کے لئے ہرگز مانع نہیں۔ ہاں سکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے پردے کا کسی قدر مانع ہونا اگر تسلیم کر لیا جائے تو بعید نہیں لیکن یہ تعلیم سرے سے عورتوں کے لئے ضروری ہی نہیں۔ اس تعلیم سے اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھے تو بہتر ہے۔ جس تعلیم سے لڑکیاں بن ٹھن کر بازاروں اور عام گزرگاہوں میں اوضاع جاہلیت (جاہلیت کی بے پردگی) کا نمونہ پیش کریں اسے تو دور ہی سے سلام ہے۔ ایسی تعلیم اہل یورپ ہی کو مبارک ہو۔ جس کو حاصل کر کے مرد عورت یہ کہنے لگیں کہ ہم کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ اصلی مجرم والدین ہیں۔ جو بڑی کوشش سے اپنے بچوں کو ایسی تعلیم دلاتے ہیں۔ حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ (علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے) کا مصداق اسلامی تعلیم ہے نہ کہ سکولوں اور کالجوں کی تعلیم۔ اور اسلامی تعلیم عورتیں اپنے گھروں میں اپنے باپ بھائی خاوند وغیرہ محرموں سے حاصل کر سکتی ہیں۔ باپ کا فرض ہے کہ اپنی بیٹی کو پڑھائے۔ خاوند کا فرض ہے کہ اپنی بیوی کو پڑھائے۔ اگر لوگ اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے فرائض کو سرانجام دیں تو عورتیں کس طرح جاہل رہ سکتی ہیں؟ محرم اگر پڑھے ہوئے نہ ہوں تو جاننے والوں سے مسائل پوچھ پوچھ کر اپنی عورتوں کو سکھا سکتے ہیں۔ جس میں کسی کتاب، قلم، دوات اور تختی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ صحابہ کرامؓ کی عورتیں اپنے خاوندوں سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے مسائل پوچھ کر ان پر عمل کرتی تھیں۔ یہ نہ تھا کہ ساری عمر لکھنے پڑھنے تاریخ جغرافیہ یاد کرنے اور دنیا کے اور فنون سے واقفیت حاصل کرنے میں گزار دیں۔ اگر گھر میں دینی تعلیم دینے والا کوئی محرم میسر ہو جائے تو کتابی علم کے حاصل

کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اس کے لئے عورتوں کا سکولوں اور کالجوں میں جانا نتائج کے اعتبار سے بہت ہی برا ہے اس کے لئے کوئی اور مستحسن تدبیر ہونی چاہیے۔

انگریزی تعلیم کا زہریلا اثر

اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ غلامانہ ذہنیت کا اصلی منبع کالج و سکول ہیں اور سب گناہوں کی جڑ غلامی ہے۔ پس جو امر غلامی کی جڑ ہوگا۔ وہی سب سیئات و معاصی کی علت ہوگا۔ لہٰذا سکول او کالج تمام اخلاقی رذائل اور دینی کمزوریوں کا سرچشمہ ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جب کہ آج کل سکولوں اور کالجوں میں بجائے تعلیم کے گانا بجانا، ناچنا اور سوانگ بنانا، ڈرامہ کرنا سکھلایا جاتا ہے۔ پروفیسر لڑکوں کے سامنے ناچتے اور گاتے ہیں۔ گویا تھیٹر اور سینما وغیرہ جو لوگوں کے اخلاق و اموال کے لئے مہلکات سے ہیں ان کا سرچشمہ سکول و کالج ہیں۔ کیونکہ ان تماشوں میں انگریزی تعلیم یافتہ ہی کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ آپ ہی فرمائیے کہ پروفیسروں کا ناچنا، گانا لڑکوں پر کیا اثر کریگا۔ شاید کوئی آزاد خیال یہ کہے کہ ڈراموں میں اور دیگر تماشوں میں عبرت ہوتی ہے۔ کہیں غربت و امیری کا ڈرامہ ہے اور کہیں ساہوکار اور کسانوں کا ڈرامہ ہے۔ کہیں عشق بازی کے برے نتائج کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے۔ ان ڈراموں میں غربت کا علاج ساہوکار کے پھندے سے بچنے اور عشق بازی کے برے نتائج سے محفوظ رہنے کے وسائل بتائے جاتے ہیں۔ تو ان میں کیا برائی ہو سکتی ہے؟ جواباً التماس ہے کہ اول تو جتنے لوگ ان تماشوں میں حصہ لیتے ہیں وہی ان بلاؤں میں زیادہ مبتلا ہیں۔ خواہ ملازم ہو یا مزدور جو کچھ کماتا ہے۔ ان تماشوں میں خرچ کر دیتا ہے اور گھر میں بال بچے فاقہ کشی کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حالات اور واقعات کو بذریعہ سوانگ نقل کرنے سے کبھی عبرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ بطور تماشے کے کیا جاتا ہے اور لوگ اس کو تماشا سمجھ کر حظِ نفس کے لئے دیکھتے ہیں۔ لوگوں کا اصل مقصود گانا بجانا، ناچنا اور سوانگ دیکھنا ہوتا ہے نہ کہ عبرت حاصل کرنا۔ الغرض تھیٹر سینما وغیرہ باعتبار نتائج کے بھی بہت بری چیزیں ہیں اور باعتبار اصل کے بھی۔

حامیانِ بے پردگی کا یہ کہنا کہ عورتیں پردہ کی وجہ سے جب کہ خود غلامی کی حالت میں ہیں اپنے لڑکوں کو آزادی کا سبق نہیں دے سکتیں۔ بالکل غلط اور تاریخ اسلام

سے ناواقفی کی دلیل ہے۔ پردہ نشین عورتوں نے بڑے بڑے حکمران، امام اور اولیاء پیدا کئے ہاں ایسے تمام ملحد اور آزاد پیدا نہیں سکئے جو مذہب سے آزاد و متنفر ہوں۔ ایسے آزاد درحقیقت غلام نفس، اسیر شہولت اور پرستار حکومت ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسی آزادی اور تعلیم پر لات مارنی چاہیے۔ جس سے عورتیں بے حیا ہو کر غیر محرموں سے مصافحہ کریں ان کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کریں۔ ناچنے گانے کو کمال سمجھیں۔ غیر محرموں کے ساتھ سیر و سیاحت کریں اس تہذیب بمنزلہ تعذیب کے سیکھنے کے لئے دوسرے ممالک میں جائیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورت کو غیر محرم کے ساتھ حج کی بھی اجازت نہیں دیتے۔

مسلمانو! کچھ تو ہوش کرو۔ ایسی مہذب مائیں اپنے بچوں کو کس قسم کی تہذیب اور ادب سکھائیں گی؟

جاتے عبرت ہے یہ تیرے واسطے مرد خدا ہوش میں آ خواب غفلت سے تجھے کیا ہو گیا

غرض اس طرح کی ترقی کر کے اگر مسلمان بالفرض تمام دنیا کے بادشاہ بھی بن جائیں تو بھی اسلام کی نظر میں یہ سراسر خسران اور نامرادی ہے۔

کیا جہالت کا علاج دینی تعلیم ہے یا کالجوں کی تعلیم

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہالت کی وجہ سے عورتوں میں توہم پرستی اور شرک و بدعت پھیل گئی ہے۔ جواباً التماس ہے کہ یہ بالکل صحیح اور درست ہے لیکن ان امراض کا علاج سکولوں اور کالجوں کی تعلیم نہیں ہے بلکہ اس تعلیم سے اگر جہالت و توہم پرستی کے مرض دور ہو سکتے ہیں۔ تو بے حیائی۔ خودسری، خود پسندی، اسراف و تبذیر، بے دینی، آوارگی، خود نمائی وغیرہ صدہا ایسے امراض پیدا ہونے کا احتمال ہے جو جہالت سے بھی بدتر ہیں۔ لہٰذا ایسی تعلیم سے ان کا جاہل رہنا ہی بہتر ہے کہ دین و دیانت کی صلاحیت تو باقی رہے گی۔ کیونکہ سکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے تو دینی صلاحیت ہی معدوم و مفقود ہو جاتی ہے۔ ایسی تعلیم یافتہ عورتیں مسلمان کہلاتی ہوئیں غیر مسلموں سے شادی کر لیتی ہیں۔ لہٰذا ان امراض کا حقیقی علاج دینی تعلیم ہے اور اسی کے لئے کچھ نہ کچھ بندوبست ہونا چاہیے۔

علمائے امت سے شرعی پردہ کی تشریح کی درخواست

پچھلے دنوں ایک مشہور اخبار میں مذکورہ بلا عنوان پر ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں علماء سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ پردہ کے باب میں متفقہ فتوٰی شائع کریں اور ساتھ ہی دھمکی دی گئی ہے کہ اگر علماء نے اس طرف توجہ نہ کی تو رفتارِ زمانہ وہ کچھ کر دکھائے گی جو نہ ہونا چاہیے اور پھر کسی کے بنائے کچھ نہ بن سکے گا۔ اور جس طرح انگریزی تعلیم کو پہلے پہلے علماء نے حرام قرار دے کر مسلمانوں کو ہندوؤں سے پچھاڑی کر دیا جس کے متعلق اب رو رہے ہیں۔ اور پچھتا رہے ہیں۔ اسی طرح پردہ کے متعلق بھی کفِ افسوس ملنے کے سوا اور کچھ چارہ نہ رہے گا۔ اور اس کے متعلق صاحبِ مضمون نے اپنی رائے کا اظہار یوں کیا ہے کہ یورپین طریقہ پر عورتوں کی آزاد روی افراط ہے اور ہمارا مروجہ پردہ تفریط۔ اس افراط و تفریط کے درمیان ایک بہترین راستہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا کے موجب نکالا جا سکتا ہے۔ **جواب** :- علمائے کسی متفقہ فتوے کی توقع رکھنا تو محض فضول ہے کیونکہ علماء دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو آخرت کو دُنیا پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جو دُنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں پس جبکہ ان کے مقصد میں اختلاف ہے تو راؤں میں بھی اختلاف لازم ہے۔ اس کے علاوہ بعض کی نظر عمیق ہوتی ہے اور بعض کی سطحی۔ اس لئے بھی ان میں اتفاق قریب ناممکن ہے۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو علمِ دین سے اصلاً واقفیت نہیں رکھتے اور مذہب میں مداخلت کر کے علماء کے منصب میں دخیل بنتے ہیں۔ اب علماء اگر اتفاق بھی کر لیں تو ان بہروپیوں کا اختلاف تو بہرحال قائم رہے گا پس جبکہ کسی امر پر اتفاق ناممکن ہے اور عدم اتفاق کی صورت میں عورتوں کا بے پردگی پر اتر آنا لازم ہے۔ تو اب ہمیں بجز فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ (صبر ہی اچھا ہے) پڑھنے کے اور کوئی چارہ نہیں اور ہمیں اس بے پردگی اور اس کے شرمناک نتائج کے دیکھنے کے لئے اسی طرح آمادہ رہنا چاہیے۔ جس طرح ہم انگریزی کے خطرناک نتائج دیکھ رہے ہیں۔ معترض صاحب میں اگر ایمان و انصاف کا کوئی حصہ ہوتا تو وہ ان لوگوں کی رائے کی قدر کرتا جو انگریزی پڑھنے

سے مخالف تھے کیونکہ واقعات نے ان کے خیال کی صحت کو روز روشن کی طرح صحیح ثابت کر دیا۔

لے برصغیر میں خاندان مغلیہ کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے سیاسی انحطاط، اقتصادی زبوں حالی اور معاشرتی زوال سے انگریزوں نے ــــــــ غاصبوں اور قزاقوں کے روپ میں جس انداز سے فائدہ اٹھایا۔ یہاں کے سکون و امن کے طائر کو اسیر کر کے اس کے پر نوچ لئے۔ صیاد نے دام ہمرنگ زمیں جس طور سے بچھایا مشرق سے مغرب تک پوری دنیا انگشت بدنداں تھی۔ اس سے پیشتر کی تاریخ عالم ایسی پست اور عیار ذہنیت کی مثال پیش کرنے سے قاصر تھی۔ مرکزوں شہروں سے بہت دور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں جو تھوڑا بہت امن چین تھا اسے بھی سمندر پار سے آنے والی رسہ گیر قوم نے سبوتاژ کر کے رکھ دیا۔ عیاری اور مکاری کے اس نخل کی بار آوری کے لئے انگریزوں نے اب ان دروازوں اور سرنگوں کو بند کرنا شروع کر دیا جہاں سے مدافعت کی توقع محسوس کرتے تھے۔ محب وطنوں سے زنداں آباد اور آج انگریز کے وارے نیارے تھے۔

برطانیہ کی رونقیں بڑھ گئیں مگر یہاں ــــــــ متحدہ ہندوستان میں تمام مال صرفہ ہو گیا، افرادی قوت کو یرغمال بنا کر فوج میں بھرتی کر لیا گیا اور افرادی قوت برباد ہو گئی۔ معیشت تباہ ہو گئی۔ برصغیر کے وسائل نے دم توڑ دیا۔ آج ایک آزاد قوم حکم کی غلام بن گئی۔ چار سو ظلمت کے راج اور تیرہ بختی کی یورش نے خیمے گاڑ دیئے اور تمام قوم بے بسی کے بحر بے کراں کی اتھاہ گہرائیوں میں غرقاب ہو گئی۔ ظالم نے بری طرح گھائل کر دیا تھا۔ اور اب اذن آہ و فغاں بھی نہ تھا۔ زبوں حالی کے آنسو بہانے اور کف افسوس ملنے کے سوا چارہ نہ تھا۔ جبر و تعدی کا تختہ مشق بنا، بڑی بے چارگی کے عالم میں زندگی کے دن کاٹنا مقدر بن گیا تھا۔ چرخ سال خوردہ نے دیدے پھیر لئے تھے ــــــــ بے رحی پر اتر آیا تھا۔ خطۂ ارضی تنگ ہو گیا اور اب نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن۔

قومیں فاتح ہوں یا مفتوح ان میں ہمیشہ ہی کچھ ایثار منش لوگ ہوتے ہیں جو ڈوبتی نیا کے ناخدا ہوتے اور اسے پار لگاتے ہیں۔ قوم کا غم ان کے لئے سرمایہ حیات ہوا کرتا ہے ــــــــ قابل ستائش اور واجب الاحترام ہیں یہ ہستیاں! انہی معتدر لوگوں کے صادق جذبے سے ایسی تبدیلیاں آئیں کہ تاریخ کا دھارا موڑ دیا۔ یہ مخلص لوگ اس ظالم و جابر سود لیتی قوم سے ٹکرا گئے۔ سروں پر کفن باندھ کر میدان عمل میں نکل آئے۔ ہر محاذ پر بڑے زور کا رن پڑا۔ حق و باطل کا معرکہ تھا، ظالم اور مظلوم کی آویزش تھی۔ انسانیت کا خون بہہ رہا تھا جسے رائیگاں جانا تھا اور نہ گیا ــــــــ!

لہ ازادی اور حکومت کو دھکے دے کر گھر کی لونڈی بنانے کے اصول کے تحت حکمران (باقی صفحہ ۲۴ پر)

قوم نے جب یہ سوچا کہ یہاں کے باشندوں خصوصاً مسلمانوں کو دھونس دھاندلی، لالچ اور تخویف سے اپنے مقصد کیلئے استعمال کرنا ناممکن ہے تو انہوں نے ذہنی تطہیر کے لئے اپنی مادری زبان —— انگریزی کو —— ایک زہر ہلاہل کو شیریں محلول کی شکل میں پیش کیا اور یہ بھی بتایا کہ یوں ہم باہمی تفاوت کو ختم اور سرد جنگ کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر کے خیر سگالی کے جذبات پیدا کر سکتے ہیں۔ ناعاقبت اندیش ضمیر فروش اور ابن الوقت لوگوں کے لئے یہ دعوتِ اغیار گویا نعمت غیر مترقبہ تھی۔ فوراً ہی تمدن، زبان اور کلچر اپنانے اور ہاں میں ہاں ملانے کے معاہدے میں شریک ہو گئے اور اس معاہدے سے روگردانی کرنے والے علما کرام کو قابل گردن زدنی قرار دے دیا گیا اور یہ وہی علماے عظام ہیں جو بھاری اکثریت میں تھے اور جنہوں نے حب الوطنی و قومی بیداری میں راتوں کا چین اور دن کا آرام حرام کر لیا تھا۔ بے لوث لوگ تھے قوم کی سرفرازی کی خاطر عزت، وقار، تن، من، دھن ہر چیز داؤ پر لگا دی —— سب کچھ نثار کر دیا۔

آج بھی مٹھی بھر کم فہم اور عقل کے اندھے موجود ہیں جو درپردہ ارض پاک کی بیخ کنی میں مصروف ہیں مگر بظاہر جبہ سائی اور جی حضوری کرتے نہیں تھکتے۔ یہ غیر ملکی گماشتے ہر محب وطن کو غدار ثابت کرنے کے درپے ہیں اور یہی لوگ بہی خواہوں کی صورت میں انہی علماے کرام پر زبان دشنام دراز کرنے سے باز نہیں آتے اور بعض سادہ لوح لوگوں اور تازہ خون کو ساتھ ملا لیتے ہیں۔ غیرت ایمانی کا تقاضا تو یہ ہے کہ حالات کا تجزیہ اپنی مرضی کے بجائے حقیقت پسندانہ کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ علماء کرام کی عظیم اکثریت نے انگریزی زبان سیکھنے کی مخالفت کی تو مقصود انگریز کے کلچر، تمدن اور تہذیب کے اثرات مذمومہ سے ملک و قوم کو محفوظ رکھنا تھا۔

الغرض شب بیدار، نیک سیرت اور روشن کردار لوگوں کی مساعی جمیلہ سے انگریزوں اور ہندوؤں سے دائمی آزادی کے لئے علیحدہ ریاست کا پروگرام مرتب ہوا تو اس کام کی محرکی قوت مسلم لیگ تھی جسے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میسر تھی تو انہی حضرات نے دامے، درمے، سخنے مسلم لیگ اور قائداعظم سے بھرپور تعاون کیا نتیجۃً دنیا کی سب سے بڑی مملکت اسلامیہ کا وجود عالم وجود میں آیا۔ ان علماء کرام کی اسی طالع آزما گروپ نے مخالفت کی، تضحیک و تحقیر کی، مسلم لیگ اور قائداعظم کے رستے مشکلات پیدا کی گئیں —— قیام پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا آج بھی سامراجی طاقتوں کے آلۂ کار اور ممد و معاون ہیں ؎

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

(ناشر)

چنانچہ آج جسقدر فتنے ہیں اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کر رہے ہیں یہ سب انگریزی پڑھنے کی برکات ہیں۔ چنانچہ کسی طرف سے آواز آتی ہے کہ مذہب ہماری پستی اور تباہی کی جڑ ہے اس کو چھوڑ دو۔ کسی طرف سے شور ہوتا ہے کہ سود نہ لینا ہی مسلمانوں کی تباہی کا ذمہ دار ہے اس لئے خوب سود لو، کوئی چلاتا ہے کہ پردہ ظلم ہے، وحشت ہے۔ مانع ترقی ہے اسے اٹھا دو، کوئی چیختا ہے کہ خدا نے کم سنی کی شادی کو جائز رکھ کر قوم کو نقصان پہنچایا، اسے منسوخ کر دو۔ کوئی کہتا ہے کہ شادیوں کے امتیاز نے ہماری قومی منافرت کو بڑھا دیا اور یہ (معاذ اللہ) خدا کی غلطی ہے۔ اس لئے اسے منسوخ کر کے مخلوط شادیوں کو رواج دو۔ کوئی کہتا ہے کہ پرانی فقہ نے ہمیں تباہ کر دیا نئی فقہ بناؤ۔ جس میں تمام حرام چیزیں حلال کر دی جائیں۔ کوئی کہتا ہے کہ جبریہ تعلیم کے ذریعہ سے اسلام کا خاتمہ کر دو وغیرہ وغیرہ۔

الغرض دنیا میں ہر طرف یہی شور ہے اور یہ شور انگریزی خوانوں نے برپا کر رکھا ہے جس میں بعض دنیا پرست محض نام کے مولوی بھی شریک ہو گئے ہیں۔

القصہ یہ تمام واقعات اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ ان بزرگوں کی رائے نہایت صحیح تھی جو انگریزی کو اسلام کے لئے خطرناک سمجھ کر مسلمانوں کو
اس سے بچنے کی رائے دیتے تھے۔ لیکن معترض صاحب بجائے ان کی تصویب کے انہیں بیوقوف بناتا ہے اور یہ بھی اسی انگریزی کا اثر ہے۔ نیز وہ کہتا ہے کہ جس طرح مسلمان آج انگریزی کی مخالفت پر رو رہے ہیں، یونہی وہ کل پردہ مروجہ کی حمایت پر پچھتائیں گے لیکن ہم کہتے ہیں کہ جو مسلمان انگریزی کے مخالف تھے وہ کبھی نہیں پچھتاتے۔ اور نہ ہی وہ پچھتائیں گے۔ جو پردہ مروجہ کی حمایت کرتے ہیں۔ بلکہ جس طرح مخالفین انگریزی آج اپنی رائے کی صحت کو دیکھ کر اپنی رائے کی صحت پر نازاں ہیں۔ یونہی حامیان پردہ بے پردگی کے مفاسد کو دیکھ کر کل اپنی رائے کی صحت پر نازاں ہوں گے جبکہ ہندوستان (پاک و بھارت) علانیہ زنا، فسق و فجور کی وجہ سے رشک یورپ ہو گا اور ہندوستان میں نہ کوئی صحیح النسب نکلے گا اور نہ کوئی شریف اور اس سے زیادہ اس وقت خوش ہوں گے جبکہ مرنے کے بعد ان ظالموں کو ان کی اولاد تو زنا کی حرامی کا جانے گی اور ان کو ان کی تمام مفاسد

حریت اور خود ساختہ ترقی وتمدن کا مزہ چکھایا جائے گا۔

الغرض نہ مسلمانوں کو انگریزی کی مخالفت پر پچھتانے کی کوئی وجہ ہے اور نہ پردہ مروجہ کی حمایت پر۔

اگر بے دین لوگوں نے انگریزی کے باب میں علماً کی مخالفت کی تو اپنا ہی نقصان کیا۔ علماً کا کچھ نہیں بگاڑا۔ اسی طرح اگر وہ اب پردہ کی مخالفت کریں گے تو بھی اپنا ہی نقصان کریں گے اور علمار کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

رہی یہ بات کہ علماً اگر کسی معتدل بات پر متفق ہو جائیں تو اس فتنہ کی روک تھام ہو سکتی ہے سو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جن باتوں پر علماً متفق تھے ان میں اہل اہوا نے کب ان کا ساتھ دیا۔ اسی طرح اگر وہ پردہ کے باب میں متفق ہو جائیں تو جن کے دماغوں میں حریت کی ہوا ابھر چکی ہے اور جن کو آزادی کی چاٹ لگ گئی ہے۔ وہ علماً کے فتویٰ کو کب مانیں گے۔ ایسی حالت میں علمار کو حق پر قائم رہنا لازم ہے۔ خواہ اہل اہوا ان کے ساتھ موافقت کریں یا مخالفت۔ علماً صحیح راستہ بتانے کے ذمہ دار ہیں اور لوگوں کے عمل کے ذمہ دار نہیں وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (سورہ بقرہ رکوع ۱۷) اور تم کو جو علم حاصل ہو چکا ہے اگر اس کے حاصل ہونے کے بعد بھی تم ان لوگوں کی خواہشوں پر چلے تو اس صورت میں تم بھی نافرمانوں میں شمار ہوگے۔

اب ہم معترض کے اس اعتراض کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں جس کو اس نے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا کہا ہے اور کہتے ہیں کہ معترض کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو اگر یورپین لیڈیوں کی طرح پوری مادر پدر آزادی نہیں دی جاتی تو انہیں کم از کم نیم آزاد کر دیا جائے تاکہ مردوں کے دوش بدوش بازاروں میں چلنے پھرنے کی گنجائش نکل آئے اور یہ اوسط درجہ کی آزادی ہوگی جس کو خیر الامور کہا جا سکتا ہے۔

اگر صاحب مضمون کا یہی خیال ہے تو اس میں اول یہ سوال ہے کہ یہ تجویز آپ نے قانون شرعی کی بنیاد پر کی ہے یا اپنی ذاتی رائے سے کی ہے؟ اگر آپ نے یہ تجویز کسی قانون کی بنا پر کی ہے تو اس کو ہمارے سامنے پیش کیا جاتا اور اگر ذاتی رائے سے کی

ہے تو آپ کو کیا حق ہے کہ آپ دین الٰہی میں اپنی رائے کو دخل دیں اور اگر آپ نے یہ تجویز خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا کے دائرہ کو وسعت دے کر اس سے استنباط کی ہے تو پھر ہمیں منتظر رہنا چاہیے کہ آپ ایک دن توحید خالص کو افراط اور شرک ہنود کو تفریط قرار دے کر عیسائیوں کی تثلیث خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا قرار دیں گے۔

اے اللہ کے بندو! تم کیوں خدا کے دین کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہو۔ اور تم نے کیوں اس کی تباہی کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اگر تم درحقیقت اسلام سے گھبرا گئے ہو۔ اور تم کو خدا کے قوانین کما ہی تسلیم نہیں تو صاف صاف اپنے ارتداد کا اعلان کر دو۔ دوسرے مسلمان تو تمہارے شر سے بچ جائیں گے۔ اسلام کا دعویٰ کرنا اور خدا کے دین کو ظلم اور جبر اور خلاف مصلحت بتلا کر اس کی تحریف کرنا بالکل انسانیت کے خلاف ہے۔

پردہ سے شریعت کا مقصود عفت ہے۔ پس جو طریق ایسا اختیار کیا جائے۔ جس میں عفت پر برا اثر پڑے وہ شرعاً ناجائز ہے۔ خواہ عورتیں کھلے منہ پھریں یا برقع اوڑھ کر۔ کیونکہ جب کوئی عورت برقع اوڑھ کر غیر مردوں کے ساتھ اختلاط کرے گی اور ان سے بے تکلف باتیں کرے گی۔ تو اول تو مرد اس کی ذاتی حیثیت کو (کہ خوب صورت ہے یا بدصورت، جوان ہے یا بوڑھی وغیرہ) خود لفظ سے اور انداز گفتگو سے بھانپ لیں گے اور اگر بالفرض نہ بھانپ سکیں۔ تو وہ ان باتوں کے معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس سے عفت خطرہ میں پڑ جائے گی۔ دوسرے خود عورتیں برقع کی جالی سے مردوں کو دیکھیں گی اور چونکہ عورتوں میں بھی فطرۃً جذبات شہوانی ہوتے ہیں اس لئے جو مرد انہیں پسند ہوگا۔ اس کے پھانسنے کی وہ خود کوشش کریں گی اور جب وہ عورتیں خود طالب ہوں گی تو ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ برقع کیا کام دے سکتا ہے۔ اس لئے برقع کے ساتھ عورتوں کو مردوں کے ساتھ ربط ضبط اور خلط ملط کی اجازت دینا ضرور شرعی مقصد کے خلاف ہے اور وہ بھی بے پردگی میں داخل ہے۔ اسی وجہ سے جس طرح شارع نے مردوں کو غیر محرم عورتوں کے دیکھنے سے منع کیا ہے۔ یونہی اس نے عورتوں کو بھی غیر مردوں کے دیکھنے سے روکا ہے۔

امہات المومنین اور صحابیات کا پردہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور ان کے بعد کے مسلمانوں سے کہیں منقول نہیں کہ وہ اپنی بیویوں اور رشتہ دار عورتوں کو اپنے ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہوں اور ان کو مردوں کے مجمع میں شریک کرتے اور دوست آشناؤں سے ملاقاتیں کرلتے ہوں۔ پس اگر شرعی پردہ وہ ہوتا۔ جس کو آج خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا کہا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ یہ حضرات عورتوں کو اس طرح مقید کرتے اور آزاد خیالوں کے خیال کے موافق ان پر ظلم کرتے۔

دیکھو جس جہاد سے واپسی میں واقعہ افک پیش آیا ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں مگر آزاد نہیں۔ بلکہ آج کل کی با پردہ عورتوں کی طرح محمل (کجاوہ) میں تھیں۔ اسی طرح جنگ جمل میں بھی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محمل میں تھیں۔ اگر اس زمانہ میں آزادانہ پھرنے کی اجازت ہوتی تو محمل کی کیا ضرورت ہوتی اور اس زمانہ میں شہروں میں اور جنگلوں میں اور مجمعوں میں عام طور پر پھرنا کیوں نہ منقول ہوتا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو حقیقت شرعی پردہ کی آج بتائی جارہی ہے۔ وہ وہ ہے جس سے نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واقف تھے۔ نہ صحابہ کرام، نہ تابعین، نہ تبع تابعین اور نہ محققین علماء و فضلاء۔ پھر علماء اس کو شرعی پردہ قرار دے کر اس کے جواز کا فتویٰ کیونکر دے سکتے ہیں۔

ارتکاب گناہ سے اباحت گناہ بدتر ہے

مسلمانو! جرائم ہمیشہ سے ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ لوگ چوری بھی کرتے ہیں، شراب بھی پیتے ہیں، زنا بھی کرتے ہیں۔ سو اگر تم کو بھی شوق جرائم ہے تو تم جانو مگر خدا کے لیے قانون الٰہی کو تو نہ بدلو۔ اور جرائم کو خدا کے قانون میں داخل نہ کرو بلکہ جرم کو جرم سمجھو۔ اپنے کو گنہ گار جانو اور دوسروں کو بے دینی کی دعوت نہ دو۔ ایسا کرنے سے تم مسلمان رہ سکتے ہو اور قانون الٰہی کی تحریف کر کے جرائم کو قانون خداوندی میں داخل کر کے تم مسلمان نہیں رہ سکتے کہ یہ ایک جرم عظیم ہے۔ عورتوں کی بے پردگی بے شک ایک جرم ہے، گناہ ہے، معصیت ہے۔ سو اگر بعض لوگوں سے یہ معصیت بتقاضائے نفس و

شیطان سرزد ہو رہی ہے تو ہوا کرے۔ دوسرے معاصی کی طرح یہ بھی ایک معصیت ہے۔ لیکن اس معصیت کو حدود شرعیہ میں لانے کی کوشش کرنا۔ آیات و احادیث کی آڑ لے کر اس کو جواز و اباحت کا لباس پہنانا نہایت ناپاک حرکت ہے اور دین الٰہی کے ساتھ استہزا ہے۔ جو اصل معصیت کے ارتکاب سے بھی کہیں بڑھ کر قابل مواخذہ ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

نام نہاد تہذیب اور معکوس والی ترقی

افسوس! کہ نئی روشنی والوں نے جو درحقیقت منبع ظلمات ہے روحانیت سے بے گانگی اور مادیت کی دلدادگی کا نام ترقی رکھ لیا ہے اور ہر ایک بے حیائی، الحاد و دہریت، اتباع طرز مغرب کو تہذیب سمجھ رکھا ہے۔ جو درحقیقت تعذیب (عذاب دنیا) ہے اور ہر قسم کی آوارگی و خودسری کو آزادی کا لقب دے رکھا ہے جو دراصل نفس و شیطان کی غلامی ہے۔ جو شخص اس طوفان بے تمیزی کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ لوگ اسے ترقی کا مانع سمجھ کر ناداں، بیوقوف، اولڈ فیشن اور تنگ خیال وغیرہ الفاظ سے ملقب کیا جاتا ہے۔ بے پردگی کے برے نتائج آئے دن پڑھتے اور سنتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان یورپ کا نمونہ بن جائے۔

پردہ کو غلامی و تسفل (گراوٹ) کی سب سے نمایاں علامت بتایا جاتا ہے تعلیم اور اعلیٰ قابلیت سے عاری رہنا بھی پردے ہی کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ غلامی کی اصلی وجہ بے پردگی، بے حیائی اور موجودہ انگریزی تعلیم ہے۔ کیونکہ بے پردگی کی وجہ سے لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس ابتلاء نے حکومت کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا ہے۔ اس لئے کہ جب لوگ عیش پرستی میں محو ہوتے ہیں تو انھیں آزادی کا خیال بھی نہیں آتا۔ اسی واسطے حکومت نے فسق و فجور کے جملہ ذرائع کی عام طور پر اجازت دے رکھی ہے۔ شراب، افیون اور چرس وغیرہ مخربات اخلاق و اجسام کے ہندوستان (پاک و ہند) میں بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ بھنگی، چرسی خود بے کار اور دوسروں کے لئے مصیبت بنے ہوتے ہیں۔ زنا بالجبر کی جو سزا ہے۔ اس سے زنا کا سد باب نہیں ہوتا اور زنا بالرضا کو تو جرم

شمار ہی نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ بدکاری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کیا آپ ایسی ہی ہوا میں عورتوں کو کھلے منہ باہر نکلنے، سکولوں اور کالجوں میں جانے اور باغوں پارکوں ٹھنڈی سڑکوں اور بازاروں کی سیر کی اجازت دے رہے ہیں۔ بریں عقل و دانش بباید گریست ۔

مسلما نو نہیں ہے بے سبب دنیب کو حیرانی   کہ اپنی آبرو پر پھیر رہا ہے آج کل پانی

ترقی کی خواہش ہر   زندہ قوم اور ذی حیات فرد کے دل میں ہوتی ہے اور ہونی چاہیے اپنی حالت کو موجودہ سے بہتر بنانے کا ولولہ اگر دل میں نہ ہو۔ تو برکاتِ زندگی سے اس دل کو محروم کہنا صحیح ہے۔ آج دنیا کی تمام قومیں ترقی ترقی کا غل مچا رہی ہیں اور ہر ایک نے اپنی رسائی فکر سے ایک منزل قرار دی ہے۔ جس کی طرف وہ سب دوڑ رہے ہیں۔ ادنیٰ طبقہ سے اعلیٰ درجہ کے انسانوں تک ہر قوم کے افراد ترقی کی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی ترقی کی صدا دنیا کی کسی دوسری قوم سے پست نہیں ہے بلکہ شور و شغب تو یہاں بہت زیادہ نظر آتا ہے۔ بہت سے بے کار لوگ جن کے پاس کوئی معقول ذریعہ معاش نہیں ہے یا جس کام کو کرتے ہیں۔ وہ بدقسمتی سے چلتا نہیں۔ اور ہیں خوش خوراک اور خوش پوشاک فیشن ایبل جنٹلمین۔ وہ مجبور ہو کر (مہذب گداگری) لیڈری کے پلیٹ فارم پر جلوہ آرا ہو جاتے ہیں۔ اور دھواں دھار تقریریں کر کے سامعین کو جذبۂ ترقی کے بادۂ ناب سے مخمور بنا دیتے ہیں کوئی چندہ کھول لیا جاتا ہے اور قوم کو اس کی فراہمی میں مصروف کر دیا جاتا ہے اور جو شخص ان کے پیش کردہ مقصد کو سمجھنا بھی چاہے تو اس کو بے سروپا الزاموں سے مطعون بنا کر نفرت و لعنت کے نعروں سے خاموش کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے بہت سے آبرو دار نیک دل تہمتوں اور گالیوں کے خوف سے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ لیڈر صاحب کی ترقی تو ہو گئی۔ ان کا کام تو بن گیا اور چونکہ وہ بھی قوم کے ایک فرد ہیں اس لئے وہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی سعی قوم کی ترقی کے لئے نافع ثابت ہوئی۔ ایسے لیڈروں کے سوا اور بھی بہت   لیڈر ہیں جو ہمیشہ ہی ترقی کا رونا رویا کرتے ہیں۔ اور یہ رونا روتے ہوئے ان لیڈروں کو پچاس سال سے زیادہ گزر چکے۔ لیکن اس شور و شغب کا کیا ثمرہ ہوا۔ اس بات کو یہ قومی لیڈر ہی کچھ اچھی طرح سے سمجھتے ہوں گے۔

ترقی کی آواز

جس وقت ہندوستان (پاک و ہند) میں ترقی کی آواز اٹھائی گئی تھی۔ یعنی آج سے پچاس سال قبل، اس وقت مسلمانوں کی قوت، شوکت، اثر، اعتبار، تمول، دینداری، نیک چلنی باہمی محبت و ہمدردی کا کیا حال تھا۔ زمین ہند کے کتنے وسیع رقبے ان کے ملک و تصرف میں تھے۔ ہر شہر، قصبے اور گاؤں میں سر بفلک اور فراخ عمارتیں ان کے اقتدار کی شہادتیں دے رہی تھیں۔ دشمن مقابلہ کی ہمتیں نہ رکھتے تھے۔ اور ہندوستان کی قومیں ان کے رعب سے کانپتی تھیں۔ مسافر نوازی، غربا پروری، ناداروں کی دستگیری، ہمسایوں کی اعانت مسلمانوں کا عام شیوہ تھا۔ صدق و دیانت اور حق و انصاف کے لئے مسلمان ضرب المثل تھے۔ امراء و روساء پابند شرع تھے۔ جن لوگوں کی عمر پچاس سال سے زیادہ ہے۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے منظر دیکھے ہیں۔ مگر جب سے اس نام نہاد ترقی کا دور دورہ شروع ہوتا ہے اور ہندوستان (پاک و ہند) کا گوشہ گوشہ ترقی کے غلغلوں سے گونج اٹھتا ہے۔ ترقی مآب لیڈروں کی مساعی کا جال ہندوستان بھر میں پھیلتا ہے۔ اس وقت سے مسلمان روز بروز تباہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کروڑوں روپیہ کی جائیدادیں ان کے قبضہ سے نکل کر سالانہ اغیار کے پاس پہنچتی رہتی ہیں۔ ان کے ذرائع معاش دم بدم کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان کا اثر و اقتدار دنیا سے اٹھتا جاتا ہے۔ ان کی نیک صفات ان سے منہ موڑ لیتی ہیں۔ ہمدردی و اخوت کی جگہ ان میں حسد و عداوت اور بغض و نفاق کے شرارے بلند ہوتے ہیں اور اس جدید عہدِ ترقی میں بیسیوں نئے مذہب اور جدید فرقے پیدا ہو کر مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر کر دیتے ہیں دین داری کا یہ حال رہ جاتا ہے کہ مدعیانِ سیادت یعنی لیڈران نماز، روزے اور اسلامی شکل و صورت سے اجنبی اور نابلد ہو جاتے ہیں۔ پنجاہ سالہ ترقی کی صداؤں اور گرما گرم کوششوں کا یہ انجام ہے۔ اب خواہ اس ترقی پر ناز کیجئے یا اس کو امیدوں کا قبلہ گاہ سمجھئے مگر نتیجہ اس کا یہی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔

انسان سے غلطی ہونا کچھ عجب نہیں۔ دانا و فرزانہ انسان بسا اوقات خطرناک غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں کہ ان کی کوششوں کے نتائج برعکس نکلے اور ان کی تدبیروں سے بجائے نفع کے نقصان ظاہر ہوا تو وہ اپنے عمل کو روک دیتے ہیں اور

اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں اور حصولِ مقصد کے لئے دوسرا طریقِ عمل اختیار کرتے ہیں مگر رنج اس بات کا ہے کہ ہمارے حامیانِ ترقی اور فدائیانِ افرنجیت پچاس برس غلطی میں رہ کر بھی بیدار نہ ہوئے۔ قوم تباہ ہو گئی اور ان کی آنکھ نہ کھلی۔ مسلمان مٹ گئے اور انہیں ہوش نہیں آیا۔ دولتیں غیروں کے پاس پہنچ گئیں اور انہیں اب تک اپنی غلطی کا اعتراف نہ ہوا۔ مرعوب مغلوب قومیں غالب ہو کر چیرہ دستیاں کرنے لگیں اور انہوں نے ظلم وستم کا طوفان بپا کر ڈالا مگر ہمارے لیڈروں کی خودرائی میں ذرا فرق نہ آیا۔ انہیں اپنی غلط روی کا احساس نہ ہوا انہوں نے اپنی روش نہ چھوڑی اور ایک لمحہ کے لئے اس پر نظر نہ ڈالی کہ ان کی کوششوں سے ان کے طرزِ عمل نے، ان کی مزعوم رخیالی، ترقی نے مسلمانوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ ان کی حالت روز بروز بدتر ہوتی چلی گئی اور جب تک یہ لیڈر دین سے اجنبی اور مذہب سے ناآشنا رہیں گے۔ اس وقت تک کامیابی کی صورت نظر نہیں آسکتی۔ ہر قوم اپنی خصوصیات و امتیازات کی حمایت و حفاظت میں اپنی پوری طاقت صرف کر دیتی ہے اور اس میں اس کی بقا و ترقی کا راز مضمر ہے۔ ہندوؤں کو دیکھئے وہ اپنی راہ ورسم پر کس مضبوطی سے قائم ہیں انگریزی تعلیم اور یورپ و امریکہ کی سیریں ان کے سروں سے چوٹی کا ایک بال بھی دور نہ کر سکیں ہندوؤں کی چوٹی کو نہ کٹی۔ مگر مسلمانوں کی ڈاڑھی اس جدید ترقی کے استرے سے مُنڈ گئی۔ ہندوؤں کے دماغ سے گاؤ پرستی کا خیال تک نہ مٹ سکا۔ مگر ہمارے جنٹلمین اپنے فرائض چھوڑ بیٹھے ہندوؤں نے جس قدر اپنے رسم و آئین کی حفاظت کی ہمارے لیڈر اتنا ہی دین کی مخالفت میں سرگرم رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو بڑھتے گئے۔ انہیں کامیابی ہوتی گئی۔ انہوں نے اردو کی جگہ مری ہوئی ہندی کو رائج کر لیا اور ہمارے لیڈر اپنا ہی گھر برباد کرنے کو ترقی سمجھتے رہے۔ کبھی پردہ کی مخالفت پر اصرار رہے۔ کبھی سود کے جواز پر بحث و تکرار رہے۔ علماء کی توہین اور علومِ اسلامیہ کے رواج کا بند کر دینا تو لیڈروں کا مقصدِ اعظم ہے۔ عمریں علماء پر تبرا کرتے گزر گئیں۔ اور روزانہ اخباروں میں برسوں تک اس مبارک اور پاک گروہ کو کوسنا ہے۔ یہ ان حضرات کے اصولِ ترقی ہیں۔ آج کل جبریہ تعلیم کے مدارس جابجا کھل رہے ہیں۔ ان کی دینی تعلیم حتیٰ کہ قرآن پاک کی تعلیم بھی لازمی قرار نہیں دی گئی مگر جنٹلمین حضرات جو مسلمانوں کی نیابت کے

مُدعی تو بن بیٹھے ہیں۔ اور مسلمانوں سے ووٹ حاصل کرنے میں بہت سرگرمی دکھایا کرتے ہیں وہ سب خاموش ہیں ان کے دل میں درد نہیں اٹھتا۔ کہ وہ قرآن پاک کی تعلیم لازمی کئے جانے کے لئے اپنی قوتیں صرف کریں۔ نہ اس کے لئے جلسے ہوتے ہیں نہ ریزولیوشن پاس کئے جاتے ہیں۔ نہ ایڈیٹران اخبار اس پر کوئی آواز بلند کرتے ہیں۔ ترقی کے دلدادوں کے لئے یہ مسئلہ قابل التفات ہی نہیں ہے۔ ریلوے نے اپنے جدید سٹاف کی وردی میں بعض علاقوں میں ہیٹ (پیچھے دار ٹوپی) رکھی ہے۔ صدہا مسلمان جو اس محکمہ میں ملازم ہیں وہ ٹوپی اوڑھے پھرتے ہیں۔ نہ اس پر کوئی احتجاج کیا گیا۔ نہ ریلوے بورڈ سے استدعا کی گئی کہ وہ مسلمانوں کو اس ٹوپی سے مستثنیٰ کرے۔ یہ ٹوپی مسلمانوں کے لئے ناجائز[1] ہے۔ نہ اس پر کوئی جلسہ کیا گیا۔ نہ کسی اخبار نویس نے کوئی توجہ کی۔ نہ حامیان ترقی کو اس پر کوئی آواز اٹھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کسی نے نہ سوچا کہ ہماری وضع میں تغیر کی ابتدا ہو رہی ہے اور آج ایک محکمہ ہیٹ رائج کرتا ہے تو دوسرے محکمے بھی یہی راہ چلیں گے۔ مگر لیڈروں کو کیا وہ تو خود انگریزی وضع کے شیدائی ہیں اور نوجوانوں کو رغبت دیتے ہیں۔ سکھ اپنی دستار کی حفاظت کر سکتے ہیں مگر مسلمان نہیں کر سکتے۔ حامیان ترقی مزعوم (خیالی ترقی) تو شاید اپنے خیال میں اس کو عین ترقی سمجھتے ہوں گے۔ ان کے خیال میں تو خواہ کھانے کی روٹی نہ ہو۔ رہنے کو گھر نہ ہو فیشن ہو۔ تو بس ترقی کی انتہائے معراج کو پہنچ گئے مگر حقیقت شناس جانتے ہیں کہ یہ ترقی نہیں بربادی ہے۔ ترقی یہی ہے کہ ہماری حالت پہلے سے بہتر ہو اور اس میں سب سے اوّل مرتبہ اپنے ذاتی وصفاتی افعال کا ہے۔ مسلمان پاکیزہ صفات سے متصف ہوں۔ ان کے افعال بہتر اور عمدہ ہوں۔ شریعت کی زندگی اختیار کریں اسلامی شان اور اسلامی صورت اور اسلامی انداز ان سے ظاہر ہوں تو یہ اصلی ترقی ہے اور جس دن مسلمان ایسے ہو جائیں پھر دنیا انہیں پامال نہیں کر سکتی۔ حسن خلق، حسن صفات، حسن افعال وہ ملک نہیں جو تسخیر (ماتحت) کیا جا سکے۔ انجام کار یہ قوت تمام طاقتوں پر غالب

---

[1] اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کو پہنے ہوئے آدمی نماز ادا نہیں کر سکتا کیونکہ پیشانی کا زمین پر لگنا سجدہ میں ضروری ہے اور ہیٹ پہن کر پیشانی زمین پر نہیں لگ سکتی۔ ۱۲ (ناشر)

آتی ہے اور ہر فوج کو حسنِ صفات کے لشکر کے مقابل ہتھیار رکھ دینے ناگزیر ہوتے ہیں
مسلمان اگر واقعی ترقی کے خواہاں ہیں تو مسجدیں آباد کریں۔ دیانت و امانت صدق و راستبازی
میں اپنے اسلاف کا نمونہ بنیں۔ زیر دستوں اور ضعیفوں کی ہمدردی اپنی راحت سمجھیں دینداروں
سے محبت کریں اور جنہیں دین داری سے نفرت ہے انہیں اپنے اخلاقی دباؤ سے درست
کریں۔ ووٹ دینے کا وقت آئے تو یہ دیکھیں کہ جس کو اپنا نمائندہ بناتے ہیں وہ شریعت
کا کتنا پابند ہے۔ اس کو مسجد کی حاضری تو ہین تو معلوم نہیں ہوتی۔ اگر ایسے اجنبی کو اپنا نمائندہ
بنا کر بھیجا تو وہ مسلمانوں کی دینی زندگی کی کیا پروا کرے گا۔ ترقی کا پہلو دنیوی ہے حامیان
ترقی جو پلیٹ فارموں پر بڑا زور و شور مچایا کرتے ہیں۔ ایک فہرست تو بتائیں کہ انہوں نے
اپنے پنجاہ سالہ عہد میں مسلمانوں کو کتنا دنیوی فائدہ پہنچایا۔ مہربانی کر کے سکولوں کالجوں
لائبریریوں اور کلبوں کے لئے چندے مانگنے کو ترقی کی فہرست میں شمار نہ کرائیں بلکہ یہ
بتائیں کہ کتنے اجڑے ہوئے گھر آباد ہو گئے۔ کتنی ضائع شدہ جائیدادیں واپس آ گئیں۔ آج
سے پچاس سال قبل جو مسلمانوں کی مالی حالت تھی۔ اس عہد ترقی میں ان کی دولت کتنی زیادہ
ہو گئی۔ غریب مسلمانوں کی امداد کے لئے آپ نے کیا کیا۔ صدہا تعلیم یافتہ نوجوان ٹکریں
مارتے پھرتے ہیں اور مدعیان ترقی میں سے کوئی انہیں سہارا دینے والا نہیں ہے۔ مسلمانو!
ہشیار ہو جاؤ اور ان لفظی ترقی کی پکار کرنے والوں پر اعتبار نہ کرو۔ جن کے نزدیک ترقی کا
معیار یہی ہے۔ کہ سر پر انگریزی ٹوپی رکھ لیں، جانگیہ پہن لیں، عورتوں کے بال کٹوا دیں،
انہیں برہنہ پھرائیں اور اپنی مرضی سے انہیں موقع دیں کہ وہ غیروں کے ہاتھوں میں ہاتھ
ڈالیں۔ اس حیاسوز ترقی پر لعنت بھیجو۔ اسلامی آئین و وضع کو اختیار کرو جو اس وضع کے خلاف
نظر آتے۔ اس کو سمجھانے کی کوشش کرو۔ اگر تمہارا یہ دستور العمل رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ بگڑے
ہوئے سنبھل جائیں گے۔ خدا کرے کہ مسلمان اپنے دین کی حمایت و حفاظت کو ترقی سمجھیں
اور یہی ان کا نصب العین اور مطمع نظر ہو۔ آمین۔

پردے کی برکات

جو عورت اپنی سلیقہ شعاری اور حسن خانہ داری سے میاں کی مرغوب
طبع اور منظور نظر ہے۔ اس کا گھر اس کا تخت گاہ ہے اور اس کا لمحہ

امرِ تدبیرِ خانہ کے نظم و نسق کے لئے منقسم ہے۔ وہ گھر سے باہر نکلنے اور ادھر ادھر پھرنے کا وقت ہی نہیں پاتی۔ گھر اس کی عمل داری ہے۔ اس کا حصار عافیت ہے۔ اس کا مقام امن ہے وہ یہاں نہ صرف اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے حاضر رہنے پر مجبور ہے۔ بلکہ بیرونی شر و آفات سے بچنے کے لئے بھی اس کا گھر میں رہنا لازم ہے۔ اس لئے شریعت نے عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے اور یہ عورتوں کے اعلیٰ درجہ کے اوصاف میں سے ہے اور ان کے لئے بڑے افتخار کا باعث ہے۔ جس قدر وہ ستر و پردہ کی پابندی میں کامل ہوں اتنا ہی زیادہ فخر کر سکتی ہیں۔ جس طرح کہ کسی نفیس شے کو لوگوں کی نظروں سے بچایا کرتے ہیں اور کسی کو نہیں دکھلاتے اور کئی پردوں میں چھپا کر رکھتے ہیں۔ اسی طرح سے پردہ سے بھی مقصود یہ ہے کہ عورتوں کی حفاظت کی جاتی ہے۔ انہیں ہر کس و ناکس نہ دیکھ سکے نہ یہ کہ جیسا بعض نادان خیال کیا کرتے ہیں کہ عورت کے ساتھ بدگمانی کرنے کی وجہ سے اس کو پردے میں رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو عورتوں پر کسی طرح اعتبار نہ کیا جاتا۔ بلکہ انہیں گھر میں داخل کرکے باہر قفل لگا دیا جاتا اور قفل بھی سربمہر کر دیا جاتا۔ یہ خیال کرنا بھی بے جا ہے جیسا بعض کم فہم خیال کرتے ہیں کہ عورتوں کو پردہ میں رکھنا انہیں قید میں ڈالنے کی مثل ہے ان پر بڑی تنگی کی جاتی ہے۔ جس سے ان کی آزادی میں خلل پڑتا ہے۔ حالانکہ شریف عورتیں بالطبع پردے کو پسند کرتی ہیں بچپن سے ان پر حیا و شرم اس قدر غالب ہوتی ہے کہ پردہ مرغوب طبع اور بے پردگی بارِ خاطر ہوتی ہے۔ گویا پردہ ان کی فطرت میں داخل ہے۔ انہیں یہاں تک پردہ کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اس سے انس و محبت کرنے لگتی ہیں اور اسے ایسا ہی ضروری خیال کرتی ہیں جیسا اور اپنی طبعی عادات کو۔ حتیٰ کہ جو عورتیں اس میں ذرا کوتاہی کرتی ہیں انہیں شرم دلانے پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔ انہیں بے شرم اور بے باک قرار دیتی ہیں۔

علاوہ بریں یہ سمجھ کر کہ پردہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ اسے خوشی سے قبول کرکے اللہ تعالیٰ کی عطا اور ثواب کی امیدوار بن جاتی ہیں۔ پس جب یہ حالت ہو تو کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ شریعت محمدیہ نے عورت کو مظلوم و قیدی بنا رکھا ہے ظلم تو تب ہوتا کہ وہ اسے اپنی خوشی سے اختیار نہ کرتی۔ غرض شریعت کے موافق پردہ کرنے میں ظلم کا کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔

حق تو یہ ہے کہ تمام ادیان و شرائع کی نسبت شریعت محمدیہ میں عورت کی بڑی عزت ہے۔ اس لئے اس نے عورت کی کمال حفاظت کی ہے۔ بدکاروں اور بدمعاشوں کی نظروں سے خوب بچایا ہے۔ علاوہ ازیں بمصداق اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ بعض عورتوں کا شر نفس سے مغلوب ہونا بھی ممکن ہے۔ ایسی صورت میں پردہ ان کے لئے شر و مفاسد سے پورا پورا بچاؤ ہے اور پردے میں عورت کی نسبت کسی قسم کی خیانت کا مشکل سے خیال ہو سکتا ہے۔ اس کے خاوند کو اپنی نسل کے متعلق پورا اطمینان رہے گا۔ بخلاف اس صورت کے جبکہ عورت بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہو اور غیر مردوں سے ملتی جلتی ہو۔ تو شکوک و شبہات کا پورا امکان ہے۔

اگر تعصب اور نفس پرستی کو چھوڑ کر عقل سلیم سے کام لیا جائے تو بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ عورت کے لئے پردہ نہایت ہی عمدہ احکام میں سے ہے۔ زن و شوہر دونوں کا اس میں سراسر فائدہ ہے۔

دوسرا حصّہ شرعی بحث

باب اوّل

ملکۂ ثریا کے ایک بیان کا جواب

یورپ کی شرمناک تہذیب اور حیاسوز آزادی کے شیدا جو ساتھ ہی مسلمان کہلانا اور مسلمانوں کی طعن و تشنیع سے بچنا بھی چاہتے ہیں۔ اپنے دعویٰ کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ آیات و احادیث کے مطالب و معانی کی نہایت دیدہ دلیری سے کتر بیونت کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں چونکہ ان ظاہر المعانی احکام کی تعمیل کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے لہذا ان مباحث میں ان کا تکلف و تصنع نہایت مضحکہ خیز ہوتا ہے۔ ان سے بھی زیادہ عجیب وغریب وہ لوگ واقع ہوتے ہیں۔ جو ان مباحث کی کشمکش اور لوگوں کی تضحیک وتحقیق (مذاق اڑانا اور بیوقوف بنانا) سے پیچھا چھڑانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ احکام شرع میں پردہ ثابت نہیں ہوتا۔ موجودہ پردہ بالکل مابعد کی ایجاد ہے۔ چلو قصہ ہی تمام ہوا۔

قبل اس کے کہ ہم پردہ کے متعلق شریعت کے احکام کی تفصیلات بیان کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منکرین پردہ کے ان اقاویل باطلہ کا نمونہ بھی ناظرین کو دکھلا دیں۔ جن میں وہ اپنی مطلب برا ری کے لئے احکام شرع کی تحریف و تصحیف (تبدیل کرنا اور مٹانا) کیا کرتے ہیں اور اس قسم کے مضامین میں سے ہمارے نزدیک ملکہ افغانستان ثریا بیگم کا وہ بیان یہاں نقل کر دینا زیادہ پر لطف ہوگا۔ جو اپنے مدلل و مسکت جواب سمیت رسالہ اصلاح باغبانپورہ میں ہمارے مکرم دوست مولانا مرزا محمد نذیر عرشی کے قلم سے شائع ہو چکا ہے یہ بھی واضح رہے کہ یہ مضمون اس وقت لکھا گیا تھا جب غازی امان اللہ خاں تخت کابل پر

برسر اقتدار اور رفع حجاب آزادی نسواں اور منع تعدد ازدواج وغیرہ اصلاحات کے لئے پورے زور کے ساتھ ساعی تھے۔ قبائل کی بغاوت کا ابھی کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ ایسے حالات میں واقعات موجودہ سے جن نتائج ممکنہ کی پیش گوئی اس مضمون میں کی گئی ہے اور وہ جس طرح من وعن پوری ہوئی وہ بھی قابل توجہ ہے وھو ہذہ۔

یہ حقیقت عالم آشکار ہو چکی ہے کہ تخت کابل کے جوان بخت شہریار نے یورپین طرز زندگی کے دلدادہ ہو کر قدیمی اسلامی شعار کو خیرباد کہہ دینے کا تہیہ کرلیا ہے۔ اور ان بعض متعلق المذہب مراسم وآداب کو حرف غلط کی طرح مٹا دینے کا عزم مصمم کرلیا ہے جن کو یورپ کی تقلید میں حاصل ہونے والی مادی ترقیات کے لئے حارج سمجھا گیا ہے۔ ترکان انگورہ بھی اسی ذہنیت میں ان کے ہم عنان بلکہ ان سے دو دو قدم آگے ہیں۔ مگر کابل اور انگورہ کی حیثیتوں میں اس قدر فرق ہے کہ موخر الذکر جماعت میں صدیوں تک یورپ کی ہمسائیگی میں رہنے کے باعث مذہب کی طرف سے خاص آزادی و مطلق العنانی سرایت کر چکی ہے اور اگر وہاں کچھ مذہبی تاثرات کے آثار باقیہ پائے جاتے ہیں۔ تو وہ برائے نام ہیں۔ جن کو معطل و معدوم (کمزور اور ختم) کرنے کے لئے تھوڑی سی قوت کا مظاہرہ کافی ہے۔ بخلاف اس کے افغانستان آج تک مذہبی استقامت کا گہوارہ رہا ہے۔ وہاں کھلم کھلا اسلامی شعار و آداب کی مخالفت کرنا ایک عظیم الشان مذہبی طاقت کو مقابلہ کے لئے چیلنج دینا ہے۔ جو بڑی سے بڑی حربی قوت کے آگے بھی سر تسلیم خم کرنے والی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انگورہ آج کل یورپ کی تقلید میں جو کچھ کر رہا ہے وہ علانیہ بلا لحاظ مذہب اور بلا خوف مخالفت کر رہا ہے مگر کابل جو کچھ کرنا چاہتا ہے اس کو مذہبی تاویل کا رنگ دینے پر مجبور ہے۔

الحمد دنوں علیا حضرت ملکہ افغانستان ثریا خانم نے پردے کے خلاف کسی نمائندہ اخبار کے سامنے بعض خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ جن کو مذکورہ فرق حیثیت کے ماتحت محض بہ تکلف مذہبی روشنی میں لانے کی کوشش کی ہے۔ مخالفین پردہ جو بزعم خود اسکو دنیوی ترقیات کا مانع سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی دنیوی مقاصد کو دینی مصالح پر ترجیح بھی دینا چاہتے ہیں تقاضائے صداقت تو یہ ہے کہ انہیں برملا کہہ دینا چاہیے کہ جو مذہبی رسوم ہمیں دنیوی و مادی ترقی

سے رد کی ہے۔ اگرچہ دین اسلام اس کی کتنی ہی تائید کیوں نہ کر رہا ہو۔ اس کو ہم ہرگز اختیار نہیں کر سکتے مگر ملکہ ممدوحہ اس طرح صاف گوئی سے اپنا اصلی مافی الضمیر ظاہر نہیں فرماتیں بلکہ جو ارشاد ہے وہ اس انداز میں ہے گویا آپ کو ہر طرح اسلام کا پاس مدنظر ہے۔ چنانچہ فرماتی ہیں :۔

"موجودہ پردے کا آغاز اسلام میں خلیفہ عباس کے عہد میں ایرانی رواج کے زیر اثر ہوا تھا۔ ہسپانیہ کے مسلمانوں نے کبھی پردہ نہیں کیا اور ان کی عورتیں مدارس میں جلسہ ہائے عام میں اور تقریروں وغیرہ میں شامل ہوتی تھیں۔"

اس فقرہ سے بظاہر یہ مترشح ہوتا ہے کہ گویا پردے کے مخالفین اسلام کے اس قدر شیدا اور احکام اسلام کے اس قدر پابند ہیں کہ وہ کسی غیر اسلامی رواج کو اختیار کرنا گوارا نہیں کر سکتے۔ وہ پردہ کے مخالف اس لئے ہیں کہ یہ ایک غیر اسلامی رسم ہے جو قرون اولیٰ کے بعد بطور بدعت جاری ہوئی اور سابقین اوّلین میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ طرز استدلال جس قدر بودا اور پادر ہوا ہے۔ اسی قدر اس میں احکام اسلام کی کھلی ہوئی توہین اور آئمہ دین کے ساتھ صاف استہزا بھی ہے۔

موجودہ پردہ سوائے اس کے اور کیا ہے کہ عورتوں کو گھروں میں اقامت پذیر رہنے اور بلا ضرورت شدید کے گھر سے باہر نہ نکلنے کا حکم ہے اور اس بات کی پابند رہنا ان کا فرض ہے کہ سینما، تھیٹر وغیرہ تماشے دیکھنے نہ جائیں۔ بازاروں، منڈلیوں میں نہ جائیں۔ گلی کوچوں میں کھلے بندوں نہ پھریں۔ نامحرم مردوں کے سامنے پراگندہ نقاب (نقاب اٹھائے) نہ آئیں۔ ان پر اپنی زیب و زینت ظاہر نہ ہونے دیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر اس قسم کا پردہ تعلیمات اسلام پر مبنی نہیں اور محض ایرانی رواج کے زیر اثر پیدا ہوا ہے تو پھر اس آیت قرآنیہ کے معنی کیا ہوں گے۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

(سورۃ احزاب رکوع ۴)

یعنی اے بیبیو! گھروں میں جمی بیٹھی رہو۔ اور جاہلیت کے زمانہ کے سے بناؤ سنگار نہ بنائے پھرو۔

نیز اس آیت قرآنیہ کا کیا مطلب ہوگا۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ (یعنی) اور عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ مگر جو اس میں سے بامر مجبوری ظاہر ہوتا رہتا ہے (معاف ہے) اور اپنے سینوں پر دوپٹوں سے بُکل مارے رہیں۔ مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ دادا پر۔ الخ (پ۱۸ رکوع ۱۰)

اگر وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اور لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اور وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ کا رواج جو آج کل مسلمانوں میں جاری ہے اسلامی تعلیمات کا اثر نہیں۔ بلکہ کسی ایرانی فرمانروا کی ایجاد ہے۔ تو کیا عورتوں کا کھلے سینوں اور برہنہ پنڈلیوں کے ساتھ برافگندہ نقاب اغیار و اجانب (بے نقاب، غیروں اور اجنبیوں) کے سامنے آنا اور کھیل تماشوں میں آزادانہ شامل ہونا جہاں نامحرم اکثر اور حیا باختہ عشق و حسن کے خانیت سوز ایکٹ دکھا دکھا کر ناظرین و ناظرات کو مسحور و مفتون (فتنے میں مبتلا) کرتے ہیں۔ کسی ایسی پیغمبری تعلیم میں داخل ہے۔ جو آج تک تمام آئمہ دین کی دسترس علمی سے تو باہر رہی۔ مگر صرف اس زمانے کے یورپ پرست اشخاص کے ذہنوں پر القا ہو گئی۔

لبوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اگر عورتوں کا ستر و حجاب اور ان کی خانہ نشینی ایک عجمی رواج ہے۔ جو اسلام میں زبردستی داخل کر دیا گیا تو پھر اس صحیح حدیث کا مطلب کیا ہوگا: صَلٰوةُ الْمَرْاَةِ فِیْ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِیْ مُخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ بَیْتِهَا (ابوداؤد) یعنی عورت کا اپنے گھر کے اندر نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کا تہ خانے میں نماز پڑھنا گھر کے اندر نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

اگر عورت کی خانہ نشینی ایرانی رواج کے زیر اثر پیدا ہوئی ہے اور وہ احکام اسلام کی رو سے باہر آنے جانے میں قطعاً آزاد ہے تو پھر اس فرمان نبوی کی کیا تاویل کی جائے گی کہ اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ (ترمذی)

یعنی عورت تو سراپائے عورت یعنی قابل ستر و حجاب ہے۔ جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ پردہ کلیتہً اسلامی اصول پر مبنی اور اسلامی تعلیمات کے زیر اثر ہے۔ اس کو غیر اسلامی کہنا محض اتباع ہوا اور اسلام پاک کی تحریف اور اس کے ساتھ کمال بے وفائی ہے۔ جس کی تہ میں اپنے دین و مذہب کی تخریب کے بعد افرنجی معاشرت کی تعمیر کا لائحہ عمل کارفرما ہے۔

اگر ہسپانیہ کی مسلمان عورتوں کا پردہ نہ کرنا صحیح ہے تو کیا ان لوگوں کا یہ طرز عمل اسلام کے کسی مسلمہ اصول پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ بخصوصاً ان لوگوں کا طرز عمل جو قرون اولیٰ سے صدیوں بعد گزرے ہیں اور جن کے رسم و رواج پر یورپ کا قرب وجوار اثر انداز ہو چکا تھا۔ پھر ارشاد ہے:

"اگر پردہ اسلامی فریضہ میں داخل ہوتا تو ایک مسلمان کو پردہ نہ کرنے پر شریعت اسلامیہ کی طرف سے ویسی ہی سزا دی جاتی جیسی کہ دیگر مکروہ افعال کے لئے دی جاتی ہے۔ ابھی تک یہ کبھی سننے میں نہیں آیا کہ فلاں مسلمان عورت کو اس لئے سزا دی گئی ہے کہ وہ بے پردہ ہو گئی تھی۔"

حیرت کی بات ہے کہ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اور وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ وغیرہ وغیرہ کھلے کھلے احکام خداوندی کی موجودگی میں پردہ کے اسلامی فریضہ ہونے میں کون سا شک باقی رہ جاتا ہے۔ جس کے لئے مذکورہ فلسفی استدلال سے کام لینے کی ضرورت ہے یہ استدلال منطقی شکل میں یوں مرتب کیا جا سکتا ہے کہ:

بے پردگی پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں اور جس کام پر شرعی سزا نہ ہو وہ مباح ہے۔ پس بے پردگی مباح ہے۔

حالانکہ اس استدلال کا مقدمہ ثانیہ جس پر نتیجہ کا مدار ہے، غلط ہے یعنی یہ کلیہ صحیح نہیں کہ جس کام پر شرعی سزا مقرر نہ ہو وہ مباح ہوتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ خدا کی رحمت سے ناامید ہونا، خدا کے غضب سے نڈر ہونا، کسی صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا چغلی کھانا، یتیم کا مال کھانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا وغیرہ قسم کے افعال گناہ ہیں یا نہیں۔ اگر گناہ

ہیں تو پھر بتائیے کہ ان پر کون سی شرعی سزا مقرر ہے۔ اگر آج تک سننے میں نہیں آیا کہ فلاں مسلمان عورت کو اس لئے سزا دی گئی کہ وہ بے پردہ پھرتی ہے تو فرمائیے کسی چغل خور کی زبان بھی اس لئے کاٹی گئی کہ وہ لوگوں کی چغلیاں کرتا تھا۔ سب جانتے ہیں کہ زنا کے لئے رجم اور جلد کی ہولناک سزائیں مقرر ہیں مگر کسی غیبت گو کو بھی پھانسی پر لٹکتے ہوئے دیکھا کہ جس کا گناہ بفرمان نبوی اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا غیبت زنا سے بھی سنگین ہے۔ شریعت میں خاص تمدنی و معاشرتی مصالح کی بنا پر چند جرائم پر سزائیں مقرر ہیں۔ ان کی تعداد سات آٹھ سے زیادہ نہیں۔ ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے افعال اور بھی ہیں جن پر عدالتی سزا تو مقرر نہیں مگر شرع کی زبان میں ان کو گناہ یا جرم کہا گیا ہے۔ کیا کوئی مسلمان یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ چونکہ ان افعال پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں لہٰذا وہ کام گناہ نہیں بلکہ مباح ہیں۔ پھر عورت کی بے پردگی کو جو قرن ہا قرن سے صحابہ، تابعین، تبع تابعین، آئمہ عظام، علمائے کرام کے نزدیک ایک مستنکر و مکروہ کام اور خدا و رسول کی ناراضامندی کا باعث ہے۔ محض بایں دلیل مباح بنا لینا کہ اس پر عدالتی سزا مترتب نہیں ہوتی۔ کہاں کی دانش مندی ہے؟

جو لوگ بے پردگی کو اس لئے مباح سمجھتے ہیں کہ اس پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں۔ انہیں چاہیے کہ جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ کے مباح ہونے کا بھی اعلان کر دیں۔ کیونکہ ان جرائم پر بھی کوئی خاص سزا مقرر نہیں اگر وہ کہیں گے ان جرائم پر آخرت میں سزا ہوگی تو عورت کی بے پردگی پر بھی آخرت کی سزا سن لیجئے:۔

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وَنِسَآءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُھُنَّ کَاَسْنِمَۃِ الْبُخْتِ الْمَائِلَۃِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَھَا الخ یعنی اور (جہنم کے اندر) وہ عورتیں ہوں گی جو بظاہر پوشاک پہنے ہوئے ہیں (مگر ایسی باریک گویا بعض اعضا، سینہ، پنڈلی وغیرہ اس طرح برہنہ رکھ کر کہ) ننگی کی ننگی ہیں۔ لوگوں کو (سرعام چل پھر کر) اپنے اوپر مائل کرتی ہیں اور خود بھی ان پر جھکی پڑتی ہیں۔ ان کے سر ناز سے اونٹوں کے کوہان کی طرح (جھکے ہوئے) ہیں وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی، نہ اس کی خوشبو پا سکیں گی۔

عجائبات نبوت میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس حدیث کے آغاز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات فرماتے ہیں صنفان من اھل النار لم ار ھما یعنی دوزخیوں میں دو ایسی جماعتیں ہوں گی۔ جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ یعنی وہ لوگ آپ کے عہد میں نہیں تھے۔ آئندہ زمانے میں پیدا ہونے والے تھے۔ جن میں ایک مذکورہ جماعت ہے۔ جس کے اوصاف یورپ کی عورتوں اور ان کی مقلدات (پیروی کرنے والیوں) پر صادق آ سکتے ہیں جو سر، چہرہ، سینہ، کلائی پنڈلی وغیرہ اعضاء کو اغیار و اجانب (غیروں اور اجنبیوں) سے سامنے برہنہ کرنا خلاف حیا نہیں۔ بلکہ داخل فیشن سمجھتی ہیں اور منظر عام پر اپنی خرام ناز سے چلتی ہوئی اہل نظارہ کے قلوب پر غارت گری کرتی ہیں اس سے آگے ارشاد ہے :

• اور نہ یہ پڑھنے سننے میں آیا کہ خلفائے راشدین یا کسی اور بزرگ کے زمانہ میں مبلغین کے ذریعے سے یہ کوشش کی گئی کہ وہ در بدر پھر کر اس امر کی تبلیغ کریں کہ ہر مسلمان عورت کے لیے پردہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ پردہ کرانے کے لئے کوئی باقاعدہ پروپیگنڈہ نہیں کیا گیا"

بے شک جو اصحاب پردہ کے مخالف ہیں۔ یہ بات ان کے پڑھنے اور سننے میں نہیں آئی ہوگی کہ عہد نبوت یا خلفائے راشدین کے زمانہ میں پردے کی ترویج کے لئے کبھی کوشش کی گئی ہے۔ اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ ان اصحاب نے کبھی کتب احادیث سیرت کا مطالعہ نہیں فرمایا اور مطالعہ کیوں فرمائیں۔ جبکہ ان کے ساتھ دلچسپی ہی نہیں۔ جب ان کو کتب احادیث و سیرت کے ساتھ کوئی قلبی لگاؤ نہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے احوال و اعمال کے متعلق کوئی بات ان کے پڑھنے اور سننے میں کیونکر آتے۔ لیجئے ہم عرض کرتے ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے اہل عرب کے اخلاق خصائل شرم و حیا کی پابندیوں سے آزاد تھے۔ رجال و نساء۔ ذکور و اناث کا آزادانہ اختلاط تھا۔ قرابت قریبہ کی کسی عورت سے تعشق کرنا اور پھر مجلس میں اس پر فخریہ شعر کہنا معیوب و مکروہ نہیں سمجھا جاتا تھا اسلام کے آتے ہی اخلاق عامہ کی کایا پلٹ دی۔ ان وسائل و ذرائع کا استیصال کر دیا۔ جو

ناجائز اختلاطات کے لئے ممد ہوتے تھے۔ بازاروں کو شرالاماکن (سب جگہوں سے بری جگہ) قرار دیا۔ مردوں کے ساتھ تشبہ کرنے والی عورتوں کو مستوجب لعنت بتایا۔ گھر سے باہر نکلنے والی عورتوں کے متعلق فرمایا کہ شیطان ان کی تاک میں ہوتا ہے۔ ایک عورتوں کو حاجت ضروریہ کے لئے باہر جانے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہنے دی۔ اور گھروں میں بیت الخلاء تعمیر کرلئے۔ نامحرم مرد و عورت کا ایک کمرہ میں تخلیہ قطعاً حرام قرار دیا۔ عورتوں مردوں سب کے غض بصر کا حکم دیا۔ نظر نیچی کرنے کا حکم دیا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور ام المومنین میمونہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھی تھیں۔ اتنے میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے آئے اور آپ کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں پردے میں ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہیں کہ ہمیں دیکھ سکتے؟ آپ نے فرمایا۔ تم تو نابینا نہیں ہو۔ کیا تم اسے نہیں دیکھتیں؟ اب فرمایئے اس سے بڑھ کر پردے کے لئے اور کسی تبلیغ کی ضرورت ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو مبارک قول نکلتا تھا وہ فوراً نقل در نقل صدہا کانوں اور زبانوں کی منزلیں طے کرتا اقصائے ملک تک پہنچ جاتا تھا آپ نے عورت کے لئے غیر مرد پر نظر کرنا ناجائز قرار دیا۔ اور کافہ امت (ساری امت) نے یہ حکم سن لیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا پروپیگنڈا ہوگا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ خیر و برکت کا زمانہ تھا۔ چند سال میں عام شرور و مفاسد کا کافی سدباب ہو گیا تھا۔ غیر مردوں کا اختلاط یکسر نابود ہو چکا تھا۔ ہاں رات یا صبح کے اندھیرے میں عورتوں کو اجازت تھی کہ مسجدوں میں نماز پڑھنے چلی جائیں۔ لیکن آپ کی وفات سے تھوڑی مدت بعد جب زمانے کی ہوا کچھ بدلنے لگی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ آج کل عورتوں نے جو رنگ ڈھنگ اختیار کیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو ان کو مسجدوں میں جانے سے بھی منع فرما دیتے۔ اس سے عیاں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوجن سے بڑھ کر نسوانی حیا و حجاب کے متعلق ... الرائے نہیں ہو سکتا تھا۔ عورتوں کے پردے کی تدریجی اصلاح میں کس

قدر غور و تدبر رہتا تھا۔ کیا یہ پردے کی تبلیغ کی تجاویز ہیں یا کچھ اور؟

جب خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عہد میں عورتوں کے لئے اس قدر احتیاط کی ضرورت ہو گئی تھی اور پھر وہ بھی ان عورتوں کیلئے جو کسی تماشہ گاہ میں اور کسی لہو لعب کے لئے نہیں۔ بلکہ مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے جائیں تو چاہیے کہ اس چودھویں صدی میں عورتوں کا باہر نکلنا کس قدر خطرناک ہے جو سراسر شر و فساد کا زمانہ ہے اور پھر ایسی عورتوں کے لئے جو مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ سینما اور تھیٹر دیکھنے کے لئے اور ان کے ذریعے اپنے اوپر اخلاقی تباہی کا دروازہ کھولنے کے لئے بے تاب ہوں امید ہے کہ ان چند معروضات سے علیا حضرت اکبر کے کلمات پر کسی حد تک روشنی پڑ گئی ہوگی۔

باب دوم

پردے پر آبرو بیگم صاحبہ کی ایک بصیرت افروز تقریر

تاہم پانچوں انگلیاں یکساں نہیں۔ آج خواتینِ ملت میں اگر بعض وجود پردہ وغیرہ شعار اسلام کے درپے تخریب ہیں تو ان کے مقابلہ میں بعض مبارک و مسعود ہستیاں ان کی تردید اور شعار اسلام کی تائید میں اپنی قوتِ بیان اور زورِ قلم صرف کرنے میں بھی مصروف ہیں چنانچہ پچھلے دنوں مولانا ابوالکلام آزاد کی ہمشیرہ محترمہ آبرو بیگم صاحبہ سیکرٹری لیڈیز کلب بھوپال نے خواتین کے ایک جلسہ میں ایک مدلل و پرزور تقریر کی جس میں انہوں نے اس بلند آہنگی سے مخالفین پردہ کے دعاوی سخیفہ (بیہودہ دعوؤں) اور دلائل رکیکہ (حقیر و ذلیل دلیلوں) کا تار و پود بکھیرا ہے کہ اس کو پڑھ کر روح ایمان تازہ ہو جاتی ہے۔ ناظرین و ناظرات (قارئین) کے استفادہ کے لئے اس تقریر کے بعض حصص یہاں نقل کئے جاتے ہیں آپ فرماتی ہیں:

پردے کی صرف ایک آیت مخالفین پردہ بآوازِ بلند اعلان کر رہے ہیں کہ قرآن حکیم میں صرف ایک آیت پردہ کے متعلق ہے جس کو ہمارے علمائے سلف نے اپنے مفہوم کی غلطی سے غریب صنفِ نازک پر سخت کر دیا۔ ورنہ اسلام نے عورتوں کو ویسی ہی متجاوز آزادی، بے پردگی جنس ذکور سے اختلاط اور میل جول کا حکم دیا ہے جیسا کہ غیر قوم میں مستحق ہے اور مغربی خواتین کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش جاری ہے۔ اس لئے میرا یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ قرآن میں متعدد مقامات پر ہمارے پردے کا ذکر ہے اور میری مسلمان بہنیں اور بھائی کسی طرح بھی کلام ربانی کو نظر انداز نہیں کر سکتے پردہ کی اسلامی حقیقت کیا ہے اور پردہ کے شرعی حدود واقعی کیا ہیں۔ تاکہ یہ نافہمی دور ہو جائے کہ قرآن حکیم میں صرف ایک آیت ہے حالانکہ متعدد آیتیں ہمارے لئے شمع ہدایت ہیں۔

پردہ قرآنی قانون ہے

پردہ یا حجاب ایک قرآنی قانون ہے جو امتِ اسلامیہ کے طبقۂ نسواں کو حق تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے اس لئے سپرد کیا گیا ہے کہ اس قانون کے ذریعے سے وہ اپنی فطرتی عزت اور وقار کی واقعی قدر و قیمت اور ان کی اعلیٰ خصوصیات و کمالات اور قیمتی جذبات و سعادات کی حفاظت و تعظیم کر سکیں جو بطور پیدائشی حقوق کے ان کو خدا تعالیٰ کی جانب سے ملے ہیں۔ آج اسلامی گھرانوں میں زوجین کے تعلقات کی باہمی تعمیر یہ اعتماد و اطمینان کی جن مضبوط چٹانوں پر قائم ہیں۔ ایسا اعتماد و اطمینان جو ہر قسم کی آلائشوں اور بدگمانیوں سے مصفیٰ اور پاک ہے۔ زیادہ تر وہ اسی الٰہی قانون کے پاکیزہ نتائج ہیں۔ الحاصل چند در چند روحانی، اخلاقی، معاشرتی بلکہ جسمانی و طبعی اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر کسی مرد و عورت نے نہیں بلکہ مردوں اور عورتوں کے خالق اور بنانے والے نے قانون کا ایک مجموعہ عورتوں کو عطا فرمایا ہے۔ جس کی اجمالی تعبیر پردہ یا حجاب سے کی جاتی ہے۔ اس وقت یہ موقع نہیں ہے کہ قانون کے عقلی پہلوؤں سے بحث کی جائے۔ اس لئے ان اغراض کی تفصیل سے قطع نظر کرتے ہوئے اس وقت صرف ترتیب کے ساتھ ان قوانین و احکام کو بیان کرتی ہوں۔ جو براہ راست اسلامی مستند کتابوں یعنی قرآن و حدیث اور فقہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

عورتیں بھی خدا کی بندیاں ہیں

میں عورتوں کو صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پردہ اس قسم کے جتنے اسلامی قوانین ہیں۔ یہ مردوں نے عورتوں پر زبردستی یا ان کو کمزور پا کر عائد نہیں کئے ہیں۔ میں ان کو نسوانی عقل و حمیت، شرافت و بزرگی پر بدترین حملہ سمجھتی ہوں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کے براہِ راست خطاب کے مستحق اپنے کو مرد سمجھتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ کتاب کے اس شرف و امتیاز سے عورتوں کو محروم کیا جائے۔ مرد اگر خدا کے بندے ہیں۔ تو ٹھیک اسی طرح عورتیں بھی خدا کی بندیاں ہیں اور مذاہب میں کچھ تفریق و امتیاز کیا گیا ہو تو کیا گیا ہو لیکن قرآن کریم کا اعلان عام ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ ط سورہ آل عمران ع

یعنی میں تم سے کسی عمل کرنے والے کے عمل اور کام کو برباد نہ کروں گا۔ وہ مرد ہوں یا عورت۔ تم میں سے بعض بعض سے پیدا ہوتے ہیں

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَّلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ہ

یعنی جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والے ہوں۔ تو میں انہیں پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھوں گا۔ اور ان کے کاموں کی مزدوری عطا کروں گا (سورہ نحل رکوع ۱۳)

قرآن کریم اس قسم کی آیات سے معمور ہے

انسانی معاشرت کے مختلف مسائل

بہرحال اب میں اس مسئلہ کی طرف آپ کو متوجہ کرتی ہوں کہ انسانی زندگی کے اور بہت سے شعبے ہیں اور ہر شعبہ کے متعلق اسلام میں مختلف مسائل ہیں۔ ان میں چند مسائل یہ بھی ہیں:۔

۱۔ انسانوں کے باہمی میل یا سوسائٹی کا کیا اصول ہونا چاہیئے؟

۲۔ مردوں اور عورتوں کے لباس کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟

۳۔ گھر میں رہنے اور باہر نکلنے میں کن ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے؟

ان مسائل یا سوالات کا تعلق صرف عورتوں سے نہیں ہے۔ بلکہ مردوں سے بھی ہے ان کے متعلق تفصیلی احکام شریعت میں موجود ہیں البتہ انہی مسائل کے وہ دفعات جن کا تعلق عورتوں سے ہے ان کی اجمالی تعبیر ادب میں لفظ پردہ یا حجاب سے کی جاتی ہے۔ لوگ عموماً پردہ کے ان تفصیلی اجزاء و قوانین سے کسی ایک جزو یا قانون کو لے کر الجھ پڑتے ہیں۔ ہر ایک کے سامنے چونکہ ناقص مواد ہوتا ہے۔ اس لئے صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ ہر دفعہ کے متعلق اسلامی تصریحات کو جدا جدا عنوانوں میں آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (پ ۶) یعنی جس کا دل چاہے کرے اور جس کا دل چاہے انکار کرے۔

اجنبی مردوں سے میل جول

میل جول اور سوسائٹی کا مسئلہ یعنی جس طرح مرد مرد سے اور عورتیں عورتوں سے ملتی جلتی ہیں۔ کیا ٹھیک اسی طرح ان ہی آداب و مراسم کے ضوابط کے ماتحت عورتوں کو اجنبی مردوں سے ملنے کی اجازت ہے یہ سوال یوں بھی کیا جا سکتا ہے کہ ایک ماں جس طرح اپنے بیٹے سے ایک بیٹی اپنے باپ سے۔ ایک بہن اپنے بھائی سے یا ایک بیوی اپنے شوہر سے ملتی ہے۔ کیا اسی طرح وہ ہر غیر محرم اجنبی مرد سے مل سکتی ہے۔ کسی متعصب تنگ نظر ظالم مرد کا نہیں بلکہ عورتوں کے خالق رحمٰن اور رحیم کے ارشادات وہدایات کا شرف جس طرح مردوں کو حاصل ہے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی ہے۔ ان احکام کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے۔

اول حکم ہے کہ مردوں کی نگاہ عورتوں سے اور عورتوں کی نگاہ مردوں سے علیحدہ رہے چنانچہ سورۂ نور رکوع ۴ میں ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ الخ — یعنی ایمان والے مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں الخ۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ۔ — اور ایمان والی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

بینائی کے احساس کو باہم ایک دوسرے سے جدا رکھنے کی شرح اس حدیث میں ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو ایک نابینا سے اپنی نگاہ کو جدا رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ابوداؤد ترمذی میں اس حدیث کا مشہور جملہ یہ ہے کہ حضور نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ یعنی کیا تم دونوں عورتیں بھی اندھی ہو۔ کیا تم اسے نہیں دیکھتی ہو۔

یہ ارشاد نبوی اس موقع پر ہوا تھا جب کہ ابن ام مکتوم صحابی نابینا رضی اللہ عنہ حضور کے پاس حاضر ہوتے۔ آپ نے بیویوں سے فرمایا۔ تم ہٹ جاؤ۔ بیویوں نے کہا کہ یہ تو اندھا ہے ہم کو کیا دیکھے گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم تو اندھی نہیں ہو۔

(۲) نہ صرف نگاہ کے واسطے بلکہ قرآن پاک میں یہ بھی حکم ہے کہ اپنے زیورات کی آواز کو بھی

مردوں کے کانوں سے بچاؤ۔ چنانچہ سورۃ نور میں ارشاد ہے :۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ	یعنی عورتیں اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں
لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ	جس سے زینت ظاہر ہو جائے (یعنی ان کی
زِيْنَتِهِنَّ ط (پ ۱۸ ع ۱۰)	پازیب وغیرہ کی آواز مردوں کے کان میں نہ پہنچے)

(۳) صرف بینائی اور شنوائی کے ہی احساسات نہیں ہیں۔ بلکہ حدیث صحیح میں بتصریح موجود ہے کہ عورتیں اپنی خوشبو کو بھی مردوں کی ناک سے جدا رکھیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

ايما امراة استعطرت فمرت	یعنی ہر وہ عورت جس نے عطر ملا ہو وہ مردوں
علی قوم ليجدوا ريحها فهی زانية۔	کے پاس سے گزرے تاکہ اس کی خوشبو لوگ
	سونگھیں تو ایسی عورت زانیہ ہے۔

(۴) جب دور کے احساسات و تاثیرات کے متعلق اتنے احکام ہیں تو ان سے سمجھا جا سکتا ہے کہ باہم اجنبیوں کا ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے اور بدن کے چھونے کی اسلام نے کیسی ممانعت کی ہوگی۔ حدیث شریف میں صاف موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے :۔

لان يطعن فی راس احدكم	یعنی تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چبھوئی
بمخيط من حديد خير له	جائے تو بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی ایسی
من ان يمس امراة لا تحل له	عورت کو چھوئے جو اس کیلئے حلال نہیں۔

الغرض ان نصوص کا صاف و صریح اقتضا یہ ہے کہ اجنبی عورتیں غیر محرم مردوں سے جس حد تک جدا رہ سکتی ہیں۔ ان کو جدا رہنا چاہیے اس کا خلاصہ اس روایت میں ہے :۔

عن علیؓ انه كان عند النبی صلی	یعنی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ
الله عليه وسلم فقال ای شیٔ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے حضور
خير للمرأة فسكتوا قال فلما	نے پوچھا کہ عورت کے لئے سب سے اچھی
رجعت قلت لفاطمة ای شیٔ	بات کون سی ہے لوگ چپ رہے۔ علی رضی اللہ
خير للنساء قالت لا يرين الرجال	تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں گھر آیا تو فاطمہ رضی
ولا يرونهن فذكرت ذلك للنبی	

صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ فَاطِمَۃُ بُضْعَۃٌ مِّنِّی الخ

اللہ عنہا سے سوال کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ نہ مرد عورتوں کو دیکھیں اور نہ عورتیں مردوں کو دیکھیں علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا فاطمہ میرے بدن کا ایک حصہ ہے۔

بہرحال اجنبی مردوں اور عورتوں کے باہمی میل جول کے اصل احکام یہی ہیں اور مسلمانوں کی شریف عورتیں جو اسلام اور قرآنی قوانین کی پابند ہیں۔ ان کا ابتداءً اسلام سے اس وقت تک ان ہی احکام پر عمل ہو رہا ہے۔ جس کی بنیاد نہ کسی ملک کے رواج پر نہ کسی غیر قوم کی تقلید پر قائم ہے بلکہ قرآن و حدیث کے بالکل کھلے ہوئے الفاظ کی اطاعت ہے۔ مثلاً اگر کسی اجنبی عورت سے کوئی چیز مانگنی ہو۔ یا لین دین کا معاملہ ہو تو حکم ہے :

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ (سورہ احزاب)

یعنی جب تم کوئی چیز عورتوں سے مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے لئے پاک طریقہ ہے۔

عورتوں کو بضرورت مردوں سے گفتگو کرنے کی اجازت ہے لیکن قرآن پاک نے اس میں یہ شدید شرط لگا دی ہے کہ اجنبی مردوں سے نرم اور شیریں لہجہ میں گفتگو نہ کرو بلکہ اس میں سختی ہونی چاہیے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ (سورہ احزاب ع ۴)

یعنی بات کرنے میں نرمی نہ کرو ورنہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ کرے گا۔

علاج و معالجہ کے موقع پر اجازت ہے کہ طبیب عورت کے اس مقام کو دیکھ اور چھو سکتا ہے جہاں مرض ہو مثلاً ہڈی ٹوٹ گئی ہو یا پھوڑا نکلا ہو۔ اسی طرح دینی ضروریات کے لئے اس قانون میں نرمی پیدا کی گئی ہے۔ مثلاً حج کے موقعہ پر عورتوں کے مجمع کو مردوں سے دور اور

الگ رکھا جائے۔

مستورات کا مسجدوں میں آنا

مساجد اور عید گاہوں کی جماعت میں حاضر ہونے کی اجازت کے ساتھ حکم تھا کہ عورتیں بچوں کی صف سے بھی پیچھے رہیں کہ اَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللہ یعنی عورتوں کو پیچھے رکھو جبکہ خدا نے ان کو پیچھے رکھا مگر یہ حکم بضرورت تھا۔ اس لئے کہ نماز کے متعلق اصل حکم عورتوں کے واسطے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ:

صَلٰوةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِيْ مُخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ بَيْتِهَا

یعنی عورتوں کی نماز کوٹھڑی میں بہتر ہے بہ نسبت گھر کے صحن کے۔ اور کوٹھڑی در کوٹھڑی کی نماز بہتر ہے۔ کوٹھڑی کی نماز سے۔

اس لئے قرن اوّل ہی میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا۔

لَوْ يَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ (رواہ المسلم)

یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے ان باتوں کو جو عورتوں نے پیدا کی ہیں تو ان کو مسجدوں میں آنے سے روک دیتے۔ لہٰذا جوان عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا۔[1]

بہر حال جو کچھ ہوا ابتدائے اسلام میں ہوا عرب میں ہوا قرن اوّل میں ہوا۔

عورت اگر جوان ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنے گریبان کو اوڑھنی سے اچھی طرح ڈھانک لے اور اپنے بناؤ سنگار اور زیب و زینت کی چیزوں کو ظاہر نہ کرے۔

جوان عورتوں کا بیرونی لباس

سورہ نور رکوع ۴ میں ہے وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (یعنی عورتیں اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں

---

[1] اس مسئلہ پر مزید دلائل دیکھنے کا شوق ہو تو فاضل بریلوی مرحوم کا رسالہ جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور دیکھئے اس میں تمام شکوک و شبہات اور اعتراضات کے جواب بڑی تحقیق سے دیئے ہیں۔ (حاشیہ)

کو اوڑھنی سے ڈھانک لیں۔ کس چیز سے ڈھانک لیں؟ اس کی تصریح بھی قرآن پاک نے کر دی ہے کہ جلباب (بڑی چادر) سلی ہوئی یا بے سلی اپنے اوپر ڈال لیں۔ چنانچہ سورہ احزاب رکوع ۸ میں ارشاد ہوتا ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۔

یعنی اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادر ڈال لیا کریں۔

قرآن مجید کا جلباب یہی ہے جو سِل کر اس زمانہ میں برقع[1] ہو گیا ہے اور یہ سلی چادر (برقع) کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اس کا رواج عہد رسالت میں بھی تھا۔ چنانچہ ابو داؤد میں ہے کہ "ام خلاد ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نقاب ڈال کر آئی۔ اس کا لڑکا شہید ہو گیا تھا۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ اس کا بیٹا مارا گیا لیکن اسے اپنے نقاب کی پڑی ہوئی ہے اس نے جواب دیا کہ اگر مجھ پر بچہ کی مصیبت آئی ہے تو میری شرم و حیا پر تو مصیبت نہیں آئی ہے۔"

احادیث میں ایسے آثار بکثرت مل سکتے ہیں۔ جن سے عہد نبوت میں نقاب اور برقع کا رواج ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔

سنگار اور زیب و زینت یہ تو جوان عورتوں کے بیرونی لباس کا اصل حکم تھا۔ عورت اس لباس پر کسی حد تک اضافہ کر سکتی ہے۔ اس اضافہ کی اسلام نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے۔ عورت جس قدر بھی چھپا سکتی ہے، اپنے آپ کو چھپاتے لیکن ضروریات پر نظر کرتے ہوئے خدائے تعالیٰ نے اس قانون کو نرم کر دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ لیکن سنگار میں سے

[1] اس برقع سے پرانا برقع مراد ہے جو سر سے پاؤں تک عورت کو ڈھانپ لیتا ہے مصنف علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں موجودہ طرز کے برقعے نام و نشاں کو نہ تھے۔ آج کل کے برقعے پردے کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ تو بطور فیشن پہنے جاتے ہیں۔ ان برقعوں کو پردہ سے کوئی واسطہ نہیں اللہ تعالیٰ اس بے حیائی اور بے شرمی کے فتنہ سے مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

جو خود کھل جاتے۔

مطلب یہ ہے کہ عورت زیب و زینت کو جہاں تک ممکن ہو چھپائے۔ لیکن اگر زینت کا کوئی حصہ خود بخود کھل جائے تو مضائقہ نہیں خود بخود کھل جانا ایسی چیز ہے۔ جس کی بنیاد ان کے مشاغل کی نوعیت پر ہے جن میں عورت مصروف ہو مثلاً ایک امیر عورت گھر سے اس لئے نکلتی ہے کہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلی جائے۔ اس وقت وہ زیادہ سے زیادہ جس چیز کے کھلنے پر مجبور ہے وہ آنکھ ہو سکتی ہے تاکہ راستہ دیکھتی جائے۔ اسی طرح ایک مزدور عورت بازار سے سودا یا کنویں سے پانی لانے کو گھر سے نکلتی ہے ظاہر ہے کہ ان کاموں کو صرف آنکھوں کے کھولنے سے وہ انجام نہیں دے سکتی۔ لہٰذا بعض صحابہ مثلاً عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ علی کرم اللہ وجہہ اور فقہائے حنفیہ نے بیرونی لباس کی حد یہ مقرر کی ہے کہ ان حالتوں میں عورت چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھلا رکھ سکتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں دونوں پاؤں کو بھی شریک کر لیا ہے۔ یہ تمام باتیں فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں جو مختلف مشاغل کے لحاظ سے اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں۔

شرعی لباس

اس حد تک عورتوں کو اجازت کی نوعیت بالکل ایسی ہے۔ جیسا کہ مردوں کے لباس کی کم از کم حد ناف سے گھٹنوں تک مقرر ہے یعنی ہر حالت میں کم از کم اتنا حصہ جسم کا چھپا رہنا ضروری ہے۔ عجیب بات ہے کہ عورتوں کے اس کم از کم لباس کو جس کی اجازت مجبوری اور ضرورت کی بنا پر ہے، بعض لوگ شرعی لباس قرار دیتے ہیں اور اس پر اضافہ کو غیر مشروع کہتے ہیں۔ گویا اس سے زیادہ لباس پہننا عورتوں کو شرعاً ممنوع ہے میں ان حضرات سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر عورتوں کے لئے شرعی لباس کی حد یہی ہے تو کیا مردوں کا اسلامی لباس ناف سے گھٹنوں تک صرف ایک اونچی دھوتی یا صرف ایک نکر ہے؟ (جو ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم کو چھپا لے)

مشاغل کے لحاظ سے ظہور کی حد عورتوں کے لئے جو آخری ہو سکتی تھی۔ فقہا نے صرف اس کو متعین کر دیا ہے اور چونکہ لباس کا یہ کم از کم درجہ ہے۔ اس لئے اس کے پہننے والیاں جو عموماً غیر مستطیع طبقہ کی ہوتی ہیں۔ کمتر درجہ کی عورتیں سمجھی جاتی ہیں۔ عہد نبوت کے بعد

تقوی اور پارسائی کی تدریجی کمی کو محسوس کر کے متاخرین فقہاء نے اس میں تنگی پیدا کرنے کا مشورہ دیا ہے وَ تُمْنَعُ الشَّابَّةُ وُجُوْبًا عَنْ كَشْفِ الْوَجْهِ بَيْنَ الرِّجَالِ یعنی جوان عورت لازمی طور پر مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے روکی جاتے۔

سن رسیدہ عورتوں کا لباس یہ تو جوان عورتوں کے بیرونی لباس کی حد تھی سن رسیدہ عورتوں کے لباس میں قرآن پاک نے وسعت کر دی ہے۔ چنانچہ سورہ نور رکوع ۸ میں ارشاد ہوتا ہے :-

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ	یعنی جو عورتیں نسوانی فرائض سے تھک چکی ہیں
لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ	اور اب نکاح کی امید نہیں رکھتیں تو ان کے لئے
جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ	مضائقہ نہیں اگر وہ بیرونی لباس اتار دیں ۔

اس سے برقع یا چادر کے بغیر نکلنے کی اجازت نکلتی ہے مگر ساتھ ہی لباس میں بناؤ سنگار اور زیب و زینت سے احتراز کی سخت تاکید بھی کی گئی ہے اس حکم بالا کے بعد یہ الفاظ ہیں غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ یعنی بناؤ سنگار کر کے اور بن ٹھن کر باہر نہ نکلیں اور صرف یہی نہیں بلکہ بوڑھی عورتوں کو بھی خدا کا مشورہ یہ ہے کہ برقع یا چادر نہ اتاریں تو بہتر ہے وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ یعنی اور اگر وہ عفت اختیار کریں تو ان کے لئے بہتر ہے ۔

گھر میں آمد و رفت تیسرا سوال گھر میں آمد و رفت کا ہے۔ اس سوال کا تعلق عورتوں اور مردوں دونوں سے ہے۔ گھر میں انسان بے تکلفی کے ساتھ امن اور راحت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ جس آزادی سے وہ گھر میں رہ سکتا ہے۔ باہر نہیں رہ سکتا اس لئے گھر میں آنے والوں پر خاص قسم کے قیود عائد کرنے ضروری ہیں۔

لباس کے ذیل میں کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے عورتوں کے لباس کی دو قسمیں ہیں خانگی اور بیرونی ۔ خانگی لباس میں چونکہ عورتوں کو وسعت دی گئی ہے۔ اس لئے گھر کا وہ حصہ جہاں عورتیں اپنے اس لباس میں آزادی کے ساتھ رہتی ہوں۔ تو لئے محرم مردوں کے اور کسی کو اس میں جانے کی اجازت نہیں۔ قرآن پاک میں صاف طور پر یہ تصریح موجود ہے کہ :

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اٰبَآئِھِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اَبْنَآئِھِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ (سورہ نور ۳۲)

یعنی اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔ مگر صرف اپنے شوہروں باپ اور اپنے شوہر کے باپ بیٹوں اور شوہروں کے بیٹوں پر۔

اور قرآن مجید ہی نہیں بلکہ احادیث نبویہ میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار! عورتوں میں نہ گھسا کرو۔ یہ تو گھروں میں آنے کے متعلق تھا اس کے بعد اب ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ اسلام نے گھر سے نکلنے کے لئے بھی عورتوں پر کچھ قیود عائد کئے ہیں یا جس طرح مرد بے روک ٹوک گھر سے باہر جا سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی اجازت ہے؟

عورت کا گھر سے نکلنا جہاں تک اسلامی تصریحات کا تعلق ہے۔ عورت کا تعلق گھر سے بہ نسبت مرد کے زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی بنا پر عورت کو اہل البیت گھر والی کہا جاتا ہے۔ گویا گھر کی مالکہ وہی ہے گھر کے اس خصوصی انتساب کو اس زمانہ میں قید اور گھر کو عورت کا زندان یا قفس کہا جاتا ہے۔ بہر حال عورتوں کے متعلق یہ صاف حدیث طبرانی میں موجود ہے لَیْسَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ فِی الْخُرُوْجِ اِلَّا مُضْطَرَّۃٌ اسی کی طرف دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے اَلْمَرْءَۃُ عَوْرَۃٌ اِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ یعنی عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے۔

قرآن پاک میں اس قانون کا جہاں ذکر ہے وہاں بجائے عام عورتوں کے امہات المومنین کو براہ راست مخاطب فرمایا ہے اور اس لئے بعض لوگ اس قرآنی حکم کو صرف امہات المومنین کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ جن الفاظ میں خداوند تعالےٰ نے اس حکم کو ارشاد فرمایا ہے اس سے اس خصوصیت کا پتہ نہیں چلتا۔ وہ الفاظ یہ ہیں:۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ (سورہ احزاب)

یعنی گھروں میں ٹھہری رہو اور پہلی جاہلیت کے رواج کے مطابق بن ٹھن کر نہ نکلا کرو۔ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

امہات المومنین اور عام مستورات

اس آیت میں چند باتوں کا حکم ہے:۔ ۱۔ گھر میں ٹھہرے رہنا ۲۔ جاہلیت اُولےٰ کے سے بناؤ سنگار نہ کرنا ۳۔ نماز قائم کرنا ۴۔ زکوٰۃ دینا ۵۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا۔

ان میں سے آخری چار باتیں امہات کے ساتھ قطعاً مخصوص نہیں۔ کیا زینت جاہلیت سے احتراز، نماز و زکوٰۃ کی ادا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے ساتھ مخصوص ہے؟ کیا تمام مسلمان عورتوں پر اس کی تعمیل واجب نہیں؟ اور جب ایسا نہیں ہے تو ایک سلسلہ کے صرف ایک حکم کو محض امہات کے ساتھ مخصوص کر لینے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً جب کہ حدیثوں سے عورتوں کے گھر سے بے ضرورت نکلنے کی ممانعت عام ہوتی ہے۔ آخر کس بنیاد پر اس حکم کو ازواج مطہرات کے ساتھ مخصوص کیا جاتا ہے۔ البتہ قرآن ہی سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ احکام ان اعلیٰ اور بلند خیال عورتوں کے لئے دیئے جاتے ہیں جو اپنی زندگی کو تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ گزارنے کا ارادہ رکھتی ہیں جیسا کہ اس آیت کے ابتدائی الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ ۔ یعنی اے نبی کریم کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی مانند نہیں ہو۔ اگر تقویٰ کے ساتھ رہنا چاہتی ہو۔

کیا تقویٰ کی ضرورت امہات المومنین کو ہی جملہ مسلم خواتین کو نہیں؟ کیا زینت جاہلیت سے احتراز جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں بناؤ سنگار کے ساتھ خواتین میلوں تماشوں میں شریک

ہوتی تھیں۔ اس سے ممانعت خاص ازواجِ مطہرات کی ہے جن کے مطہر ہونے کی سند قرآن حکیم میں موجود ہے۔ ان کو وسوسۂ شیطان یا اتہام مخالفین کا اندیشہ تھا معاذ اللہ! اور ہم لوگ اس سے پاک ہیں۔ ہم کو کوئی خطرہ نہیں۔ ہمیں ضرورت احتراز نہیں۔ یا قیام نماز اور ادائے زکوٰۃ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت۔ یہ سب حکم ہمارے لئے نہیں بلکہ امہات المؤمنین کے لئے تھے؟ ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ احکام سب مسلمان عورتوں کے لئے ہیں۔

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اب مسلمان بھی مقدس قرآن کی ویسی تاویلیں کر رہے ہیں جیسا کہ غیر اقوام نے تورات اور انجیل کے پاک حکموں کو بدل ڈالا ہے۔

مستورات ضرورتاً باہر جا سکتی ہے

جس طرح پردہ کے تمام واقعات میں استثنا ہیں ابھی طرح اس قانون میں ضرورت و حاجت کے لحاظ سے استثنا کیا گیا ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ اُذِنَ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ حَوَائِجِکُنَّ یعنی تم عورتوں کو اجازت دی گئی ہے کہ ضرورت کے لئے باہر نکل سکتی ہو۔

ضرورت کے وقت مسلمان عورتوں کا یہ طبقہ ہمیشہ باہر نکلتا رہا ہے۔ حج کے لئے تیرہ سو سال سے اچھی گھرانوں کی عورتیں ہر سال مکے میں جاتی ہیں۔ جب کبھی ضرورت پیش آئی ہے تو عورتوں نے جنگ کے موقعوں پر مردوں کے علاج معالجہ اور سپاہیوں کی خدمت انجام دی ہے لہذا گھر سے نکلنے کے لئے ہر حال میں ہم پر اپنے جسم کو چھپانے کی ضرورت مذہباً زیادہ ہے۔

عورتوں کی سواری

رہا سواری کا مسئلہ تو وہ استطاعت پر موقوف ہے۔ جب صاحب استطاعت مرد بھی گھروں سے کسی نہ کسی سواری پر نکلتے ہیں۔ تو عورتوں کو باوجود استطاعت کے محض پردہ کی ضد میں بغیر سواری کے نکلنے پر اصرار کرنا عجیب سی بات ہے۔ یہ ضرور ہے کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا چونکہ صرف ضرورت اور مجبوری پر مبنی ہے۔ جس کی تصریح احادیث سے کی گئی ہے اور عورت اپنے تمام اعضا کے لحاظ سے چھپانے کی چیز ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بیان ہوا۔ سواری کا رواج بھی کوئی نیا رواج نہیں عرب میں اسلام سے پیشتر بھی کپڑے منڈھے ہوئے ہودجوں کا جن کو محمل کہتے ہیں رواج تھا اسلام نے بھی اس رواج کو قائم رکھا۔ احادیث میں کثرت سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ

ازواجِ مطہرات اور دوسری عورتیں محملوں میں سفر کرتی تھیں۔ پردہ کا قانون جو اپنے مختلف دفعات کے لحاظ سے اس وقت مسلمانوں میں مروج ہے وہ قرآن و حدیث اور فقہ کی رو سے مختلف طبقات اور حالات کے لحاظ سے اسلامی پردہ کہلاتا ہے اور اس پردہ کو ہمارے چند روشن خیال بھائی حارجِ تعلیم (تعلیم سے روکنے والا) اور مانعِ ترقی خیال کرتے ہیں۔ اور ان کی یہ آواز برصغیر کے ہر گوشہ میں گونج رہی ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا سبب عورتوں کا پردہ ہے (حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے)۔

چاک نقاب سے نعمتوں کا حصول

ہماری قوم کے اسبابِ زوال ایسے نہیں ہیں جن کے مفہوم میں اتنی صریح غلطی کے ہم معترف ہو سکیں۔ ظاہر ہے کہ ہماری قوم صدیوں سے قعرِ جہالت میں گرفتار رہی۔ مذہب جس کی پرستش سے مسلمانانِ سلف عروجِ کمال کو پہنچے تھے اسے ہم نے پسِ پشت ڈال دیا ذخیرہ علوم و فنون اور تجارت و زراعت سب کچھ کھو دیا۔ کیا اب یہ سب گم شدہ نعمتیں ہمارے قومی بھائیوں کو ہمارے صرف نقاب چاک کر دینے سے حاصل ہو جائیں گی۔ جن قوموں نے پردہ قطعی ترک کر دیا۔ اپنی قومی اور ملی کون سی خدمات انجام دیں اور مثل خواتینِ سلف کس کو درس فقہ و حدیث دے رہی ہیں۔ کیونکہ ایک سخت مشکل جس نے مسلمانوں کو پردہ کی طرف راغب کر رکھا ہے۔ قانونِ حکمت میں عورت کے کامل وقار کا فقدان ہے۔ سوسائٹی تمدن و معاشرت کا زیادہ تر حصہ اس کے مناسب حال نہیں۔ تھیٹر، سینما، رقص، سرود تمدن کا جزو ہے۔ بے عصمتی کا ارتکاب کوئی جرم نہیں ہے۔ بے حجابی کے مرکز شہر اور قصبہ میں قائم ہیں۔ افواجِ حکومت کے لئے ان مراکز کا خاص اہتمام و انتظام ہے اور سول میرج[1] ایکٹ جس کی رو سے ایک مومن و مشرکہ اور مشرک و مومنہ کا ازدواج بہ آسانی ہو سکتا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے قطعی حرام ہے۔ جس کی تازہ مثالیں دہلی پنجاب

---

[1] سول میرج ایکٹ

اور مدراس میں موجود ہیں۔ خواتین! کیا ایک مسلمان کی حیثیت مذہبی اس کو روا رکھ سکتی ہے کہ ایسے ملک اور ماحول میں رہ کر اپنی شریف خواتین کو ایسی سوسائٹیوں میں شریک کریں جو اسلامی حیا کے خلاف ہیں۔

پردہ میں آزادی اسلام نے اس بے حیائی سے عورت کو بچا کر کامل آزادی عطا کی ہے اور ایک مسلمان عورت مواضع زینت کو مستور کر کے اپنے کاروبار اور ضرورتوں کے لئے نکل سکتی ہے اور ہر قسم کے تمدنی و معاشرتی کاموں میں شریک ہو سکتی ہے لیکن اس کو یہ اجازت نہیں کہ وہ غیر مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھے۔ صاحب مقدور خواتین کو قطع نظر کر کے غیر مستطیع خواتین اگر نقاب و برقع کے ساتھ مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے پیادہ بھی جائیں تو اسلامی پردہ کے ہرگز خلاف نہیں۔ جو گروہ جاہل مسلمانوں کا اس طریقہ کے خلاف ہے اور مانع تعلیم و ہنر ہے۔ ہم اس پردہ کو اسلام کی توہین اور مردوں کی زیادتی سے تعبیر کرتی ہیں۔ مسلمانوں کا ہر طبقہ خواہ وہ امراء ہوں یا غرباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہر طرح مذہباً آزاد ہے۔ ہر مسلمان عورت کو شرعی پردہ کے ساتھ زیور ہنر سے اپنے کو ایسا مزین کر لینا فرض ہے کہ وہ بوقت ضرورت شرافت و عصمت کے ساتھ اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کر سکے۔ میں اس کے تسلیم کرنے سے قاصر ہوں کہ پردہ خارج تعلیم ہے کیونکہ تجربہ اور مشاہدہ بالکل اس کے خلاف ہے۔ ہم پردہ کے ساتھ دائرہ نسوانیت کے اندر شوہر کی ہر معاونت اور قومی بلکہ ملکی خدمت بھی انجام دے سکتی ہیں۔ اس کی تائیدی مثال میں علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال کی ذات بھی موجود ہے۔

ضروریات البتہ اس کی ہے کہ ہماری صاحب مقدور بہنیں مسلمان خواتین کو جو بوجہ کم استطاعت ہونے کے برقع کے ساتھ تحصیل علم کریں یا وہ مصیبت زدہ خواتین جن کا کوئی کفیل یا ذریعہ معاش نہیں۔ یا وہ ستم رسیدہ قابل رحم ہمسیاں جن کے شوہر نان و نفقہ نہیں دیتے۔ اگر پردہ کے ساتھ محنت و مشقت کریں تو ان کو ہماری صنف کی سوسائٹی بنگاہِ تذلیل سے نہ دیکھے بلکہ اپنے مذہبی احکام کے بموجب اپنی مجالس میں ان کا احترام رکھا جائے۔ کیونکہ مستورات اسلام کا اصلی پردہ مواضع زینت کا مستور

رکھنا ہے۔ ڈولی، موٹر گاڑی، بگھی لازمات سے نہیں ہے۔ اس کی پابندی استطاعت اور حالت کی ضرورت پر مبنی ہے ؎

زہے نصیب جو دنیا بشر کو جنت ہو
زہے نصیب جو ہو ساتھ نیک بیوی کا!
وہ زن علوم کی شوقین ہو جس کے دامن میں
وہ زن پسند ہو جس کو علوم کا گہنا
رخ صبیح پہ ہو جس کے غازۂ اخلاص
سیاہ آنکھوں میں جس کے ہو شرم کا سرما
اگرچہ لاکھ مخالف ہوا ہو طوفانی
چراغ عفت و عصمت کبھی نہ ہو ٹھنڈا
کبھی کسی کی برائی کی، آرزو نہ کرے
حسد کے زنگ سے ہو صاف آئینہ دل کا
خدا بڑھائے جو دولت گھٹے نہ زور اس کا
خدا بڑھائے جو کلفت[1] کرے وہ شکر خدا
شگفتہ دیکھ کے شوہر کو باغ باغ رہے
ملول[2] دیکھ کے شوہر کو ہو ملول سدا
اگر ہو صاحب اولاد تو یہ لازم ہے
خیال بچوں کی تعلیم کا ہو حد سے سوا
جو درس گاہ کو جائیں تو پہنیں کپڑے صاف
جب آئیں گھر میں تو پائیں غذا بھی پاکیزہ

---

[1] تکلیف ، [2] غم زدہ

باب سوم

مُنہ ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کے پوشیدہ رکھنے کے دلائل،

نئی روشنی کے نونہال اور ان کے ہم خیال دنیا پرست مولوی عام جلسوں میں یہ کہتے ہوتے سنے گئے ہیں کہ علمائے متقدمین نے پردہ کی حقیقت کے سمجھنے میں بڑی فاش غلطی کی ہے کیونکہ انہوں نے منہ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کو بھی پردے میں داخل کر لیا ہے۔ حالانکہ پردہ محض جسم کا ہے۔ چنانچہ اس دعویٰ کو آیات اور احادیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے بنابریں اس غلط فہمی اور خانہ ساز آیات و احادیث کی تفسیر کا شرح و بسط کے ساتھ قلع قمع کیا جاتا ہے۔ تاکہ انصاف پسند اصحاب ان اوراق کو پڑھ کر حق کی داد دیں اور غلط کار لوگ راہ راست پر آجائیں اور دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

لفظ عورت اور زینت کے مقامات کی تشریح پیشتر اس کے کہ ہم پردہ کے وجوب پر دلائل شرعیہ کے لحاظ سے روشنی ڈالیں یہ مناسب ہے کہ لفظ عَوْرَۃ اور زِیْنَتْ کی تحقیق لغوی کرلی جائے تاکہ قارئین کرام سمجھ سکیں کہ عورت کو عورت کس غرض سے کہا جاتا ہے۔

لفظ عورت کی لغوی تحقیق ا۔ منتہی الارب میں ہے کہ عورت بالفتح اندام شرم مردم وما بَیْنَ السُّرَّۃِ اِلی الرکبۃ وہرچہ از دیدن آں شرم آید۔ یعنی عورت زبان عربی میں انسان کے اس حصہ بدن کو کہتے ہیں جس کے دیکھنے سے شرم

عار لاحق ہو اور اس کا بے پردہ کرنا اور دیکھنا دکھانا موجب ننگ و عار ہو۔

۲۔ مفردات امام راغب میں ہے، العورة سوءة الانسان وذلك كناية واصلها من العار وذلك لما يلحق في ظهوره من العار اي المذمة ولذلك سمى النساء عورة یعنی عورت انسان کی شرم گاہ کا نام ہے اور یہ مشتق ہے عار سے۔ اس واسطے کہ اس کے ظاہر کرنے سے انسان کو شرم لاحق ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے عربی میں عورت کا نام عورت رکھا گیا۔

پس جب عورت کو عورت اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ از سرتاپا پوشیدہ رکھنے کی چیز ہے تو انصاف سے فرمایئے کہ اس کا چہرہ اور دست و پا کا کھلا رہنا کیونکر گوارا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ امر اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْس ہے کہ بہ نسبت باقی تمام جسم کے عورت کا چہرہ زیادہ تر موجب فتنہ و فساد ہوتا ہے۔ اسی لئے شعراء بھی چہرہ ہی کو زیادہ تر اشعار میں باندھتے ہیں، مثلاً اس کا چاند سا چہرہ ہے۔ اس کے رخسار گلاب کے پھول ہیں۔ اس کے ابرو تلوار ہیں۔ اس کے لب تیغ آب دار ہیں وغیرہ لہٰذا عرفاً بھی ثابت ہے کہ چہرہ بالخصوص وَاجِبُ السَّتْر ہے۔

لفظ زینت کی لغوی تحقیق زینت لغت میں اسباب آرائش یعنی زیور لباس وغیرہ کو کہتے ہیں چنانچہ مفردات امام راغب میں علامہ امام راغب اس کو تین اقسام پر منقسم کرتے ہیں، وَالزِّيْنَةُ بِالْقَوْلِ الْمُجْمَلِ ثَلَاثٌ زِيْنَةٌ نَفْسِيَةٌ كَالْعِلْمِ وَالْاِعْتِقَادِ الْحَسَنَةِ وَزِيْنَةٌ بَدَنِيَةٌ كَالْقُوَّةِ وَطُوْلِ الْقَامَةِ وَزِيْنَةٌ خَارِجِيَةٌ كَالْمَالِ وَالْجَاهِ یعنی زینت نفسیہ، زینت بدنیہ، کے لئے علم و اعتقاد حسن کی ضرورت ہے۔ زینت بدنیہ کے لئے حسن و جمال و خد و خال و قوۃ و قد موزوں لازمی ہے۔ زینت خارجیہ کے لئے مال و جاہ کی احتیاج ہے۔

قرآن مجید میں لفظ زینت باختلاف صیغ مختلف معنوں کے لئے مستعمل ہوا ہے چنانچہ سورہ اعراف میں ہے۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اس کے اسباب نزول میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت

میں مستورات برہنہ بدن طواف کرتی تھیں تو حکم ہوا کہ ہر مسجد کے قریب تم کپڑے پہن کر آیا کرو۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے
کہ ایام جاہلیت میں مرد دن کو برہنہ طواف کرتے تھے اور شب کو عورتیں فَاَمَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ

يَلْبَسُوْا ثِيَابَهُمْ وَلَا يَتَعَرَّوْا تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن کر طواف کرو برہنہ نہ رہو۔ ان کے لئے یہ ہدایت نازل ہوئی۔ بہر کیف خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ کا شان نزول اس امر کو بتارہا ہے کہ زینت سے مراد یہاں کپڑے پہننا ہے جس سے عورت مستور رہ سکے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اَلزِّيْنَةُ زِيْنَتَانِ زِيْنَةٌ ظَاهِرَةٌ وَّزِيْنَةٌ بَاطِنَةٌ لَا يَرَاهَا اِلَّا الزَّوْجُ. فَاَمَّا الزِّيْنَةُ الظَّاهِرَةُ فَالثِّيَابُ. وَاَمَّا الزِّيْنَةُ الْبَاطِنَةُ فَالْكُحْلُ وَالسِّوَارُ وَالْخَاتَمُ وَ لَفْظُ ابْنِ جَرِيْرٍ فَالظَّاهِرَةُ مِنْهَا الثِّيَابُ وَمَا يَخْفٰى فَالْخَلْخَالَانِ وَالْقُرْطَانِ وَالسِّوَارَانِ یعنی زینت دو قسم کی ہے۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی کہ سوائے خاوند کے کوئی نہیں دیکھ سکتا اس لئے کہ زینت ظاہری لباس ہے اور زینت باطنی سرمہ۔ زیور، انگوٹھی ہے اور بروایت ابن جریر جھانجن بالیاں، کنگن وغیرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ یعنی اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت۔ اگرچہ یہ عام حکم ہے زینت ظاہری و باطنی کے لئے مگر چونکہ آگے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ارشاد فرما کر زینت ظاہریہ کا استثناء فرمایا ہے اس لئے اس حکم سے مراد زینت باطنی ہے جس میں کنگن، ہار، بالیاں، جھانجن وغیرہ ہیں۔ ان کا چھپانا عورت پر نص صریح سے فرض ہے اور بموجب تاویل ابن مسعود چادر اور برقع مستثنٰے ہے یعنی ان کا چھپانا فرض نہیں۔ یہی علمائے کرام کا ارشاد ہے کہ عورت کو اپنی باطنی زینت کا چھپانا فرض ہے البتہ چادر اور برقع کے ساتھ بضرورت شدید گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔ برقع اور چادر کے ظاہر کرنے میں گناہ نہیں اس لئے اگر یہ بھی ممنوع قرار دیا جاتا تو تکلیف مَالَا يُطَاقُ (طاقت سے باہر) تھی۔ مگر آیت مذکورہ سے یہ ہرگز مستفاد نہیں ہوتا کہ عورت بے نقاب چہرہ کھول کر باہر گلگشت رباغ کی سیر) کرے۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ کا استثناء صاف بتا رہا ہے کہ جس زینت کا چھپانا محال ہے وہ معاف ہے۔

اور زینت کے لفظ سے ظاہر ہو گیا کہ لغۃً زینت کا اطلاق اسباب آرائش و زیبائش پر ہوتا ہے عام اس سے کہ زینت نفسیہ ہو یا بدنیہ یا خارجیہ۔

زینت نفسیہ تو یوں ظاہر ہو سکتی ہے کہ اپنے اعمال و عقائد کو سلک تحریر میں لا کر ظاہر کرے اب رہی زینت بدنیہ تو وہ بغیر شوہر کسی پر ظاہر کرنا جائز نہیں۔ اور زینت خارجیہ مثل لباس برقع جلباب چادر وغیرہ کے جن کا اجانب سے پوشیدہ کرنا اس کے لیے متعذر و مشکل ہے۔ بنا بریں اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دے دی اور اِلَّا مَا ظَهَرَ فرما دیا مگر اس سے یہ فائدہ حاصل کرنا کہ مستورات بازاروں میں بے حجاب و بلا نقاب اجانب کو اپنی صورتیں دکھاتی پھریں۔ اور اغیار و نامحرم انہیں دیکھیں محض تفسیر بالرائے ہے اور مقصد شرع کے قطعی خلاف۔

حقیقت یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کا یہ مقصود ہرگز نہیں کہ عورتیں بلا ضرورت داعیہ کھلے بندوں باہر پھریں۔ صحابہ کرام کی ازواج کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ خود بعض ازواج مطہرات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نصوص قرآنیہ کا مفہوم پردہ موجود تھا۔ چنانچہ جب آیہ کریمہ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ نازل ہوئی۔ تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے یہی سمجھا کہ گھر سے باہر قدم رکھنا بھی ناجائز ہے۔ چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ آپ اس آیۃ کریمہ کے نزول کے بعد حج و عمرہ اور نماز پنجگانہ کے لئے بھی حجرہ سے باہر تشریف نہ لائیں۔ حتیٰ کہ عہد فاروقی میں آپ کا جنازہ ہی باہر آیا۔ جب کسی نے آپ سے عرض کیا۔ کہ حج و عمرہ کے لئے بھی آپ گھر سے باہر تشریف نہیں لاتیں تو آپ نے فرمایا تو ہمیں گھر میں ٹھہرنے اور آرام کرنے کا حکم ملا ہے۔

دیکھیے ازواج مطہرات جو ام المومنین ہیں۔ ان کا تو یہ اہتمام ہے کہ دروازہ حجرہ تک قدم نہیں رکھیں اور حج وعمرہ اگرچہ ان پر فرض نہ بھی ہو۔ مگر موجب ثواب ضرور تھا۔ لیکن اس کے لیے نکلنا بھی انہوں نے گوارا نہ کیا اور جب صحابہ کرام نے عرض کیا تو فرما دیا۔ قِيلَ لَنَا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ یعنی کیسے نکلیں۔ ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھروں کو لازم پکڑیں اور گھروں میں آرام کریں۔

اس جواب سے ہر ذی فہم بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کا یہ فعل بالکل مطابق حکم الٰہی تھا اور اس غرض سے اس کی پابندی تھی کہ عوام اس سے سبق لیں۔

مسلمانو! امّ المومنین جو تمام مسلمانوں کی ماں ہیں ان کے لئے یہ حکم اور اس پر ان کا یہ عمل ہے تو ما و شما (ہمیں اور تمہیں) کو پابندی کی کتنی ضرورت ہے ۔

زبیگانگان چشم زن کور باد   چوں بیروں شد از خانہ در گور باد

افسوس ہے! آج فضاء عالم اس قدر تنگ و تاریک ہے کہ توبہ ہی بھلی ۔ آزادی کی آندھیاں ہر طرف سے چل رہی ہیں ۔ شعار مذہبی کی قدیم عمارتیں گرانے کو تحریفات کی ارزانی ہے اللہ کریم رحم کرے اور ہمارا پردہ رکھ لے (آمین)

قرآن مجید سے عورتوں کو اجانب اور نامحرم سے پردہ کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ سورہ احزاب رکوع ۷ میں ارشاد فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ یعنی اے ایمان والو! ہمارے محبوب کے کاشانہ اطہر میں بلا اجازت حاصل کئے داخل نہ ہو ۔

اس آیہ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اگر مستورات کو اجانب سے چہرہ چھپانا ضروری نہ ہوتا تو آپ کے گھروں میں بھی اجانب کا بلا اجازت داخلہ جائز ہوتا ۔ مگر چونکہ گھر میں کھلے چہرے رہنا جائز ہے اور اجانب سے چہرہ پوشیدہ کرنا ضروری ۔ بنابریں حکم ہوا کہ اجازت لے کر گھروں میں آؤ تاکہ عورتیں مستور ہو جائیں ۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا   یعنی اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب
فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ   کرو پردہ کے باہر سے مانگو ۔

مسلمانو! ذرا آیہ حجاب کو ذرا سمجھ لیں کہ یہ کیا بتا رہا ہے ۔ آیا بے نقاب و بلا حجاب اجانب سے دو بدو گفتگو کی اجازت دے رہا ہے یا پردہ میں ۔ اس سے زیادہ صاف و صریح اور کیا حکم ہوگا ۔

تفسیر احمدی اور نور الانوار میں اس آیت کریمہ کے تحت مرقوم ہے

هٰذِهِ الْاٰیَةُ هِیَ الْاٰیَةُ الَّتِیْ   یعنی یہ وہی آیت ہے ۔ جس سے
یُفْهَمُ مِنْهَا اَنْ یَّجْتَنِبَ   یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اغیار و
النِّسَآءُ مِنَ الرِّجَالِ

اجانب غیر محرم اشخاص سے پردہ کریں۔ اگرچہ اس آیت کریمہ کا نزول ازواج مطہرات کی شان میں ہے لیکن بموجب قاعدہ مسلمہ اَلْعِبْرَۃُ بِعُمُوْمِ الْاَلْفَاظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ حکم عام ہے اور تمام مومنہ عورات پر حاوی۔ تفسیر احمدی میں ہے:

اِنَّ مَوْرِدَهَا اِنْ كَانَ خَاصًّا	یعنی اس آیہ کریمہ کا مورد اگرچہ خاص ہے۔
فِیْ حَقِّ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی	ازواج مطہرات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لٰكِنَّ	میں۔ مگر اس کا حکم ہر مومنہ عورت کے لئے
الْحُكْمَ عَامٌّ لِكُلِّ مِّنَ الْمُؤْمِنَاتِ	عام ہے۔ اس آیت سے یہی سمجھا جاتا ہے
فَیُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ یَّحْتَجِبَ	کہ تمام عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کریں
جَمِیْعُ النِّسَآءِ مِنَ الرِّجَالِ	اور اپنے نفس کو ان پر ظاہر نہ کریں۔
وَلَا یُبْدِیْنَ اَنْفُسَهُنَّ عَلَیْهِمْ	

سورہ نور رکوع ۴ میں اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا	اے ایمان والو! سوائے اپنے مکانوں کے
بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا	کسی غیر کے مکان میں داخل نہ ہو جب تک
وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَهْلِهَا۔	سلام کرکے اجازت حاصل نہ کرلو۔

تَسْتَاْنِسُوْا کے معنی تَسْتَاْذِنُوْا ہیں اور قرأت ابی ابن کعب میں تَسْتَاْذِنُوْا ہی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا حضور استیناس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ حصول اجازت کے لئے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اَللّٰہُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا کہے۔ یا کھنکھارے د گلے سے آواز نکالے، تاکہ گھر والے اجازت دیں۔ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاِسْتِیْنَاسُ قَالَ یَتَكَلَّمُ الرَّجُلُ بِالتَّسْبِیْحَةِ وَالتَّكْبِیْرِ وَالتَّحْمِیْدِ اَوْ یَتَنَحْنَحُ یُؤْذِنُ اَهْلَ الْبَیْتِ۔ دوسری حدیث میں بھی اسی کی تائید ہے اَلتَّسْلِیْمُ اَنْ یَّقُوْلَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَدْخُلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاِذَا اُذِنَ لَهٗ دَخَلَ وَاِلَّا رَجَعَ یعنی تسلیم سے یہ مراد ہے کہ آدمی اس طرح کہے کہ السلام علیکم سے مراد ہے۔ کیا میں داخل ہو جاؤں۔ تین بار اگر اسے اجازت مل جائے تو بہتر ورنہ واپس لوٹ جائے۔

ان سطور سے صاف ظاہر ہے کہ اجنبی بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے کا مجاز نہیں اور اس کی علت صرف یہی ہو سکتی ہے کہ گھر میں مستورات بے پردہ ہاتھ پیر منہ کھولے بے حجاب رہتی ہیں اور اجنبی سے پردہ واجتناب لابدی ولازمی ہے۔

سورۂ نور رکوع ۴ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۔

یعنی اے محبوب! مومنین کو فرما دیجئے کہ وہ نیچی نگاہیں نیچے کریں اور اپنے اندام خاص (شرم گاہوں) کی حفاظت رکھیں یہ ان کیلئے پاکیزگی اور صفائی کے امور ہیں بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ شریعت اسلامیہ میں اجنبیہ کا بلا ضرورت شرعی منہ ہاتھ دیکھنا ناجائز ہے خاص کر اس پر آشوب زمانہ میں کہ ہر طرف فتنہ وفساد کی آندھیاں چل رہی ہیں اور شاید ہی کوئی نظر فتنہ سے خالی ہو۔

پھر جس طرح مرد کو اجنبیہ کی طرف دیکھنا منع ہے اسی طرح عورت کو حکم ہوا ہے۔ چنانچہ سورہ نور رکوع ۴ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ

یعنی اے محبوب ایمان والی خواتین سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی محافظت کریں اور اپنی آرائش نہ دکھائیں (یعنی پوشیدہ رکھیں) مگر جو بضرورت ظاہر ہوتی ہے اور اپنے سینوں پر دوپٹہ ڈالے رہیں۔ اور اپنی آرائش نہ دکھائیں۔ مگر اپنے شوہروں یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں سے یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں سے یا اپنی عورتوں یا اپنے

اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ	مملوکوں، لونڈی، غلامان شرعی سے یا ان
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ	خدمت گاروں سے جن کو عورتوں کی حاجت
اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ	نہ رہی ہو، جیسے خواجہ سرا یا شیخ فانی بہت
مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ	بوڑھے، یا ان کم سن بچوں سے جو عورتوں کی
لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ	پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے
وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ	پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور
لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ	معلوم ہو جاتے اور تم سب اے مسلمانو!
زِیْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ	اللہ کی طرف رجوع کرو کہ فلاح
جَمِیْعًا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ	دارین حاصل ہو۔
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝	

......

غرض آیات مذکورہ بالا میں صاف حکم ہے کہ طبقہ نسوانی باستثناء مستثنیات سب سے پوشیدہ رہے۔ بالخصوص ان کے سر سینہ کان چہرہ گردن کا پوشیدہ رہنا ضروری ہے یہی سبب ہے کہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا فرما کر استثناء فرما دیا۔ اس لئے کہ زینت نام ہے خوبصورتی کا عام اس سے کہ وہ فطری ہو یا مصنوعی، لباس فاخرہ زیور وغیرہ سے ہو یا حسن و جمال خد و خال جسم سے۔

زینت ظاہری یہ ہے کہ جس کے پوشیدہ کرنے میں وقت ضرورت مشکل ہو جیسے انگوٹھی چادر اور برقع جس کے ظاہر ہونے میں بوقت ضرورت مانع شرعی نہیں۔

زینت باطنی جس کا پوشیدہ کرنا ضروری ہے وہ چہرہ، ہاتھ گٹوں تک ہے جو اشد ضرورت پر ظاہر کرنا جائز ہے اور جن سے چہرہ چھپانا غیر ضروری ہے وہ سابقاً بیان ہو چکے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تو وہ زینت جس کے اظہار میں نقصان نہیں۔ وہ محض لباس ہے۔

الحاصل یہ ثابت ہو گیا کہ چہرہ ہاتھ لباس ملبوسہ اجانب کے آگے ظاہر کرنا ممنوع ہے۔ لیکن بوقت اشد ضرورت بقدر رفع ضرورت جائز ہے بشرطیکہ اس اظہار سے خوف فتنہ و فساد

نہ ہو۔ ورنہ کسی ضرورت پر بھی جائز نہیں۔

ناظرین ذرا غور کریں کہ شریعت مطہرہ پردہ کو کس قدر مہتم بالشان بنا رہی ہے اور علماء و فقہاء اور مفسرین کرام کی اکثریت اسی طرف ہے اور بعض کے نزدیک چہرہ ہاتھ قدم چھپانا، اس وقت غیر ضروری ہے جبکہ نظر بد سے امن ہو مگر اس تجویز سے اب ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ نظر بد سے امن نہیں چنانچہ اخبار میں حضرات کو اس کا زیادہ تجربہ ہے۔

تفسیر احمدی میں ہے۔ وَإِلَى الْحُرَّةِ الْأَجْنَبِيَّةِ مُطْلَقًا إِنْ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ الشَّهْوَةِ وَمَا سِوَى الْوَجْهِ وَالْكَفِّ إِنْ أَمِنَ مِنْهَا۔ یعنی چہرہ اجنبیہ کی طرف نظر مطلقاً حرام ہے اگر شہوت سے امن نہ ہو اور اگر امن ہو تو چہرہ اور گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں دکھانا جائز ہے باقی ہر حصہ بدن کو دکھانا دیکھنا اس پر نظر کرنا حرام ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں عورتوں کا بے نقاب پھرنا فتنہ سے خالی ہے یا موجب سخت فتنہ و فساد کا؟ آج کوئی خوش فہم، سنجیدہ مزاج مسلمان نہیں کہہ سکتا کہ مستورات بے نقاب کھلے بندوں پھریں تو نگاہ فساق و فجار سے محفوظ رہیں گی اور کوئی نظر بد ان پر اثر نہ کرے گی۔ بنا بریں بموجب اصول إِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ یعنی جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے، بعفیت علماً بھی اس موجودہ حالت پر اجازت نہیں دیتی۔ کتب فقہ و تفاسیر میں تمام روایات و عبارات اجازت قید عدم شہوت و عدم فتنہ کے ساتھ مقید ہیں، کہیں بھی مطلقاً اجازت و رخصت نہیں ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں۔ اَلْأَظْهَرُ أَنَّ هٰذَا فِي الصَّلٰوةِ لَا فِي النَّظَرِ فَإِنَّ كُلَّ بَدَنِ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِغَيْرِ الزَّوْجِ وَالْمَحْرَمِ النَّظَرُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهَا إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ كَالْمُعَالَجَةِ وَتَحَمُّلِ الشَّهَادَةِ۔ یعنی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ حکم نماز میں ہے کہ عورت اپنا تمام بدن سوائے ہاتھ اور قدموں کے چھپائے۔ یہ نظر کا حکم ہی نہیں اس لئے کہ حرہ از سر تا پا واجب الستر ہے۔ سوائے خاوند اور محرم کے کسی کو وہ اپنا بدن یا بدن کا حصہ نہ دکھائے اور اس کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر بضرورت شدیدہ مثل معالجہ وغیرہ اور تحمل شہادت کے۔ یعنی جب شاہد کو ضرورت ہو تو وہ موضع شہادت کو دیکھ سکتا ہے۔

اس تحقیق کی بنا پر شرط حفظ امن و عدم شہوت بھی بے کار ہے۔ بلکہ صاف طور پر ثابت ہے کہ عورت از سرتاپا عورت ہے اس کا کوئی حصہ غیر محرم کو دیکھنا جائز نہیں۔

یہی حکم ابن مسعود اور صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال سے مستفاد ہوتا ہے چنانچہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر میں ہے مِنَ الزِّيْنَةِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ هِيَ الثِّيَابُ یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت سے مراد ظاہری کپڑے ہیں۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هِيَ الْكُحْلُ وَالْخَاتَمُ وَالْخِضَابُ فِي الْكَفِّ یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں زینت ظاہرہ سے مراد کاجل سرمہ انگوٹھی اور ہاتھ کی مہندی ہے پھر فرماتے ہیں: فَمَا كَانَ مِنَ الزِّيْنَةِ الظَّاهِرَةِ يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ الْأَجْنَبِيِّ النَّظَرُ إِلَيْهِ لِلضَّرُوْرَةِ مِثْلُ تَحَمُّلِ الشَّهَادَةِ وَنَحْوِهِ مِنَ الضَّرُوْرِيَّاتِ إِذَا لَمْ يَخَفْ فِتْنَةً وَّشَهْوَةً فَإِنْ خَافَ مِنْ ذَالِكَ غَضَّ الْبَصَرَ۔ مطلب یہ ہے کہ جو ظاہری زینت ہے (بقول ابن مسعود) کپڑا ہے اور (بقول ابن عباس) کاجل، مہندی، انگوٹھی جو زینت ظاہرہ میں ہے۔ اس کی طرف اجنبی شخص عند الضرورت دیکھ سکتا ہے مثل معالجہ و تحمل شہادت وغیرہ کے بشرطیکہ شہوت و فتنہ کا خوف نہ ہو اور اگر دیکھنے میں فتنہ و شہوت کا خیال ہے تو نظر بند رکھے اور زینت ظاہرہ کو بھی نہ دیکھے (بحر الرائق)

کفایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا اِحْدٰى عَيْنَيْهَا۔ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الْمُرَادُ مِنْهَا خُفَّهَا وَمَلَابِسُهَا وَاسْتَدَلَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ بِهِنَّ يَصِيْدُ الرِّجَالَ وَقَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ یعنی صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آیہ کریمہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد زینت ظاہری ہے اور وہ صرف ایک آنکھ ہے یعنی بضرورت ایک آنکھ سے تمام جسم و چہرہ اور سر کو پوشیدہ کر کے دیکھیں اس لئے کہ ضروریات ایک آنکھ سے پوری ہو سکتی ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ مراد زینت سے آیہ کریمہ میں عورت کا ظاہری کپڑا ہے یعنی موزے اور اوپر کی چادر اور وہ اس حدیث سے استدلال فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں کہ وہ ان کے ذریعے مردوں کا شکار کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہوا۔ میں نے اپنے بعد عورتوں سے زیادہ نقصان دہ مردوں کے لئے کوئی فتنہ نہ چھوڑا۔ یعنی عورتیں محل فتنہ ہیں۔ اور اجانب کا ان کے فتنوں سے محفوظ رہنا ناممکن ہے لہذا عورتوں کو اجنبی مردوں سے قطعاً محجوب و مستور رکھنا چاہیے تاکہ فتنہ رکا رہے جائے غور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یوں ارشاد فرمائیں اور ہم اپنی ماں، بہن، بہو، بیٹی، ساس وغیرہ کو جلسوں اور میلوں میں لے جائیں۔ حالانکہ علمائے عظام نماز پنجگانہ کے لئے مومنین کے ساتھ مسجد میں آنے کو بھی منع فرماتے ہیں۔ چنانچہ بدائع جلد اول صفحہ ۱۵۷ میں ہے وَلَا يُبَاحُ لِلشَّوَابِّ مِنْهُنَّ الْخُرُوْجُ اِلَى الْجَمَاعَةِ بِدَلِيْلِ مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ نَهَى الشَّوَابَّ عَنِ الْخُرُوْجِ وَلِاَنَّ خُرُوْجَهُنَّ اِلَى الْجَمَاعَةِ سَبَبُ الْفِتْنَةِ وَالْفِتْنَةُ حَرَامٌ وَمَا اَدّٰى اِلَى الْحَرَامِ فَهُوَ حَرَامٌ۔ یعنی جوان عورتوں کو جماعت مسلمین میں نکلنا جائز نہیں۔ اس وجہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرمایا اس لئے کہ ان کا نکلنا جماعت کی طرف فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو شے حرام کی طرف لیجاتی ہو وہ حرام ہے۔ لہذا عورت کا مسجد میں ادائے نماز کو بھی آنا حرام ہے۔

کفایہ میں ہے وَجَرٰى فِيْ مَجْلِسِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمًا مَا خَيْرُ مَا لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا خَيْرُ مَا لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ فَلَمَّا رَجَعَ عَلِيٌّ اِلٰى بَيْتِهٖ اَخْبَرَ فَاطِمَةَ فَقَالَتْ خَيْرُ مَا لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ اَنْ لَّا يَرَوْهُنَّ وَخَيْرُ مَا لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ اَنْ لَّا يَرَيْنَهُمْ فَلَمَّا سَمِعَ اَخْبَرَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ قَالَ هِيَ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ۔ یعنی ایک روز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس اقدس میں یہ بحث تھی کہ مستورات سے مردوں کے لئے کس

طرح بہتری مل سکتی ہے اور مردوں سے مستورات کو کس طرح؟ اس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔ آپ نے فرمایا مردوں کو عورتوں سے اس میں خیر ہے کہ وہ عورتوں کو نہ دیکھیں اور عورتوں کے حق میں بہتری اس میں ہے کہ وہ مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔ اس کا ذکر شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے دربار رسالت میں کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ (ایسا کیوں نہ فرمائیں) وہ میری لخت جگر ہیں۔

یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مردوں کو عورتوں سے اور عورتوں کو مردوں سے محجوب و مستور رہنے میں دارین کی فلاح و بہبود بیان فرمائی اور ان کے ارشاد کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا۔

انہی حدیثوں کی بنا پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مستور رہنے کا حکم دیا اور اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے چہرہ اور ہاتھ مراد نہیں لئے بلکہ صاف طور پر فرما دیا کہ مستثنیٰ از زینت ثیاب یعنی برقع و چادر وغیرہ ہے۔

اس کے بعد صاحب کفایہ شارح ہدایہ فرماتے ہیں فَدَلَّ اَنَّهٗ لَا يُبَاحُ النَّظَرُ اِلٰی شَیْءٍ مِّنْ بَدَنِهَا وَلِاَنَّ حُرْمَةَ النَّظَرِ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ وَعَامَّةُ مَحَاسِنِهَا فِیْ وَجْهِهَا فَخَوْفُ الْفِتْنَةِ فِی النَّظَرِ اِلٰی وَجْهِهَا اَكْثَرُ مِنْهُ اِلٰی سَائِرِ الْاَعْضَاءِ یعنی احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ عورت اجنبیہ کے کسی حصہ بدن کی طرف دیکھنا جائز نہیں کیونکہ حرمت نظر کی علت فتنہ و فساد ہے اور تمام حسن و جمال اور کمال خوبصورتی چہرہ میں ہے تو چہرہ کی طرف دیکھنا بہ نسبت دیگر اعضا کے زیادہ موجب فتنہ و فساد کا ہوا لہٰذا چہرے کی طرف دیکھنا قطعی ناجائز ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔ وَبِنَحْوِ هٰذَا اسْتَدَلَّ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَلٰكِنَّهَا تَقُوْلُ الصَّحِیْحُ لَا تَجِدُ بُدًّا مِّنْ اَنْ تَمْشِیَ فِی الطَّرِیْقِ وَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ تَفْتَحَ اِحْدٰی عَیْنَیْهَا لِتُبْصِرَ الطَّرِیْقَ فَجَوَّزَتْهَا اَنْ تَكْشِفَ اِحْدٰی عَیْنَیْهَا لِهٰذِهِ الضَّرُوْرَةِ وَالثَّابِتُ بِالضَّرُوْرَةِ لَا یَعْدُوْ مَوْضِعَ الضَّرُوْرَةِ۔

یعنی ہم قسم احادیث سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کشف وجہ کی حرمت پر استدلال

کیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ بعض اوقات عورت کو باہر نکلنے کی ضرورت واقع ہو جاتی ہے اور راستہ پر چلنے کے لئے آنکھ کا کھولنا ضروری ہے لہٰذا وہ ایک آنکھ کھول کر چلے تاکہ راستہ نظر آجائے۔ پس قطع طریق کے لئے ام المومنین نے ایک آنکھ کھولنے کی عورت کو عند الضرورت (ضرورت کے وقت) اجازت عطا فرمائی اور جو چیز کسی خاص ضرورت کے لئے جائز قرار دی گئی ہو۔ اس کو قدر ضرورت سے متجاوز کرنا جائز نہیں۔

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ ان صاف و صریح ارشادات فقہاء سے عورت کو چہرہ ڈھانکنا کیسی وضاحت سے ثابت ہے اور درحقیقت اگر ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر انصاف سے کام لیا جائے تو آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو جائے گا۔ کہ عورت کے تمام جسم میں فقط چہرہ ہی موجب فساد اور محل فتنہ اور وجہ فریفتگی ہے۔ ہاتھ، پاؤں، قد و قامت کتنے ہی موزوں ہوں۔ رفتار و گفتار کیسی ہی قیامت خیز ہو لیکن آنکھ ہی اور ناک بھنکتے ہی پھٹکار برستی ہے۔ گو کوئی عضو بھی سجیلا (خوب صورت) نہ ہو مگر چہرہ زیب جلاب نظر ہو۔ پھر دیکھیئے ہجوم نگاہ سے بچا چہرہ تا دشوار ہوتا ہے کہ نہیں۔ عورت سرتاپا مرصع ہو لیکن ناک نہ ہو یا چشم نرگسیں نہ ہو تو کتے بھونکنے لگتے ہیں اور اگر چہرہ جاذب نظر ہے۔ صراحی دار گردن ہے، سیمیں ذقن ہے، خندہ پیشانی ہے۔ تو اس کو دیکھ کر راہ چلتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

چہرہ پر ٹھیلا چڑھا کر عورت برہنہ ہو جائے تو اس کا ہر عضو مکروہ نظر آئے گا اور تمام جسم پر دھجیاں لپٹی ہوں فقط چہرہ کھلا رہے تو گودڑی میں لعل کہیں گے۔ لباس کے نقش و نگار قابل پرستش نہیں لیکن حسن پرست چہرہ کے پرستار نظر آتے ہیں غرضیکہ چہرہ ہی ہے جو دیکھنے والے کو متوالا و فریفتہ بنا دیتا ہے اور اس پرفتن زمانہ میں نمائشی لیڈر بعض نام نہاد خوشامد ملا بھی لیڈروں سے دب کر خود غرضی و مطلب برآری کی خاطر بعض حاکموں کی غلط کاریوں کو بھی مطابق شریعت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی تک زور صرف کر رہے ہیں اور روایات فقیہہ کی قطع و برید کر کے عوام کو مغالطہ میں ڈال رہے ہیں۔ حالانکہ جس قدر روایات ہیں سب کی سب مقید ہیں۔ قید عدم شہوت و عدم فتنہ سے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ فتنہ و فساد چہرہ دیکھنے سے وابستہ ہے اور اسی چہرہ کی ستر شعار نظ باز ن کے سبب کہتے ہیں کہ بعض مدینہ

کو مدارس سے معطل ہونا پڑا۔ وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ (عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے)۔

اعتراضات مع جوابات آج کل اخباروں میں رفع حجاب پر مفصلہ ذیل دلائل پیش کئے جاتے ہیں کہ جن میں چہرہ ہاتھ وغیرہ پوشیدہ نہ رکھنے کی اجازت پائی جاتی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ذخیرۃ العقبٰی اور سراجیہ سے منقول ہے اَلنَّظَرُ اِلَی الْاَجْنَبِیَّاتِ فَنَقُوْلُ یَجُوْزُ النَّظَرُ اِلٰی مَوَاضِعِ الزِّیْنَةِ الظَّاهِرَةِ مِنْهُنَّ وَذٰلِكَ الْوَجْهُ وَالْكَفُّ فِیْ ظَاهِرِ الرِّوَایَةِ كَذَا فِی الذَّخِیْرَةِ وَاِنْ غَلَبَ عَلٰی ظَنِّهٖ اَنَّهٗ یَشْتَهِیْ فَهُوَ حَرَامٌ۔ مطلب یہ ہے کہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مواضع زینت ظاہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے اور وہ چہرہ اور کف دست ہے اور اگر ظن غالب ہو شہوت کا تو دیکھنا دکھانا حرام ہے۔

جواب: اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خوف شہوت و فتنہ نہ ہونے کی صورت میں جائز ہے اور جہاں گمان شہوت ہو وہاں پوشیدہ رکھنا ضروری ہے اب قابل غور یہ امر ہے کہ اس سے ممانعت ثابت ہوتی ہے یا کہ اجازت؟

فتاویٰ سراجیہ میں ہے اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ الْاَجْنَبِیَّةِ اِذَا لَمْ یَكُنْ عَنْ شَهْوَةٍ لَیْسَ بِحَرَامٍ لٰكِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ۔ یعنی اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا حرام نہیں مگر مکروہ ہے؟

جواب: اس سے بھی صاف واضح ہے کہ اگر خوف شہوت اور نظر بد ہو۔ تو اظہار حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔

قہستانی میں ہے یَنْظُرُ الرَّجُلُ مِنَ الْحُرَّةِ الْاَجْنَبِیَّةِ اِلَی الْوَجْهِ وَهٰذَا فِیْ زَمَانِهِمْ وَاَمَّا فِیْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّةِ یعنی مرد اجنبی عورت کی طرف دیکھ سکتا ہے لیکن یہ اجازت زمانہ صحابہ و تابعین میں تھی۔ مگر ہمارے زمانے میں جوان عورتوں کی طرف دیکھنا ممنوع ہے؟

جواب: علامہ قہستانی اپنے زمانہ کی نسبت فرما رہے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں جوان عورت کی طرف دیکھنا ممنوع ہے تو پھر اس زمانہ موجودہ میں بطریق اولیٰ ممنوع ہوا۔ اللہ تعالیٰ انصاف عطا کرے۔

شامی میں ہے۔ وَشَرْطُ لِحِلِّ النَّظْرِ اِلَيْهَا الْاَمْنُ بِطَرِيْقِ الْيَقِيْنِ عَنِ الشَّهْوَةِ یعنی اجنبیہ کے چہرے کی طرف اس شرط سے دیکھنا جائز ہے کہ امن شہوت یقینی ہو۔ یعنی نظر بد اور خیال فاسد کا شائبہ بھی نہ ہو؟

جواب: کیا آج کوئی ایمان سے کہہ سکتا ہے کہ ہم صاف باطنی سے غیروں کے چہروں کی طرف دیکھتے ہیں؟

ہدایہ میں ہے اِنْ كَانَ لَا يَاْمَنُ الشَّهْوَةَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهَا اِلَّا لِحَاجَةٍ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ نَظَرَ اِلٰى مَحَاسِنِ امْرَاَةٍ اَجْنَبِيَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِيْ عَيْنِهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاِذَا خَافَ الشَّهْوَةَ لَمْ يَنْظُرْ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ تَحَرُّزًا عَنِ الْحَرَامِ مطلب یہ ہے کہ اگر شہوت سے بے خوف نہ ہو۔ تو اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف ہرگز نہ دیکھے مگر کسی خاص حاجت سے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ جس نے اجنبیہ کے محاسن وخوبی کی طرف نظر شہوت سے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں بروز قیامت سیسہ گلا کر ڈالا جائے گا؟

جواب: اس سے تو ہمارا دعویٰ صاف ثابت ہے۔

علامہ شامی بحوالہ تاتارخانیہ ایک اور عبارت نقل فرماتے ہیں جو ما نحن فیہ (ہمارے نظریہ) کی مؤید ہے۔ اِنَّ التَّاتَارْخَانِيَہ وَفِيْ شَرْحِ الْكَرْخِيْ اَلنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ الْاَجْنَبِيَّةِ الْحُرَّةِ لَيْسَ بِحَرَامٍ وَلٰكِنَّهٗ يُكْرَهُ بِغَيْرِ حَاجَةٍ وَظَاهِرُ الْكَرَاهَةِ وَلَوْ بِلَا شَهْوَةٍ وَاِلَّا فَحَرَامٌ اَيْ اِنْ كَانَ عَنْ شَهْوَةٍ حَرَامٌ وَاَمَّا فِيْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّةِ لَا لِاَنَّهٗ عَوْرَةٌ بَلْ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ۔ یعنی تاتارخانیہ اور شرح کرخی میں ہے کہ اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا حرام نہیں مکروہ ہے اور ظاہر ہے کہ مکروہ تب ہے جبکہ بلا شہوت ہو۔ ورنہ حرام ہے۔ یعنی اگر

بہ شہوت ہو تو حرام ہے لیکن ہمارے زمانہ میں جوان عورت کی طرف دیکھنا بوجہ خوف فتنہ و شر کے ممنوع ہے۔

ناظرین! جملہ۔ مگر ہمارے زمانہ میں بوجہ خوف فتنہ جوان عورت کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔ کی طرف نظر انصاف سے غور فرمائیں۔

بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے حُرِّمَ النَّظْرُ اِلٰی وَجْہِہَا وَوَجْہِ الْاَمْرَدِ اِذَا شَکَّ فِی الشَّہْوَۃِ وَقَالَ مَشَائِخُنَا تُمْنَعُ الْمَرْاَۃُ الشَّابَّۃُ مِنْ کَشْفِ وَجْہِہَا بَیْنَ الرِّجَالِ فِیْ زَمَانِنَا لِلْفِتْنَۃِ یعنی اجنبی عورت اور خوب صورت بے ریش لڑکے کے چہرہ کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ اگر خوف شہوت ہو مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ جوان عورت کو مردوں میں چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا ہمارے زمانہ میں بوجہ فتنہ کے۔

الغرض مندرجہ بالا نصوص قرآنیہ۔ احادیث نبویہ اور عبارات فقہیہ سے عورتوں کے کھلے منہ پھرنے کی حرمت و ممانعت ظاہر و باہر ہو چکی ہے اور ان کے منہ چھپا رکھنے کی غرض معلوم ہو گئی ہے اور حق و باطل کا امتیاز بوجہ احسن ہو گیا۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ یا ضمائر پر ہے۔ انصاف کیجئے اور اپنے ناموس کی حرمت ملحوظ رکھئے۔

....

باب چہارم

پردہ اور اس کے اقسام

مسلمان عورت جو آزاد ہو، زرخرید یا باندی نہ ہو بالغ ہو چکی ہو یا بالغ ہونے کے قریب ہو، جوان ہو یا بوڑھی۔ اس کے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کے تین درجے ہیں :۔

ایک یہ کہ بجز چہرے اور ہتھیلیوں کے اور بعض کے نزدیک سوائے پیروں کے بھی باقی تمام بدن کو کپڑے سے چھپایا جائے یہ ادنیٰ درجہ کا پردہ ہے۔

دوسرے یہ کہ چہرہ، ہتھیلیوں اور پیروں کو بھی برقع وغیرہ سے چھپایا جائے۔ اور یہ درمیانے درجے کا پردہ ہے۔

تیسرے یہ کہ عورت دیوار یا پردہ کے پیچھے آڑ میں رہے کہ اس کے کپڑوں پر بھی اجنبی مردوں کی نظر نہ پڑے۔ یہ اعلیٰ درجہ کا پردہ ہے۔

ادنیٰ درجہ کے پردہ کا ثبوت اللہ تعالیٰ سورہ نور رکوع ۴ میں ارشاد فرماتا ہے وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ یعنی عورتیں اپنے زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں مگر جو ان میں سے غالباً کھلا ہی رہتا ہے جس کی تفسیر حدیث میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے ساتھ کی گئی ہے کہ ان کا کھولنا ضرورت کی وجہ سے مستثنیٰ ہے اور پیروں کو قیاساً اس میں داخل کیا گیا ہے۔

ابوداؤد میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَّصْلُحَ اَنْ یُّرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا

وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَکَفَّیْہِ یعنی اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو سوائے اس کے اور اس کے (اس سے حضرتؐ نے اپنے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف اشارہ فرمایا) اور کسی عضو کا اجنبی مردوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں۔

اوسط درجہ کے پردہ کا ثبوت اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب رکوع ۸ میں ارشاد فرماتا ہے یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ط یعنی عورتیں اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں۔

صحیحین میں مروی ہے قَالَتْ اِمْرَاَۃٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِحْدٰنَا لَیْسَ لَھَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْھَا صَاحِبَتُھَا مِنْ جِلْبَابِھَا یعنی ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو عید کی نماز کو کیونکر جاتے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر اوڑھا دے۔

ابوداؤد میں مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُرْخِیْ الْمَرْاَۃُ الْاِزَارَ شِبْرًا فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ اِذًا تَنْکَشِفُ اَقْدَامُھُنَّ قَالَ فَیُرْخِیْنَ ذِرَاعًا۔ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت اپنی ازار کو پنڈلی سے ایک بالشت نیچے لٹکائے تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اس صورت میں ان کے پیر کھلے رہیں گے۔ آپ نے فرمایا تو ایک ہاتھ بھر لٹکا لیا کرے۔

اعلیٰ درجہ کے پردہ کا ثبوت اللہ تعالیٰ سورہ احزاب رکوع چار میں ارشاد فرماتا ہے وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ یعنی اے بیبیو! تم اپنے گھروں میں رہا کرو۔

پھر اسی سورت کے رکوع ۷ میں حکم ہے وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز استعمال کے لئے مانگو تو پردہ کی آڑ میں ہو کر مانگو۔

اور سورہ طلاق میں یوں فرمان نازل ہوا۔ لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ یعنی عورتوں کو ان کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلَمَۃَ وَمَیْمُوْنَۃَ

اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ اور میمونہ سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو یعنی عبداللہ بن ام مکتوم نابینا سے ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا وہ اندھا نہیں ہے جو ہم کو دیکھ نہیں سکتا تو پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا پھر تم بھی اندھی ہو۔ کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں۔

صحیح بخاری میں ہے: ثم قال لسودة بنت زمعة احتجبي منه لما رأى من شبهه بعتبة یعنی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ تم اس سے یعنی زمعہ کے باندی زادہ سے پردہ کرو۔

حالانکہ آپ نے فیصلہ یہ کیا تھا کہ یہ لڑکا زمعہ ہی کا ہے کیونکہ اس کی باندی کے بطن سے ہے۔ مگر سودہ کو اس سے پردے کا اس لئے حکم دیا کہ حضرت نے اس لڑکے میں عتبہ کی مشابہت زیادہ پائی۔ اور عتبہ کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ لڑکا میرا ہے جو قانون شریعت سے رد کر دیا گیا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت کے اس حکم کے بعد اس لڑکے نے عمر بھر سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیکھا۔

ترمذی میں ہے اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ یعنی عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے۔ اور اس کے درپے ہوتا ہے۔

ہر سہ اقسام پردہ کے وجوب کے مواقع

مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے پردہ کے تینوں درجوں کا واجب ولازم ہونا ثابت ہوگیا اور نیز یہ کہ شریعت نے ان سب درجوں کے مطابق پردے کا حکم دیا ہے البتہ ان میں اتنا تفاوت ضرور ہے کہ پہلا درجہ اپنی ذات سے واجب ہے اور دوسرا تیسرا درجہ کسی عارض کی وجہ سے واجب ہے مگر اس تفاوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تینوں میں

درجات کے تفاوت سے نفس وجوب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جیسا فرض اعتقادی اور فرض عملی میں درجہ کا تفاوت ہوتا ہے مگر فرض دونوں ہیں اور نفس فرضیت دونوں میں موجود ہے۔

چونکہ پہلا درجہ اپنی ذات سے واجب ہے۔ اس لئے اس کا حکم بھی جوان اور بوڑھی عورتوں سب کو عام ہے یعنی بجز چہرہ اور ہاتھوں کے باقی بدن یا سر کے کسی حصہ کا اجنبی کے سامنے کھولنا بوڑھی عورتوں کو بھی جائز نہیں اور دوسرے اور تیسرے درجہ کا پردہ چونکہ عارض کی وجہ سے واجب ہے۔ اس لئے ان کے واجب ہونے کا مدار اس عارض ہی پر ہے جہاں وہ عارض موجود ہوگا وہاں یہ درجے واجب ہوں گے اور جہاں عارض موجود نہ ہوگا۔ وہاں یہ درجے بھی واجب نہ ہوں گے۔ اور وہ عارض فتنہ کا اندیشہ ہے۔ جس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ یعنی جب عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد بھی اس کی دلیل ہے فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ (پ ۲۲ ع ۲) یعنی جس کے دل میں خرابی ہے وہ ہوس کرنے لگے گا۔

اب رہی یہ بات کہ فتنہ کا اندیشہ کہاں ہے اور کہاں نہیں ہے۔ اس کی تعیین ہماری رائے پر نہیں رکھی گئی۔ بلکہ قرآن مجید میں اس کا فیصلہ بھی خود ہی فرما دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ (سورہ نور رکوع ۸)

یعنی اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کچھ امید نہ رہی ہو۔ ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زائد کپڑے اتار رکھیں۔ جن سے چہرہ وغیرہ چھپایا جاتا ہے بشرطیکہ زینت کے مواقع کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ جو بوڑھی عورتیں نکاح کے قابل نہ رہیں۔ ان کو زینت ظاہر کرنے کی تو اجازت نہیں۔ جس سے مراد تمام بدن ہے۔ ہاں چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی اجازت ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے۔ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا۔

پس بوڑھی عورتیں اگر ان زائد کپڑوں کو اجنبی کے سامنے اتار دیں۔ جن سے منہ ہاتھ چھپایا جاتا ہے جیسے برقع اور چادر۔ تو اس میں گناہ نہیں اگر یہ بڑی بوڑھی عورتیں اس سے بھی پرہیز کریں۔ اور دوسرے اور تیسرے درجہ کا پردہ اختیار کریں۔ تو مستحب ان کے لئے بھی یہی ہے وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّھُنَّ کا مطلب یہی ہے۔

اس آیت نے بتلا دیا کہ فتنہ کا اندیشہ صرف ان بوڑھی عورتوں میں موجود نہیں ہے۔ جو نکاح کے قابل نہیں رہیں۔ اور ان کے سوا جوان اور ادھیڑ عورتوں سے اندیشۂ فتنہ کی نفی نہیں کی گئی۔ بلکہ ان میں یہ اندیشہ موجود ہے اور یہی وہ عارض ہے۔ جس پر دوسرے اور تیسرے درجے کے پردے واجب ہونے کا مدار تھا۔

جب شارع نے جوان اور ادھیڑ عورتوں کے بارے میں یہ حکم دیا کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود ہے۔ تو اب کسی کو اپنی رائے سے یہ کہنے کا اختیار نہیں کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِھِمْ ط (سورۃ احزاب)

یعنی کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں تو ان کو اس کام میں کوئی اختیار باقی ہے۔ یعنی اختیار باقی نہ رہے گا بلکہ اس پر عمل کرنا ہی واجب ہوتا ہے۔

یہ تفاوت تو ان درجوں میں احتمال فتنہ کے شرط ہونے اور شرط نہ ہونے کے اعتبار سے تھا۔ کہ پہلے درجہ کے واجب ہونے میں احتمال فتنہ شرط ہے

ایک تفاوت ان درجوں میں اور ہے جس کے سمجھنے کے لئے اوّل اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ ہر، کے ان تینوں درجوں میں یہ بات مشترک ہے کہ ضرورت کے مواقع ان سے مستثنٰی ہیں

جس کی دلیل صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے :

عن عائشة قالت خرجت سودة بعد ما ضرب الحجاب لحاجتها الی قولها فقالت یارسول الله انی خرجت لبعض حاجتی فقال لی عمر کذا وکذا یعنی اما والله ما تخفین علینا

یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد سودہ رضی اللہ عنہا قضاء حاجت کے لئے نکلیں (پھر کچھ قصہ اس کا بیان کر کے فرمایا کہ) سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ میں اپنی ایک حاجت کے لئے باہر نکلی تھی تو مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا یعنی یوں کہا کہ اے سودہ خدا کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔

مطلب یہ تھا کہ تم کو باہر نہ نکلنا چاہیے کیونکہ تم چادر برقع پہن کر بھی کسی سے چھپ نہیں سکتیں، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وحی نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ضرورت کے واسطے نکلنے کی اجازت تم کو دے دی ہے۔

مگر ان تینوں درجوں میں اس اعتبار سے تفاوت ہے کہ کون سی ضرورت کس درجہ میں مؤثر ہے اور کس درجہ میں مؤثر نہیں۔ چنانچہ پہلا درجہ جو کہ جوان، ادھیڑ اور بوڑھی سب عورتوں پر واجب ہے اس سے بہت سخت مجبوری کی مستثنیٰ ہے۔ جیسے علاج معالجہ کی ضرورت یعنی بغیر ایسی سخت ضرورت کے اجنبی کے سامنے بدن کا کھولنا نہ جوان اور ادھیڑ کو جائز ہے نہ بوڑھی عورتوں کو اور دوسرے درجے سے جو کہ صرف جوان اور ادھیڑ عورتوں پر واجب ہے بوڑھیوں پر واجب نہیں۔ سخت مجبوری کی صورت مستثنیٰ ہے۔ گو بہت سخت مجبوری نہ ہو۔ یعنی اجنبی مرد کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا بوڑھی عورتوں کو تو جائز ہوگا گو چھپانا ان کو بھی مستحب ہے اور جوان اور ادھیڑ عورتوں کو بدوں سخت مجبوری کے اجنبی کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کھولنا حرام ہوگا۔ چنانچہ درمختار میں ہے: وَتُمْنَعُ الشَّابَّةُ وُجُوبًا عَنْ كَشْفِ الْوَجْهِ بَيْنَ الرِّجَالِ لَا لِأَنَّهُ عَوْرَةٌ بَلْ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ یعنی اور جوان عورت کو مردوں کے سامنے

چہرہ کھولنے سے وجوب کے درجہ میں منع کیا جاتے گا۔ نہ اس وجہ سے کہ چہرہ بالذات ستر میں داخل ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ جوان عورت کے چہرہ کھولنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے تو ستر للعارض ہوا۔
سخت مجبوری کی حالت میں چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا جائز ہو گا۔ بشرطیکہ کوئی دوسرا مانع نہ پایا جاتے۔ جیسے اجنبی مرد کا اس کو چھونا یا اجنبی مرد کو گھورنا یا اجنبی مرد کے ساتھ بیٹھنا ملنا کہ ان سب کی حرمت شریعت سے ثابت ہے اور اس سخت مجبوری کی صورت میں اگر کوئی مرد اس کو گھورنے لگے تو اس سے عورت کو گناہ نہ ہو گا۔

حدیث میں جو آیا ہے لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ (مشکوٰۃ شریف) یعنی اللہ تعالےٰ نے دیکھنے والے پر بھی لعنت کی ہے اور اس پر بھی جو دیکھا جائے"۔ تو یہ لعنت عورت پر اسی صورت میں ہے جب کہ اس نے بدوں سخت مجبوری کے اپنا چہرہ وغیرہ کھولا ہو۔ ورنہ اگر سخت مجبوری سے اس نے کھولا اور پھر کسی مرد نے اس کو گھورا تو اس عورت کو گھورنے سے گناہ نہ ہو گا۔ اور تیسرے درجہ میں مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے گو سخت مجبوری کی صورت نہ ہو۔ مگر مجبوری کا درجہ موجود ہو۔
اس مجبوری کے معنی یہ ہیں کہ اگر گھر سے یا پردہ سے نہ نکلیں تو کوئی غیر معمولی نقصان یا حرج لاحق ہو جائے۔ ایسی ضرورتوں میں تمام بدن چھپا کر برقع کے ساتھ گھر سے نکلنا جوان اور ادھیڑ عورتوں کے لئے جائز ہو گا اور بدوں ایسی مجبوری کے برقع کے ساتھ تمام بدن چھپا کر بھی ان کو نکلنا جائز نہ ہو گا۔

اس دوسرے اور تیسرے درجے کے پردہ میں مجبوری اور سخت مجبوری کے وقت جو آسانی کی گئی ہے۔ اس میں چونکہ فتنہ کا بھی احتمال ہے۔ گو ضرورت پر نظر کر کے آسانی کر دی گئی اور تنگی نہیں کی گئی مگر اس احتمال کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ خاص خاص احکام سے اس کا انسداد بھی کر دیا گیا۔ مثلاً عورتوں کو عطر و خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّ الْمَرْأَۃَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَھِیَ کَذَا وَکَذَا یعنی عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گزرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد)
ابوداؤد میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلٰکِنْ لِیَخْرُجْنَ

وَ اَنۡ یَّسۡتَعۡفِفۡنَ یعنی لیکن عورتوں کو میلے کچیلے کپڑوں میں ضرورت کے وقت باہر نکلنا چاہیے۔

خلاصہ ان سب احکام کا یہ ہوا کہ بوڑھی عورتوں پر پہلا درجہ تو واجب ہے اور دوسرا اور تیسرا درجہ مستحب ہے اور بہت سخت مجبوری کی حالت میں پہلے درجہ میں بھی ہو کہ واجب ہے کچھ سہولت و وسعت کر دی گئی اور ادھیڑ اور جوان عورتوں کے لئے پہلا درجہ بھی واجب ہے اور بہت سخت مجبوری میں اس میں کچھ سہولت اور وسعت بھی ہے اور دوسرا اور تیسرا درجہ بھی ان پر واجب ہے اور بہت سخت مجبوری سے کم درجہ کی مجبوری اور ضرورت کے مواقع میں کچھ سہولت اور وسعت بھی ثابت ہے یعنی مجبوری کی حالت میں گو بہت سخت مجبوری نہ ہو۔ چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنا اجنبی کے سامنے ان کو جائز ہے بشرطیکہ فتنہ و فساد کے احتمال کا انسداد بھی کر لیا جائے۔ یعنی سر، کلائی اور پنڈلی وغیرہ کے کھولنے سے پرہیز ہے۔ اسی طرح زیب و زینت کے ساتھ اجنبی کے سامنے آنا حرام ہو گا۔ اور اگر سخت مجبوری کے درجہ سے کم ضرورت ہو مگر مجبوری متحقق ہو محض خیالی مصلحت نہ ہو تو اس صورت میں برقع کے ساتھ باہر نکلنا جوان عورت اور ادھیڑ عورت کو جائز ہے مگر چہرہ اور ہاتھوں کا کھولنا حرام ہوگا اسی طرح زیب و زینت کے کپڑے پہن کر نکلنا حرام ہو گا۔

پردہ کے مواقع وجوب کی تعیین اور مستثنیات

جن احکام کا مدار اندیشہ فساد و فتنہ کے ہونے یا نہ ہونے پر ہے یا ضرورت کے ہونے یا نہ ہونے پر ان میں حالات کے بدلنے سے یا ایک ہی حالت میں رائے کے اختلاف سے حکم شرعی بدل سکتا ہے اور اس قسم کے احکام دوسرے اور تیسرے درجہ کے پردہ میں ہیں۔ کیونکہ پہلے درجہ میں تو شریعت ہی نے خود اس کی تعیین کر دی ہے کہ فتنہ کا اندیشہ کہاں ہے اور ضرورت کا درجہ کون سا ہے۔ اس میں کسی کی رائے اور فہم کا کوئی دخل نہیں۔ مگر جن احکام میں رائے اور فہم کو دخل ہے۔ ان میں اس کا فیصلہ کرنے کا حق کہ فتنہ کا اندیشہ ہے یا نہیں اور ضرورت کا تحقق ہے یا نہیں۔ ان ہی کو ہے جن میں فتویٰ دینے کی لیاقت و قابلیت موجود ہو اور اس کے ساتھ ان کی رائے اور فہم بھی صحیح ہو۔ نااہلوں کی بات اس بارے میں

ہرگز نہ سنی جائے گی۔

غرض حالات کے بدلنے یا رائے کے بدلنے سے جو احکام بدل جاتے ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ احکام شرعیہ زمانہ اور وقت کے تابع ہیں جیسا کہ بعض نادانوں کا خیال ہے بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ شارع نے خاص قید کے ساتھ حکم کو بیان کیا تھا کہ اگر یہ قید پایا جائے تو یہ حکم ہے نہ پائی جائے تو دوسرا حکم ہے۔ اب حالات یا رائے کے اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ اس قید کے وجود یا عدم میں اختلاف ہے۔ جس نے قید کو موجود پایا، ایک حکم کر دیا جب اس قید کو موجود نہ پایا دوسرا حکم کر دیا اور یہ دونوں حکم دراصل شارع ہی کے ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کے لئے مساجد اور عید گاہ میں جانے کی اجازت کا اور صحابہ کے زمانہ میں اس سے ممانعت ہو جانے کا مدار اسی قاعدہ پر ہے۔ جس کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَتِ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ (رواہ مسلم)

یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت کا مشاہدہ فرما لیتے۔ جو عورتوں نے آپ کے بعد اختیار کی ہے تو یقیناً آپ ان کو مساجد و عید گاہ میں جانے سے روک دیتے جیسا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

....

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اخیر وقت میں عورتوں کے لئے اسی کو پسند فرمایا اور اسی کی ترغیب دی ہے کہ وہ نماز کے لئے مسجدوں میں نہ جایا کریں چنانچہ ارشاد ہے:

لَصَلٰوةُ الْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِيْ مِخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ بَيْتِهَا (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

یعنی عورت کا گھر کے اندر نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور کوٹھری میں نماز پڑھنا گھر کے اندر پڑھنے سے افضل ہے۔

....

مگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ترغیب پر اکتفا فرمایا۔ سختی کے ساتھ عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے نہیں روکا۔ کیونکہ اس وقت عورتوں کو باہر نکلنے کی ضرورتیں زیادہ تھیں اور عام طبائع میں نیکی کا غلبہ اور سزا کا خوف ایسا تھا جس کی وجہ سے فتنہ و فساد کا احتمال کمزور تھا اور بعد میں عام طور پر حالت بدل گئی۔ جس میں عورتوں کی حالت بدلنے کو بھی خاص دخل تھا اور اسی قاعدے پر فقہائے متاخرین کا یہ فتویٰ مبنی ہے۔ جس میں انہوں نے بعض محرموں کو نامحرموں کی مثل ٹھیرایا ہے وَذُكِرَ أَنَّ الْخُلْوَةَ بِالصِّهْرَةِ الشَّابَّةِ لِفَسَادِ الزَّمَانِ یعنی اور جوان ساس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ زمانہ فساد کا ہے اور اس احتیاط کی اجازت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔ اِحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ یعنی حضور نے سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے باپ کے باندی زادہ سے پردہ کا حکم دیا۔ جس میں بطور احتیاط کے شرعی محرم سے پردہ کا حکم ہے کیونکہ وہ باندی زادہ شرعاً سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی تھا۔

غرض فقہا کا فتویٰ نص کا مقابلہ اور حکم شرعی کی مخالفت نہیں بلکہ حکم کی علت پر نظر کر کے اس فتویٰ میں نص ہی کا اتباع کیا گیا ہے اور اسی کی نظیر فقہا کا یہ قاعدہ ہے کہ علت کے ختم ہو جانے سے حکم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جس کا اعتبار مُؤَلَّفَةُ الْقُلُوبِ کے بارے میں کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض مالدار نو مسلموں کو باوجود مالدار ہونے کے محض دلجوئی کی غرض سے زکوٰۃ وغیرہ میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔ حضور کے بعد یہ حکم باقی نہیں رہا کیونکہ اب ان مال داروں کی دلداری اور دلجوئی کی ضرورت باقی نہیں رہی جبکہ ان کے دل میں اسلام مضبوط ہو گیا۔

غرض اسی قاعدے پر امام صاحب اور صاحبین کا یہ اختلاف مبنی ہے کہ امام صاحب نے بوڑھی عورتوں کے لئے صرف صبح اور مغرب و عشا کے وقت مسجد میں آنے کی اجازت دی ہے اور صاحبین نے پانچوں وقت آنے کی اجازت دی ہے اور ہر ایک قول کی جدا جدا علت بیان کی گئی ہے اور جوان یا ادھیڑ عورتوں کے لئے بالاتفاق سب اوقات میں ممانعت ہے (ہدایہ)۔

باب پنجم

پردے کے متفرق احکام

اسلام سے پیشتر پردے کی حالت ایام جاہلیت میں ملک عرب میں پردے کا بالکل ہی رواج نہ تھا۔ شرفا کی بہو بیٹیاں لباس پاکیزہ اور زیورات فاخرہ پہن کر کھلم کھلا بازاروں میں پھرا کرتی تھیں۔ کسی طرح کی حیا اور شرم نہ تھی۔ چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائے نبوت میں بھی یہی حالت تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ لِأَنْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ اُذُنِهٖ وَعَاتِقِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ اَجْلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ۔ (متفق علیہ)

صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا اور حبشی مسجد میں برچھیوں کے ساتھ کھیلتے تھے (اس لئے کہ ان کا کھیلنا برچھیوں سے سامان جہاد سے تھا لہذا وہ تیراندازی کی طرح عبادت ہوا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کے ساتھ میرا پردہ کر رہے تھے تاکہ میں حضرت کے کندھوں اور کانوں کے درمیان سے ان کے کھیل کی طرف دیکھوں پھر حضرت میری خاطر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود پھری اور بس نہ کیا آپ نہ پھرے۔ پس اندازہ کرو۔ زمانہ سے

مقدار کھڑے رہنے لڑکی سے کہ صغیر سن حرص کرنے والی کھیل پر ہو (یعنی خیال کرو کہ لڑکیاں خوردسال کس قدر حریص ہوتی ہیں کھیل کے دیکھنے پر اس قدر میں کھڑی رہی اور حضرت بھی میری خاطر کھڑے رہے

مخالفین پردہ کے ایک زبردست اعتراض کا جواب

اس واقعہ سے دنیا پرست ملاؤں نے اپنے دعوے کی تائید میں جناب صدیقہ پر بھی (اجانب) نامحرم کے دیکھنے کی تہمت لگائی ہے۔ حالانکہ حدیث کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ آپ ان کے بدن کو نہیں دیکھتی تھیں بلکہ ان کی تلواروں کے کرتب یا ہاتھوں کو دیکھتی تھیں۔ چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں امام قسطلانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:-

وَاٰلَاتِهِمْ لَا اِلٰی ذَوَاتِهِمْ اِذْ نَظَرُ الْاَجْنَبِیَّةِ اِلَی الْاَجْنَبِیِّ غَیْرُ جَائِزٍ۔

یعنی ان کے آلات (تلوار وغیرہ) کی طرف دیکھتی تھی ان کے جسم کی طرف نہیں اس لئے کہ عورت اجنبیہ کو اجنبی مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے۔

جو لوگ کرتب دکھاتے ہیں یا پھری گتکہ پٹا لکڑی کا کھیل کھیلتے ہیں ان کی نظریں تلوار (اور اطراف بدن پر ہوتی ہیں۔ اور دیکھنے والوں کی نظریں ان کی حرکات و آلات کی طرف۔ بلکہ اس وقت تو ان کا دیکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ وہ نہایت سرعت کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ام المومنین لہو و لعب میں کیوں مصروف تھیں اس کا جواب امام قسطلانی نے یہ دے دیا کہ وہ کھیل ایسا نہ تھا کہ جس میں اضاعت وقت کے سوا کچھ فائدہ نہ ہو بلکہ وہ جہاد میں کام آنے والے کرتب تھے۔ اور آپ کو اس غرض سے دکھائے گئے کہ آپ ان تلواروں کے ہاتھوں کو ضبط کرلیں اور پھر مستورات کو سکھائیں۔ چنانچہ امام قسطلانی فرماتے ہیں:-

لَعَلَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سَتَرَهَا تَنْظُرُ اِلٰی لَعِبِهِمْ لِتَضْبُطَهٗ وَتَنْقُلَهٗ لِتُعَلِّمَهٗ بَعْدُ۔

شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ دیکھنے کی اجازت دیدی تاکہ وہ انکے کھیل کو دیکھ کر اسے اچھی طرح یاد رکھ لیں اور اس طریقہ کی نقل کریں اور سکھیں۔

اور علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں:-

فِيْهِ جَوَازُ اللَّعِبِ بِالسِّلَاحِ لِلتَّدْرِيْبِ عَلَى الْحَرْبِ وَ التَّنْشِيْطِ عَلَيْهِ وَجَوَازُ نَظَرِ النِّسَاءِ اِلٰى فِعْلِ الْاَجَانِبِ وَ اَمَّا نَظَرُهُنَّ اِلٰى وَجْهِ الْاَجْنَبِيِّ فَاِنْ كَانَ بِشَهْوَةٍ فَحَرَامٌ اِتِّفَاقًا وَاِنْ كَانَ لِغَيْرِهَا فَالْاَصَحُّ التَّحْرِيْمُ وَقِيْلَ كَانَ هٰذَا قَبْلَ نُزُوْلِ قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ۔

اس میں اسلحہ کیساتھ لڑائی کرنے کی تربیت دینے اور اس پر جرأت دلانے کا جواز ہے اور اجنبیوں کے کام کی طرف عورتوں کے دیکھنے کا بھی جواز ہے لیکن اجنبی کے چہرے کی طرف دیکھنا۔ اگر شہوت کیساتھ ہو تو بالاتفاق حرام ہے اور اگر شہوت کے بغیر ہو تو پھر بھی صحیح یہی ہے کہ حرام ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ آیت قل للمومنات الخ (اے نبی مومن عورتوں سے فرما دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔) کے نزول سے پہلے کا ہے۔

یعنی اس واقعہ سے چند فوائد حاصل ہوئے ایک تو تلوار وغیرہ آلات حرب سے کھیلنے کا جواز تاکہ شوق و رغبت علی الجہاد پیدا ہو۔

ثانیاً عورتوں کو اجانب کے افعال کی طرف دیکھنا جائز ہوا۔ لیکن عورتوں کو اجنبی مردوں کے چہرہ کی طرف بشہوت دیکھنا تو بالاتفاق حرام ہے اور بلاشہوت بھی بنا بر قول اصح حرام ہے۔

مظاہر حق میں ہے کہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ قبل نزول حجاب کا ہے اس قول کی بنا پر تو مخالفین پردہ کا استدلال بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ اگر امام قسطلانی کے قول کو اختیار کیا جائے۔ کہ یہ واقعہ بعد نزول حجاب کا ہے۔ تب بھی مخالف کو اصلاً مفید نہیں۔ جبکہ اس میں اجانب کی طرف نظر کرنے کا قطعی انکار اور ان کے آلات کی طرف دیکھنے کا اقرار ہے

بخاری شریف میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے :

كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ

یعنی فضل بن عباس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت سواری پر سوار تھے۔ ایک عورت قبیلہ خثعم کی حاضر

الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ	آتی۔ حضرت فضل اس کی طرف دیکھتے
اِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ	تھے۔ اور وہ ان کی طرف تو حضور نے فضل
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ	کے چہرہ کو دوسری طرف پھیر دیا۔
الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ الخ	......

پس اگر اجانب مرد وزن کو چہرہ دیکھنا ممنوع نہ ہوتا تو حضور کیوں فضل کا چہرہ پھیرتے اور دوسری طرف کرتے۔

اسلام میں پردہ کی ابتدا

پردہ کا سب سے پہلا حکم ۵ ہجری میں نازل ہوا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے عقد کیا اور ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ کہ مومنین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں۔ اور کوئی ضروری بات کہنی ہو تو پس پردہ کہیں۔ جس کی تکمیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواج مطہرات کے دروازوں پر پردے ڈلوا دیئے جو اس سے پہلے نہ تھے اور غیر محرم کو اندر جانے سے منع کر دیا گیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چچا زاد تھا۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے سے روکا تھا جس پر وہ ناراض ہو گیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے آپ کی ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم ہوا جیسا کہ سورۃ احزاب رکوع ۸ میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ	اے پیغمبر کہہ دیجیے اپنی بیویوں سے اور صاحبزادیوں
وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ	سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے
يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ	کہ نیچے لٹکا لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی
جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ	اپنی چادریں۔ اس سے جلدی پہچان ہو
يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ	جایا کرے گی تو آزاد نہ دی جایا کریں گی۔

شانِ نزول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں شہر کے اندر پاخانہ نہ ہونے کے باعث شریف زادیوں کو بھی قضائے حاجت کے لئے نکلنا پڑتا تھا۔ جب شہر سے باہر جانا پڑتا تھا۔ بدکردار لوگ دغنڈے عوام کیا خواص عورتوں کو بھی آتے جاتے دیکھ کر ان سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔ جب ان سے دریافت کیا جاتا کہ تم کیوں شرفاء زادیوں سے ہنسی کرتے ہو تو وہ کہتے کہ ہم ان کو لونڈیاں سمجھے ہیں ورنہ ہماری مجال نہیں۔

ایک دفعہ سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو قضائے حاجت کے لئے بستی سے باہر جانے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ ملے چونکہ سودہ رضی اللہ عنہا جسم کی بھاری بھر کم تھیں فوراً پہچانی گئیں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ اے سودہ رضی اللہ عنہا تم فوراً پہچانی جاتی ہو۔ ذرا سمجھ کر گھر سے آیا کرو۔ پس جب وہ باہر سے گھر تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام قصہ عرض کیا۔ اسی وقت وحی نازل ہوئی۔ اور یہ آیتیں اتریں ؂

"اے پیغمبر کہہ دیجئے اپنی بیبیوں سے اور صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے کہ نیچے لٹکا لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی"

مطلب یہ کہ ضرورت کے باعث قضائے حاجت کے لئے شہر سے باہر جانا تو جائز ہے لیکن گھونگھٹ نکال لیا کرو تاکہ لوگ پہچان لیں کہ شریف زادی ہے لونڈی باندی نہیں یا یہ پہچان لیں کہ نیک بخت ہے بدکار نہیں تو پھر نہ کوئی ان سے الجھے گا۔ نہ ان کو کوئی چھیڑے گا۔

اس آیت شریف میں تعلیم ہے گھر سے باہر نکلنے کے ضابطہ کی جو کسی ضرورت سے واقع ہو۔ کہ اس وقت بھی بے پردہ نہ ہو بلکہ اپنی چادر کا پلہ اپنے چہرے پر لٹکائیں۔ تاکہ چہرہ کسی کو نظر نہ آسکے۔ لہٰذا اب اس میں کلام نہیں ہے کہ چہرہ کا چھپانا ایک واجب شرعی ہے۔ نص قطعی و دلالت قطعی۔

امہات المومنین کو گھر میں پردے سے رہنے کا حکم

اللہ تعالےٰ نے امہات المومنین کو پھر گھر سے باہر نکلنے کی بالکل ممانعت کر دی چنانچہ سورہ احزاب میں ارشاد فرماتا ہے :

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى — یعنی اور قرار رکھو اپنے گھروں میں اور اظہار کرتی نہ پھرو پہلے زمانہ جہالت کی طرح۔

(سورہ احزاب رکوع ۵)

جیسے کفر کی حالت اور اگلے زمانہ کی جاہلیت میں دستور تھا کہ عورتیں بے پردہ بناؤ سنگار دکھاتی پھرا کرتی تھیں۔ ایسا نہ کرو بلکہ پردہ میں بیٹھو اور گھروں میں قرار پکڑو۔

اس آیت میں گو خطاب ازواج مطہرات کو ہے لیکن سیاق و سباق میں اس کے متصل اگلے اور پچھلے کئی حکم عام ہیں مثلاً فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ یعنی دب کر بات نہ کہا کرو وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا یعنی اور کہا کرو معقول بات وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ یعنی اور قائم رکھو نماز وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ یعنی اور دیتی رہو زکوٰۃ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط یعنی اور فرمانبردار رہو اللہ اور اس کے رسول کی۔

پس اس صورت میں اس کو من کل الوجوہ خاص کہنا نہ صرف مستبعد بلکہ بعید از عقل ہے کیونکہ خود آیت ہی میں غور کرنے سے خصوصیت کا احتمال نہیں رہتا۔

جائے غور ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو جو مومنوں کی مائیں ہیں گھروں میں رہنے کا حکم ہوا ہے تو بھلا عام عورتوں کو تو بدرجۂ اولیٰ حکم ہوگا۔ کیونکہ ان میں فتنۂ عظیمہ کا احتمال ہے۔

عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے اور سڑکوں کے درمیان چلنے کی ممانعت

عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنا نہیں چاہیے اور نہ ہی سڑکوں کے بیچ میں چنانچہ حدیث شریف میں ہے:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ فِي الْخُرُوْجِ اِلَّا مُضْطَرَّةً اِلٰى قَوْلِهٖ وَلَيْسَ لَهُنَّ نَصِيْبٌ فِي الطُّرُقِ اِلَّا الْحَوَاشِيْ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں کچھ حصہ نہیں مگر یہ کہ مجبور و مضطر ہوں (اسی حدیث میں یہ بھی ہے، کہ عورتوں کیلئے رستوں میں چلنے کا کوئی حق نہیں سوائے کناروں کے (اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے)

....

بغیر اجازت خاوند کے کسی کو گھر میں آنے کی ممانعت

ہر ایک دین دار عورت کو ضروری ہے کہ وہ کسی آدمی

کو اپنے گھر میں آنے نہ دے۔ ہاں اگر خاوند سے اجازت لے لے تو پھر مضائقہ نہیں ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تَاْذَنَ فِیْ بَیْتِ زَوْجِھَا اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَلَا تَخْرُجَ وَھُوَ کَارِہٌ وَلَا تُطِیْعَ فِیْہِ اَحَدًا (رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی السنن)

یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے کسی کو آنے دے نیز عورت کو شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے باہر نکلنا بھی جائز نہیں اور اس بارے میں کسی کی اطاعت بھی جائز نہیں۔

اکیلی عورت کے گھر میں جانے کی ممانعت

اگر کوئی عورت اپنے گھر میں اکیلی رہتی ہو یا اس کا خاوند کہیں گیا ہوا ہو تو اس کے گھر میں جانا منع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلِجُوْا عَلَی الْمُغِیْبَاتِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنْ اَحَدِکُمْ مَجْرَی الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَمِنِّیْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَاَسْلَمُ (رواہ الترمذی)

یعنی ترمذی شریف میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر داخل نہ ہو جن کے خاوند غائب ہیں اس لیے کہ شیطان تمہاری رگ رگ میں پھرتا ہے۔ ہم نے کہا اور آپ یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اور میں بھی لیکن اللہ نے میری مدد کی ہے شیطان پر پس میں سلامت رہتا ہوں۔

(لفظ اَسْلَمُ صیغہ ماضی کے ساتھ بھی بعض روایات میں آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ شیطان مسلمان ہو گیا ہے)

غیر محرم مرد و عورت کا تخلیہ میں بیٹھنا ممنوع ہے

ایک ہی کمرے میں غیر محرم مرد اور عورت کا تنہا بیٹھنا ممنوع ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطٰنُ (رواہ الترمذی)

یعنی ترمذی شریف میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہا جگہ میں بیٹھے گا تو تیسرا ان کا شیطان ضرور ہوگا۔

یعنی شیطان ان دونوں کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ ان کی شہوت کو جوش میں لاتا ہے یہاں تک کہ وہ دونوں کو زنا میں ڈالتا ہے۔

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نامحرم مرد و عورت کا تنہا جگہ بیٹھنا حرام ہے اور اگر پردہ نہ ہو تو عادت اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ہرگز اس میں احتیاط نہ کی جائے گی۔ بالخصوص آج کل کے بے باک اور آزاد طبائع سے یہ امر یقینی ہے پس بے پردگی ذریعہ ہوگی اس تنہائی کی۔ اور یہ تنہائی حرام تو اس کا ذریعہ یعنی بے پردگی بھی حرام پس پردہ مرد جہ واجب۔

کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے پاس تخلیہ میں بیٹھے اور وہاں تیسرا شخص نہ ہو تو اس عورت کا مہر اس مرد پر پڑ جاتا ہے خواہ انہوں نے آپس میں سوائے گفتگو کے اور کوئی ناجائز کام نہ کیا ہو۔ مگر ان کی یہ خلوت صحیحہ زنا کے حکم میں ہوگی۔ پس جو لوگ اپنی چچا زاد بہن یا بیوہ چچی یا مامی یا ماموں زاد بہن وغیرہ کے ساتھ خلوت میں بیٹھتے ہیں۔ وہ بھی اسی حکم میں ہیں۔ مگر اس زمانہ میں اس کا رواج عام ہے اس کو کوئی معیوب نہیں سمجھتا۔

سائل اور مسئول کو پردہ کرنے کا حکم

اگر کسی مرد کو کسی غیر محرم سے یا کسی عورت کو کسی غیر محرم مرد سے کچھ مانگنا ہو تو اس حالت میں بھی پردے کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ امہات المومنین کے ذکر میں سورۃ احزاب رکوع ۷ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا

یعنی اور جب تم پیغمبر کی بیویوں سے کوئی

فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۔

چیز مانگنے لگو تو آڑ (پردے) کے پیچھے سے مانگو اس میں زیادہ پاکی ہے تمہارے دلوں کی بھی اور ان کے دلوں کی بھی۔

....

اس آیت سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ حجاب جس کی حقیقت متعارف ہے بہت ضروری اور اہتمام کے قابل ہے۔ باوجودیکہ چیز مانگنا ایک گونہ ضرورت بھی ہے لیکن اس ضرورت کے ساتھ بھی بے پردگی کی اجازت نہیں ہوئی۔ بلکہ اس حالت میں بھی صیغۂ امر کے ساتھ جو شرعاً و عقلاً وجوب کو مفید ہوتا ہے حفاظت حجاب کا خطاب کیا گیا۔ تو بھلا جہاں یہ ضرورت بھی نہ ہو یا اس سے خفیف ضرورت ہو۔ جیسے ہوا خوری یا توسیع معلومات دنیا۔ تو وہاں بے حجابی کی اجازت کب ہوگی؟

آنحضرتؐ سے غیر محرم عورتوں کا پردہ کرنا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی غیر محرم عورتیں پردہ کیا کرتی تھیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوْمَتِ امْرَاَةٌ مِنْ وَّرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواہ ابوداؤد والنسائی)

یعنی ابوداؤد اور نسائی میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت کے ہاتھ میں خط تھا اس نے پردے کے پیچھے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کو دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

....

اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو اپنے سامنے نہ آنے دیتے تھے پس جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے پردہ کرائیں تو پھر ان سے بڑھ کر کون سا بزرگ یا پیر اور کون سا رشتہ دار نیک نظر ہو سکتا ہے۔ جس سے بے حجابی جائز ہو سکتی ہے۔

پردے کے سبب مطلقہ عورتوں کو گھر سے باہر جانے کی ممانعت

جن عورتوں کو طلاق مل جائے

سے ان کو سخت پردہ کرنے کا حکم ہے چنانچہ سورہ طلاق میں ارشاد ہوتا ہے :

لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ....

یعنی ان طلاق دی ہوئی عورتوں کو ان کے رہنے کے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کھلی بے حیائی اختیار کریں (تو اور بات ہے) اور یہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو خدا تعالیٰ کے ضابطوں سے ادھر ادھر گیا اس نے اپنا ہی نقصان کیا۔

اس آیت میں طلاق والی عورتوں کو گھر میں رہنے اور رکھنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔ اور اس حبس کو سزائے طلاق تو کہہ نہیں سکتے۔ کیونکہ اگر کسی صورت میں طلاق نازیبا ہے تو وہ فعل مرد کا ہے۔ عورت کو سزا اسے حبس کیوں دی جائے تو بالضرور کہنا پڑے گا۔ کہ عورت کی وضع فطری کا مقتضا یہی ہے کہ گھر میں رہا کرے اور یہ وضع اور یہ مقتضا قبل طلاق بھی اسی حالت پر تھا۔ لیکن طلاق کا اس میں دخل ہونا جیسا کہ آیت سے معلوم ہوا وہ نفس وجوب حجاب میں نہیں۔ بلکہ زیادت حجاب میں ہے اور وجہ اس زیادت کی یہ ہے کہ قبل طلاق چونکہ یہ عورت ایک مرد کے لئے نامزد تھی۔ اس لئے طامعین (شہوت کی طمع رکھنے والے) کی طمع کسی قدر منقطع تھی اور اب بوجہ آزاد ہو جانے کے طامعین کے قلوب میں زیادہ میلان ہو سکتا ہے اس لئے زیادہ حفاظت کی ضرورت ہوئی۔ پس جو ضرورتیں جواز خروج کے لئے قبل طلاق کافی تھیں۔ اب ان کے مقابلہ میں موجبات حجاب میں زیادہ شدت ہوگی اور وہ سابق ضرورتیں جواز کے لئے ناکافی سمجھی جاتی ہیں۔

اعتراض : اگر کوئی یہ کہے کہ عدت کے گزر جانے کے بعد نکلنے کی کیوں اجازت ہے حالانکہ اس وقت اس طمع میں اور قوت ہو جاتی ہے؟

جواب : اس فرق کے دو سبب ہیں :

اول، یہ کہ اس وقت کی طمع کا تدارک نکاح سے ممکن ہے بخلاف حالت عدت کے کہ دوسرا نکاح بھی حرام ہے

دوم یہ کہ اس وقت کوئی اس کا کفیل نفقہ نہیں۔ اس لئے ضرورت کے لحاظ میں وسعت کی گئی گر عورت میں طلاق دہندہ کے ذمہ اس کا نفقہ ہے لہذا اس وسعت کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور اس تاکیدی حکم کو اور زیادہ مؤکد دس سے کیا گیا کہ اس کو منجملہ حدود الٰہیہ فرمایا اور تعدی حدود (حد کو توڑنے) پر وعید سنائی۔

غرض صرف شرعی ضرورت سے جو بہت ہی شدید ہو اخراج کو گوارا کیا اور ماسوا ضرورت شدید میں اصل حکم حبس فی البیوت ہی باقی رہا۔

عورت کا سر سے پاؤں تک پردہ کرنا

عورت کو سر سے پاؤں تک پردہ کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطٰنُ (رواہ الترمذی)

یعنی صحیح ترمذی میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت قابل ستر ہے یعنی سر سے پاؤں تک پوشیدہ رہنے کے قابل ہے۔ جب وہ اپنے پردہ سے نکلتی ہے یعنی جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے مردوں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھلاتا ہے۔

......

.....

......

غرض عورت کو ایسے پردے میں رہنا چاہیے۔ جیسے اعضائے مخصوصہ کو پردہ میں رکھا جاتا ہے اور جیسے اعضائے مخصوصہ کا لوگوں کے سامنے کھولنا معیوب اور گناہ ہے ایسے ہی عورت کا غیر محرم لوگوں کے سامنے ہونا مذموم اور جرم ہے۔

پردے کے بارے میں صحابہ کا دستور العمل

صحابہ کرام پردہ کرنے میں زیادہ سختی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مجالس الابرار میں مرقوم ہے:

کَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَسُدُّوْنَ الثُّقَبَ دَ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ دیواروں کے جھروکوں اور سوراخوں کو بند

الْكُوَى فِي الْحِيطَانِ لِئَلَّا تَطَّلِعَ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ ۔

کر دیا کرتے تھے۔ تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں۔

بوڑھی عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم

بوڑھی عورتوں کو بھی ایک حد تک پردہ کرنا چاہیے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ط وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ (سورہ نور)

....

یعنی اور جو عورتیں ایسی ہارگئی ہیں کہ ان کو منکوحہ بننے کا احتمال بھی نہیں رہا یعنی جو بوڑھی ہیں اور نکاح کی توقع نہیں رکھتیں ایسیوں کو اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے خاص خاص کپڑے اتار کر رکھیں بشرطیکہ زینت کے مواقع ظاہر نہ کریں اور اس سے بھی بچیں تو اور بھی بہتر ہے

ان خاص کپڑوں سے مراد زائد کپڑے ہیں جن سے منہ اور ہاتھ وغیرہ چھپایا جاتا ہے کیونکہ بجز وجہ (چہرہ) اور کفین (ہتھیلیاں) کے باقی بدن کا چھپانا تو جوان بوڑھی سب ہی کے واسطے فرض ہے۔ چنانچہ اسی آیت میں بھی یہ شرط لگا دی ہے غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ط اور زینت میں سارا بدن داخل ہے باستثنائے مزدوری اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے جس کی تفسیر وجہ اور کفین ہے جیسا کہ سابقہ آیت میں مذکور ہے۔ پس وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہو جائے گی۔ زائد کپڑوں سے یقیناً وجہ اور کفین کے چھپانے والے کپڑے مراد ہوں گے۔

پھر اس میں تخصیص کی گئی بہت بوڑھی عورتوں کی جس سے صاف معلوم ہوا کہ جو عورت ایسی نہ ہو۔ بلکہ نکاح کے قابل ہو یعنی جوان ہو یا میانہ عمر ہو تو کسی کے سامنے ان زائد کپڑوں کے اتارنے کی اس کو بلا ضرورت اجازت نہیں تو وجہ اور کفین کا وَاجِبُ السَّتْر ہونا بدلالت واضحہ اس سے مفہوم ہوا۔ البتہ چونکہ ان کا وجوب ستر لغیرہ ہے۔ اور وہ غیر نساء قواعد میں مرفوع ہے۔ لہٰذا ان کو انکشاف کی اجازت ہو گئی۔ لیکن اجازت ہی کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ اس سے بھی بچیں تو اور بہتر ہے۔ جس سے متحقق ہو گیا کہ یہ

اجازت رخصت ہوتی ہے۔

پس جب بوڑھیوں تک کے لئے یہ حکم ہے تو بھلا نوجوان عورتوں کو کہاں اجازت ہو گی کہ وہ دور دور کے رشتہ داروں کے سامنے بے دھڑک آیا جایا کریں۔

پردہ کے متعلق فقہی مسائل

جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کے منہ کو دیکھنا جائز ہے۔ اگرچہ شہوت کا خوف ہو مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ممنوع ہے ایک روایت میں بشرط اذن جائز لکھا ہے (تبیین) ۔

طبیب اور خاتن کو جائز ہے کہ مبتلا مختونہ و مریضہ کی اندام نہانی پر نظر کرے جب کہ کوئی زن طبیبہ اور خاتنہ نہ ملتی ہو اور مرض کی زیادتی کا خوف ہو۔ اس صورت میں طبیب کو لازم ہے کہ حتی المقدور آنکھ بند کر کے علاج کرے اور مریضہ کو بھی چاہیے کہ سوائے مرض کے مقام کے تمام بدن کو چھپائے رکھے لِاَنَّ مَا یَثْبُتُ بِالضَّرُوْرَۃِ مُتَقَدِّرٌ بِقَدْرِھَا۔ یعنی جو چیز ضرورت کے واسطے جائز ہوئی وہ ضرورت کے موافق ٹھہرائی جاتی ہے (سراجیہ)

تفسیر کبیر میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی اجنبیہ عورت پانی میں ڈوبتی ہوئی یا آگ میں جلتی ہوئی نظر پڑے تو اس کے نکالنے کے واسطے اس کو دیکھنا اور چھونا جائز ہے۔

تعزیر کے وقت زن حرہ کنیزک کا حکم رکھتی ہے جیسا کہ مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت نوحہ کرنے والی کو درے سے مارا یہاں تک کہ اس کے سر سے برقع گر پڑا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! یہ عورت بے ستر ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ شریعت میں اس کی حرمت ساقط ہو گئی۔ اب یہ باندیوں کی مانند ہے (آداب القاضی وغیرہ)

غیر محرم عورتوں کے دیکھنے کی ممانعت

اجنبی مردوں کو لازم ہے کہ وہ غیر محرم عورتوں کے حسن و جمال کو نہ دیکھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ نور رکوع ۴ میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

اے میرے حبیب! کہہ دے مسلمان مردوں سے کہ نیچی رکھا کریں اپنی نظریں اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی۔ یہ ان کے لئے پاکیزہ تر ہے بے شک اللہ کو خبر ہے جو یہ کرتے ہیں

غرض غیر محرم عورتوں کی طرف شہوت سے دیکھنا ممنوع ہے چنانچہ حدیث شریف میں مروی ہے کہ جو شخص اجنبی عورت کی شکل و شمائل پر شہوت سے نظر ڈالے گا۔ قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

ہاں اگر اتفاق سے بغیر شہوت کے زینت ظاہرہ یعنی منہ اور ہاتھ پر نگاہ پڑ جائے تو مضائقہ نہیں لیکن دوبارہ نہیں دیکھنا چاہیے۔

غیر محرم عورتوں کے دیکھنے سے وساوس شیطانی کا پیدا ہونا

غیر محرم عورتوں کے دیکھنے سے وسوسہ شیطانی پیدا ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَةَ تُقْبِلُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ (رواہ مسلم)

یعنی صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔

....

عورتوں کو خوشبو مل کر گھر سے باہر جانے کی ممانعت

عورتوں کو خوشبو وغیرہ مل کر گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ بالخصوص غیر محرم مردوں کے پاس سے گزرنا اور بھی ممنوع ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا

یعنی نسائی شریف میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ وَكُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ (رواہ النسائی و ترغیب والترھیب)

علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت عطر مل کر مردوں کے پاس سے گزرے تاکہ اس کی خوشبو سونگھیں۔ وہ عورت زناکار ہے اور ہر آنکھ جو اس کو دیکھے زناکار ہے۔

غیر محرم عورت کی طرف اچانک نظر پڑنا

غیر محرم عورت کی طرف اگر کسی کی اچانک نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:۔

عَنْ جَابِرِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظْرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِيْ (رواہ مسلم)

یعنی صحیح مسلم میں عن جابر جریر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق حکم دریافت کیا تو آپ نے مجھ کو حکم کیا کہ فوراً نظر کو پھیر لو۔

مطلب یہ کہ جو نظر ناگہاں جا پڑے معذور ہے لیکن پھر نہ دیکھتا رہے بلکہ جلدی سے نظر پھیر لے اور پھر دوبارہ نہ دیکھے اس لئے کہ پہلی نظر جبکہ قصداً نہ ہو تو معاف ہے۔ پھر اگر دیکھتا رہے تو گنہگار ہوتا ہے لہذا واجب ہے کہ فی الفور نظر پھیر لے (مظاہر حق کتاب النکاح باب النظر)

گو بلا ارادہ و ناگہاں غیر عورت پر نظر پڑ جانا شرعاً معاف ہے مگر اس طرح بے احتیاطی روا رکھنا کہ غیر عورت پر نظر پڑ جانے کا امکان رہے اگر اس میں قصد و ارادہ کا دخل نہ ہو کمال تقوٰی کے خلاف ہے اور اعلیٰ درجہ کے متقین و صالحین کے لئے اتنا بھی سخت باعث ننگ و عار ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ ایک مرتبہ کسی اجنبی عورت پر بلا قصد نگاہ جا پڑی تو آپ اس سے اس قدر تنگ دل و پریشان ہوئے کہ زار زار روئے۔

غیر محرم کی طرف دوسری دفعہ نظر ڈالنے کی ممانعت

کسی غیر محرم عورت کی طرف دوسری دفعہ نظر اٹھا کر دیکھنا نہیں چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے :-

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَ لَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَۃُ (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والدارمی)

یعنی ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا اے علیؓ! نہ نظر ڈال پیچھے نظر کے (یعنی جب غیر محرم عورت پر ایک بار نظر ناگہاں جا پڑے۔ تو پھر دوبارہ اس کو نہ دیکھو) اس لئے کہ تیرے واسطے پہلی نظر جائز ہے (یعنی جبکہ بغیر قصد کے ہو) اور دوسری نظر جائز نہیں ہے۔

غیر محرم عورت کو دیکھ کر نظر کو دوسری طرف کرنیکا ثواب

اگر کوئی غیر محرم عورت کو دیکھ کر فوراً دوسری طرف نظر کر لے تو اس کو ثواب عظیم ملے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے :-

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَاَۃٍ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰہُ عِبَادَۃً یَجِدُ حَلَاوَتَہَا (رواہ احمد)

یعنی احمد نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی مسلمان کہ اس کی نظر ایک عورت کے حسن کی طرف جا پڑے پہلی بار یعنی اول نظر بغیر قصد کے پھر وہ اس سے اپنی نگاہ پھیر لے مگر اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک عبادت پیدا کرے گا کہ اس کا مزہ پائیگا یعنی اپنے دل میں پروردگار عالم کے حکم ماننے کے سبب سے۔

غیر محرم عورت کو دیکھنے کے شر کا ایک خاص علاج

اگر کسی غیر عورت کو دیکھ کر اس سے محبت آجائے تو اس سے اس عورت کے تعشق کا فتنہ پیدا ہو جانے کا خوف ہے۔ اس فتنہ کے روک تھام کی تدبیر شریعت نے یہ بتلائی ہے کہ فوراً اپنی بیوی سے جا کر مجامعت کرنی چاہیے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَۃَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ وَ تُدْبِرُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ اِذَا اَحَدُکُمْ اَعْجَبَتْہُ الْمَرْاَۃُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِہٖ فَلْیَعْمِدْ اِلٰی امْرَاَتِہٖ فَلْیُوَاقِعْھَا فَاِنَّ ذٰلِکَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِہٖ (رواہ مسلم)

یعنی صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بحقیق عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے۔ اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے جس وقت تم میں سے کسی کو خوش لگے ایک عورت اور اس کی محبت اس کے دل میں آئے تو چاہیے کہ وہ اپنی عورت کی طرف قصد کرے۔ اور اس سے صحبت کرے تحقیق یہ (جماع کرنا) اس چیز کو دور کر دے گا جو اس کے دل میں ہے یعنی اس کی خواہش کو)

اس حدیث میں عورت کو شیطان کے وسوسہ ڈالنے اور گمراہ کرنے کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا اور گمراہ کرتا ہے۔ ویسے ہی عورت کا دیکھنا وسوسہ اور فساد کا باعث ہے۔ اور اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا جاتا ہے کہ عورت کو یہ لائق ہے کہ گھر سے باہر بغیر ضرورت کے نہ نکلے اور نہ ہی بناؤ سنگار کر کے نکلے اور مرد کو یہ لائق ہے کہ غیر محرم عورت کی طرف نہ دیکھے اور نہ ہی اس کے کپڑوں کی طرف۔ ورنہ دونوں کے مبتلائے فتنہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

عورتوں کو غیر محرم مردوں کے دیکھنے کی ممانعت

عورتوں کو بھی غیر محرم مردوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ نور

رکوع چار میں ارشاد فرماتا ہے:۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

. . . .

یعنی اے میرے حبیب! مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہ یعنی آبرو کی حفاظت کیا کریں۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۔

اور اپنا حسن و جمال نہ دکھایا کریں۔ مگر جو چیز کھلی ہی رہتی ہے۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔

اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں۔

محرم مردوں کی تفصیل

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اور نہ ظاہر کریں اپنا سنگار مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ دادا پر اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ .... یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے خاوند کے بیٹوں پر اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ یا اپنی عورتوں پر (یعنی اپنی ہم جنس حرہ شریف بیبیوں پر) یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی غلام باندیوں پر) اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ یا طفیلیوں پر۔ کہ جو مرد صاحب شہوت نہیں (یعنی وہ لوگ جو بطور طفیلی ہونے کے بچا کھچا کھانا کھانے کو پیچھے ہو لیں۔ اور وہ گو مرد تو ہیں۔ لیکن عورتوں سے کچھ غرض مطلب نہیں رکھتے جیسے خواجہ سرا) اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ج یا لڑکوں پر جو مطلع نہیں ہوئے عورتوں کی شرمگاہوں پر۔ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۔ اور دھمک سے پاؤں نہ رکھا کریں کہ کبھی ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم نہ ہو جائے۔

اس آیت میں اول تدبیر یہ بتلائی۔ کہ نگاہ نیچی رکھو۔ اگر بضرورت تم کو کسی غیر کے سامنے ہونا پڑے۔ تو نگاہ نیچی کر کے اور کپڑوں میں لپٹ کر آؤ۔ گو یہ نگاہ بظاہر بہت خفیف اور معمولی

سی معلوم ہوتی ہے لیکن سب گناہوں کی اصل اور جڑ یہی ہے۔ جیسے زکام کو بظاہر بہت ہلکی اور خفیف بیماری ہے لیکن اس کے بگڑنے سے کئی طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہی حال اس نظر کا ہے کہ اگر یہ بگڑ گئی۔ تو اس سے اور گناہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے اوّل اسی کو روکا گیا۔

مذکورہ آیات کا خلاصہ مطلب ان آیات کا شانِ نزول کتب تفاسیر میں اسی طرح مرقوم ہے کہ عورتیں دوپٹہ اوڑھتے وقت ان کا ایک پلّہ دوسری طرف کو پس پُشت لٹکا لیا کرتی تھیں جس کو بغل کہتے ہیں۔ اور گریبان بڑے بڑے ہونے کے باعث تمام سینہ کُھلا رہتا تھا۔ اس کی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور حکم ہُوا کہ آگے کو لٹکائیں۔ اور دوپٹہ کی بغل گریبانوں پر ماریں تاکہ سینہ بھی چھپ جائے۔ اور اپنے زیوروں اور زینت کے مقام کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ البتہ جو عادتاً چار وناچار کھلا رہتا ہے جس کے چھپانے میں حرج ہے۔ یعنی منہ اور ہتھیلیاں اور پاؤں کے پنجے جو عموماً کاروبار میں مجبوراً کُھلے رہتے ہیں۔ اجنبی سے چھپانے فرض نہیں۔ کیونکہ خرید و فروخت اور لین دین وغیرہ معاملات کے وقت مُنہ اور کف دست چار و ناچار ظاہر ہو جاتے ہیں۔ البتہ جہاں مظنّۂ فتنہ اور ارتکاب حرام کا اندیشہ ہو۔ وہاں ان کا چھپانا بھی ضروری ہے خصوصاً اس فتنہ و فساد کے زمانہ میں اجنبی سے ہر عضو کا اور خاصکر چہرہ کا جو تمام حسن وجمال کا مدار اور فریفتگی کا مبدا ہے چھپانا لازمی امر ہے۔ البتہ علاج وغیرہ کی ضرورت سے طبیب کو دکھانا جائز ہے۔

جائے عبرت ہے کہ باوجود پردے کے بعض عورتیں مردوں کو جھانکتی تاکتی ہیں۔ اور مردوں کو بھی ایسے موقعات دے دیتی ہیں کہ وہ ان کو دیکھ لیتے ہیں۔ خیال کیجئے کہ جو پردہ دار نہیں ہیں۔ اُن کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

نامحرم مرد و زن کو ایک دوسرے کے دیکھنے کی ممانعت نامحرم مرد اور نامحرم عورت کو آپس میں دیکھنا سخت ممنوع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ خَيْرٌ لِّلْمَرْاَةِ

یعنی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر تھے۔ کہ حضرت نے سب سے دریافت فرمایا کہ

فَسَكَتُوْا قَالَ فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ لِفَاطِمَةَ اَيُّ شَيْءٍ خَيْرٌ لِلنِّسَاءِ قَالَتْ لَا يَرَيْنَ الرِّجَالَ وَلَا يَرَوْنَهُنَّ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ (رواہ البزار و دارقطنی فی الافراد مجالس الابرار)

بتلاؤ عورت کے لئے کونسی بات سب سے بہتر ہے۔ اسپر صحابہ کرام خاموش ہو گئے اور کسی نے جواب نہ دیا حضرت علی کہتے ہیں۔ کہ میں نے واپس آکر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ یہ کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں نہ مردان کو دیکھیں۔ میں نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا فاطمہ میری لخت جگر ہے اس لئے وہ خوب سمجھیں

عورتوں کی قسمیں عورتیں دو قسم کی ہیں۔ مسلمہ۔ دوسری کافرہ۔ پھر یہ دونوں دو قسم ہیں۔ حرّہ اور اَمَۃ (لونڈی) پھر حرّہ مسلمہ دو قسم ہے۔ ایک صالحہ۔ دوسری فاجرہ۔

زنِ حرّہ مسلمہ بالغہ کو لازم ہے۔ کہ اپنے آپ کو ہر زنِ مسلمہ اور اپنی کنیزک کے روبرو ناف سے زانو تک پوشیدہ رکھے (ذخیرہ اور سراج الوہاج)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نساء مسلمات (مسلمان عورتوں) کو مناسب نہیں۔ کہ اپنے آپ کو زنانِ کافرہ کے روبرو ظاہر کریں۔ لیکن جسقدر غیر مردوں کے سامنے نکلنا درست ہے۔ اُسی قدر ان کے سامنے بھی ظاہر ہونا روا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو نامہ لکھا تھا۔ کہ زنانِ اہلِ کتاب کو منع کریں۔ کہ مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہوں۔

زنِ صالحہ کو زنِ فاجرہ کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے اس کے اوصاف بیان کرے گی۔ (سراج الوہاج)

ایک عورت کا دوسری عورت کے منہ اور رخسارے پر ملاقات یا رخصت کے وقت بوسہ دینا مکروہ ہے۔

نامرد خصی مجبوب اور مخنّث سے پردہ کرنے کا حکم نامرد خصی۔ مجبوب اور مخنث سے پردہ کرنا چاہیئے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ مشکوٰۃ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ

عنہا سے روایت ہے۔ کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف رکھتے تھے۔ اُس وقت ایک مخنث میرے گھر میں بیٹھا تھا۔ اُس نے میرے بھائی سے کہا۔ اے عبداللہ اگر اللہ کے فضل سے کل کے روز طائف فتح ہوگا۔ تو میں تم کو غیلان کی بیٹی کا نشان دوں گا۔ کہ جب وہ آگے آتی ہے۔ تو اُس کے شکم پر نہایت قریبی سے چار شکن ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جب وُہ پشت پھراتی ہے۔ تو آٹھ شکن نظر آتے ہیں۔ یعنی ہر ہر پہلو پر چار شکن پیدا ہوتے ہیں۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام سُنتے ہی فرمایا۔ کہ مخنث مجبوب خصی اور عنین کو گھروں میں آج سے آنے نہ دو۔ اس لئے کہ یہ لوگ اگرچہ جماع کی طاقت نہیں رکھتے۔ مگر ان کو باقی لذتیں حاصل ہیں۔

یاد رہے کہ خصی وہ ہے جس کے خصیئے نہ ہوں۔ مجبوب وُہ ہے جس کا ذکر نہ ہو۔ عنین نامرد کو کہتے ہیں۔ مخنث وُہ ہے جس میں مردانہ وزنانہ دونوں علامتیں نامکمل ہوں اور وُہ لواطت کراتا ہو۔

غیر محرم عورتوں سے اُنکے خاوندوں کی اجازت کے بغیر بات چیت کرنے کی ممانعت

غیر محرم عورت سے اُس کے خاوند کی اجازت کے بغیر گفتگو کرنا منع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَمْرٍو قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُکَلَّمَ النِّسَاءُ اِلَّا بِاِذْنِ اَزْوَاجِھِنَّ۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

یعنی طبرانی میں عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ کہ عورتوں سے بغیر شوہروں کی اجازت کے بات چیت کی جائے۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُحَدِّثْنَ مِنَ الرِّجَالِ اِلَّا مَحْرَمًا (رواہ ابن سعد)

حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں مجھ کو یہ بات پہنچی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عورتیں اپنے محرموں کے سوا اور مردوں سے بات نہ کریں (اسکو ابن سعد نے روایت کیا ہے)

نامحرم عورت کو ہاتھ لگانے کی ممانعت نامحرم عورت کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ اَلْیَدُ زِنَاهَا اَلْبَطْشُ۔ (رواہ مسلم)

یعنی صحیح مسلم میں ابُوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے۔کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاتھ کا زنا نامحرم کو پکڑنا ہے۔ الحدیث۔

عَنْ مَعْقَلِ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یُطْعَنَ فِیْ رَأْسِ اَحَدِکُمْ بِمَخِیْطٍ مِنْ حَدِیْدٍ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَمَسَّ اِمْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهٗ

(رواه الطبرانی والبیهقی)

یعنی طبرانی اور بیہقی میں معقل بن یسار رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے۔کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے۔کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے۔جو اس کے لئے حلال نہیں۔

ہاں حکیم یا ڈاکٹر یا معالج وغیرہ کو ضرورۃً ہاتھ لگانا جائز ہے۔

مُشتبہ غیر محرم سے بھی پردہ ضروری ہے اگر کسی کے غیر محرم ہونے میں شک و شبہ ہو، تو بھی اس سے پردہ کرنا چاہیئے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے،

عَنْ عَائِشَةَ فِیْ قِصَّةٍ طَوِیْلَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ یَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِحْتَجِبِیْ مِنْهُ لِمَا رَأٰی مِنْ شَبَهِهٖ

صحیح بخاری ومسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک قصۂ طویل میں منقول ہے۔کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (مقدمۂ سعد اور عبد بن زمعہ میں فیصلہ کے لئے یہ) فرمایا کہ یہ لڑکا تم کو دیا گیا ہے۔ اے عبد بن زمعہ کیونکہ اولاد حق صاحب فراش کا ہے اور بدکار کے لئے پتھر پھر آپ نے سودہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا۔

بِعُقْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) کہ اس لڑکے سے چھپا کرو۔ کیونکہ آپ نے اُس لڑکے کی صورت عتبہ سے ملتی دیکھی۔ پھر وہ لڑکا مرتے دم تک سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے نہیں پایا۔

یہ لڑکا زمعہ کی لونڈی کا تھا۔ جو عتبہ کے نطفۂ ناجائز سے پیدا ہوا تھا۔ عتبہ کے مرنے کے بعد برادر عتبہ نے اُس لڑکے کے بھتیجا ہونے کا دعویٰ کیا۔ زمعہ کا ایک بیٹا تھا عبد نے اُس لڑکے کے بھائی ہونے کا اس بنا پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کی ایسی لونڈی سے پیدا ہوا۔ جو میرے باپ کے استعمال میں رہتی تھی۔ حضرت نے موافق قانون شرعی کے کہ نطفۂ حلال سے نسب ثابت ہوتا ہے۔ نطفۂ حرام سے ثابت نہیں ہوتا۔ اُس لڑکے کو عبد بن زمعہ کا بھائی قرار دیا۔ اور آپ کی بیوی سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہی زمعہ کی بیٹی ہیں۔ تو اس قاعدہ کے موافق وہ لڑکا سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی ہوا۔ اور محرم ہونے کی وجہ سے پردہ کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن حضور نے احتیاطاً بوجہ مشابہت شکل عتبہ کے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو پردہ کا حکم فرمایا جس پر بہت پابندی کے ساتھ عمل کیا گیا۔

اس قصہ سے معلوم ہوا۔ کہ پردہ کا اس درجہ شدت سے اہتمام تھا۔ کہ خفیف سے خفیف شبہ پر بھی احتیاط کی جاتی تھی۔

دیور اور جیٹھ وغیرہ سے پردہ کرنے کا حکم ملک ہندوستان میں بالخصوص یہ مرض عام طور پر پھیلا ہوا ہے۔ کہ عورتیں دیور اور جیٹھ وغیرہ سے پردہ نہیں کرتیں۔ اور اُن کے سامنے کہنیوں تک ہاتھ اور گردن تک سر کھولے ہوئے بیدھڑک پھرا کرتی ہیں۔ حالانکہ باہر کے مردوں اور ان مردوں میں پردے کے معاملہ میں کچھ فرق نہیں ہے۔ بلکہ ان کا فتنہ غیر مردوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں مروی ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ عورت کا شوہر کے بھائی بھتیجوں کے سامنے ہونا درست ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے رشتہ دار عورت کے حق میں گویا موت ہیں۔ یعنی جیسا لوگ موت سے ڈرتے اور پرہیز کرتے ہیں۔ ویسے ہی عورتوں کو خاوند کے بھائی وغیرہ سے بچنا اور پردہ کرنا چاہیے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ۔

(متفق علیہ)

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عورتوں کے پاس آمد و رفت رکھنے سے بچا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عبلا دیور کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دیور تو پوری موت ہے۔

اس حدیث میں بے ضرورت اور بے تکلف عورتوں کے پاس آمد و رفت رکھنے کو حرام فرمایا ہے اور فطرتِ صحیحہ اور دلالتِ صریحہ سے ثابت ہے۔ کہ اس آمد و رفت کا عمدہ انسداد یہ پردۂ مروجہ ہے۔ ورنہ اور کوئی امر اس درجہ کا مانع قوی نہیں۔ چنانچہ مشاہدہ ہے۔ جب پردۂ مروجہ نہ ہوگا۔ یہ بے محابا آمد و رفت بھی ضرور رہیگی۔ اور ایسی آمد و رفت حرام ہے تو بے پردگی جو اس کا ذریعہ ہے۔ نیز حرام ہے۔ پس پردۂ مروجہ واجب ہے۔

اندھے سے پردہ کرنیکا حکم

عورتوں کو غیر محرم اندھے مرد سے بھی پردہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّھَا کَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَیْمُوْنَۃُ اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْہُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ ھُوَ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

یعنی ترمذی اور ابوداؤد میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ وہ اور میمونہ رضی اللہ عنہا کہ دونوں ازواج مطہرات سے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھیں۔ اتنے میں عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا صحابی تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے۔ اور اندر آنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بیبیوں کو فرمایا کہ اس سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ . (رواہ احمد و الترمذی و ابو داؤد)

پردہ کرو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ وہ تو نابینا ہیں۔ ہم کو تو وہ دیکھ نہیں سکتے آپ نے جواب میں فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو۔ اور کیا تم دونوں انکو نہیں دیکھ سکتیں۔ یعنی اگر وہ اندھا ہے۔ تو تم دونوں تو اندھی نہیں ہو۔

اس حدیث سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جیسے مرد کو عورت کا دیکھنا حرام ہے۔ ویسے ہی عورت کو مرد کا دیکھنا۔ لیکن محققین کے نزدیک یہ حدیث ورع اور تقویٰ پر محمول ہے۔

دیکھئے۔ باوجودیکہ اس مقام پر کسی قسم کی خرابی اور وسوسہ کا احتمال بھی نہ تھا۔ کیونکہ ایک طرف تو ازواجِ مطہرات تھیں۔ جو مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ دوسری طرف ایک پاک سرشت و نیک نہاد صحابی۔ پھر وہ بھی اندھے۔ لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کے لئے یا تعلیمِ اُمت کے لئے آپ نے ان بیبیوں کو پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر بھلا عام عورتوں کو غیر مردوں کے سامنے آنا جانا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

رفع اشتباہ بعض لوگوں نے اس حدیث کی یہ غلط تاویل کی ہے۔ کہ عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کے کپڑوں میں پردہ کے لحاظ سے کوئی نقص ہوگا۔ یا ازواج مطہرات اُنکو غور سے دیکھتی تھیں۔ یا یہ کہ حضور نے نظر بند کرنے کا حکم دیا۔ محض لغو اور بیہودہ باتیں ہیں۔ کیونکہ ایک جلیل القدر صحابی کی شان سے قطعی بعید ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت میں خلاف لباس شرعی یا بے ستری کی حالت میں حاضر ہو۔ علاوہ اس کے اگر اُن کے ستر میں کسی قسم کی کمی تھی۔ تو حضرت بھی اپنا رُخ انور پھیر لیتے یا آنکھیں بند کر کے اُن کو ہدایت فرماتے۔

غیر محرم برات اور دُولہا دیکھنے کی ممانعت عموماً دیکھا جاتا ہے۔ کہ بیاہ شادیوں میں بے پردگی کثرت سے ہوتی ہے

چنانچہ عورتیں برات اور دُولہا کی زیارت کو خانہ کعبہ کی زیارت سمجھتی ہیں۔ جہاں کہیں برات

کی آمد آمد ہوئی۔ دھڑا دھڑ عورتیں بج سجا کر گھروں سے باہر نکل کر راستہ میں آکھڑی ہوتی ہیں۔ جب برات جاتی ہے۔ تو پہلے پر فحش کلامی اور گالی گلوچ سے ان کی مزاج پُرسی کرتی ہیں پھر ساتھ ہی ساتھ ایک دوسری سے یُوں کہتی ہیں۔ کہ اری دیکھو تو سہی۔ کہ دولہا خُوبصورت ہے۔ یا دُلہن۔ کوئی کہتی ہے۔ کہ دولہا خوبصورت ہے۔ کوئی کہتی ہے۔ کہ دُلہن خُوش شکل ہے۔ غرضیکہ کوئی کچھ کہتی ہے۔ اور کوئی کچھ۔

خیال کیجئے۔ کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو صحابی کے سامنے جو باوجود نیک ہونے کے اندھے بھی تھے۔ آپنے کی اجازت نہ ملی۔ تو بھلا آج عام عورتوں کو دولہا کا دیکھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ درحقیقت مسلمان عورتوں اور مردوں میں حیا و شرم کا نام تک نہیں رہا۔ غیر اقوام کی دیکھا دیکھی یہ بھی بے غیرت ہوگئے ہیں۔

نامحرم مُردہ سے پردہ کرنیکا حکم شریعت میں تو عورت کے لئے یہاں تک حکم ہے کہ وُہ نامحرم مُردہ کو بھی نہ دیکھے۔ چنانچہ حدیث میں مرقوم ہے۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے خاوند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہُوا۔ تو میں روضۂ مُقدسہ پر کھلے مُنہ آیا کرتی تھی۔ جب میرے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو پھر بھی میں روضۂ مُقدسہ پر کُھلے مُنہ آیا کرتی تھی۔ لیکن جب امیرالمومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ یہاں دفن کئے گئے۔ تو پھر میں یہاں پردا اوڑھکر اور مُنہ ڈھانک کر آیا کرتی۔ کیونکہ وہ غیر محرم تھے۔

دیکھئے پردہ کی کس قدر احتیاط کی جاتی تھی۔ بظاہر یہ خیال آتا ہوگا۔ کہ مُردہ کے دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ سو یہ نہ کہو۔ کبھی اس سے بھی روگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر روگ لگ گیا۔ یعنی اُس کا خیال بندھ گیا۔ تو دل تو ناپاک ہوگیا۔

غیرمحرم کو سلام کرنے کی ممانعت کتب فقہ میں مرقوم ہے۔ کہ غیر مرد کو عورت کا سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ سلام میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے فوراً محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی واسطے حدیث صحیح میں مروی ہے۔ کہ جب دو مسلمان آپس میں لڑیں۔ تو تین دن کے بعد اُنکو فوراً گفتگو کرنی

چاہیئے۔ اور ان میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کی طرف سے سلام کی ابتدا ہو یعنی جو سب سے پہلے سلام کرے۔ اور ملاقات کے وقت بھی اسی واسطے سلام کرنے کا حکم ہے تاکہ آپس میں محبت بڑھے غرض فضول کلام تو دور کی چیز ہے شریعت نے تو غیر محرم مرد کو سلام کرنے کی بھی اجازت نہیں دی۔

غیر محرم کا جھوٹا کھانا مکروہ ہے کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ اجنبی مرد کا جھوٹا عورت کو اور اجنبی عورت کا جھوٹا مرد کو کھانا مکروہ ہے اس لئے کہ منافیہ خیال پیدا ہو گا کہ بڑا نازک مزاج ہے علاوہ ازیں جس جگہ ہاتھ لگا ہے۔ وہاں سے کھانے میں التذاذ ہو گا۔ اس لئے شرع نے ممانعت کر دی۔

بلا اجازت گھر میں داخل ہونے کی ممانعت کسی شخص کو غیر محرم کے گھر میں جانا بلا اجازت جائز نہیں چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

(سورۂ نور رکوع ۴)

شان نزول ایک انصاریہ عورت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں اکثر اوقات اپنے گھر میں ایسی حالت پر ہوتی ہوں۔ کہ دوسرے کا مجھے ایسی حالت میں دیکھنا ناگوار گذرتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترجمہ آیت مذکورہ) یعنی اے ایمان والو! نہ جایا کرو دوسرے گھروں میں اپنے گھروں کے سوا تاوقتیکہ اجازت نہ لے لو۔ اور سلام علیک نہ کہہ لو ان گھر والوں پر۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے عجب نہیں کہ تم یاد رکھو۔

کس قسم کے گھروں میں اجازت لینے کی ضرورت نہیں فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْۚ وَ اِنْ (ترجمہ) پھر اگر تم نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو۔ تو ان میں نہ جاؤ۔ جب تک کہ تم کو اجازت نہ ہو۔ اور اگر تم سے کہا جائے۔ کہ لوٹ جاؤ۔ تو لوٹ جایا کرو۔ یہ تمہارے سے

قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَكُمْ (پ ۱۸ ع ۱)

لئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ اور اللہ جو کچھ کرتے ہو سب جانتا ہے (اس میں تم پر گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے)

شانِ نزول جب پہلی آیت سے عام طور پر دوسرے گھروں میں بلا اجازت جانا منع ہو گیا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تجار کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان آتے جاتے ایسے غیر آباد مکانات میں ٹھہرنا ہوتا ہے۔ جہاں نہ کوئی آدمی ہوتا ہے۔ نہ آدم زاد۔ وہاں بھلا کس سے اجازت لیں۔ اور کس کو سلام کریں۔ اس وقت یہ دوسری آیت نازل ہوئی۔ یعنی تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں۔ کہ بے اجازت چلے جایا کرو۔ غیر آباد گھروں میں۔ جن میں تمہارا اسباب رکھا ہو۔

غیر محرم کیلئے کسی گھر میں داخل ہونے کی اجازت لینے کا طریقہ

غنیۃ الطالبین میں ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی ملاقات کو اس کے گھر پر جائے تو چاہیئے کہ دروازے پر کھڑا ہو کر سلام کہے۔ اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَاَدْخُلُ میں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ عَامِرٍ اِسْتَاْذَنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ بَیْتٍ فَقَالَ اَاَلِجُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهٖ اُخْرُجْ اِلٰی هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْاِسْتِیْذَانَ فَقَالَ لَهٗ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَاَدْخُلُ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَاَذِنَ لَهٗ فَدَخَلَ۔

روایت ہے کہ بنی عامر سے ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دولت سرا پر حاضر ہوا اور آپ سے اجازت اندر آنے کی طلب کی اور آپ گھر میں موجود تھے۔ آپ نے خادم سے فرمایا۔ کہ اس شخص کے پاس جا کر اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ چنانچہ خادم نے اس سے کہا کہ اسطرح کہو کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں پس اس نے اسیطرح کہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور وہ حاضر ہوا۔

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ دروازے پر پکارنے والا جواب کا انتظار کرے۔ اور تین بار آواز دے اور جلد واپس نہ جائے ممکن ہے کہ گھر کے اندر سے جواب دینے والا جواب دے۔ اور وہ بسبب عدم موجودگی کے نہ سُنے۔ مگر اس کو یقین ہو کہ صاحب خانہ گھر کے اندر ہے۔ اور اگر بسبب مشغولی کار یا بُعدِ مسافت اس نے نہیں سُنا تو تین مرتبہ سے زیادہ پکارے۔ چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اندر آنے کی اجازت تین بار مانگنی چاہیئے۔ اگر حکم دے۔ تو گھر چلا جائے۔ ورنہ واپس جائے۔

اس میں اپنے اور بیگانے سب برابر ہیں۔ جیسے ماں یا مثل اس کے۔ چنانچہ حدیث شریف میں مروی ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَاَلَهٗ رَجُلٌ هَلْ عَلَيَّ اَنْ اَسْتَاْذِنَ عَلٰى اُمِّيْ قَالَ نَعَمْ قَالَ اِنِّيْ مَعَهَا فِي الْبَيْتِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا قَالَ اِنِّيْ خَادِمُهَا قَالَ اِسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً فَاَمَّا زَوْجَتُهٗ وَاَمَتُهُ الْمُبَاحُ لَهٗ وَطْيُهَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْاِسْتِيْذَانُ فِيْ حَقِّهِمَا لِاَنَّ اَكْثَرَ مَا فِيْ ذٰلِكَ اَنْ يُّصَادِفَ مُنْكَشِفَةً مُنْبَسِطَةً وَقَدْ اُبِيْحَ لَهُ النَّظْرُ اِلٰى اَبْدَانِهِنَّ وَلٰكِنْ يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يُّحَرِّكَ نَعْلَهٗ اَوْ لَا اِذَا دَخَلَ الْمَنْزِلَ لِيَعْلَمَ دُخُوْلَهٗ۔

یعنی ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا مجھ پر واجب ہے کہ اپنی ماں سے گھر کے اندر آنے کی اجازت طلب کروں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں اُس شخص نے کہا کہ میں اپنی ماں کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ فرمایا۔ کہ ماں سے اجازت مانگ پھر اُس نے کہا کہ میں تو اُس کا خادم ہوں۔ فرمایا کہ ماں سے اجازت مانگ کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھے اگر گھر میں اُس کی بیوی یا ایسی لونڈی ہو جو اُس پر مُباح ہو۔ تو بغیر اجازت طلب کئے اُس کو گھر میں جانا درست ہے۔ کیونکہ اُن کو برہنہ یا جس طرح سے ہو دیکھنا مباح ہے۔ لیکن ادب یہ ہے۔ کہ ان کے گھر میں بھی جاتے وقت جوتا جھاڑے۔ تاکہ اُس کے آنے کی خبر اُن کو ہو جائے۔

کسی کے گھر میں جا گھسنے والے کی سزا اگر کوئی شخص کسی غیر محرم کے گھر میں بلا اجازت

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوِ اطَّلَعَ فِیْ بَیْتِکَ اَحَدٌ وَلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَیْنَهٗ مَا کَانَ عَلَیْکَ مِنْ جُنَاحٍ۔ (متفق علیہ)

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اگر تیرے گھر میں کوئی جھانکے، اس حال میں کہ تُو نے اُسکو گھر میں آنیکی اجازت نہیں دی ہے۔ پس مارے تو اس کو کنکری کے ساتھ پس اگر تو پھوڑ دے اُسکی آنکھ۔ تو تجھ پر گناہ نہیں ہے

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اطَّلَعَ فِیْ بَیْتِ قَوْمٍ بِغَیْرِ اِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ اَنْ یَّفْقَؤُا عَیْنَهٗ (رواہ مسلم)

یعنی صحیح مسلم میں ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی کے گھر میں بغیر اُن کی اجازت کے جھانکے تو بیشک اُنکو جائز ہے کہ اُس شخص کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔

مسئلہ۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اُسپر ضمان ہے۔ اور حدیث محمول ہے۔ مبالغہ اور زجر شدید پر۔

ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہُوا۔ کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے جھانکنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ فی زمانہ اِس کا اُلٹ ہو رہا ہے۔ آجکل تو نظر بازی کا بازار ایسا گرم ہے کہ بڑے بڑے عالم اور صُوفی بھی اِس مرض میں مُبتلا پائے گئے ہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو پس پُشت ڈال دیا ہے۔ اور اُن کی مثال اللہ تعالےٰ سورہ جمعہ میں فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ

یعنی مثال ان لوگوں کی جن کے سر توریت منڈھ دے گئی۔ پھر اُنہوں نے اُسکو سر اور آنکھوں سے نہ لگایا۔ اس گدھے کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ اُٹھائے۔

مطلب یہ ہُوا۔ کہ جیسے لادو گدھوں کو کتابوں کے بوجھ سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اسی

طرح ان عالموں اور صوفیوں کو علم سے کچھ روشنی حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ علم پر عمل کرتے۔ تو آج ان کی یہ حالت ناگفتہ بہ نہ ہوتی۔ اور دوسروں کے لئے انگشت نما نہ ہوتے۔

غیر محرم مردوں کو جھانکنے والی عورت کو مارنے کا حکم اگر کوئی عورت غیر محرم کی طرف عمداً جھانکے۔ تو اُس کو مارنا چاہیئے چنانچہ

حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِی السَّائِب عن ابی سعید الخدری فِی قصّۃ الفتی حدیث العہد بعرس فاذا امرأتہ بین البابین قائمۃ فاھوی الیھا بالرّمح لیطعنھا بہٖ فاصابۃ غیرۃ (رواہ مسلم)

یعنی صحیح مسلم میں ایک نو شہ صحابی کے قصہ میں ہے۔ کہ وہ جو اپنے گھر گئے تو بیوی کو دروازہ میں کھڑا دیکھ کر غیرت آئی۔ اور نیزہ سے مارنا چاہا۔ اور ان کو غیرت لگی۔

مجالس الابرار میں مرقوم ہے۔ وَاَیْ مَعَاذُ امْرَاَتَہٗ تَطَّلِعُ فِیْ کَوَّۃٍ فَضَرَبَھَا۔ یعنی جب معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو روشندان میں سے جھانکتے ہوئے دیکھا۔ تو اُنہوں نے اُس کو خوب پیٹا۔

بری نظر سے دیکھنے والے اور دیکھنے کا موقعہ دینے والے پر لعنت اگر کوئی غیر محرم کو قصداً دیکھے۔ یا اپنے آپ کو دکھلائے۔ تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

یعنی بیہقی نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطریق ارسال کے روایت کی ہے۔ کہ مجھکو یہ حدیث صحابہ سے پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اُس پر جو بری نظر سے دیکھے۔ اور اُس پر بھی جسکو دیکھے یعنی وہ اگر بے احتیاطی کرے۔

بے پردہ عورتوں کو سزائے عقبیٰ

جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔ اور اعلانیہ پردے کی مخالفت کرتی رہتی ہیں۔ اُن کے بارے میں حدیث شریف میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کے کتاب القصاص باب الاقیمس من الجنایات میں مرقوم ہے۔ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صِنْفَانِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ۔ یعنی دو گروہ ہیں دوزخیوں سے۔ ایک اُن میں سے یہ ہے۔ نِسَآءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ۔ یعنی عورتیں ہیں پہنے ہوئے کپڑے ظاہر میں۔ اور ننگی ہیں حقیقت میں یعنی نہین کپڑے پہنتی ہیں۔ کہ ان میں سے ان کے بدن معلوم ہوتے ہیں۔ پس اگرچہ ظاہر میں پہنے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ننگی ہیں کچھ بدن ڈھانکتی ہیں۔ اور کچھ کھلا رکھتی ہیں مُمِیلَاتٌ یعنی میل کرنے والیاں ہیں۔ یعنی آپ بھی مردوں کی طرف رغبت کرتی ہیں۔ یا معنی یہ ہیں کہ اوڑھنیاں سر پرسے اُتار ڈالتی ہیں۔ تاکہ لوگ اُن کے مُنہ دیکھیں۔ مَائِلَاتٌ۔ یعنی میل کرنے والیاں ہیں یعنی مٹک چال چلتی ہیں۔ تاکہ لوگوں کے دل فریفتہ کریں۔ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّۃَ۔ یعنی بہشت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گی۔ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَھَا اور نہ جنت کی بُو تک پائیں گی۔ وَاِنَّ رِیْحَھَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَۃِ کَذَا وَکَذَا یعنی حالانکہ جنت کی بُو پائی جاتی ہے۔ اتنی اور اتنی مسافت سے۔ یعنی بہت دُور سے۔

زانیہ عورتوں کو موت تک قید رکھنے کا سابقہ حکم

زانیہ عورتوں کو پہلے موت تک قید رکھنے کا حکم تھا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْھِدُوْا عَلَیْھِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ فَاِنْ شَھِدُوْا فَاَمْسِکُوْھُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا ۝ (سورہ نساء رکوع ۲)

یعنی اور جو عورتیں بیحیائی کا کام کریں۔ اُن پر چار آدمیوں کو اپنے میں سے گواہ بنالو۔ اور جب وہ گواہ ہو جائیں۔ تو اُن عورتوں کو بدستور گھروں میں رکھے رہو۔ یہاں تک کہ یا تو موت اُنکو آجائے اور یا اللہ تعالیٰ اُن کیلئے کوئی راہ کرے۔ یعنی حکم ثانی دیدے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ تو حد زنا مقرر نہ ہوئی تھی۔ اس لئے حکم ثانی کے انتظار کا امر

فرمایا۔ اور اس وقت تک یہ حکم فرمایا۔ کہ انکو گھروں میں بدستور رہنے دو جیسا کہ لفظ بتلا رہا ہے۔ کہ پہلے سے وہ گھروں میں تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصلی وضع اور مقتضائے فطرت نسواں کا یہی ہے۔ کہ گھروں میں رہیں۔ صرف اس بیحیائی سے احتمال تھا۔ کہ غصے کے باعث گھر سے نکال باہر کر دیں۔ اس لئے امساک کا حکم دیا۔ کہ ابھی حالت سابقہ پر گھروں میں رکھو۔ چنانچہ اس کے بعد جب حد مقرر ہوئی۔ تو حکم ثانی معلوم ہو گیا۔ کہ سزا کے لئے حاضر عدالت کی جائیں گی۔

غرض اس آیت میں زنا کا حکم بیان فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی زنا کا مرتکب ہو۔ تو اس کے ثبوت کے واسطے چار مردوں کی گواہی چاہیئے۔ پھر گواہی ہو جانے پر عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ وہ مر جائیں۔ یا اُن کی بابت اللہ تعالٰے کوئی راستہ نکالے۔ جس راستے کا وعدہ اللہ پاک نے اس میں فرمایا ہے۔ وہ اٹھارھویں پارہ سورۂ نور میں ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ
وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّ
لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ
دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا
طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۱۸ ع ۷)

یعنی زانیہ عورت اور زانی مرد پس ار دو ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو دُرّے۔ اور تم کو ان دونوں پر ترس نہ آنا چاہیئے۔ اللہ کے حکم کی تعمیل میں۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اللہ اور روز آخرت پر۔ اور چاہیئے کہ موجود رہو۔ اُن کی سزا کے موقعہ پر مسلمانوں کی ایک جماعت۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ کنوارے مرد یا کنواری عورت سے زنا کی حرکت سرزد ہو تو سو دُرّے ماریں اور اگر بیاہے ایسا کام کریں۔ تو سنگسار کریں۔

باریک کپڑا پہننے کی ممانعت

عورت کو باریک کپڑا پہننا سخت ممنوع ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ
بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ
[illegible]

یعنی ابوداؤد میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ ان کی بہن اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
[illegible]

اَلْمَرْأَۃُ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَصْلُحَ اَنْ یُرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَکَفَّیْهِ (رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤد)

پہنے ہوئے تھیں۔ آپ نے اُن سے مُنہ پھیر کر فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو سوائے چہرہ اور کفین کے اور کوئی چیز اُس کی نظر نہیں آنی چاہیئے۔

اس حدیث سے صاف طور پر ظاہر ہُوا۔ کہ عورت کو ایسا باریک کپڑا پہننا جس میں بدن جھلکے حرام ہے۔ اور بے پردگی میں بہ مقتضائے تکلف و زینت طبعی خصوصاً طبیعت زنانِ ہند ضرور نامحرم کے روبرو باریک کپڑے پہنے جائیں گے۔ اور یہ حرام ہے پس بے پردگی بھی حرام ہے۔

وجہ اور کفین کے غیر مستور رہنے کی رخصت قبل نزول حکم حجاب ہے۔ یا حالت ضرورت میں یہ رخصت ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔ کہ علقمہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں سے سُنا ہُوا بیان کیا۔ کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک اوڑھنی اوڑھے ہوئے آئیں۔ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس اوڑھنی کو پھاڑ ڈالا۔ اور ان سے اور گاڑھی اوڑھنی پہنائی۔

اس روایت سے معلوم ہُوا۔ کہ عورتوں کو عورتوں کی مجلس میں بھی باریک کپڑا پہن کر جانا درست نہیں۔ دیور یا جیٹھ وغیرہ مردوں کا کیا ذکر ہے۔

حالاتِ حاضرہ

آجکل ہندوستان میں نہایت باریک کپڑے، مثلاً ململ سولہ اور جھیتیں وغیرہ پہننے کا رواج عورتوں میں عام ہو رہا ہے۔ جس میں کئی طرح کی قباحتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ لیکن نئی روشنی اور نئے فیشن کے دلدادہ کہتے ہیں۔ کہ عورتیں قومی اور جذبات کے لحاظ سے ہم سے کسی طرح کم نہیں جیسے دل دماغ اور اُمنگیں ہم رکھتے ہیں۔ ویسے ہی عورتیں بھی رکھتی ہیں۔ بلکہ ہم سے زیادہ نازک اندام ہیں۔ جب ہم باریک اور عمدہ لباس پہنتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ ہم سے زیادہ نفیس لباس نہ پہنیں۔ کیوں وہ موٹے موٹے کپڑے اور بھاری بھاری چادریں اور بُرقعے اوڑھیں۔ اور

کیوں وہ ہماری طرح کھلم کھلا باغ و بازار کی سیر کھیل تماشے، عیش و عشرت کے سامان سے بہرہ ور نہ ہوں؟

جواب۔ لباس کی غرض کیا ہے؟ لباس پاس اوڑھنے کی چیز کو کہتے ہیں جو انسان کے جسم کو سردی گرمی سے بچاتے۔ اور حرارتِ غریزی قائم رکھے۔ اور جسم کے اس حصہ کو جسے شائستگی کے لحاظ سے ڈھانپنا ضروری ہے ڈھانکے۔

نہایت باریک لباس بدن کو نہ تو بخوبی چھپا سکتا ہے۔ نہ سردی سے بچا سکتا ہے۔ نہ گرمی کی لُو سے۔ اور سردی گرمی کا اثر پورے طور پر نہ روکنے سے حرارتِ غریزی قائم رکھنے کے قابل بھی نہیں ہو سکتا۔

نفیس وہ چیز کہی جا سکتی ہے جس کے گُن اچھے ہوں۔ یعنی اس پر مصالحہ اچھا لگا ہو۔ اور جس مطلب کے لئے بنائی گئی ہے اس کو پورا کرے۔

غرض اللہ تعالےٰ کے احکام کے مطابق لباس ایسا پہنو۔ جو سارے جسم کو اچھی طرح سے ڈھانپے۔ اور پردہ میں مخل نہ ہو۔

مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے ننگا ہونے کی ممانعت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْءَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْاَۃِ وَلَا یُفْضِی الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا یُفْضِی الْمَرْاَۃُ اِلَی الْمَرْءَۃِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ (رواہ مسلم)

مرد کو مرد کے سامنے۔ اور عورت کو عورت کے سامنے برہنہ ہونا سخت ممنوع ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

یعنی صحیح مسلم میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ نہ دیکھے مرد طرف ستر مرد کے۔ اور نہ دیکھے عورت طرف ستر عورت کے۔ اور نہ جمع ہو مرد ساتھ مرد کے ننگے ہو کر ایک کپڑے میں۔ اور نہ جمع ہو عورت ساتھ عورت کے ننگی ہو کر۔ ایک کپڑے میں

میاں بیوی کو ایک دوسرے کا ستر دیکھنے کی ممانعت

میاں بیوی کو بلا ضرورت ایک دوسرے کا ستر دیکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَظَرْتُ اَوْ مَا رَاَيْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ (رواہ ابن ماجہ)

یعنی ابن ماجہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ کہا۔ میں نے نظر نہیں کی یا نہیں دیکھا کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ میرا ستر دیکھا۔ اور نہ ہی میں نے اُن کا (مظاہر حق)

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ ادب یہ ہے۔ کہ مرد عورت۔ آپس میں ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھیں۔

مُردے کے ستر کیطرف دیکھنے کی ممانعت

مُردے کے ستر کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا عَلِيُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى فَخِذِ حَيٍّ وَّلَا مَيِّتٍ ۝ (رواہ ابو داؤد وابن ماجہ)

یعنی ابو داؤد اور ابن ماجہ میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے۔ کہ اے علی اپنی ران کو نہ کھول اور نہ زندے کی ران کیطرف دیکھ۔ اور نہ مُردے کی ران کی طرف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ اور مردہ ستر

ناف سے لیکر گھٹنے تک ستر کا ہونا

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ صرف اعضائے مخصوصہ ہی ستر میں داخل ہے۔ حالانکہ مرد کے لئے ناف سے لیکر گھٹنے تک ستر ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ جَرْهَدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

یعنی ترمذی اور ابو داؤد میں جرہد رضی اللہ

اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَۃٌ۔
(رواہ الترمذی و ابوداؤد)

عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو نے نہیں جانا کہ تحقیق ران ستر ہے۔

خلوت میں بھی ننگا ہونا ممنوع ہے

مرد اور عورت کو تنہائی میں بھی برہنہ ہونا نہیں چاہیئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيٰى مِنْهُ
(رواہ الترمذی ابو داؤد وابن ماجہ)

یعنی ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ میں بہز بن حکیم سے مروی ہے کہ اس نے اپنے باپ سے نقل کی، اور اس نے اپنے باپ معاویہ بن حیدہ سے کہ اس نے کہا۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ تو اپنے ستر کو ڈھانک مگر اپنی بیوی یا لونڈی سے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ مجھ کو خبر دو جس وقت کہ آدمی تنہا ہو کیا وہاں بھی ڈھانکے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ لائق تر ہے کہ اس سے شرم کیا جائے یعنی اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو دیکھتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ خلوت میں بھی ستر کا چھپانا واجب ہے۔ مگر ضرورۃً کھولنا جائز ہے۔

فرشتوں سے ستر کو ڈھانکنے کا حکم

مرد اور عورت کو اپنے ستر کے مقامات کو بلا ضرورت برہنہ کرنے کی ممانعت اس لئے ہے۔ کہ کم از کم ان فرشتوں سے تو شرم کرنی چاہیئے جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ

یعنی ترمذی شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

وَالتَّعَرِّيْ. فَاِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَّا يُفَارِقُكُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِيْنَ يُفْضِيْ الرَّجُلُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَحْيُوْهُمْ وَاَكْرِمُوْهُمْ (رواه الترمذی)

علیہ وسلم نے کہ تم ننگے ہونے یعنی اگرچہ تنہا ہو بچنے کیونکہ تحقیق تمہارے ساتھ وہ ہیں کہ تم سے نہیں جدا ہوتے یعنی فرشتے نگہبانی کرنیوالے اور کراماً کاتبین مگر پاخانہ کرتے اور اسوقت جب اپنی بیوی سے صحبت کرے پس ان سے حیا کرو اور انکی تعظیم کرو یعنی ستر چھپا رکھو اور اپنے کام کرتو اور بری اور لغو باتوں سے بچتے رہو۔ کہ یہ چیزیں باعث حیاء اور تعظیم اور تکریم اُن کی ہیں۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ بغیر ضرورت کے ستر کا کھولنا جائز نہیں۔ ہاں مجامعت اور رفع حاجت وغیرہ کے لئے جائز ہے۔

صحیح ترمذی میں معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم اپنے چھپانے کا بدن کس موقع پر چھپائیں۔ اور کس موقع پر نہ چھپائیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم اپنے ستر کو تمام لوگوں سے سوائے اپنی بیوی اور لونڈی کے محفوظ رکھو۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک شخص دوسرے کے پاس رہتا ہے۔ یعنی ہر وقت ایک جگہ رہنے سے محافظت مشکل ہے۔ تو اُس پر آپ نے فرمایا۔ حتی المقدور تم کو محافظت کرنا لازم ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آدمی تنہائی میں ہوتا ہے۔ یعنی تنہائی میں تو کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے پردہ کیا جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ پھر تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ اور فرشتوں سے حیا کرنی چاہیئے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا۔ کہ تنہائی میں بھی بلا ضرورت برہنہ ہونا خواہ کل یا بعض بدن سے جس کا چھپانا مجمع میں واجب ہے۔ جائز نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں سے بظاہر حیا کرنا چاہیئے۔

مردوں کو حمام میں پردہ کرنے کا حکم

مردوں کو حمام میں بھی ایک دوسرے سے پردہ کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

ترمذی میں مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ

اور روزِ قیامت پر یقین رکھتا ہو۔ وہ حمام میں بغیر کپڑا باندھے ہوئے نہ جائے۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ حمام میں کئی آدمی یک جا غسل کرتے ہیں۔ اس لئے وہاں پردہ واجب و لازم ہے۔

عورتوں کو حمام میں نہ جانے کا حکم

عورتوں کو حمام میں نہیں جانا چاہیئے۔ اگرچہ اُس کا شوہر اُسے اجازت بھی دے دے۔ چنانچہ مجالس الابرار میں مرقوم ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَمَّامُ حَرَامٌ عَلٰی نِسَاءِ اُمَّتِیْ۔

یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمام میری اُمت کی عورتوں پر حرام ہے۔

حمام میں جواز کی صورت

اگر کسی کو حمام میں جانے کی کوئی سخت ضرورت آپڑے۔ مثلاً نفاس یا کسی اور مرض کے عُذر کی وجہ سے۔ تو یہ شرط ہے۔ کہ لنگی پہنکر جائے اور حمام میں کوئی عورت ننگی نہ ہو۔ اور نہ بناؤ سنگار سے جائے۔ پس اگر ان شرائط میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے۔ تو اُسکو حمام میں جانا جائز نہیں۔

منکرینِ پردہ کا بے غیرت ہونا

جو شخص پردے کا حامی نہیں ہے۔ وہ بے غیرت ہے۔ چنانچہ مجالس الابرار میں ہے۔

رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُغَارُ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ یُغَارُ وَغَیْرَۃُ اللّٰہِ اَنْ یَّاْتِیَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ (یعنی مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک خدا غیرت مند ہے۔ اور مومن غیرت مند ہے۔ اور اللہ کی غیرت اس پر آتی ہے۔ کہ مومن ایسا کام کرے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اُس پر حرام کیا ہے۔

وَفِیْ حَدِیْثٍ اٰخَرَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنِّیْ لَغَیُوْرٌ وَمَا امْرَءٌ لَا یُغَارُ اِلَّا مَنْکُوْسُ الْقَلْبِ (مجالس الابرار) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں بڑا غیرت مند ہوں۔ اور نہیں ہے کوئی مرد جو غیرت نہ کرتا ہو۔ مگر اوندھے دل کا۔

وہ طریقہ جس سے کبھی غیرت کو صدمہ نہ پہنچے۔ یہ ہے کہ اُن کے پاس کوئی مرد نہ آنے پائے۔ اور نہ وہ رستہ گلیوں میں جائیں۔ کیونکہ اُن کا نکلنا بے غیرتی سمجھی جاتی ہے۔

عورت کن کن جگہوں میں اجازت لیکر گھر سے باہر جا سکتی ہے

مرد کو لازم ہے کہ اپنی بیوی کو گھر سے باہر جانے سے روکے۔ مگر سوائے چند خاص جگہوں کے اور کہیں جانے کی اجازت نہ دے۔ اور وہ خاص جگہیں یہ ہیں۔ جو صاحب خلاصہ نے مجموع النوازل کے حوالہ سے لکھی ہیں۔

یَجُوْزُ لِلزَّوْجِ اَنْ یَّاْذَنَ لَهَا بِالْخُرُوْجِ اِلٰی سَبْعَةِ مَوَاضِعَ زِیَارَةَ الْاَبَوَیْنِ وَعِیَادَتَهُمَا وَتَعْزِیَتَهُمَا اَوْ اَحَدَهُمَا وَزِیَارَةَ الْمَحَارِمِ۔

یعنی مرد کو جائز ہے۔ کہ سات جگہ عورت کو جانے کی اجازت دے۔ ماں باپ کی ملاقات۔ اور اُن دونوں کی بیمار پُرسی اور اُن دونوں کی یا ایک کی ماتم پُرسی۔ اور محرموں کی ملاقات کیلئے۔

علاوہ ازیں اگر وہ عورت قابلہ (دائی) ہو۔ یا مُردہ کی نہلانے والی ہو۔ یا کسی پر اُس کا حق آتا ہو۔ یا کسی اور کا اس پر حق آتا ہو۔ تو اجازت سے بلکہ بلا اجازت جا سکتی ہے۔

مرد کو لازم ہے۔ کہ اپنی بیوی وغیرہ کو اجنبی لوگوں کی ملاقات اور اُن کی بیمار پُرسی اور ولیمہ میں شامل ہونے کی اجازت نہ دے۔ اگر اُس نے اجازت دیدی۔ اور وہ چلی گئی۔ تو دونوں گنہگار ہونگے۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ اجازت کبھی چُپ رہنے سے بھی ہوتی ہے۔ اور چُپ رہنا بھی کہہ دینے کی مثل ہے۔ اِس لئے کہ بُری بات سے منع کرنا فرض ہے۔ خاموشی نیم رضا مشہور مقولہ ہے

اگر مجلس علم میں بلا رضامندی شوہر کی جانا چاہے۔ تو وہ نہیں جا سکتی۔ مگر ہاں اُسوقت جبکہ اُسے کوئی ایسا ضروری مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ جس کی اس کو سخت ضرورت ہے۔ اور خاوند پوچھ کر نہ بتلائے۔ تو پھر اُس کو بلا مرضی خاوند کے باہر جانے میں بلا اجازت گنجائش ہے۔ اس لئے کہ حاجت کی باتوں میں علم طلب کرنا ہر مُسلمان مرد اور مُسلمان عورت پر فرض ہے۔ پس خاوند کے حُکم پر یہ حق مقدم ہے۔

اگر خاوند کسی عالم سے دریافت کر کے اُس کو بتلا دے۔ تو پھر اُسے جانے کی اجازت نہیں گو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ لیکن چاہتی ہے۔ کہ مجلس علم میں اس لئے جائے۔ کہ وضو

اور نماز کے مسئلوں میں سے کوئی مسئلہ سیکھ لے۔ تو خاوند کو مسائل آتے ہوں۔ اور وہ اس کو بتلاتا رہتا ہو۔ تو اُسے جائز ہے کہ عورت کو منع کرے۔ اگر اُسے نہ آتے ہوں۔ تو بہتر یہ ہے کہ اُسے کبھی کبھی اجازت دیدے۔ اگر اجازت نہ دے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں۔

عورت کو باہر نکلنا درست نہیں۔ جب تک اُسے کوئی واقعہ پیش نہ آئے۔ اگر اپنے شوہر کے گھر سے بلا اس کی اجازت کے گئی۔ تو آسمان کا ہر ہر فرشتہ اور ہر ہر چیز جس پر اُس کا گذر ہوتا ہے۔ لعنت کرتی رہتی ہے۔ بجز انسان اور جن کے۔ حاصل یہ ہے۔ کہ اپنے شوہر کے گھر سے بلا اُس کی اجازت کے اُس کا نکلنا حرام ہے۔

جب اُس کی اجازت سے نکلے۔ تو چھپ کر بُری ہیئت بنا کر نکلے۔ اور خالی راہ ڈھونڈ کر جائے۔ نہ کہ سڑکوں اور بازاروں میں۔ اور خوشبو لگا کر بن سنور کے نہ جائے۔ اور نہ راستہ میں کسی آدمی سے باتیں کرے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے۔

رُوِیَ اَنَّ عُمَرَ رَاٰی اِمْرَاَۃً مَعَ رَجُلٍ یَتَحَدَّثَانِ فِی الطَّرِیْقِ فَضَرَبَہُمَا بِالدِّرَّۃِ فَقَالَ الرَّجُلُ ھِیَ اِمْرَاَتِیْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ لَوْ کَانَتْ اِمْرَاَتَکَ فَلِمَ لَمْ تُدْخِلْھَا فِیْ بَیْتِکَ حَتّٰی لَا یَتَّھِمُکَ اَحَدٌ فِی الطَّرِیْقِ۔

یعنی مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ دیکھا کہ دونوں راستہ میں باتیں کر رہے ہیں۔ پس آپ نے دونوں کو کوڑے لگائے۔ پس مرد نے کہا۔ اے امیر المؤمنین یہ میری عورت ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا۔ کہ اگر یہ تیری عورت تھی۔ تو اُس کو اپنے گھر میں کیوں نہ لے گیا۔ کہ راستہ میں کوئی تجھ کو تہمت نہ لگائے۔ (اسکی مثل تفسیر مظہری میں زیر آیت جلابیبھن ہے)

عورتوں کو قبرستان میں جانے کی ممانعت

عورتوں کو قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے چنانچہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے۔ کہ قاضی سے کسی نے عورت کے قبرستان جانے کے جواز کو پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔

لَا تُسْئَلْ عَنِ الْجَوَازِ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا وَ اِنَّمَا سُئِلَ عَنْ مِقْدَارِ مَا یَلْحَقُھَا مِنَ

یعنی ایسی بات کے جائز ہونے کو نہ پوچھو۔ اور یہ پوچھو۔ کہ اس پر کس قدر لعنت برستی ہے کیونکہ

اللّعْنِ۔ عورت جب نکلنے کی نیت کرتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کی لعنت میں آجاتی ہے۔ اور جب نکل کھڑی ہوتی ہے۔ تو ہر طرف سے اُس کے ساتھ شیطان ہو لیتے ہیں۔ اور جب قبر کے پاس آتی ہے۔ تو مُردہ کی روح اُس پر لعنت کرتی ہے اور جب لوٹتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کی لعنت میں رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچ جائے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

فِی الْخَبَرِ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ خَرَجَتْ اِلَی مَقْبَرَۃٍ تَلْعَنُھَا مَلَائِکَۃُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَتَمْشِیْ فِیْ لَعْنَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ دَعَتْ لِلْمَیِّتِ بِخَیْرٍ وَلَمْ تَخْرُجْ مِنْ بَیْتِھَا یُعْطِیْھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثَوَابَ حَجَّۃٍ وَّعُمْرَۃٍ۔

(مجالس الابرار)

یعنی جو عورت گورستان جانے کو نکلی۔ اُس پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی لعنت میں چلتی رہتی ہیں۔ اور جو عورت مُردہ کے لئے دُعائے خیر کرے۔ اور اپنے گھر سے نہ نکلے۔ اس کو اللہ تعالیٰ ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب دیتا ہے

(مجالس الابرار)

عَنْ سَلْمَانَ وَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذَاتَ یَوْمٍ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ عَلٰی بَابِ دَارِہٖ فَاَتَتْ فَاطِمَۃُ فَقَالَ لَھَا مِنْ اَیْنَ جِئْتِ؟ قَالَتْ خَرَجْتُ اِلٰی مَنْزِلَۃِ فُلَانَۃَ الَّتِیْ مَاتَتْ فَقَالَ ھَلْ ذَھَبْتِ اِلٰی قَبْرِھَا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ اَفْعَلَ شَیْئًا بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْکَ مَا سَمِعْتُ فَقَالَ لَوْ زُرْتِ قَبْرَھَا لَمْ تَرِیْحِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ ٥

(مجالس الابرار)

یعنی سلمان اور ابُوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے نکل کر اپنے گھر کے دروازے پر ٹھہر گئے کہ اتنے میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائیں آپ نے اُن سے فرمایا۔ کہاں سے آئی؟ عرض کیا کہ فلاں عورت کے گھر سے جو مر گئی۔ فرمایا کیا تو اُسکی قبر پر گئی تھی؟ عرض کیا۔ کہ خُدا کی پناہ۔ جو کچھ میں نے آپ سے سُنا ہے۔ اُس کے سُننے کے بعد ایسا کرتی۔ پس فرمایا کہ اگر تو اُس کی قبر پر جاتی۔ تو جنت کی خوشبو بھی نہ پاتی۔

(مجالس الابرار)

عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا ممنوع ہے

عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ خَرَجَ اِلٰی جَنَازَۃٍ فَرَاَی النِّسَاءَ یَتْبَعْنَ فَقَالَ لَھُنَّ اَتَحْمِلْنَ مَعَ مَنْ یَّحْمِلُ فَقُلْنَ لَا فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَتُصَلِّیْنَ مَعَ مَنْ یُّصَلِّیْ فَقُلْنَ لَا۔ فَقَالَ اِنْصَرِفْنَ مَاْزُوْرَاتٍ غَیْرَ مَاْجُوْرَاتٍ۔

یعنی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو ایک جنازہ کے ساتھ نکلے۔ دیکھا کہ عورتیں جنازہ کے پیچھے آرہی ہیں۔ پس اُن سے کہا کیا تم بھی سب کے ساتھ جنازہ اُٹھاؤ گی۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ پس آپ نے فرمایا۔ تو کیا سب کے ساتھ نماز پڑھو گی۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ پس آپ نے فرمایا۔ لوٹ جاؤ گنہگار ہو کر بے ثواب ہو کر۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا جائز نہیں۔ اور نہ ہی قبرستان کو جانا۔ بلکہ اس کو ضروری ہے کہ اپنے گھر کے اندر اپنا چرخہ لئے بیٹھی رہے۔ جب سے شوہر کے گھر آئی ہے۔ اُس وقت سے لے کر قبر میں جانے تک اپنے گھر سے بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے باہر نہ نکلے۔

ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ جس جگہ اُس کو نکلنے کی اجازت ہے۔ تو بناؤ سنگار نہ ہونے اور اِس طرح حالت بدل دینے کی شرط پر کہ مردوں کے دیکھنے اور اُن کی لگاوٹ کا سبب نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں فرمایا ہے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی (پ ۲۲ ع ۱)

یعنی اور قرار رکھو اپنے گھروں میں۔ اور اظہار کرتی نہ پھرو یعنی دکھاتی نہ پھرو۔ پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح۔

تبرج حسب بیان صحاح کے عورت کا اپنے سنگار اور خوبیوں کو مردوں کے سامنے ظاہر کرنا ہے۔ اور یہ جاہلیت کی عورتوں کی عادت تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو اُن کے ساتھ مشابہت کرنے سے منع کر دیا۔ اور اُن کو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔ اِس لئے عورت جب تک مردوں سے چھپی رہے گی۔ اُس کا دین بچا رہے گا۔

عورتونکو زیب و زینت کا لباس پہنکر مسجدوں میں آنیکی ممانعت

عورتوں کو زرق و برق لباس پہن کر مسجدوں میں آنا نہیں چاہیئے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ دَخَلَتْ امْرَأَةٌ مِّنْ مُّزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِي زِينَةٍ لَّهَا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّيْنَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسَاجِدِ فَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوْا حَتّٰى لَبِسَ نِسَاءُهُمْ

(ابن ماجہ)

یعنی ابن ماجہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ ایک عورت قبیلہ مزنیہ کی زیب و زینت کے لباس میں مٹکتی ہوئی مسجد میں آئی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجد وغیرہ میں مٹکنے سے روکو۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر اسوقت تک لعنت نہیں کی گئی۔ جب تک اُن کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجدوں وغیرہ میں مٹکنا اختیار نہیں کیا۔ اس حدیث سے عورتوں کو نمازوں کے لئے مسجدوں میں جانے کا حکم پایا جاتا ہے۔ لیکن فساد زمانہ کے باعث آثار صحابہ اور اقوال محققین میں ممنوع قرار دیا گیا۔

عورت کے متعلق فقہائے کرام کے فتاوٰی کا خلاصہ

(۱) عورت کا جہری نماز میں پکار کر قرأت کرنا جائز نہیں۔

(۲) عورت کا حج میں لبیک پکار کر کہنا جائز نہیں۔ (۳) اگر عورت مقتدی ہو۔ مثلاً اپنے زوج یا محرم کے پیچھے گھر میں نماز پڑھ رہی ہے۔ اور امام کو کچھ سہو ہو گیا۔ تو عورت کو زبان سے بتلانا جائز نہیں۔ بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مارے۔ تاکہ امام سُن کر سمجھ جائے۔ کہ میں کچھ بھولا ہوں۔ اور پھر سوچ کر یاد کر لے۔ (۴) جوان عورت کا نامحرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں۔ (۵) جب قرأت بالجہر اور تلبیہ بالجہر اور سہو امام کے وقت سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ دینا جیسا مرد مقتدی کہدیتا ہے۔ اور سلام جائز نہیں۔ تو بلا ضرورت کلام کرنا یا اشعار گانا یا خطوکتابت کرنا جو کلام سے زیادہ جذبات کو ابھار

میں ملا نیوالا ہے۔ یا اخباروں میں مضمون دینا جیساکہ اسوقت متعارف ہے۔ کہ اپنا پتہ اور نشان بھی لکھدیا جاتا ہے کیسے جائز ہوگا۔ (۶) اجنبیہ سے بدن دبوانا جائز نہیں ہے (۷) غیر محرم کا ہاتھ لینا جائز نہیں ہے۔ (۸) اجنبیہ کے بدن سے متصل کپڑے پر میلان نفس کے ساتھ نظر کرنا جائز نہیں۔ (۹) آئینہ یا پانی پر جو اجنبیہ کا عکس پڑتا ہو۔ اُس کا دیکھنا جائز نہیں۔ اس بناء پر اُسکا فوٹو دیکھنا جائز نہیں۔ (۱۰) اجنبی مرد کے سامنے کا بچا ہوا طعام عورت کو کھانا یا بالعکس مگر نفس کو اس میں لذت ہو تو مکروہ ہے۔ (۱۱) رضاعی بھائی اور داماد اور اسی طرح شوہر کا بیٹا گو یہ سب محارم ہیں۔ مگر فتنۂ زمانہ پر نظر کرکے اُن سے مثل نامحرم کے پردہ کرنا ضروری ہے۔ (۱۲) عورت کے بال اور ناخن گو بدن سے جُدا ہو گئے ہوں۔ اُن کا دیکھنا جائز نہیں۔ (۱۳) اجنبی عورت کے تذکرے سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں۔ (۱۴) اجنبیہ کے تصور سے لذت لینا حرام ہے۔ (۱۵) اگر اپنی بیوی سے متمتع ہو۔ اور اجنبیہ کا تصور کرلے۔ وہ بھی حرام ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ ایک حدیث کی رُو سے شیطان کا جال ہے۔ جال سے جس قدر احتیاط ضروری ہے۔ اسی قدر اس سے۔

گفت ابلیس لعیں داداررا ؛ دام زفتے خواہم ایں اشکاررا

باب چھٹا

عورتوں کے سر کے بال کٹوانے کا فتویٰ

بعض دُنیا پرست مولوی اخباروں میں اور عام جلسوں میں علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ عورتوں کو مردوں کی طرح کانوں کی لوتک بال رکھنا ازواجِ مطہراتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت ہے۔ چنانچہ وہ اپنے دعوے میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ اور اس کا جو ترجمہ کرتے ہیں۔ وہ بھی ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ اَنَا وَاَخُوْھَا مِنَ الرَّضَاعَۃِ فَسَاَلَھَا عَنْ غُسْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَۃِ

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں اور حضرت عائشہ کا ایک رضاعی بھائی اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (دوسرے ہمراہی نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ قَدْرَ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا سِتْرٌ فَأَفْرَغَتْ عَلٰى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذْنَ مِنْ رُؤُسِهِنَّ حَتّٰى تَكُوْنَ كَالْوَفْرَةِ ۔ (رواہ مسلم)

کے غسل جنابت کے متعلق (حضرت عائشہ سے) سوال کیا پس انہوں نے ایک برتن بمقدار صاع منگوایا۔ پھر غسل کیا۔ اور ہمارے اور اُن کے درمیان پردہ تھا۔ آپ نے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں اپنے سر کے بال کاٹ لیتی تھیں حتّٰی کہ وہ کانوں کی لَو تک علیحدہ رہ جاتے (اُسکو مسلم نے روایت کیا ہے)

جواب اوّل یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الغسل میں بروائیت عبد الصمد آئی ہے جس میں یہ آخری جملہ (زیر بحث) نہیں ہے۔ اور مسند احمد حنبل جلد ۶ میں یہ حدیث مرقوم ہے۔ اس میں بھی یہ جملہ نہیں ہے۔ اور نسائی شریف میں بروائیت خالد بن حارث یہ حدیث آئی ہے۔ اُس میں بھی یہ جملہ نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ جملہ شاذ ہے۔ عبد الصمد اور خالد اعلیٰ ثقہ ہیں۔ وہ اس جملہ کو ذکر نہیں کرتے۔

دوم۔ حدیث صحیح مسلم میں عبید اللہ بن معاذ متکلم فیہ ہے جن کو ابن معین فرماتے ہیں۔ لَيْسَ بِشَيْءٍ۔ کہ یہ کچھ نہیں۔ چنانچہ تہذیب التہذیب میں ہے۔

قال ابراهيم بن جنيد عبيد اللّٰه بن معاذ العبرى ليس من اهل الحديث وليس بمشهور ۔

یعنی ابراہیم بن جنید نے کہا۔ کہ عبید اللہ بن معاذ عبری محدثین سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ مشہور ہے۔

معلوم ہوا۔ کہ خالد اور عبد الصمد جو اوثق اور احفظ ہیں۔ وہ اِس جملہ کو روایت نہیں کرتے۔ اور عبید اللہ بن معاذ جنکو ابن معین لیس بشیءٍ فرماتے ہیں وہ ذکر کرتے ہیں۔ اور ثقہ کی وہ زیادت جو اوثق و احفظ کے خلاف ہو۔ شاذ ہوتی ہے۔ (کتب اصول)

سوم۔ یہ حدیث دیگر احادیث کے مقابلہ میں جن میں عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے ممانعت پائی جاتی ہے۔ شاذ ہے۔ اور وہ شاذ روایت جس کے مقابلے میں اس سے زیادہ حافظ اور ضابط راوی اسکے خلاف بیان کرتے ہوں۔ اور یہ اُن کی مخالفت میں تنہا

ہو۔ مردود ہوتی ہے۔ اس حدیث کو اس امر کے لئے بطور استدلال پیش کیا جاتا ہے۔ جو بعض دُنیا پرست مولویوں نے اخبارات میں نصب العین بنا لیا ہے کہ کانوں کی لَوتک مثل مردوں کی ازواج مطہرات اپنے بالوں کو رکھتی تھیں۔ تو یہ مخالفت اُن راویوں کی ہے جو اِن سے زیادہ ضابط اور عادل اور ثقہ ہیں۔ جو یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ۔ یعنی اللہ کی لعنت ہو۔ اُن مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں۔

چہارم۔ اس حدیث میں دو لفظ مشترک المعنی ہیں۔ اوّل لفظ اَخَذَ۔ دوم لفظ وَفْرَۃ۔ چنانچہ صراح اور منتہی الارب میں ہے۔ یُقَالُ اَخَذْتُ الشَّیْئَ۔ گرفتم آنچیز را۔ ویُقَالُ فلان اٰخِذٌ بِہٖ یعنی گیرندہ است۔ ویُقَالُ اَخَذَ الشَّارِبَ برید موئے بروت را۔ غرض اخذ کے اور بھی معنی ہیں۔ مگر حدیث زیر بحث میں انہی تین معنوں میں سے ایک بن سکتے ہیں۔ ایک بالوں کا کاٹنا۔ دوسرا بالوں کو کسی چیز سے باندھ لینا۔ اور کسی تاگے سے قید کر لینا۔ دوسرا لفظ وفرہ بھی مشترک ہے۔ چنانچہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔ وفرہ لمّہ سے بہت زیادہ اور بھرے ہوئے سر کے بالوں کو کہتے ہیں۔ اور بقول اصمعی لمّہ اُن بالوں کو کہتے ہیں۔ جو دونوں کندھوں سے لگتے ہوئے ہوں۔ اس صورت میں وفرہ وہ بال ہوئے۔ جو کندھے سے نیچے تک ہوں۔ اور علاوہ اصمعی کے دوسروں نے کہا ہے۔ کہ وفرہ اُن بالوں کو کہتے ہیں۔ جو لمّہ سے کم ہوں۔ یعنی کندھوں سے اونچے رہیں۔ اور منتہی الارب میں ہے۔ وفرہ بالفتح موئے مجتمع بر سر یا موئے تا نرمہ گوش۔ لہٰذا اگر حدیث کے معنی یہ کئے جائیں۔ کہ ازواج مطہرات اپنے سر کے بالوں کو اتنا کاٹتی تھیں۔ کہ مثل وفرہ کی کانوں کی لَوتک رہ جاتے۔ تو پھر عورتوں کے لئے مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے سے اجتناب کہاں رہا۔ کیونکہ کانوں کی لَوتک بال مردوں سے مخصوص ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکثر کانوں کی لَوتک بال رکھتے تھے۔ اور زیادہ سے زیادہ کندھوں تک۔ لہٰذا مردوں کو کانوں کی لَوتک سر کے بالوں کا رکھنا سنت ہُوا۔ اور زیادہ سے زیادہ کندھوں تک۔ اور اس سے زیادہ لمبے بال رکھنے

سے مردوں کے لئے حضرت نے کراہیت کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ لَوْ لَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَ إِسْبَالُ إِزَارِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ إِلٰى أُذُنَيْهِ وَ رَفَعَ إِزَارَهٗ إِلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ (رواہ ابو داؤد)

ابوداؤد میں مروی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خریم اسدی اچھے آدمی ہیں مگر اُن کے بال لمبے نہ ہوتے اور تہبند لٹکا ہُوا نہ ہوتا۔ (یعنی ٹخنے سے نیچا) یہ خبر جب خریم کو پہنچی۔ تو انہوں نے اپنے بالوں کو چھری سے کاٹ کر کانوں تک کر لیا۔ اور تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا۔

جب یہاں تک مردوں کو عورتوں کی مشابہت سے اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع فرمایا، تو ازواج مطہرات کے ساتھ عالم تو کہاں کوئی جاہل بھی ایسا خیال نہیں کر سکتا کہ وہ مردوں کی طرح کانوں کی لَو تک بال رکھا کرتی تھیں۔ اور مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا کر کے (نعوذ باللہ) مستحق لعنت بنتی تھیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (رواہ البخاری)

یعنی صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت ہو اللہ کی اُن مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں۔ اور اللہ کی لعنت ہو اُن عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت حاصل کریں۔

پنجم۔ حدیث میں لفظ کالوفرہ ہے۔ جس کے معنے ہیں کہ بال مثل وفرہ کے ہو جاتے ہیں۔ کاف تشبیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ازواج مطہرات کے بال بالکل وفرہ نہیں بن جاتے تھے۔ بلکہ وفرہ کی طرح ہو جاتے تھے۔ اور وہ اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ بالوں کو سر کے اوپر اکٹھا کر کے باندھ دیا جاتا تھا۔ جو وفرہ کی شکل بن جاتے تھے۔

قاموس اور اقرب الموارد میں وفرہ کے معنی الشعر المجتمع علی الرأس بھی لکھے ہیں وفرہ وہ بال ہیں۔ جو سر کے اُوپر اکٹھے کئے جائیں۔ یعنی ازواج مطہرات سر کے بالوں کو سر پر اکٹھا کر دیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ وفرہ کی مثل ہو جاتے۔ ان معنوں کی تائید حدیث عائشہ

رضی اللہ عنہا اجرت داسی اجاراشد یدا سے بھی ہوتی ہے جس کا ترجمہ مجمع البحار اور صراح سے نیچے لکھا گیا۔

علاوہ اس کے اگر اخذ کے معنی کاٹنے ہی کے لئے جائیں۔ تو لفظ وفرہ کے معنی وہی لئے جائیں گے۔ جو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کئے ہیں۔ کہ وفرہ لمۃ سے یعنی کندھے تک کے بالوں سے بہت زیادہ نیچے ہوتے ہیں۔ تاکہ مردوں کے بالوں سے مشابہت نہ ہو۔ اور نسبت ارتکاب ایسے فعل کی جو خدا اور رسول کی لعنت کا موجب ہو۔ ازواج مطہرات کی طرف لازم نہ آئے۔ مگر اس صورت میں اُنگل دواُنگل بال کاٹنے کی نسبت ازواج مطہرات کی طرف کرنا بے سود معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ احرام سے حلال ہونے کے وقت بھی عورتوں کو بالوں کا کٹوانا اگرچہ واجب ہے۔ اور منڈوانے کی قطعاً ممانعت۔ مگر وہ بھی اُنگل دواُنگل سے زیادہ کٹوانا منع ہے چنانچہ بحرالرائق۔ ہدایہ اور عنایہ وغیرہ میں ہے۔

وَالتَّقْصِيْرُ اَنْ يَّاْخُذَ مِنْ رُّؤُوْسِ شَعْرِهٖ مِقْدَارَ الْاَنْمُلَةِ ۔ (ہدایہ) قَوْلُهٗ مِقْدَارَ الْاَنْمُلَةِ قِيْلَ هٰذَا التَّقْدِيْرُ مَرْوِيٌّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يُعْلَمْ فِيْهِ خِلَافٌ ۔ (عنایہ)

یعنی شرعاً تقصیر اس کو کہتے ہیں۔ کہ بالوں کے سرے سے ایک دواُنگل بال کاٹ دیئے جائیں۔ یعنی تقصیر کے یہ معنے کہ ایک دو انگل بال کاٹے جائیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اور اس میں آجتک کسی کا اختلاف نہیں ہوا۔

مگر حج میں تو قصر رکن حج قرار دیا گیا۔ علاوہ حج کے ازواجِ مطہرات کو اتنا قصر کرانے سے کیا فائدہ تھا۔ کہ عبث فعل کا ارتکاب کرتیں۔

اس حدیث کی صحیح تاویل یہی ہو سکتی ہے۔ کہ اخذ کے معنی بند گرفتن کے لئے جائیں اور وفرہ کے معنی موئے مجتمع کے۔ پھر حدیث کے یہ معنی ہونگے۔ کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کی جدائی کے غم میں جو دلیل کمال ایمان کی ہے۔ ازواج مطہرات نے کنگھی چوٹی مینڈھی گوندھنے کے ساتھ زیب وزینت چھوڑ دی تھی۔ اور بالوں کو یونہی باندھ لیا کرتی تھیں جس سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ سر پر بال مجتمع ہو رہے ہیں۔ جن کے غسل میں نہ کھولنے کیضرورت

ہے۔ اور نہ انگلیوں سے جڑوں تک پانی پہنچانے کی حاجت۔

فقہ کی کتابوں میں بال کاٹنے کی ممانعت صراحت سے پائی جاتی ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے۔ وفیہ قطعت شعر رأسها اثمت ولعنت زاد فی البزازیۃ وان باذن الزوج لانہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی المؤثر التشبیہ بالرجال۔

یعنی (اور اسی در مجتبیٰ) میں ہے۔ کہ اگر کاٹے عورت نے بال سر اپنے کے۔ تو وہ گنہگار بھی ہوئی اور ملعون بھی۔ بزازیہ میں اتنا زیادہ ہے کہ اگرچہ خاوند کی اجازت سے کاٹے تو بھی ملعون ہوگی۔ اس واسطے کہ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی تابعداری جائز نہیں۔ اور گناہ کی علت مردانی وضع بنانا ہے۔ کہ عورت کو بال کاٹنے سے مردوں کیساتھ مشابہت ہوگی۔

ازواج مطہرات کا سر کے بالوں کو نہ کٹوانا

ازواج مطہرات سروں کے بال نہیں کٹواتی تھیں۔ چنانچہ ذیل کی متعدد احادیث شریف سے ثابت ہوتا ہے۔

(۱) صحیح مسلم میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِنِّی امْرَأَۃٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِی اَفَاَنْقُضُہٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَۃِ یعنی میں سر کے بالوں کو سخت گوندھتی ہوں۔ تو کیا جنابت کے غسل کے لئے کھول لیا کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ نہیں تجھے کافی ہے۔ کہ دونوں ہاتھوں کی لپیں پانی سے پُر کرکے تین بار سر پر ڈالے۔ پھر سارے بدن پر پانی بہائے۔ تو پاک ہو جائے گی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا اگر سر کے بال کٹوایا کرتیں۔ تو نہ گوندھنے کی ضرورت ہوتی نہ کھولنے کی۔ پھر تو مردوں کی طرح بال کھلے رہتے۔ تو آپ کو یہ مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ معلوم ہوا۔ کہ آپ کے سر کے بال لمبے ہوتے تھے۔ جسے آپ سخت گوندھ دیتی تھیں تو آپ کو غسل کے لئے اس مسئلے کے دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی۔ کہ بالوں کو کھول لیا کروں یا نہ۔ چونکہ حضرت کو معلوم تھا۔ کہ بغیر کھولنے کے ان کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ کھولنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) مسند احمد حنبل جلد ۶ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ایھا الناس فرمایا۔ میں اسوقت سر کے بالوں کو کنگھی کر رہی تھی۔ میں نے یہ آواز سن کر بالوں کو لپیٹا۔ اور میں دروازے کے قریب ہو کر سننے لگی۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا۔ کہ آپ بال نہیں کٹواتی تھیں ورنہ لَفَفْتُ شَعْرِیْ صحیح نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ کانوں تک بال کٹایا کرتیں۔ تو پھر ان کا لپیٹنا کس طرح متصور ہوسکتا ہے۔

(۳) نسائی شریف میں مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ اِنْقَضِیْ رَاْسَکِ وَامْتَشِطِیْ یعنی سر کو کھولو۔ اور کنگھی کرو۔

(۴) ابن ماجہ میں یہ الفاظ ہیں۔ اِنْقَضِیْ شَعْرَکِ وَاغْتَسِلِیْ۔ یعنی بال کھولو اور غسل کرو۔

معلوم ہوا۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بال بھی گوندھے ہوئے تھے۔ جن کے کھولنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ اگر بال کانوں تک ہوتے۔ تو اِنْقَضِیْ شَعْرَکِ کا ارشاد کیسے صحیح ہوسکتا تھا۔

(۵) دار قطنی میں جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے ہمراہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کے پہلے نماز کا سا وضو کرتے پھر تین بار بدن پر پانی بہاتے۔ وَنَحْنُ نُفِیْضُ عَلٰی رُءُوْسِنَا خَمْسًا مِنْ اَجْلِ الضَّفْرِ۔ یعنی اور ہم اپنے سروں پر مینڈھیوں کے سبب پانچ بار پانی ڈالتے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بال لمبے تھے۔ جو گوندھے ہوئے تھے۔ اگر کانوں تک ہوتے۔ تو پانچ بار پانی ڈالنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

(۶) مسند احمد میں مروی ہے۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اَجْمَرْتُ رَاْسِیْ اِجْمَارًا شَدِیْدًا یعنی میں سر کے بالوں کو خوب مضبوط باندھا کرتی تھی۔ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَۃُ اَمَا عَلِمْتِ اَنَّ عَلٰی کُلِّ شَعْرٍ جَنَابَۃً۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ اے عائشہ کیا تو نہیں جانتی کہ ہر بال پر

جنابت ہے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہُوا۔ کہ بال کٹائے ہوئے نہ تھے۔ ورنہ اجار شدید متصور نہیں ہو سکتا۔

صحابیات کا سر کے بالوں کو نہ کٹوانا

تمام صحابیات کے بال بھی کٹے ہوئے نہ تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی۔ کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عورتوں کے غسل کے وقت بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ پر تعجب ہے۔ کہ وہ بالوں کے کھولنے کا حکم دیتا ہے۔ الحدیث۔

اس حدیث سے معلوم ہُوا۔ کہ تمام صحابیات کے سروں کے بال بھی گوندے ہوئے تھے۔ ورنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بالوں کے کھولنے کا حکم نہ دیتے۔

صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دختر کو غسل دے رہی تھیں۔ پھر فرماتی ہیں۔ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ۔ یک روایت میں ہے۔ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ اثلاث قرنيها د ناصيتها۔ صحیح بخاری اور مسند احمد کی روایت میں بعد ثلاثۃ قرون کے وَاَلْقَيْنَا خَلْفَهَا بھی آیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ثَلَاثَةُ قُرُوْنٍ اَيْ ثَلَاثُ ضَفَائِرَ۔ یعنی ہم نے حضرت کی صاحبزادی کے بالوں کو تین گیسو کیا۔ اور اُن کی پُشت کے پیچھے ڈال دیا۔ مُلا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں۔ خَلْفَهَا اَيْ وَرَاءَ ظَهْرِهَا۔

اس سے بھی معلوم ہُوا۔ کہ بال لمبے تھے۔ ورنہ تو ضفائر بن سکتے نہ پُشت کے پیچھے ڈالے جا سکتے۔ معلوم ہُوا۔ کہ بال کٹائے ہوئے نہ تھے۔

ابُو داؤد میں مروی ہے۔ کہ ایک عورت نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر ایک مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ وَاغْمِزِيْ قُرُوْنَكِ عِنْدَ كُلِّ حَفْنَةٍ۔ یعنی ہر بار دونوں ہاتھوں سے پانی ڈالنے کے وقت اپنے گیسوؤں کو خوب دبا کر ملو۔

اس حدیث سے معلوم ہُوا۔ کہ عورتوں کے گیسو و ضفائر ہوتے تھے۔ کٹوایا نہیں کرتی تھیں

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ المعروف ان نساء العرب انما کن یتخذن القرون والذوائب۔ (نووی) یعنی مشہور یہی ہے۔ کہ عرب کی عورتیں قرون وذوائب دلبے لمبے گیسو) رکھا کرتی تھیں۔

الحاصل مذکورہ بالا روایات صحیحہ سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگیا۔ کہ ازواجِ مطہرات اور صحابیات سر کے بالوں کو ہرگز کترواتی نہیں تھیں۔ اور جس روایت سے مخالفین استدلال کرتے ہیں وہ سراسر غلط اور محض دھوکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان غلط کار لوگوں کو رُشد و ہدایت بخشے۔ تاکہ وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

اِلتماسِ مؤلف اہلِ علم کی خدمت اقدس میں نہایت ادب کے ساتھ میری یہ ناچیز درخواست ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں کہیں غلطی یا سہو پائیں۔ تو راقم الحروف یا مشتہر کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ طبعِ ثانی میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔ کہ سہو و خطا لازمۂ بشریت ہے۔

دُعا بدرگاہِ ربُّ العٰلمین یا الٰہ العالمین اپنے حبیب پاک کی طفیل اس کتاب کے پڑھنے والے۔ سُننے والے۔ مشتہر کرنے والے۔ تصحیح کرنے والے۔ ترمیم کرنے والے اور لکھنے والے کو اُس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ ان کے عمل کے صدقے راقم الحروف اور اس کے والدین کی مغفرت فرما۔ اور خاتمہ بالخیر کر۔ نیز میرے لختِ جگر فرزند ارجمند سعادت مند محمد بشیر ایم۔ اے کو جمیع حوادثِ روزگار سے محفوظ و مصئون رکھ۔ دین و دنیا میں اس کو سرسبز اور شاداں کر۔ اور سلف صالحین کا متبع اور شریعت شریفہ کا پابند کر۔ گمراہ فرقوں۔ اور بدصحبتوں سے بچائے رکھ۔ اور اس کو اپنا مقبول بندہ بنالے۔ آمین۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

تمت

ابوالبشیر محمد صالح مولوی بن مست علی مرحوم میترانوالی

ضلع سیالکوٹ

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
محدث علی پوریؒ
فرمایا کرتے تھے۔

کہ اپنی لڑکیوں کو
سکولوں میں بھیجنے کی بجائے
چکلوں میں بھیج دو

حوالہ از کتاب کالج اور لڑکی
مولانا فیض احمد اویسی

کالج اور لڑکی

مکتبہ غوثیہ ہول سیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

فقیر کی یہ تصنیف ایسی ہے کہ جیسے میلوں آگ کے بھڑکتے شعلوں میں ایک چھینٹا۔ لیکن اپنے مالک کریم کے فضل و کرم سے مایوس نہیں ہوں کہ وہ کریم اس چھینٹے سے کسی حصّہ کو تو فائدہ پہنچائے گا۔ نیز ممکن ہے کہ اس سے بھڑکتے شعلے بجھ جائیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ فقیر کی اس کاوش سے استفادہ نہ فرمائیں تو ناراض بھی نہ ہوں۔ کیونکہ ہم نے اپنی ڈیوٹی دینی ہے اور حتی الامکان اسے اہل اسلام تک پیغام پہنچا دیا ہے۔ مولیٰ کریم بطفیل حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے قبول فرما کر عوام کیلئے مشعل راہ اور فقیر کیلئے توشہ راہِ آخرت بنائے۔ آمین

بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ‘ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

اجازت نامہ

امابعد! فقیر نے تیس سال پہلے اس رسالہ کو مرتب کیا۔ اس لئے اس میں اخبارات و دیگر مواد اس سال کے مطابق ہے۔ لیکن وسائل کی کمی نے اسے تیس سال انتظار کے کڑوے گھونٹ پلائے ایک عزیز نے اس کی اشاعت کیلئے حامی بھری، خوشی ہوئی لیکن افسوس اسی خوشی نے دو سال مزید پہلے سے زیادہ کڑواہٹ میں مبتلا رکھا۔

عزیزم مفتی محمد رفیق احمد درانی مدظلہ کا درمیان میں واسطہ نہ ہوتا تو ممکن ہے اصل مسودہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو خوش رکھے کہ انہوں نے مسودہ کی جان بچا کر باامن و سلامتی اصل مسودہ فقیر کے سپرد فرمایا۔ ادھر عزیزم حاجی محمد اسلم صاحب قادری اویسی۔ عزیزم الحاج محمد احمد قادری عطاری سلمہما اللہ کے تقاضے در تقاضے تھے۔ اللہ تعالیٰ عزیزانِ محترم کو سدا سلامت رکھے کہ یہ حضرات فقیر کی ہر تصنیف کو جلد از جلد منظر عام پر لانے کی سعی فرماتے ہیں۔ فجزا کھما اللّٰہ خیرا الجزاء ان کے ساتھ ہی عزیزم فاضل مولانا قاسم صاحب قادری مالک مکتبہ غوثیہ ہول سیل نزد پرانی سبزی منڈی محلہ فرقان آباد کراچی باب المدینہ بھی اشاعت کیلئے کمر بستہ ہوگئے۔

فقیر نے عزیزانِ گرامی سے اجازت لے کر تصنیف ھذا حضرت علامہ مولانا محمد قاسم قادری عطاری ہزاروی مدظلہ العالی کے سپرد کر دی اور ان پر اعتماد بھی ہے کہ انہوں نے فقیر کے متعدد رسالے مثلاً امام حرم اور ہم، دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم شائع فرمائے اور نہایت ہی خوش اسلوبی اور محنت سے کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقیر کے رسائل بالخصوص اور ان کی دیگر مطبوعات کے تھوڑے دِنوں میں کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ بلکہ غیر ممالک سے (عربی، انگریزی، اُردو) خطوط مبارک باد کے پہنچ رہے ہیں۔

فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکتبہ غوثیہ ہول سیل کو دِن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین) اور اس فقیر کی سعی قبول فرمائے فقیر اور ناشرین کیلئے توشہ آخرت اور عوام اہلسنّت کیلئے مشعلِ راہِ ہدایت بنائے (آمین) بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

باب المدینہ کراچی مکان حاجی بشیر احمد صاحب قادری

پیش لفظ

فقیر جب دیہاتی زندگی گزار رہا تھا تو قطعی طور پر اس معاملہ سے بے خبر تھا کہ اُمراء و علماء و مشائخ کی بہو بیٹیاں کالج جیسے گندے ماحول کو جاتی تک نہ ہوں گی۔ کیونکہ میرے تصوّر میں ابھی تک وہ نظارہ نہیں بھولا جب بزرگانِ دین کے اعراس کی تقاریب وغیرہ کیلئے ان کے آستانوں پر حاضری دینے کو صاحبزدگان کی مستورات کو جب کہیں جانا ہوتا تو تمام تمام آستانوں کے جوان بوڑھے بچے کہیں دُور پھینک دیئے جاتے۔ جب تک کہ وہ مستورات کو کوسوں دور اور وہ بھی تانگے کو باہر سے بیشمار کپڑوں سے محفوظ کر کے لے جاتے تب کہیں ہمیں باہر نکالا جاتا۔ اسی طرح نوابانِ بہاولپور کی کیفیت تھی۔ لیکن جب سے شہری زندگی کا موقعہ ملا تو کالے نیلے برقعے بازار کے ہر دو کناروں کو پُر کر کے چلتے ہوئے نظر آئے۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ نہ صرف مسلمانوں کی بہو بیٹیاں ہیں بلکہ ہمارے امیر خاندانوں کی لڑکیاں اور پھر علماء و مشائخ کی صاحبزادیاں ہیں۔ جو بڑے زور سے قہقہہ لگاتی ہوئی کالج، اسکول کو بھاگتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہ نکلے۔ جگر کا خون دِل کو چیرتا ہوا نیم جان ہو کر رہ گیا کہ ہائے یہ ہیں ہمارے مسلمان!

ویسے دَورِ حاضر میں شریعت مطہرہ کے ہر معاملے کے متعلق مسلم قوم برسرِ پیکار ہے کہیں داڑھی کا مذاق اُڑایا جاتا ہے کہیں نماز پر پھبتیں اُڑائی جاتی ہیں کہیں کچھ کہیں کچھ۔

ان سب امور کا فرداً فرداً علاج مشکل ہے۔ نبض شناس طبیب حاذق حکیم ہمیشہ سے بیماری کے اصل مادہ فاسدہ کو دُرست کرنے کی تدبیر سوچتا رہتا ہے۔ اس ناقص نے قوم کی تمام بیماریوں کا مرکز کالج، سکول، سینما کے گندے ماحول کو سمجھا ہے۔ اُمید ہے کہ دانشورانِ قوم اور باسمجھ حضرات میری تائید کریں گے۔

پھر اس گندے ماحول میں لڑکی کی تعلیم حاصل کرنے اور پرورش پانے سے بہت زِیادہ مواد خراب ہوگئے اگر قوم ٹھنڈے دِل سے سوچنے کی زحمت گوارہ کرے تو معاشرہ کی تقدیر بدل سکتی ہے ورنہ مشکل ہے۔

اس لئے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو لکھنا سکھانے سے منع فرمایا ہے لیکن آج کل کا مسلمان اپنے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے سراسر خلاف فرنگی تہذیب سے مرعوب و متاثر ہو کر اسی قلمی تعلیم کیلئے اپنی نوجوان لڑکیوں کو اسکولوں کالجوں میں پڑھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا اور اتنا بھی نہیں جانتا کہ عورت کا باہر نکلنا ہی فتنہ و خطرہ کا باعث اور شیطان کے شکار کا آسان ترین ذریعہ ہے اور گھر سے باہر نکلنے والی عورت خصوصاً ناز و ادا سے کتابیں اٹھائے نوجوان طالبہ کا شیطان کی زد سے بچ نکلنا بہت مشکل ہے۔ نیز جب عورت کا نماز جیسی مہتم بالشان عبادت کیلئے مساجد میں آنا بند ہے تو قلمی تعلیم و انگریزی پڑھائی کیلئے اس کا اسکول کالجوں میں جانا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟

کاش طالبات کے والدین کو یہ معلوم ہو کہ اپنی بیٹیوں کی زندگی سنوانے کے خیال خام سے جو انہیں حصولِ تعلیم کیلئے اسکولوں کالجوں میں بھیجتے ہیں، انہیں اسکول و کالج آنے جانے کے وقت عموماً زہر آلود، ہوسناک اور حیا باختہ نظروں کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ مغرب زدہ نوجوان وفلم زدہ اوباش لڑکے ان کا تعاقب کرتے اور ان پر آوازیں کستے ہیں اور انہیں گھورنا اور چھیڑنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسکولوں کالجوں میں انہیں مغرب زدہ استانیوں اور پروفیسروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جس کے باعث طالبات میں ذِہنی آوارگی و بے پردگی پیدا ہوتی ہے اور بے پردگی و آزادی۔لڑکوں سے ملاقات ورقعہ بازی سینما دیکھنا اور فحش ناول و رسائل پڑھنا ان کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات وہ طالبہ سے طوائف بن جاتی ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

پچھلے دِنوں طوائفوں کے ایک وفد نے وزیر قانون سے ملاقات کے دَوران کہا کہ وہ اگر چاہیں تو ٹیڈی لباس پہن کر اور کتابیں ہاتھ میں لے کر (طوائف) سے زِیادہ باعزّت کاروبار جاری رکھ سکتی ہیں۔ (کوہستان 12-1-1960)

طوائفوں نے اپنے اس جملہ میں حیا باختہ طالبات پر جو بھرپور طنز کیا ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ اعلانیہ چکلے اٹھائے جانے سے پہلے طوائفوں کی طرف سے ایک یہ بات بھی سننے میں آئی ہے کہ طالبات نے ہمارا کاروبار مندا کرادیا ہے اور انارکلی لاہور میں ایک شخص نے جب پڑھی لکھی مہذب خواتین و طالبات کی شوخی و بے پردگی کو دیکھا تو وہ اپنے ساتھی سے پوچھنے لگا کہ کیا یہ بازارِ حسن ہے؟ ساتھی نے کہا، نہیں جی، یہ انارکلی ہے۔ شخص مذکور نے کہا کہ ان نام نہاد تعلیمیافتہ و حیا باختہ لڑکیوں کی موجودگی میں بازارِ حسن و انارکلی میں کونسا فرق باقی رہ گیا ہے۔

ویسے بھی یہ ایک ظاہر حقیقت ہے کہ جو نوجوان و خوبصورت طالبات ناز و ادا سے کتابیں اٹھائے ہوئے پُرکشش و جاذب نظر رنگین لباس و فیشنی برقعوں اور ٹیڈی لباس و نائیلون کے دوپٹوں میں ملبوس اسکولوں اور کالجوں میں جاتی ہیں۔ ان کا مقصد اپنے حسن و آرائش کی نمائش اور مردوں کو اپنی طرف مائل و متوجہ کرنے کے سواء اور کیا ہوسکتا ہے؟ اور جب ان کی طرف سے دعوت نظارہ اس طرح عام ہوگی تو دوسری طرف سے دعوت نظارہ اس طرح عام ہوگی تو ان کے ہم جنس مغرب زدہ طلباء نوجوانوں کی طرف سے اس پر لبیک کیوں نہ کہا جائے گا اور پھر اس دعوت لبیک کے امتزاج سے دوستانہ و برادرانہ اغوا و فرار اور زِنا و بدکاری کا بازار کیسے گرم نہ ہوگا۔ بہر حال طوائفوں کے قول کے مطابق طالبات کا ٹیڈی لباس پہننا اور دو کتابیں ہاتھ میں پکڑنا ناز و ادا سے نکلنا بھی چکلہ ہی کی ایک قسم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ طوائف کا اعلانیہ چکلہ اور کاروبار بدنام ہے۔ جبکہ حیا باختہ طالبات کا پرائیوٹ چکلہ و کاروبار مہذب و باعزت ذریعہ ہے اور اس پر نئی روشنی اسکول و کالج کی تعلیم کی مہر لگی ہوئی ہے۔ (ولاحول ولاقوۃ الاباللہ)

تحقیقی رپورٹ

یہ تو طوائفوں کے ایک بیان کے متعلق گفتگو تھی اور اگرچہ طالبات کی موجودہ بے پردگی اور آزادی کے پیش نظر اسے جھٹلانا آسان بات نہیں ہے۔لیکن پھر بھی چونکہ یہ طوائفوں کا بیان ہے اس لئے اس پر کسی کا شبہ کرنا بھی کچھ بعید نہیں۔لہٰذا ہم قوم کو متوجہ کرتے ہیں اور ان کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی غرض سے طوائفوں کے بیان سے ہم باوثوق تحقیقی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ کاش اس رپورٹ سے قوم کی آنکھیں کھل سکیں۔

روزنامہ کوہستان لاہور رقمطراز ہے کہ طوائفوں کی بحالی کے سلسلے میں معاشرتی بہبود سے وابستہ ماہرین نے جو رپورٹ تیار کی ہے اس کے بعض پہلو بہت چونکا دینے والے ہیں۔مثال کے طور پر اس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی شامل ہے کہ لاہور کے اور دوسرے بڑے شہروں میں بعض ایسے قحبہ خانے بھی ہیں جنہیں غیر ملکی سرمایہ دار اور بااثر پاکستانی چلارہے ہیں۔ان کے علاوہ بعض طالبات، استانیوں، ٹیلیفون آپریٹر خواتین اور خانہ دار عورتیں بھی اسے پارٹ ٹائم کاروبار کے طور پر چلارہی ہیں۔ (12.1.60)

یوں تو مذکورہ رپورٹ کے سبھی حصے تشویشناک اور قابل غور ہیں۔لیکن چوں کے طالبات کا معاملہ زیادہ نازک وخطرناک ہے اور قوم میں اس وقت انگریز کی نقل میں لڑکیوں کو اسکولوں کالجوں میں پڑھنے کا رجحان بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے اور انہی طالبات نے کل قوم کے بچوں کی مائیں بننا ہے۔اس لئے طالبات سے متعلق رپورٹ کا حصہ سب سے زیادہ غور وتوجہ کا مستحق ہے۔ یہاں تک کہ استانیوں، ٹیلیفون آپریٹروں و مغرب زدہ خانہ دار عورتوں کی بہ نسبت بھی طالبات کا معاملہ زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ استانیوں ٹیلیفون آپریٹروں قسم کی دیگر عورتوں کا سلسلہ بھی طالبات کی منزل سے گزر کی ہی قائم ہوتا ہے۔ اس لئے طالبات کی نسبت اس قسم کی عورتوں کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔

اس رپورٹ کے علاوہ بھی بعض اوقات ایسی خبریں منظر عام پر آتی رہتی ہے۔جن سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ مغرب زدہ نام نہاد استانیوں کے متعلق بڑے آدمیوں کی خوشنودی کیلئے نہ صرف خود ان کی ہوس کا نشانہ بنتی ہیں۔ بلکہ طالبات کو بھی بطور تحفہ ان کے حضور پیش کرتی ہیں اور غور کیا جائے تو فرنگی ذہنیت وانگریزی تعلیم وتہذیب اور خدا سے بے خوفی وآزادی و بے پردگی کے ماحول میں ایسی باتوں کا وقوع میں آنا کچھ بعید نہیں۔اگرچہ کوئی صحیح الدماغ شخص ہر طالبہ، استانی، ٹیلیفون آپریٹر لڑکی اور اس طرح نرس، ایئر ہوسٹس اور مخلوط ومردانہ میں ملازم عورت کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ وہ ضرور مشکوک و بدچلن اور بدکاری میں ملوث ہے۔ مگر یہ بات یقینی ہے کہ ایسا ماحول بہرحال مختلف برائیوں کی آماجگاہ ہے اور شیطان کی وسیع شکارگاہ ہے۔مثل مشہور ہے کہ ایک مچھلی تمام جل کو گندہ کردیتی ہے۔تو جہاں کتنی مچھلیاں (مغرب زدہ طالبات واستانیوں) ہوں وہ جل (اسکول، کالج) کیونکر گندا نہ ہوگا ہاں اگر بڑی خوش قسمتی سے ناجائز تعلقات کسی کی ہوس کا نشانہ بننے سے بچ بھی جائیں تو بھی فرمانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف اس کا لکھنا سیکھنا اچھی پوشاک کے ساتھ اسکولوں کالجوں میں روزانہ آنا جانا اوباشوں کی قہر آلود نگاہوں کا نشانہ بننا اور فرنگی تہذیب ومغرب زدگی سے کچھ نہ کچھ متاثر ہونا یقینی امر ہے۔ حالانکہ یہ امور صراحۃً اسلامی مزاج وتعلیمات نبوی کے خلاف ہیں اور مسلمان لڑکی اور اس کے والدین کو ان کا ارتکاب کسی طرح بھی زیبا نہیں۔

کاش والدین اور حکومت ومحکمہ تعلیم اس صورت کا صحیح احساس فرمائیں اور تعلیمات نبوی کی روشنی میں برائی کے سرچشموں اور خرابی کے رخنوں کو بند کرکے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔

لڑکیوں کی تعلیم کا اسلامی طریقہ

ہندو پاکستان میں پہلے یہ دستور تھا کہ بچیاں جب ذرا سیانی ہو جاتی تھیں تو گھریلو مکتب ہی میں تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ تعلیم کی ابتداء بسم اللہ سے ہوتی تھی اس کیلئے باقاعدہ ایک تقریب منعقد ہوتی۔ استانی کیلئے حسب حیثیت شیرنی کپڑوں کا جوڑا اور کچھ دوسرے تحائف پیش کئے جاتے۔ اپنی حیثیت کے مطابق اعزاء و اصحاب کو جمع کیا جاتا۔ ختم قرآن کی تقریب آمین کہلاتی تھی۔ اس دِن بڑی خوشیاں منائی جاتی تھیں۔ استانی کی خدمت میں تحائف پیش کئے جاتے تھے۔ دعوتیں ہوتی تھیں اور عام طور پر اس تقریب میں سبحان من یرانی کے عنوان سے ایک طویل نظم پڑھی جاتی تھی۔ یہ رسوم اب بھی کہیں کہیں زندہ ہیں۔ تحفہ تحائف کے سوادِینی تعلیم کی کوئی فیس کچھ نہ ہوتی تھی۔ بلکہ تمام کام لوجہ اللہ ہوتے تھے۔ سر سیّد احمد خان نے ایک سپاس نامہ کے جواب میں کہا تھا کہ میں نے اپنے خاندان میں تین قسم کی عورتوں کو دیکھا ہے۔

ایک وہ جو ہماری ماؤں اور خالاؤں کی ساتھی تھیں۔ میں نے ان کو دیکھا وہ سب پڑھنا جانتی تھیں اور چند ان میں سے ایسی تھیں جو فارسی کتابیں بھی پڑھ سکتی تھیں۔ میں نے خود گلستان کے چند سبق اپنی والدہ سے پڑھے ہیں اور اکثر ابتدائی فارسی کتابوں کے سبق ان کو سنائے ہیں۔

دوسرا گروہ میری، ہمعصر بہنوں کا تھا جو گھروں میں تعلیم پاتی تھیں ان کی تعلیم کا طریقہ میں نے دیکھا کہ رِشتہ داران قریب میں سے کوئی معزز اور آسودہ گھر لڑکیوں کی تعلیم کیلئے منتخب کیا جاتا تھا اور خاندان کی لڑکیاں اس گھر میں پڑھنے کیلئے جمع ہوتی تھیں۔ اس مکان کا ایک ٹکڑا جو ایک دالان ہوتا تھا، بطورِ مکتب کے تجویز کیا جاتا تھا۔ اس میں تخت بچھے ہوئے ہوتے تھے اور ان پر نہایت صاف فرش ہوتا تھا اور سب لڑکیاں وہاں بیٹھ کر پڑھتی تھیں اور استانی پڑھاتی تھیں اس گھر کی عورتیں وقتاً فوقتاً اس دالان میں جا کر ان لڑکیوں اور ان کے پڑھنے کے حالات کی نگرانی کرتی تھیں۔

تیسری قسم کی وہ لڑکیاں جو میرے سامنے بچیاں تھیں اور اب بڑی ہوگئی ہیں۔ ان کی تربیت بھی اس طرح میری آنکھوں کے سامنے ہوئی ہے۔ پہلے زمانے میں عورتوں کو لکھنے کا کچھ خیال نہ تھا۔ صبح سے کھانے کے وقت تک پڑھنے کا وقت ہوتا تھا۔ نماز کے وقت سب لڑکیاں نماز پڑھتی تھیں اور عصر کے وقت تک اپنے پڑھنے میں مصروف رہتی تھیں۔ پھر عصر کی نماز کے بعد اپنے گھروں میں چلی جاتی تھیں۔

ان کی تعلیم میں وہ علوم داخل نہ تھے جن کو لوگ اس زمانے میں یورپ کی تقلید سے لڑکیوں کی تعلیم میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ جو علوم اس زمانے میں عورتوں کیلئے مفید تھے وہی اس زمانے میں بھی مفید ہیں۔ وہ علوم صرف دینیات اور اخلاق کے تھے۔ اس زمانے کی لڑکیاں قرآن پڑھتی تھیں۔ نماز روزہ کے مسائل کی کتابیں پڑھتی تھیں جس نے تعلیم میں زیادہ ترقی کی اور فارسی سیکھ لی اس کو قصص الانبیاء، حکایات اولیاء اور اس قسم کی اخلاق کی کتابیں اور مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعض حکایات پڑھائی جاتی تھیں۔ جس زمانے میں مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اُردو میں نہ ہوا تھا اور لڑکیوں نے حدیث پڑھنے کا شوق کیا تھا۔ ان کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ شریف پڑھایا جاتا تھا اخیر زمانے میں اُردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف اور حصن حصین یعنی ظفر جلیل زیادہ تر درس میں داخل ہوتا تھا۔ بعض لڑکیوں نے ملفوظات نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یعنی فوائد الفواد اپنے شوق سے پڑھ لئے تھے۔ صرف ایک عورت سے واقف جس نے تزک جہانگیری اپنے باپ سے پڑھی تھی مگر اس کی ہمجولیاں اس سے کہتی تھیں کہ بوا اس سے کیا فائدہ ہے؟ کوئی خدا اور رسول کی کتاب پڑھو۔ یہی عمدہ طریقہ تعلیم کا تھا۔ جس سے لڑکیوں کے دِل میں حیاء شرافت نیکی خدا ترسی رحم محبت اور اخلاق پیدا ہوتا تھا اور یہی تعلیم ان کے دِین و دُنیا کی بھلائی کیلئے کافی تھی اور دینی تعلیم سے آراستہ انہیں پاکباز خواتین کی گود میں وہ فرزندان اسلام پروان چڑھتے تھے جو باطل کا منہ اور تاریخ کا رُخ پھیر دیتے تھے۔

غلط طریقہ

ہندو پاکستان میں آج کل یہ فیشن ہے کہ جب بچیاں ذرا سیانی ہوتی ہیں تو چاہے کتنا ہی فاصلہ ہو، انہیں کسی عیسائی یا نام نہاد مسلم انگریزی اسکولوں میں داخل کرا دیا جاتا ہے اور یہ بچیاں بسم اللہ اور آمین کے مقدس روحانی ماحول کے بجائے فرنگی ماحول میں پروان چڑھتی ہیں۔ تعلیم حاصل کریں یا نہ کریں انگریزی تہذیب کے اثرات ان میں ضرور سرائیت کر جاتے ہیں اور جوں جوں یہ لڑکیاں جوان ہوتی ہیں انگریزی تعلیم و تہذیب سے شدید طور پر متاثر ہوتی جاتی اور اپنی مغرب زدہ معلمات واستانیوں اور مختلف گھرانوں کی فیشن ایبل لڑکیوں کی فیشن پرستی انگریزی ذہنیت اور آزادی و امارت کا ان پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ رفتہ رفتہ اسکول و کالج کی جتنی بڑی جماعتوں میں پہنچتی ہیں بالعموم اسلامی تہذیب سے دُور اور فرنگی تہذیب سے قریب تر ہوتی جاتی ہیں۔ یہ نوجوان و قریب البلوغ لڑکیاں اور اسکول و کالج کی طالبات بناؤ سنگھار کر کے مختلف ناز و ادا کے ساتھ کتابیں اٹھائے اور قلم ہاتھ میں لے کے اور جاذب نظر باریک و تنگ لباس فیشن ایبل جالی والی نیلے کالے برقعے وغیرہ کے دوپٹوں میں بسوں کاروں گاڑیوں میں سوار ہو کر یا پیدل یا کوچوانوں کے ذریعہ تانگوں میں بیٹھ کر اسکول و کالج پہنچتی ہیں اور اسکول آتے جاتے وقت ان آزاد لڑکیوں کے ہم جنس بیباک لڑکے راستہ میں ان کا تعاقب کرتے ہیں انہیں زہر آلود ہولناک شہوانی نظروں سے گھورتے

ان پر آوازیں کستے سیٹیاں بجاتے اور انہیں دیکھ کر فلمی گانے گنگناتے ہیں اور بعض اوقات سائیکل واسکوٹر وغیرہ پر اسکول و کالج اور گھر پہنچنے تک ان کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں۔ روزمرہ کی اس چھیڑ چھاڑ، میل ملاپ بکثرت، لڑکیاں گمراہ و بے راہ ہو کر آوارہ فرار اور اغواء ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جہاں آراستہ و پیراستہ عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کا بن سنور کر نکلنا اور دعوت نظارہ دینا مردوں کے قلب ونظر کی گمراہی کا سبب ہے۔ وہاں عورتوں پر پڑنے والی نظریں بھی شرافت وفساد سے خالی نہیں ہوتیں اور جب مردوں اور عورتوں خصوصاً نوجوان لڑکوں لڑکیوں کی نظریں باہم دوچار ہوں اس وقت شہوانی و ہیجانی جذبات میں ہیجان وذہنی آوارگی و بے راہ روی پیدا ہونا ایک ظاہری سی بات ہے۔ الغرض لڑکیوں کا بن سنور کر آزادانہ گھر سے باہر نکلنا ہی فتنوں کا ایک ایسا سرچشمہ ہے جس سے معاشرے میں مختلف برائیاں پھیلتی ہیں اور ایسی عورتیں خطرات سے بے پرواہ ہو کر آوارہ بھیڑ کی طرح جہاں چاہیں گھومتی پھرتی ہیں۔ چنانچہ اسکول و کالج میں جانے والی طالبات میں سے بہت سی لڑکیاں ایسی ہیں جو اسکول و کالج اور ٹیوشن وغیرہ کے بہانے سے گھر سے نکلتی ہیں اور اپنے دوست لڑکوں (بوائے فرینڈز) کے ساتھ رقعہ بازی و ملاقات کرتی ہیں۔ سینما جاتی ہیں۔ بک اسٹالوں پر ناول اور خراب اخلاق رسائل خریدتی ہیں اور بازاروں میں دکانداروں کے پاس شاپنگ کرتی ہے۔ نادان و بے حس والدین کو اس وقت پتا چلتا ہے جب معاملہ خطرہ جان بن جاتا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ کالجوں کا عملہ مرد کلرکوں اور مغرب زدہ نوجوان پر مشتمل ہوتا ہے اور ویسے بھی ہر زنانہ اسکول و کالج کا محکمانہ طور پر کسی نہ کسی طرح مردوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے مرد وزن اور معلمات و طالبات کے باہمی میل ملاپ سے مختلف غیر اخلاقی حرکات کا ظہور ہوتا ہے اور آئے دن ناگفتہ بہ شرمناک واقعات منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ جہاں تک گرلز اسکولوں کالجوں میں تعلیم کا تعلق ہے یہاں طالبات کو انگریزی ماحول میں انگریزی تعلیم ہی نہیں دی جاتی (جو بجائے خود قابل اعتراض وکئی قبائح پر مشتمل ہے) بلکہ ان نام نہاد تعلیمی اِداروں میں باقاعدہ ڈرامے اور قوالی و ناچ گانے کی تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ جہاں لڑکیاں مختلف سوانگ بھرتی ہیں اور انہیں ناچ گانے اور قوالی و تالی کی تربیت دی جاتی ہے اور اس سلسلہ میں ان سے چندہ بھی وصول کیا جاتا ہے۔ نیز نشانے بازی و کھیلوں وغیرہ کے مقابلے ہوتے ہیں جن میں لڑکیاں پریڈ کرتی، اچھلتی، کودتی، دوڑتی بھاگتی، چھلانگیں لگاتی اور سائیکلیں چلاتی ہیں۔ ڈراموں اور کھیلوں کے علاوہ طالبات لاؤڈ اسپیکر پر تقاریر فرماتی اور داد وتحسین دیتی ہیں اور ان تمام زنانہ تقاریب میں مختلف مرد مہمان کی حیثیت سے تشریف لاتے ہیں۔

انگریز نے برصغیر میں برسر اقتدار آنے کے بعد سب سے زیادہ اہمیت جس مسئلہ کو دی وہ مسئلہ تعلیم کا تھا۔ انگریز غاصب و ظالم حکومت نے یہاں کے نظام تعلیم میں غلط اقدامات کئے اور زبانِ تعلیم، نصابِ تعلیم، طرزِ تعلیم اور مقصدِ تعلیم کو یکسر تبدیل کر دیا اور اس تبدیلی کے نتیجے میں وہ مسلمانوں ہی میں سے ایک ایسا طبقہ تیار کرنے میں بہت جلد کامیاب ہوگئی جو نہ شکلاً مسلمان تھا اور

نہ روح وقلب کے لحاظ سے اور جب انگریز برصغیر سے رُخصت ہو رہا تھا تو وہ مطمئن تھا کہ اس دریت فسق وعصیان کی ترویج کیلئے موجود ہے۔ فرنگی نظام تعلیم نے ہماری قومی زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کیا تھا اور معاشرے کی چار دِیواری کو ہر طرف سے کونبل لگائے تھے۔ ایک حجاب وحیاء ہی کے مسئلہ کو لیجئے دفعۃً پردہ اُٹھا ہم صدیوں ایک ایسی قوم۔۔۔ ہنود پر حکمران رہے جس کی خواتین کی اکثریت پردہ نشینی کے فیوض سے محروم رہی اور بے ضرورت ہم نے اس قوم کی بہت سی رسوم ورواج کو قبول بھی کیا مگر اس کی بے پردگی ہمیں کبھی بھی اپیل نہ کرسکی۔ لیکن آقائی پھر آقائی ہے اور غلامی آخر غلامی ہے اور وہ بھی ایک زیرک وعیار آقا کی غلامی! اس نے اپنی زبان سے کچھ نہ کہا بس دوسروں کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی۔ اس نے بزور قانون وجبر حکومت نہ آپ کا لباس بدلہ نہ زبان بدلی صرف بزور تعلیم دل بدل دیئے۔ لیکن......

وہ کیا بدل گئے میری دنیا بدل گئی!!

دِل ودماغ کا انقلاب ہی تو اصل انقلاب ہوتا ہے۔ اب ہمارا مغرب زدہ طبقہ جو بات سوچتا تھا۔ فرنگی دماغ سے سوچتا تھا۔ اس کی پسند وناپسند کا معیار اور ردوقبول کا پیمانہ مغرب اور صرف مغرب ہو کر رہ گیا تھا۔

۱۹۴۷ء تقسیمِ ہند تک بے حجابی وبے حیائی کا یہ مرض گنتی کے چند گھرانوں تک محدود تھا۔ تقسیم کے فوراً بعد یہ مرض وبائی امراض کی طرح پھیلا۔ جنگ آزادی ختم کی تو عورتوں نے جنگ آزادی کو ابھارا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ اس جنگ میں پرچم بن کر لہرانے لگا۔

اب صرف مغرب زدہ طبقہ کی قید نہ رہی اچھے خاصے قدامت پسند گھرانوں کی مستورات اس یورپین فلو کا شکار ہوگئیں۔ اس سیلاب کا بہاو محلات کی چار دِیواروں سے ٹکراتے ٹکراتے اب جھونپڑیوں کی لکڑیوں سے بھی ٹکرانے لگا۔ جیسے......

آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا

ہائے یہ اس قوم کی داستان ہے کس کی فاطماؤں اور عائشاؤں کی ہی نہیں عثمانوں کی حیاء بھی ضرب المثل ہے ؎

آسماں راحق بودگر خوں ببارد بر زمیں

مگر ابھی پانی سر سے اونچا نہیں ہوا ہے۔ ابھی بات قابو سے باہر نہیں ہوئی ہے اور......

تیرے بیمار میں کچھ جاں ابھی باقی ہے

لہٰذا میرے رسالہ ھٰذا کے مطالعہ سے پہلے یا بعد میں کوئی مردمیدان جو کہ فقیر کی روتی آنکھ ہنسادے یا بارگاہِ حق میں دین حق کی ڈوبتی کشتی کنارے پر لگادے وہ اس پر بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے سنہری تمغہ حاصل کرے گا۔ اِن شاءَ اللہُ تعالیٰ

مشائخ عظّام و گدّی نشین صاحبان سے اپیل

حضرات آپ کے صِرف ایک اشارے سے یہ مشکل حل ہوسکتی ہے کہ آپ اپنے مریدین معتقدین متعلقین متوسلین سے فرمادیں کہ جس کی بہو بیٹی اسکول، کالج میں پڑھتی ہوگی ہم نہ اس کے پیر ہیں، نہ مرشد، نہ اسے تعویذ دیں گے، نہ اس کی دعوت کھائیں گے اور نہ اس کے گھر جائیں گے بلکہ مکمل طور پر بائیکاٹ ہوگا۔

اسی طرح علماء کرام اپنا اثر رسوخ استعمال کریں بلکہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس کی سخت مذمت کریں۔

یونہی اُمراء اپنی کاروائیاں اس طرف مبذول فرمائیں کہ اس بیماری کی جڑ کٹ جائے لیکن میں سمجھتا ہوں......

ایں خیال است و طالست و جنون

تمہید

الحمد للّٰہ الذی ارشد نا الی الھدی و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ

محمد المصطفیٰ و علیٰ آلہٖ اصحابہ برادۃ التقی النقی

امابعد! اگر چہ اس عاجز کو اس تالیف سے ہر چار سُو سے بجائے شاباس کے طعن و تشنیع نصیب ہو گی۔ ممکن ہے کہ بعض تلخ مزاجوں سے مجھے اذیّت بھی پہنچے۔ لیکن ؎

فَاِنّ ابی و والِدتی و عرضِی بعرض محمّد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم مِنکم وَقاء

کیونکہ قاعدہ ہے کہ بے خبر بیمار کو اگر کڑوی دوائی پلائی جائے تو وہ بجائے دعاؤں کے گالیوں سے نوازتا ہے اور جن بیماروں کا یہ عاجز علاج کرنا چاہتا ہے وہ اگر چہ دَورِ حاضر میں بڑے دانا اور ذی شعور سمجھے جاتے ہیں لیکن چونکہ انہیں مغربیت نے ایسا لاشعور بنایا ہے کہ وہ الٹا اس بیماری کو اپنی صحت و تندرستی سمجھتے ہیں اور پھر ظلم تو دیکھو کہ جن علماء و مشائخ کو ہم ایسی بیماریوں کے طبیب مانتے تھے وہ بھی مغربیت زدہ ماڈرن مسلم سے مرعوب ہو کر بجائے ناصح بننے کے خود بھی اس بیماری میں نہ صرف مبتلا ہو گئے بلکہ اس بیماری کو عام کرنے کیلئے ان کے معین و مددگار بن بیٹھے۔ اگر وہ معمولی مولوی ہوتے تو بھی کوئی خطرہ نہ تھا۔ یہ تو وہ حضرات ہیں جنہیں دُنیا سلامتی کا قلعہ اور علمی مرکز مانتی ہے۔ ایک بڑے عالم دین اور دین کے مرکزی مولوی کی لڑکی کا کالج میں پڑھنے کا دیکھ کر آنکھ سے خون کے آنسو بہہ نکلے اور زبان پر بے ساختہ یہ مصرعہ جاری ہوا ؎

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

فقیر چونکہ ملک وملّت کا خیر خواہ ہے بنابریں چند سطور ارباب ملک وملّت کی خدمت پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔

شائد کسی دل میں اتر جائے میرا سخن

دور حاضر کے لوگوں سے تعجب بھی ہے کہ ادھر تو معاشرے کے فساد کا رونا روتے ہیں اور ادھر معاشرے کی خرابیوں کے نہ صرف معاون بنتے ہیں بلکہ معاشرے کی خرابیاں بتانے والے سے جنگ کرتے ہیں۔ آج کل کے ماڈرن مسلم کی نظروں میں مولوی کیوں حقیر ہے وہ صِرف اسی لئے کہ وہ معاشرہ کی خرابی کی نہ صرف نشاندہی کرتا ہے بلکہ چاقو لے کے گندے عضو کو کاٹنے کے درپے ہے۔ بھلا کون نہیں جانتا کہ ؎

تپ دق سے ہے مہلک وباء فتنہ کالج وسود و سینما

چونکہ اس وقت میرا روئے سخن تعلیم نسواں ہے۔ بنابریں اس پر چند ایک لمحات وقف کرتا ہوں کہ خدا کرے مجھے حق کہنے کی توفیق نصیب ہو۔ قارئین کرام کو سمجھنے کی اور پھر مجھے اوران کو عمل کی توفیق کا شرف ملے۔ (آمین)

بجاہ حبیبہ سیّد المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

مقدمہ

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عنایت فرمایا ہے۔ منجملہ اس کی یہ بھی بتایا کہ اُمت میں سب سے بڑا فتنہ عورت ہے چنانچہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ما ترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النسا (بخاری ومسلم)

میں سب سے بڑا فتنہ مردوں کیلئے عورتوں کو ہی چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

مولوی قطب الدین صاحب مظاہر حق جلد ۲ اور صفحہ نمبر ۱۰۹ میں لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہور عورتون کے فتنہ کا بعد حضرت کے ہوا حضرت کے زمانہ میں ایسا نہ تھا اس لئے کہ اس وقت غلبہ حق تھا اور بعد حضرت کے غلبہ باطل کا ہوا اور فرمایا کہ

فاتقوا الدنیا واتقوا النساء فان اول فتنۃ بنی اسرائیل کانت فی النساء (رواہ مسلم)

یعنی دنیا اور عورتوں سے ڈرو اس لئے کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے اٹھا۔

کس کو معلوم نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے غمخوار وغمگسار ہیں اور پھر اپنی امت کی ہر چھوٹی بڑی نیکی سے صرف خوش نہیں ہوتے بلکہ ترغیب در ترغیب فرماتے ہوئے کوتاہی کرنے والوں سے سخت اور سخت ناراض ہوتے ہیں۔ لیکن عورت کو بہت بڑی اہم نیکی سے روک دیا تو صرف اس لئے کہ کہیں معاشرہ بگڑ نہ جائے۔ چنانچہ حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے ساتھ نماز باجماعت پڑھنا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن

صلوتک فی بیتک خیر من صلوتک فی حجرتک و صلوتک خیر من صلوتک فی جارِک و صلوتک فی جارک خیر منْ صلوتک فی مسجد قومِک و صلوتک فی مسجد قَومک خیر من مسجدِی یعنی تیرا اپنے گھر کی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنا اپنی دار میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنی دار میں نماز پڑھنا اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد (نبوی) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس ارشاد کو سن کر اُم حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گھر کے اندرونی حصّہ میں نماز کی جگہ بنائی اور آخر وقت تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔ (الترغیب والترھیب)

غور فرمائیے کہ

☆ نماز باجماعت اکیلی نماز سے ستائیس درجہ زائد ثواب رکھتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

☆ پھر مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز کا ثواب۔ (مشکوٰۃ)

☆ اور پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء کہ جس کیلئے سادات انبیاء علیہم السلام ہزاروں سال آرزو میں رہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بی بی اُمِ حمید سے ترک کرادیا تو صرف اصلاح معاشرے کی خاطر اور پھر اندازہ لگایئے کہ کہاں وہ صحابیہ اور کہاں آج کل کی لیڈی۔

اسی طرح عورت کو جہاد، عیدین، جنازہ، خطبہ جمعہ، اذانِ تکبیر سے روکا گیا بلکہ حج اگرچہ فرض ہے لیکن جب تک محرم ساتھ نہ ہو حج کیلئے بھی نہیں جاسکتی۔ اس میں ایک باریکی یہ بھی ہے جو صرف اہل شرع کو معلوم ہے کہ ہم مردوں کو مذکورہ بالا امور ادا کرنے کے بعد بھی موجودہ اجر وثواب کی امید کم ہے کہ شاید قبول ہو یا نہ ہو۔ لیکن وفادار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصمت کی محافظ عورت کو پردہ کے تحفظ اور گھر میں بیٹھنے پر مذکورہ اجر وثواب اپنے ذِمہ کرم فرمالیا۔ صرف اس لئے کہ عورت اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ کاش ہمارے اس مضمون کو پڑھ کر دَورِ حاضر کی بیباک کالج جانے والی خاتون یا اس کے سر پرست عبرت لیں۔ آج ہماری خواتین اس لئے بیباک ہیں کہ ہم نے ان کی نیک تربیت سے ہاتھ اٹھالیا اور پھر انہوں نے اس گندے ماحول میں پرورش پائی جہاں ناموس وعزت کا پردہ چاک کیا جاتا ہے۔ ورنہ بات ظاہر ہے کہ بچے پیدا ہوتے ہی نہ عربی ہیں نہ عجمی اور نہ ہی ہندی ہیں نہ پنجابی۔ بلکہ ان کی زبان جدھر موڑو گے وہی بولی بولیں گے۔ اسی طرح ہماری اولاد پیدا ہوتے ہی طریق اسلام پر ہوتی ہے پھر صحبت اور ماں باپ کی تربیت کے کرشمے ہیں کہ کوئی غوثِ جیلانی بن جاتے ہیں، کوئی گنج شکر اور کوئی نظام الدّین اولیاء اور کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابوا یهود انه او ینصرانه اور یمجسانه** (الحدیث مشکوٰۃ) ہر بچہ فطرۃً اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ اسے یا یہودی بنالیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولاد کی تربیت کا یوں حکم ارشاد فرمایا ہے کہ **اولادکم با الصلوة و هم ابناء سبع سنین و اولادهم علیها و هم ابنا عشر سنین و فرقوا بینهم بالمضاجع** (مشکوٰۃ) یعنی جب تمہاری اولاد (بیٹے بیٹیاں) سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کا کہو اور جب ان کی عمر دس سال ہوجائے اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر پڑھاؤ۔ جب دس سال کے ہوجائیں تو ان کے بستر علیحدہ کردو، یہ ہے اسلامی تربیت۔ لیکن افسوس کہ آج کل ہمارے مسلم بھائی اوّلاً تو خود نمازی نہیں اور کئی ایسے بھی ہیں جو خود تو کبھی کبھار یا مستقل طور پر نماز پڑھ لیتے ہیں لیکن اولاد کو بالکل ہی آوارہ چھوڑ دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اولاد الٹا اپنے باپ کی دشمنی میں خوش ہوتی ہے پھر وہ زندگی وبال جان ہوتی ہے اور بس۔

باب اوّل **قرآن مجید**

کالج اوراسکول کی تعلیم میں سب سے بڑی اور بنیادی خرابی بے پردگی ہے۔اگر مسلمان اس بے پردگی کی بے ہودگی پر غور فرمائیں تو دور نہیں کہ اپنی بچیوں کو کالج واسکول بھیجنے سے باز نہ آئیں۔حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان ایک پاؤ گوشت دکان سے خرید کر بڑی حفاظت کے ساتھ گھر لاتا ہے۔لیکن اس پر حیرانی ہے کہ وہ اپنی پیاری بچی کی ڈیڑھ من لاش کو کتوں کے سامنے اپنے ہاتھوں سے دھکیل دیتا ہے۔

فقیر اس باب میں پردہ کی اہمیت کے متعلق قرآن و احادیث کے ارشادات عرض کرتا ہے۔عورت چونکہ خود عورت ہے اس لئے اس کے پردہ کرنے اور گھر میں بیٹھنے کی سخت سے سخت تاکید فرمائی ہے۔چنانچہ فرمایا کہ

یٰنساء النّبی لستن کاحد من النساء اِن اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا ہ و قرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصّلاۃ وآتین الزکاۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ہ واذکرن ما یتلی فی بیوتکنّ من ایٰت اللہ والحکمۃ ان اللہ کان لطیفا خبیرا (پارہ۲۲،رکوع۱)

ترجمہ: اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دِل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بیشک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے۔

معلوم ہوا کہ عورت کی نرم کلامی وشیریں بیانی سے دِل کا روگی غلط اثر لے سکتا ہے۔اس لئے مسلمان عورت کو یہی حکم ہے کہ اگر کبھی کسی غیر مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو سنجیدہ اور معقول طریقے سے بات کرلے کہ سننے والا نہ کوئی غلط تاثر قائم کرسکے اور نہ اسے کوئی غلط خیال لانے کی جرأت ہوسکے۔چونکہ عورت کی آواز سے فتنہ وخطرہ کا احتمال ہے اسی لئے ضرورت صحیح اور عذر شرعی کے علاوہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے۔جس کی بناء پر اس کے لئے اذان،قرأت،امامت اور خطبہ وغیرہ جیسے نورانی امور بھی ممنوع و ناجائز ہیں۔ جب عورت کی آواز کی ازروئے اسلام وقرآن یہاں تک پابندی ہے تو جوان اور فیشن ایبل طالبات ومغرب زدہ بیگمات کا اسکول کالج کے ڈرامے،مباحثے،مشاعرے،ویڈیو،اسمبلی اور اجلاس وکلب وغیرہ میں شریک ہونا، ناچنا، گانا، اشعار پڑھنا، بطور نرس ہسپتال میں بیماروں اور بطور ایئر ہوسٹس ہوائی جہاز میں مسافروں کے ساتھ میٹھی باتیں کرنا اور ان کا دل لبھانا کیونکر نا جائز وحرام اور خدا جل جلالہ اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی وغضب کا باعث نہ ہوگا۔

عورت کیلئے گھر کی چار دِیواری میں رہنا، نماز، زکوٰۃ کی پابندی کرنا، خدا اور رسول کا حکم ماننا ضروری اور بے پردہ رہنا منع ہے اور اس کے برعکس طالبات کا اسکولوں کالجوں دفتروں وغیرہ میں جانا، نماز و زکوٰۃ کی پابندی نہ کرنا، خدا ورسول کا حکم نہ ماننا اور پردہ کی پرواہ نہ کرنا اسلام وقرآن کے خلاف سخت جرم وگناہ ہے۔ عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم فرما کرانہیں کے متعلق بالخصوص ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت یاد کریں لہٰذا طالبات کا اس حکم و ارشاد کے برخلاف روزانہ گھروں سے باہر نکلنا اور گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت (سنت) پڑھنے کے بجائے اسکولوں کالجوں میں جانا اور مروجہ انگریزی تعلیم اور لکھنا وغیرہ۔ سیکھنا صریحاً خدا تعالیٰ کی نافرمانی وقرآن پاک کی خلاف ورزی ہے ارشاد مذکورہ میں عورتوں کیلئے مقام تعلیم ان کا گھر اور نصابِ تعلیم کتاب وحکمت مقرر فرمایا گیا ہے۔ (واللہ الہادی والموفق)

نوٹ...... یاد رہے کہ آیتِ مذکورہ میں اگرچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات واُمہات المؤمنین کو خطاب ہے۔ لیکن اس کا حکم تمام امت واہل اسلام عورتوں کیلئے عام ہے ویسے بھی ازواج مطہرات کے اتنے بلند منصب وامہات المومنین ہونے کے باوجود جب ان کیلئے اتنی پابندی وتاکید ہے، تو عام عورتوں کیلئے تو بدرجہ اولیٰ ان احکام کی تعمیل اور پابندی واحتیاط ضروری ہے۔ ویسے یہ قرآنی آیات ان لوگوں کے دِلوں کو فائدہ دیں گی جن کے دل صاحب قرآن سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا کہ

یاایھا النبی قل لازواجِک و بناتک و نِساء المؤمنین یدنین علیھن من جلا بِیبھنّ (پارہ۲۲، رکوع۸)

یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی! اپنی بیٹیوں اور بیٹوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں اور گھونگھٹ نکال کر باہر جائیں۔

فائدہ...... تفاسیر میں ہے کہ اس آیت کے نازِل ہونے کے بعد مسلمان عورتیں بوقتِ ضرورت چادر سے تمام منہ ڈھانپ کر سر اور منہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کیلئے کھلی رہتی تھی۔

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصّلا ۃ واتین الزکاۃ واطعن اللّٰہ ورسولہ

اے نبی کی بیبیو! اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ ہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ (پارہ۲۲، رکوع۱)

فائدہ...... اسی حکم کے پیش نظر اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حج فرض ادا ہونے کے بعد دوسری مرتبہ حج کو جانے کے بجائے گھر میں رہنے کو ترجیح دی تھی اور آخر وقت تک باہر نہیں نکلی تھیں۔

فائدہ...... اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا اصل مقام گھر ہے نہ کہ اسکول وکلب وغیرہ اور فرمایا کہ

واذا سالتموھن متاعا فاسالوھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن

یعنی اے صحابہ جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں تمہارے اور انکے دلوں کی زیادہ ستھرائی ہے۔

فائدہ...... اس آیت میں ازواجِ مطہرات کو پردے میں رہنے اور حضرات صحابہ کو بوقت ضرورت پردے کے باہر سے عرض کرنے کا ادب سکھایا گیا ہے جس سے عام مردوں عورتوں کے مابین پردہ کی ضرورت کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ

و قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن

یعنی اور مسلمان عورتوں کو فرما دو کہ غیر مردوں سے اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر برقع وچادر جو اوپر سے مجبوراً خود ہی ظاہر ہیں اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

فائدہ...... چونکہ عورت کے جسم میں سینہ کا ابھار زیادہ نمایاں وجاذب نظر ہوتا ہے۔ اس لئے پردہ کا عام حکم کے علاوہ سر منہ اور گردن کے ساتھ سینہ چھپانے اور گریبان ڈھانپنے کی خاص تاکید فرمائی ہے۔ تاکہ یہ باتیں وسوسوں اور خطرات اور فتنوں کا موجب نہ بنیں۔ مرد وعورت کی نفسیات کو وہی جانتا ہے جو یہ حکم فرما رہا ہے اور فرمایا کہ

ولا یضربن بار جلھن لیعلم ما یخفین من زینتھنّ

اور عورتیں زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار۔ زیور (پارہ ۱۸، رکوع ۱۰)

فائدہ...... چونکہ عورت کے زیور کی آواز بھی غیر مرد کے نفسانی جذبات میں ہیجان کا باعث ہو سکتی ہے اس لئے عورت کو حکم فرمایا کہ اس طرح نہ چلے کہ زیور کی آواز بلند ہو جب عورت کے زیور کی آواز کا اتنا پردہ ہے تو خود اس کی آواز اور جسم کا پردہ کتنا ضروری ہے۔

اور فرمایا کہ والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحا فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجت بزینة و ان یستعففن خیر لھن واللّٰہ سمیع علیم یعنی اور خانہ نشین عورتیں جنہیں بڑھاپے کے باعث نکاح کی آرزو نہیں رہی ان پر گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے (برقع وچادر) اتار رکھیں۔ جبکہ بناؤ سنگھار نہ چمکائیں اور اس سے بچنا اور بالائی کپڑے پہنے رہنا ان کیلئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

فائدہ...... ایسی بوڑھی عورتیں جنہیں نہ خود نکاح کی خواہش ہو نہ مردوں کو ان میں رغبت ہو چونکہ یہاں شہوانی خیالات کا محل نہیں اس لئے عورتیں زائد بالائی کپڑے برقع وچادر اُتار دیں تو گناہ نہیں لیکن ان کیلئے بھی اس سے بچنا بہتر ہے اس سے پردہ کی اہمیت اور جوان عورتوں کیلئے پردہ کی پابندی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ویسے یہ قرآنی آیات ان دلوں کو فائدہ دیں گی جن کا دِل صاحب قرآن سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہے جو سرے سے احکام خداوندی وارشادات نبوی سے بے نیاز ہے اسے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

شفیق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور شفیق اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کی اِصلاح کیلئے اپنے ارشادات میں جامع اور مختصر نسخے تجویز فرمائے ہیں۔ اسی طرح اصلاحِ معاشرہ پر عورت کے متعلق اصلاحی پہلو پر ارشادات بھی فرمائے ہیں وہ قابل صد تحسین و آفرین ہیں منجملہ ان کے تعلیم وکتابت نسواں بھی ہے۔ارشادات ملاحظہ ہوں۔

عورت گھر میں رہے

عورت گھر میں رہنے اور پردہ کی چیز ہے، پس عورتوں کو گھروں میں قید رکھو بیشک عورت جب گھر سے باہَر نکلتی ہے تو اس کے گھر والے کہتے ہیں کہاں کا اِرادہ ہے وہ کہتی ہے کہ میں مریض کی عیادت ومیت کی تعزیت کیلئے جارہی ہوں، پس اس نیک کام میں جانے کے باوجود شیطان بہکانے اور پھسلانے کیلئے اس عورت کے ساتھ ہوجاتا ہے یہاں تک کہ شیطان کے وسوسہ سے وہ اپنا ہاتھ وغیرہ بے پردہ نکالتی ہے (سن لو) عورت کو عیادت تعزیت وغیرہ کسی نیک کام میں اللہ کی ایسی خوشنودی حاصل نہیں ہوسکتی جیسی گھر بیٹھ کر اللہ کی عبادت (اور جائز کام میں) خاوند کی اِطاعت کر کے حاصل کرسکتی ہے۔ (کتاب الزواجر لابن حجر)

فائدہ……آج کل کی خاتون تو اسے قید وحبس سے تعبیر کرتی ہے لیکن وہ بیبیاں کہ جن پر آج ملک وملت کو ناز ہے وہ اس پردہ اور گھر سے باہر نہ جانے کو اپنے لئے دین ودنیا میں اعلیٰ سرمایہ سمجھتی تھیں۔

صرف دو حوالے لیجئے۔

۱……حضرت سیّدہ سودہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حج فرض ادا کرچکی تھیں۔ جب آپ سے دوبارہ حج کیلئے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے ربّ نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ جہاں تک حج فرض کا تعلق ہے وہ میں ادا کرچکی ہوں۔ خدا کی قسم اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔راوی فرماتے ہیں خدا کی قسم اس کے بعد آخر وقت تک آپ گھر سے باہر نہیں نکلیں۔ (درمنثور)

۲……اُم الخیر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔آپ کے والد حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دختر نیک اختر کے متعلق فرماتے ہیں کہ میری لڑکی اندھی، بہری اور لنگڑی ہے۔ اندھی اس لئے ہے کہ اس کی نظر کبھی کسی غیر محرم پر نہیں پڑی۔ بہری اس لئے ہے کہ اس کے کانوں میں کبھی کسی ناجائز چیز گانے بجانے وغیرہ کی آواز نہیں گونجی۔ لنگڑی اس لئے کہ ہے اس نے اپنا قدم کبھی کسی ناجائز کام کی طرف نہیں اٹھایا۔ خدا کے فضل سے وہ ہمہ صفت موصوف ہے اگر ماں ایسی ہے تو بچہ بھی غوث زماں بنے گا۔اسی لئے کہا گیا ہے کہ ؎

وہ مائیں گھر کی دیواروں کی رونق　　نہ یہ مائیں کہ بازاروں کی رونق

شب معراج کا منظر

۱......حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عورتیں دوزخ میں زیادہ ہیں اور بہشت میں تھوڑی۔ (مشکوٰۃ)

۲......آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت پانچ وقت کی پابندی سے نماز پڑھے اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور جائز اُمور میں اپنے خاوند کی اِطاعت کرے، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

۳......آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی ہیں۔آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ وہ عورتیں ہیں جو پردہ نہیں کرتی اور اپنے خاوند کے سوا غیر مردوں کیلئے بناؤ سنگھار کرتی ہیں اور بے پردہ ہو کر ان کو اپنی زینت و آرائش کا مظاہرہ کراتی ہیں۔

٤......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی غیر مرد عورت کیساتھ تنہائی میں نہ ہو کیونکہ تیسرا انکے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔(ترمذی)

فائدہ......غیر مرد و عورت کی تنہائی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف سخت خطرہ کا باعث اور شیطان کی شیطنیت کا آسان موقع ہے۔ یاد رہے کہ ہر غیر مرد کیلئے یہی حکم ہے وہ کوئی عام شخص ہو، غیر محرم رشتہ دار ہو، یا کوئی صوفی ہو ، یا مولوی یا پیر ہو۔ (العیاذ باللہ)

عورت کا مصافحہ

اُمّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس عورت کو بیعت کرتے اسے اپنی زبان مبارک سے فرماتے میں نے تجھے بیعت کیا خدا کی قسم سلسلۂ بیعت میں آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کیساتھ نہیں چھوا۔ (بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ بیعت کے موقع پر عورتوں نے عرض کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مصافحہ فرمائیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انی لا اصافح النساء یعنی میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ (موطا امام احمد)

فائدہ......رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے آقا و مولا اور باپ ہونے کے باوجود جب اتنی احتیاط فرمائی کہ...... اور آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کے ساتھ نہیں چھوا بلکہ آپ نے خود فرمایا کہ میں عورتوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا۔ تو اور کسی کیلئے کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کے ساتھ چھوئے اور آپس میں مصافحہ بازی کی جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب زدہ تعلیم یافتہ عورتوں کا اپنے ہم جنس مردوں (مسٹروں) کے ساتھ مصافحہ کرنا اور مرید عورتوں کا پیروں اور پیرزادوں اور صاحبزادوں کے ساتھ ہاتھ ملانا ان کی دست بوسی کرنا اور ان کے پاؤں دبانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و طریقہ کے خلاف اور شرعاً ناجائز ہے۔

عورتوں کا جہاد

ام المؤمنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا مردوں کی طرح عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں (الحج والعمرۃ) ابن ماجہ کی دوسری روایت میں ہے کہ جہاد کن الحج یعنی تمہارا جہاد حج ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ...... یعنی مردوں کی طرح عورتوں کا حج وعمرہ ان کا جہاد ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں (الحج والعمرۃ) دوسری روایت میں ہے کہ جہاد کن الحج اے عورتو تمہارا جہاد حج ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) یعنی عورتوں پر جہاد نہیں ہاں استطاعت ہو تو ان کا جہاد حج وعمرہ ہے۔

انتباہ...... جہاد کے نام پر مردوں کا عورتوں کو جنگی مشقیں کرانا، بطور رضا کار ان کو بھی برتی کرنا، ان کی پریڈ کرانا اور سلامی لینا، اسی طرح عورتوں اور مردوں کا آپس میں ملنا ملانا شرعاً جائز نہیں۔ عورتوں کی ذِمہ داری سپاہی بننا نہیں بلکہ گھر میں رہ کر سپاہی جننا اور اس کی تربیت کرنا ہے۔ یاد رہے کہ اس کے باوجود کہ عورتوں کا حج وعمرہ ان کا جہاد بھی ہے۔ استطاعت کے باوجود عورتوں کا محرم کے بغیر سفر کرنا اور حج کو جانا ناجائز ہے۔

عورت کا سفر

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور ہرگز کوئی عورت اپنے محرم جس کا نکاح حرام ہے کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلاں جہاد کے سلسلہ میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے اور میری عورت حج کیلئے جارہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جا اور عورت کے ساتھ حج کر۔ (بخاری ومسلم)

دیکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو محرم کے بغیر تنہا سفر کرنے سے کس طرح منع کیا ہے اور اس سلسلہ میں اتنا اہتمام فرمایا کہ جہاد پر جانے والے کو جہاد کے بجائے اپنی بیوی کے ساتھ حج کرنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ اس کی بیوی تنہا حج کو نہ جائے۔ تو جب عورت کو محرم اور شوہر کے بغیر حج جیسے مقدس ومبارک سفر پر جانا جائز نہیں تو عورتوں کا تنہا دیگر مقامات واعراس پر جانا اور مختلف مشاغل کیلئے کراچی سے پشاور تک کا سفر کرنا اور غیر ملکی سیاحت وغیرہ کے سلسلے میں بھارت اور لندن اور امریکہ تک پہنچنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہم حکم کے خلاف تنہا سفر کرنے والی عورتوں کا آئے دِن عبرتناک حشر ہوتا ہے وہ باخبر حضرات سے مخفی نہیں ہے کاش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل ہو اور دین وآخرت کی سرخروئی حاصل ہو۔

کون دَیُّوث

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اُمت کے دس شخص ایسے ہیں جو اپنے کو مومن گمان کرتے ہیں حالانکہ وہ کافر ہیں۔ ان میں سے ایک دیوث ہے کہ اپنی بیوی کے معاملے میں غیرت نہیں کرتا۔ نیز فرمایا کہ میری اُمت میں سے دس قسم کے لوگ توبہ کرے بغیر جنت میں داخل نہیں ہونگے ان میں سے ایک قسم دَیُّوث ہے۔ (الحدیث)

دوسری روایت میں ہے کہ دیوث وہ جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کے پاس کون آیا ہے۔ (منبہات، طبرانی)

﴿کافر حقیقی مراد نہیں بلکہ ناشکرا یا خدا کا باغی۔ اویسی غفرلہٗ﴾

فائدہ...... معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی بیوی کے متعلق غیرت نہیں رکھتا غیروں کو ان کے پاس آنے سے نہیں روکتا اور اس کو غیروں کے سامنے بے پردگی کرنے اور ان کے ساتھ ملاقاتیں کرنے ہنسنے کھیلنے سے نہیں روکتا، وہ دیوث ہے اور بڑا ہی محروم وبدنصیب ہے۔ (العیاذ باللہ)

انتباہ...... دیوث ایک سخت لفظ ہے اگر آج کسی کو کہا جائے تو وہ تادم زیست جانی دشمن بن جائے گا۔ لیکن عملی طور پر دیکھو تو اپنی عورت سے بے غیرتی کا کیا عالم ہے۔ اسکا آپ حضرات خود ہی اندازہ لگایئے یا اسی کتاب میں چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حفصہ بنت عبدالرحمٰن باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے حاضر ہوئیں تو آپ نے اس باریک دوپٹہ کو پھاڑ دیا اور ان کو موٹا دوپٹہ پہنایا۔

فائدہ...... اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا ایسا باریک و پتلا لباس پہننا اور دوپٹہ اوڑھنا جس سے جسم و بالوں کی رنگت نمایاں ہو وعید شدید کا مستحق جنت سے محرومی و سخت عذاب کا باعث ہے اور ایسے کپڑے اس لائق نہیں ہیں کہ انہیں پھاڑ دیا جائے اور ان کی جگہ موٹے کپڑے استعمال کیئے جائیں۔ چونکہ ٹیڈی قسم کے چست لباس میں بھی باریک کپڑوں کی طرح اعضاء متشکل اور جسم نمایاں ہوتا ہے اس لئے باریک کپڑوں کی طرح برائے نام چست لباس بھی ننگا ہونے کا حکم رکھتا ہے اور ان دونوں قسم کے باریک و چست کپڑوں سے باحیا اور اہل غیرت مسلمانوں کیلئے احتراز لازم ہے۔ بلکہ مروجہ برقعوں کی طرح شوخ رنگ جاذب نظر و پرکشش لباس بھی شرعی نقطۂ نظر سے ناروا ہے۔ کیونکہ باریک و تنگ کپڑوں کی طرح ایسا لباس بھی نظر کو کھینچتا ہے اور نگاہیں اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور عورت کا ایسا لباس پہن کر مردوں کے سامنے جانا اور باہر نکلنا ناروا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یخرجن و ھن تفلات یعنی عورتیں اگر بضرورت نکلیں تو بغیر خوشبو میلے و پرانے کپڑوں میں باہر نکلیں۔ (ابوداؤد)

حکایت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ایک عورت گزر رہی تھی جس کی خوشبو آپ کو محسوس ہوئی تو آپ نے اس کو مارنے کیلئے دُرّہ اٹھایا اور فرمایا کہ تم ایسی خوشبو لگا کر نکلتی ہو جس کی مہک مردوں کو محسوس ہوتی ہے اگر بضرورت نکلنا ہو تو بغیر خوشبو میلے کچیلے کپڑوں میں نکلا کرو۔ (کنز العمال)

فائدہ...... امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عام طور پر عورتیں جو جاذب نظر چادر و نقاب و برقع اوڑھتی ہیں یہ ناکافی ہے۔ کیونکہ اس سے شہوت کو تحریک ہوسکتی ہے بلکہ بعض اوقات ایسے پرکشش کپڑوں میں ننگے چہرے سے زیادہ پرکشش نظر آتی ہیں۔ لہٰذا ان کو ایسی چادر و خوبصورت نقاب اوڑھ کر باہر نکلنا حرام ہے۔ جو عورت ایسا کرے گی گنہگار ہوگی اور اس کا باپ، بھائی، شوہر جو اسے اس کی اجازت وامداد دے گا وہ اس کے ساتھ گناہ میں شریک ہوگا۔ (کیمیائے سعادت)

فائدہ...... ان تصریحات سے واضح ہوا کہ باریک وتنگ لباس تو درکنار عورتوں کو ایسا پردہ خوبصورت و پرکشش لباس و دوپٹہ اور برقع پہن کر باہر نکلنا بھی ممنوع وناپسندیدہ ہے۔ جس کی طرف نگاہیں اٹھیں اور مردوں کے جذبات میں ہیجان وتحریک پیدا ہو کاش مسلمان مائیں بہنیں اور بیٹیاں ان احکامات کا احترام کریں۔ شرعی لباس و پردہ کو اپنا کر اپنی قومی غیرت واسلام پسندی کا ثبوت دیں اور جنت کی محرومی وجہنم میں جلنے سے بچ جائیں اور ان کے مسلمان ورثاء باپ بھائی شوہر و دیگر متعلقین اپنی حمیت وغیرت کو بروئے کار لائیں اپنی مستورات کی نگہداشت کریں۔ ان کو سادہ لباس پہنائیں۔ صحیح طور پر پردہ کرائیں اور باریک وٹیڈی لباس اور خوبصورت و جاذبِ نظر کپڑے پہن کر اور سرخی پاؤڈر وغیرہ کے ساتھ بناؤ سنگھار کر کے باہر نکلنا اور اسکولوں کالجوں بازاروں دکانوں مینا بازاروں نمائشوں کلبوں سینماؤں اور دفتروں وغیرہ میں جانا بند کر کے اپنی شان مسلمانی وایمانی غیرت کا مظاہرہ فرمائیں اور ایسے کپڑوں کو جلا دیں جو قوم کی بیٹیوں کی بے پردگی معاشرہ کی بے راہ روی اور بے حیائی وفحاشی کا باعث ہے۔ (من ابن عدی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالاخانوں میں نہ رکھو اور فرمایا کہ مسلمان مردوں کیلئے اور عورتوں کیلئے بہتر مشغلہ چرخہ کاتنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں عام حکم فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالاخانوں میں نہ رکھو۔ (کذا فی روض الاخبار شیخ محمد قاسم بن یعقوب)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان کا ایک لکھنے والی لڑکی پر گزر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تلوار کس کو ذبح کرنے کیلئے صیقل ہو رہی ہے۔ (اخرجہ الترمذی الحکیم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہدایتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام

اُمت کے غمخوار اور قیامت تک آنے والے تمام مشکلات کے حل کرنے والے نبی ﷺ نے اپنی امت کو یوں ہدایت فرمائی:۔

۱ عن عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تسکنوھن الترف ولا لیعلموھن الکتابۃ و علموا المغزل (سورۂ نور) اخرجہ بیہقی فی معتب الایمان عن الحاکم وقال صحیح الاسناد لا جر سیوطی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھو اور ان کو لکھنا نہ سکھاؤ۔ بلکہ چرخہ کاتنا سکھاؤ اور قرآن مجید میں سے سورۂ نور ان کو خصوصیت کے ساتھ پڑھاؤ۔ اس حدیث کو علاوہ بیہقی اور حاکم کے ابن مردویہ قرطبی ابن حجر ہیثمی۔ واحدی، شربینی، بغوی، ملا علی قاری جیسے جلیل القدر محدثین نے بھی روایت کیا اور حکیم ترمذی نے اس معنی کی ایک اور روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔ یہ طوالت اس لئے عرض کی ہے کہ بعض حضرات جو عورت کیلئے لکھنے وغیرہ کے جواز کے قائل ہیں وہ اس حدیث کی صحت کے شاکی ہیں انہیں اصول حدیث کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ ایسی حدیث میں اگر چہ بعض کی اسناد ضعیف ہیں تو بعض تو صحیح الاسناد ہیں۔

۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا تعلمو نساء کم الکتابۃ ولا تسکنوھن العلابی یعنی عورتوں کو بالا خانوں پر نہ ٹھہراؤ اور نہ لکھنا انہیں سکھاؤ۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً لا تعلموا نساء کم الکتابۃ و لا تسکنوھن العلابی و قال خیر الھو المؤمن السیاحۃ و خیر لھو المرأۃ المغزل للسیوطی عن ابن عدی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضوا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالا خانوں میں نہ رکھو اور فرمایا کہ مسلمان مرد کیلئے بہتر دل بہلا وا تیرنا ہے اور مسلمان عورتوں کے بہتر مشغلہ چرخہ کاتنا ہے۔

۳ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا تعلمو نسائکم الکتابۃ ولا تسکنوھن العلابی وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور نہ ان کو بالا خانوں پر ٹھہراؤ۔

٤ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں عام حکم فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور نہ ان کو بالا خانوں پر ٹھہراؤ۔

۵ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان کا ایک لکھنے والی لڑکی پر گزر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تلوار کس کو ذبح کرنے کیلئے صیقل ہو رہی ہے۔ (اخرجہ الترمذی الحکیم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جب اُمّت کے غمگسار اور قیامت تک آنے والی تمام مشکلات حل کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ دستور العمل عنایت فرمائے تو پھر امتی ہوکر ایک انگریز دشمن اسلام کے دستور العمل کو کیوں ترجیح دیتا ہے۔ جب کہ فقیر آگے چل کر تصریح پیش کرے گا کہ لڑکیوں کی تعلیم کا جال انگریز نے صرف اسی لئے بچھایا ہے کہ کسی طرح اسلام کی مضبوط آہنی دیوار کھوکھلی ہو اور اسے خود مسلمان اپنے ہاتھوں ہی توڑ پھوڑ کر رکھ دیں۔ چنانچہ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگیا۔ اگرچہ آج ملک ہمیں دے گیا ہے لیکن اپنے مقصد پر مسرور رہے۔ لیکن یاد رہے کہ جتنا انگریز آج ہماری تہذیب وتمدن پر قابض ہوکر خوش ہے اتنا ہی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے ناراض ہیں۔

مسلمانو! ابھی سنبھل جاؤ ورنہ قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب شفاعت سے دست برداری کا اِظہار فرمایا اور حکم دیا کہ ان معاشرہ بگاڑنے والے عیسائیت کی اقتدا کرنے والوں کو میرے سامنے نہ لاؤ۔ تو بتاؤ اس وقت تمہارے ساتھ کیا گزرے گی فلہٰذا آج سے ان کی پناہ لو آج ہی مدد مانگ لو ان سے پھر نہ مانیں گے کبھی اگر تم مان بھی گئے۔

فائدہ...... پاکستان کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کی اکثریت بیرونی سروس کے افسروں سے شادی کرنا پسند کرتی ہیں۔ لیکن اگر محکمہ خارجہ کے افسر میسر نہ آئیں تو پھر ایسی لڑکیاں علی الترتیب فوجی افسروں، ٹیکنیکل ماہرین، بڑے بڑے تاجروں اور انتظامیہ سے وابستہ عہدہ داروں کو ترجیح دیتی ہیں۔ انکشاف ایک سروے رپورٹ سے ہوا ہے جو شوہروں کے انتخاب کے معاملے میں تعلیم یافتہ پاکستانی لڑکیوں کے رجحانات کا جائزہ لینے کے بعد مرتب کی گئی ہے۔ رپورٹ مرتب کرنے والی خاتون نے اپنے سروے سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکیاں شوہر کے انتخاب کا اختیار خود حاصل کرنا چاہتی ہیں اور اس کے علاوہ کالج کی لڑکیوں کا یہ رجحان بھی زیادہ ہے کہ وہ اپنے سے خاصی زیادہ عمر کے مرد کو بطور شوہر پسند کرتی ہیں۔ (کوہستان اخبار)

پھر یہ کتنی بدبختی کا سامنا ہے کہ باپ اگر سیّد ہے، یا افغان ہے، یا اعلیٰ گھرانے کا ہے تو لڑکی کے ماحول نے ایک ایسے کا انتخاب فرمایا ہے جو نسبتاً بالکل گرا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ اس کا اپنا انتخاب ہے اس لئے باپ مجبور ہے۔ ورنہ اب کیا کرے۔ پھر شادی کے بعد اپنی تعلیمی معیار کے مطابق گھریلو کاروبار سے عاری نہ روٹی پکانے کی۔ نہ دال بنانے کی۔ کہتے ہیں کہ ایک صاحب ایم اے کا امتحان دیکر کالج میں دوسو، سوا دوسو روپیہ کے پروفیسر ہوگئے تھے۔ نئے خیالات کی بدولت چاہتے تھے کہ تعلیم یافتہ اوراپ ٹو ڈیٹ عورت ہو جو انکی شریک حیات ہو۔ چنانچہ ہزار کوشش کے بعد انکا ایک بی اے پاس لڑکی سے نکاح ہوگیا۔ وہ ایک مہینے تک تو اپنے اس انتخاب لاجواب کی اپنے دوستوں سے داد چاہتے رہے۔ مگر اس کے بعد خانہ داری کے مرحلے سامنے آئے تو پھر ان کی داد وفریاد سننے والا کوئی نہ تھا۔ بھوکے پیاسے کالج سے واپس آتے تو دیکھتے ہیں کہ بی بی باؤنیز پڑھ رہی ہیں اور باورچی خانہ میلا ہے۔ برتن بغیر دھلے ہوئے ہیں۔ شوروغل مچانے پر بیگم نے جلدی جلدی کھانا پکا کر سامنے رکھا تو روٹی جلی ہوئی اور دال کچی، ترکاری اور گوشت بھی بے مزہ، کبھی نمک تیز اور کبھی مرچیں زیادہ۔ یہ عالم دیکھ کر پھر وہ یوں کہا کرتا تھا کہ مجھ سے ہزار درجہ وہ لوگ اچھے ہیں جو پندرہ بیس روپے ماہوار پاتے ہیں اور بیبیاں ان کی نئی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ (ماہ طیبہ مئی ۱۹۶۲ھ)

علاوہ ازیں اب عورت مخدومیت چاہے گی شوہر کو خادم سمجھے گی بلکہ ہر طرح کی آزادی جیسے جی میں آیا کیا۔ عورت خود فتنہ ہے اور لکھنا لکھانا اس فتنہ کو اور سخت کر دیتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ درحقیقت انسان کی تحریر اس کی خوش آواز ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے القلم لسان الیہ بلکہ یہ آواز اکثر زبان کی آواز سے زیادہ دلکش ہی ہے۔ جس طرح تعلیمات شرعیہ اور غیرت فطریہ اس کی اجازت نہیں دیتی اجنبی مرد غیر عورتوں کی آواز سنیں اس طرح یہ بھی مناسب نہیں کہ عورتوں کی تحریر کاغذ میں ثبت ہو اجنبی مردوں کی نظر پڑتی ہے۔ نیز عورتوں کی اکثر تحریر بڑے بڑے فتنوں کا ذریعہ ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کی کتابت اور تعلیم موجودہ انگریزی وغیرہ میں (۱) حدیث کی صریح ممانعت (۲) اختلاف علماء اس کثرت رائے کے عمل کو ترک کرنا مناسب ہی ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ضرورت ہی نہیں۔ ہاں اگر سخت ضرورت پیش آئے اور کسی فتنہ کا خوف ہو تو پھر مضائقہ نہیں۔ لیکن ترکِ تعلیم کتابت کا یہ مطلب نہیں کہ عورتیں بالکل ہی جاہل رہیں یا شریعت عورتوں کو جاہل رکھنا چاہتی ہے۔ بلکہ شریعت تو ہر مرد وعورت پر علم کو واجب قرار دیتی ہے۔ اسلاف امت کی تاریخ میں صدہا تعلیم یافتہ عورتوں کے وہ کارنامے موجود ہیں کہ مردوں کو ان پر رشک آتا ہے علماء نے ان عورتوں کی مستقل تاریخیں لکھی ہیں۔

موجودہ زمانہ میں عورتوں کی بداخلاقی اور بے دینی اور پابندی رسوم جاہلانہ کا سبب بے عملی ہے اگر عورتیں تعلیم پائیں تو توقع ہے کہ یہ سب خرابیاں ان سے دُور ہو جائیں ہاں یہ ضرور ہے کہ تعلیم ایسی نہ ہو کہ جو ان کے اخلاق کو خراب کرنے والی ہو اس لئے علماء کرام نے عورتوں کیلئے انگریزی اور عشقیہ غزلوں اور ناولوں وغیرہ کو مطالعہ کرنا ناجائز فرمایا ہے کیونکہ یہ چیزیں مخرب اخلاق ہیں۔

بالاخانوں میں عورتوں کی بے پردگی یقینی نہیں بلکہ محتمل ہے لیکن آپ نے یہ بھی روا نہ رکھا اب وہ عورتیں اپنی حالت پر غور کریں جو پردہ میں کوتاہی کرتی ہیں کل قیامت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گی؟

مسلمان اس وقت سے بزدل و بے دست و پاء ہوا جب سے ان پاک تعلیمات کو چھوڑا جو ان کے دین میں ان کیلئے بہتری اور بھلائی کا راستہ ہے۔ آج کل مسلمانوں کے بچے ہیں اسکولوں میں کیا سیکھتے ہیں چڑیاں طوطے بنانا، اسے کھینچنا اور اعلیٰ درجہ کی ترقی یہ ہے کہ فٹ بال اور کرکٹ تک پہنچ جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رہتی دنیا تک کے تمام فتنوں اور غلط مصلحتوں اور خرابیوں کو ختم کیا اور آپ ان کی اصلاح کو بخوبی جانتے تھے اور اپنے دین کو اپنی امت میں ادھورا نہیں چھوڑ گئے بلکہ دین مکمل کر کے دے گئے۔ جو شخص یہ کہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ کی ضرورتوں سے بے خبر تھے یا یہ کہے کہ آئندہ ضروریات کو اگر ملاحظہ فرماتے تو ضرور اس کی اجازت دے دیتے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اور قدر و منزلت سے بے خبر ہے۔ سیّدنا امام محمد ابن العربی قدس سرہ اپنی مشہور کتاب فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور اکرم تا قیامت تمام مصلحات کو جانتے تھے۔

شیطانی جال

عورتوں کو پیچھے رکھو جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں مردوں سے پیچھے رکھا۔

نمائش پر عذاب

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے گروہ تم میں جو عورت زیور پہن کر غیر مردوں کے سامنے اس کی نمائش کرے گی وہ عذاب میں مبتلا ہوگی۔ (ابوداؤد) اور فرمایا کہ جو عورت غیر مردوں پر اپنی زینت کی نمائش کرے گی قیامت کے دِن وہ نور سے محروم اور اندھیرے میں مستغرق ہوگی۔ (ترمذی شریف)

شیطانی صورت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیروں کے سامنے عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے جس طرح شیطان وسوسے ڈالتا ہے اسی طرح مردوں کے سامنے عورت کا آنا شیطانی وساوس کا باعث ہے۔ (ترمذی)

دیور سے پردہ

فرمایا کہ غیر محرم عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے متعلق ارشاد کیا ہے؟ فرمایا کہ دیور موت ہے اور اس سے زیادہ پردہ واحتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ خاوند کی وجہ سے اس کے ساتھ ایک رشتہ کے باعث بیگانوں کی بنسبت خطرہ کا زیادہ امکان ہے۔

خلوت حرام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غیر محرم عورت کے پاس تنہائی میں جاتا ہے تو تیسرا ان کے پاس شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

اور فرمایا کہ میں نے شب معراج جہنم میں دیکھا کہ جو عورتیں اپنے بالوں کو غیر مردوں سے نہیں چھپاتیں وہ جہنم میں اپنے بالوں سے لٹکی ہوئی ہوں گی اور شدت عذاب سے ان کا دماغ اُبل رہا ہوگا اور جو عورتیں اپنے جسم کی تشہیر کرتی تھیں غیر مردوں سے پردہ کے بجائے ان کو اپنا بناؤ سنگھار دکھاتی ہیں ان کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جائے گا۔

فائدہ...... عورتوں کے حالات کے بگاڑ پر مباح کی رکاوٹ ہی بہتر ہے اگر چہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دور میں بعض صحابیات کو کتابت کی اجازت مرحمت فرمائی تو وہ صرف اپنی بیبیوں کے ساتھ مخصوص ہوگی۔

سوال...... حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بہت سی صحابیات کو کتابت کے فن پر عبور تھا۔ چنانچہ ذیل کی چند روایات ملاحظہ ہوں:۔

فتوح البلدان میں ہے کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی لکھنا جانتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میرے باپ نے مجھے لکھنا سکھایا تھا۔

فائدہ...... صحابیہ کی کتابت کے ثبوت کے علاوہ صحابی جلیل القدر نے کتابت سکھائی اس سے ثابت ہوا کہ خیر القرون میں بھی یہ دستور جاری تھا تو اب تم کون ہوتے ہو روکنے والے؟

فتح بلاذری ۴۷۲ میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی محیط بھی فن کتابت جانتی تھیں۔

فائدہ...... ام کلثوم ایک جلیل القدر صحابی کی زوجہ ہونے کے علاوہ صحابیات میں سے تھیں ان حقائق کے باوجود دور حاضر میں ترقی یافتہ عورتوں کو کتابت سے روکنا دقیانوسی پن نہیں تو اور کیا ہے۔

سوال...... علاوہ ازیں خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کتابت کی اجازت مروی ہے حضرت شفا بنت عبداللہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز میرے ہاں تشریف لائے اور میں اس وقت حضرت حفصہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا کہ الا تعلمین هذه رقيته النملة كما علمتيها الكتابة (رواہ ابوداؤد)

نملہ ان پھوڑوں کو کہتے ہیں جو انسان کی بغل سے نیچے نکل آتے ہیں اور جن میں سوزش سی چلتی معلوم ہوتی ہے۔ عرب کچھ دعا پڑھ کر اس پر دم کرتے ہیں جس سے باذن اللہ تعالیٰ یہ تکلیف دفع ہو جاتی ہے۔ (قاموس)

حضرت شفا یہ دعا جانتی تھیں اور اکثر دم کیا کرتی تھیں۔ جب ہجرت کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت شفا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس خیال سے کہ کہیں اس دعا میں کوئی گناہ نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنائی تو آپ نے اجازت دی اور فرمایا کہ یہ دعا حضرت حفصہ کو سناؤ۔ (کذا ذکرہ الخطابی فی حاشیہ ابی داؤد) اس دعا کے بارے میں خطابی نے شرح ابوداؤد میں اور علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان باب النمل میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں جن کے ذکر کرنے کی اس جگہ ضرورت نہیں ۔ ابوداؤد کی اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت شفا لکھنا جانتی تھیں اور حضرت حفصہ کو بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا اور اس روایت کو بھی حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔ بہرحال اس حدیث سے عورتوں کیلئے تعلیم کتابت کی اجازت نکلتی ہے۔

الجواب..... علماء محدثین وفقہاء نے دونوں رِوایتوں کی تطبیق کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر کسی فتنہ کا خوف نہ ہو جیسا کہ حضرت حفصہ اور شفا کیلئے نہیں تھا تو اجازت ہے ورنہ نہیں۔ سیّدنا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے اس کے ازالہ میں عجیب توجیہ بیان فرمائی ہے اس کو ہم نے بیان کردیا ہے (مستقل طور پر فقیر کا رسالہ کتابت نسواں پڑھئے) شرح مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جہاں کسی مباح فعل کی وجہ سے اسلام میں فتنہ کا احتمال ہو تو اس مباح کو نہ کرنا ضروری ہے اور واجب ہے اور یہ قاعدہ اصولی ہے ہر چھوٹی بڑی کتاب میں درج ہے۔ اب اگر بقول زید عورتوں کی کتابت یا اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم کو مباح سمجھا جائے تو فِتنہائے عظیم کو کون روکے گا کہ جب بے پردہ یا فیشنی پردہ اوڑھ کر گھر سے نکلتی ہیں تو ہزاروں گناہوں میں مبتلا کرتی ہیں۔ پھر اسکول وکالج میں جا کر کتنوں کو عشاق بنا کر کشت وخون کی نوبت تک پہنچاتی ہیں۔ اس کا اندازہ اخبارات سے لگائیں لہٰذا نتیجہ نکالنا آسان ہوگیا کہ اوّلاً تو محققین کے نزدیک عورت کو قلم ہاتھ میں دینا دِین کی اینٹ پر اینٹ بجانا ہے اگر بقول بعض روا رکھا جائے تو ان فتنوں اور فسادات کو کون روکے گا۔

تیسرا باب

عورت کی تعلیم کے بارے میں متقدمین فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے اس موضوع پر متعدد کتابیں بھی لکھی ہیں اور پھر کتب ذیل میں معتبر و مستند فقہاءِ کرام نے اپنی معتبر کتب میں تصریح فرمائی کہ عورتوں کے ہاتھ میں قلم دینا اپنے ہاتھ سے دین کے مضبوط قلعہ کو ڈھانا ہے اور پھر موجودہ دَور کی انگریزی تعلیم اور کالج اور اسکولوں کے گندے ماحول سے پناہ۔ بخدا میں کہتا ہوں کہ اگر آج ہمارے اسلاف صالحین حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم زندہ ہوتے تو ان کے دل خون کے آنسو روتے جبکہ ہم اس کے برعکس اپنے قلم کا زور صرف اسی پر صرف کرتے ہیں کہ اہلِ اسلام انگریزی تمدن سیکھیں اور لڑکیاں کالج میں داخلہ لیں افسوس کہ ہم میں نہ زورِ قلمی ہے نہ دینی شان وشوکت اور جنہیں ہم اپنے دین کا مرکز سمجھتے ہیں وہ بھی ٹیڈی تہذیب اور ماڈرن تمدن کے نہ صرف حامی ہیں بلکہ اس کے مخالف کے سخت مخالف ہیں۔

اقوال فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم

فقیر چند ایک اکابر کی تصریحات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے شاید کسی بھائی کو ہدایت نصیب ہو۔

وہ حضرات جنہوں نے مذکورہ موضوع کی حمایت فرمائی اور جن پر ملک وملت کو ناز ہے اور مخالفین بھی انہیں اپنا مقتدا مانتے ہیں۔

(۱) حافظ امام ابوموسیٰ۔

(۲) امام علامہ توریشی۔

(۳) امام اثیر جزری۔

(٤) علامہ طاہر فتنی۔

(٥) علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ۔

(٦) علامہ جلال الدین سیوطی۔

(۷) شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ (اصلاح بہشتی زیور از فتاویٰ رضویہ)

(۸) حکیم ترمذی صاحب۔ (نوادر الوصول)

(۹) ابن ملک وشارح مشکوٰۃ۔

(۱۰) سید آلوسی۔

(۱۱) ملا علی قاری (صاحب مرقاۃ)

(۱۲) امام ابن حجر مکی صاحب فتاویٰ حدیثیہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) صرف اس موضوع پر ایک تاریخی کتاب صَوَاعِقُ الْمَلِكِ عَلیٰ مَنْ اَبَاحَ الْكِتَابَةَ لِنِسَاءِ الزَّمَان لکھی گئی ہے اس کے چند ایک فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں:۔

☆ مفتی احناف مکہ مکرمہ

علامہ ابن اسماعیل علیہ الرحمۃ نے شرح تعلیم المتعلم ۹۹۶ھ میں نقل کیا ہے کہ عورتوں کو خط و کتابت سیکھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تعلموا النّساء الخط یعنی عورتوں کو خطوط کتابت نہ سکھاؤ یہ حدیث لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کی کراہت اور ممانعت میں نص صریح ہے اور یہ ممانعت نفس کتابت کے متعلق ہے۔

جہاں تک لڑکیوں کے لکھنا سیکھنے کیلئے گھروں سے اسکولوں کالجوں میں جانے کا تعلق ہے یہ شریعت محمدیہ کے خلاف ہے۔ مذہب حنفی کی کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں کہ اسکولوں کالجوں سے نماز باجماعت کیلئے مساجد میں عورتوں کو جانا ممنوع اور مکروہ ہے۔ اگرچہ وہ باپردہ وسادہ لباس میں جائیں۔ نماز افضل العبادات ہے اور یہ بھی کہ قریب البلوغ (مراہقہ) لڑکی بھی بالغہ کی طرح ہے۔ ردالمحتار میں ہے کہ......

والمراهقة فيما ذكر و قال فيه ايضاً فقد اعطوها بالغه من حين بلوغ حد الشهوة فى تقدير حد الشهوة فقيل سبع تسع و صحيح الزيعلى وغيره انه الا لربالسن من السبع علىٰ ما قيل او لتسع والمتعبران تصلح للجماع

عہد رسالت وعہد صحابہ میں مستورات اور ان کے پردہ کے یہاں تک احتیاط تھی کہ مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کون سی چیز بہتر ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ عورت کیلئے یہ ہے کہ نہ وہ غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھے۔ آپ نے اس جواب کو پسند فرمایا، انہیں پیار کیا۔

بعضها من بعض ۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ طریقہ تھا کہ گھر کی دیوار میں اگر کوئی سوراخ ہوتا تو بند کرادیتے تا کہ مستورات مردوں کو نہ جھانک سکیں ایک صحابی نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو سوراخ سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے مارا۔

(غیر محرم مرد کی طرح) مسلمان لڑکیوں کا کافر اُستانی سے تعلیم حاصل کرنا بھی ممنوع ہے کیونکہ کافر عورت مسلمان عورت کے حق میں اجنبی مرد کی طرح ہے اور اس کا مسلمان عورت کے بدن کو دیکھنا دُرست نہیں۔

(درمختار فصل اللبس واسطہ میں ہے) والذمية كالرجل الاجنبى فى الاصح اے اللہ ہم تیری طرف اس شخص سے برائت چاہتے ہیں جو (لڑکیوں کی تعلیم کیلئے) ایسا اِدارہ بنا کر اسلام کی بزرگی کے ستونوں کو ڈھانے والا اور نافرمانی کرنے والا ہے۔

﴿خادم شریعت محمد صالح ابن المرحوم صدیق کمال الحنفی مفتی مکہ مکرمہ﴾

☆ مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ

لڑکیوں کو لکھنا سکھانا مکروہ ہے لکھنا سیکھنے کے بعد جہاں طالبات کیلئے اغراض فاسدہ کا حصول آسان ہوتا ہے وہاں فاسق لوگوں کا ان کے ساتھ رابطہ قائم کرنا ممکن ہوجاتا ہے حالانکہ کتابت کے بغیر یہ معاملہ آسان نہیں ہوتا اس لئے کہ خط و کتابت قاصد کی بہ نسبت پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس طرح قاصد کی زبانی پیغام بھیجنے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا اس لئے عورت لکھنا سیکھنے کے بعد **شیقل شدہ تلوار** کی طرح ہوجاتی ہے جس میں برائی کی طرف اجابت و توجہ کی قابلیت تیزی کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ حکیم ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان کا ایک لڑکی پر گزر ہوا جو لکھ رہی تھی تو آپ نے اسے لکھتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ تلوار کو شیقل کر رہی ہے تاکہ اس کے ساتھ ذبح کرے۔ علاوہ ازیں فقہا نے فرمایا کہ اسکولوں کالجوں میں جانا تو درکنار عورتوں کا نماز باجماعت کیلئے مسجد میں جانا بھی ناجائز ہے۔ جب وہ عورت نوجوان ہو، یا زینت کے ساتھ، یعنی ہار سنگھار کر کے جائے، یا مردوں سے اختلاط ہو، یا اس نے خوشبو لگائی ہو، یا وہ مردوں کی طرف دیکھے، اور مرد اس کی طرف دیکھیں۔ جہاں تک ایسا ادارہ قائم کرنے والے کا تعلق ہے وہ اس کی بناء پر شرعاً گنہگار ہوگا۔ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم) ﴿محمد سعید ابن محمد باصبیل مفتی شافعیہ مفتی مکہ مکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ﴾

☆ مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ

مفتی احناف نے جو جواب دیا ہے وہ کافی ہے۔ اس لئے طوالت کی حاجت نہیں۔ لڑکیوں کا مسلمان عورت و اپنے محرم سے کتابت سیکھنا بھی مکروہ ہے۔ علامہ ابن رشید نے روح البیان و التحصیل میں فرمایا ہے ہمارے امام، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکیوں کا لکھنا سکھنا مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ انہیں لکھنا سکھانے میں فساد ہے خصوصاً اس زمانہ میں۔ حالانکہ امام صاحب کا زمانہ چوتھی صدی میں تھا۔ پس جب چوتھی صدی میں فساد کی بنا پر لڑکیوں کا لکھنا ممنوع تھا تو خیال کرو! چودھویں صدی میں اس کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے۔ حالانکہ چوتھی صدی کی بہ نسبت چودھویں صدی کا فساد و آوارگی بدرجہا بڑھ کر ہے۔ غیر محرم مردوں پروفیسروں سے لڑکیوں کی تعلیم حاصل کرنا بھی حرام ہے۔ خصوصاً جب طالبات گھروں سے بے پردہ ہو کر نکلیں اور امتحان وغیرہ کی تقریب پر ان کے ساتھ غیر مردوں کا اجتماع ہو تو یہ حرمت اور زیادہ شدید ہوگی، کیا تم دیکھتے نہیں کہ ایسی صورت میں عورتوں کا نماز جماعت کیلئے جو کہ مخصوص عبادت ہے حاضر ہونا بھی حرام ہے چہ جائیکہ وہ ایک ایسے امر ممنوع کتابت کیلئے اسکولوں کالجوں میں حاضر ہوں جس کے باعث انہیں اس سے بڑھ کر برائیوں کا ارتکاب کرنا پڑے۔ غیر محرموں پروفیسروں کی طرح لڑکیوں کا کافرہ عورتوں سے تعلیم حاصل کرنا بھی حرام ہے کیونکہ مسلمان لڑکیوں کی کافرہ کے پاس تعلیم میں دینی خطرہ کے علاوہ مسلمان عورت کا کافرہ کے سامنے بے پردہ ہونا ناجائز ہے اور فتنوں کے ذرائع کا روکنا شرعاً مطلوب ہے اس قسم کی غیر شرعی تعلیم کیلئے اِدارے بنانا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ ان امور کی قسم سے ہے جس کے مرتکب کو اپنے گناہ کے علاوہ قیامت تک اس کے جاری کردہ غلط طریقہ پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہوگا۔ ﴿محمد ابن المرحوم الشیخ حسین مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ﴾

☆ مفتی حنابلہ مکہ مکرمہ

اسکولوں کالجوں میں لڑکیوں کو اس طرح کتابت سیکھنا ناجائز ہے۔ کیونکہ کتابت کی ممانعت کے علاوہ طالبات کا غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا، ان کے ساتھ آزاد گفتگو کرنا، یہ سب حرام ہیں۔ تنہائی میں ہونا بھی حرام ہے۔ اس لئے کہ وسائل کیلئے بھی مقاصد کا حکم ہے اور جو چیز حرام کا ذریعہ بنے وہ بھی حرام ہے اور اہل انصاف کیلئے مفتی احناف کا فتویٰ کافی ہے۔ الحقیر خلف ابن ابراھیم خادم افتاء الحنابلة المشرقه ۱۲۹۶ھ

مولانا عبدالقادر صاحب ابن مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو لکھنا سکھانے سے منع فرمایا ہے اور شراح محققین نے اس حدیث نہی کو معمول بہ قرار دیا ہے اور نہی فی الغالب حرمت پر معمول ہوتی ہے یا کراہت تحریمی پر جیسا کہ فقہ اصول میں مصرح ہے۔ ﴿الفقیر عبدالقادر عفی عنہ﴾

☆ مولانا سیّد دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ما اجاب به علماء بيت الله السبحان هذا هو المصلحة فى هذا الزمان

بیت اللہ شریف کے علماء کا جو جواب ہے اس زمانہ میں یہی مصلحت ہے کہ لڑکیوں کو لکھنا نہ سکھایا جائے اور انہیں اسکولوں کالجوں میں جانے سے روکا جائے۔ ﴿محمد دیدار علی الحنفی القادری﴾

☆ حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو لکھنا سکھانا ناجائز ہے اس کو جائز قرار دینے والے غور نہیں کرتے کہ لڑکیاں کتابت سیکھنے کے بعد بازار میں بیٹھ کر عرضی نویسی کریں گی یا کچہری میں نوکر ہوں گی یا بطور خود جس کے ساتھ چاہیں گی آزادانہ خط وکتابت کریں گی اور چند ایام میں اس قسم کی قباحتیں اسلام میں ظاہر ہو جائیں گی۔ فاللّٰه خيرا حافظاً و هو ارحم الرحمين ۔ اللہ تعالیٰ علماء دین کو دُور اندیشی نصیب فرمائے تا کہ دینِ اسلام میں فتنے فسادات رونما نہ ہوں۔ ﴿فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ ۱۳۰۳ھ﴾

☆ مولانا سیّد عبدالاحد صاحب قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیشک اس زمانہ میں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا سمّ قاتل و زہر ہے۔ ہرگز کسی طرح بھی اس امر پر رغبت نہ کریں کہ بلاشک وشبہ لکھنے والی عورت ننگی تلوار کی مانند ہے۔ جیسا کہ حضرت لقمان کا قول ہے۔ ﴿فقیر سیّد عبدالاحد قادری حنفی عفی اللہ عنہ﴾

☆ حضرت مولانا غلام حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چو رخوف فتنہ در زمان گذشتہ بصدہا سال ازیں زماں پیشتر بود پس دریں زماں کہ بیقین افتنا واست چگونہ تعلیم کتابت مرزنا نزا رواخواہد بود۔ درفتویٰ برہنہ درذکر محرمات درذیل مسئلہ حرمت تشبیہ زنان بمرداں ومرداں بزنان آوردہ وفی الحدیث ولاتعلموا ھن الکتابتہ انتھی فقیر غلام حسین قصوری عفی عنہ

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... تخلیص واختصار کے ساتھ عورتوں کے لکھنا سیکھنے اورلڑکیوں کے اسکولوں کالجوں میں جانے کی شرعی ممانعت و حرمت کے متعلق عرب وعجم کے اکابر ومشاہیر علماء اسلام ومفتیان اہلسنّت و جماعت کے فتاویٰ مبارکہ آپ کے سامنے ہیں ان کے علاوہ کتاب مسطاب۔

صواعق الملك الديان علیٰ من اباح الكتابة النساء الذمان میں مزید بیسیوں علماء کرام کی تصدیق بھی شامل ہیں جنہیں خوف طوالت کے باعث نہیں لکھا جاسکا مختلف بلاد وممالک کے علماء اعلام کے ان فتاویٰ مبارکہ کو اَسّی سال سے زائد عرصہ گزرچکا ہے۔ ذرا خالی الذہن ہوکر ٹھنڈے دِل ودماغ کے ساتھ سوچیے کہ حضرات علماء نے لڑکیوں کے لکھنا سکھانے اور اسکولوں کالجوں میں جانے کے متعلق جن خدشات کا اِظہار فرمایا تھا۔ کیا بعینہٖ اسی طرح نہیں ہورہا اور کیا ایسے جلیل القدر علماء کے اتنے فتاویٰ کے باوجود لڑکیوں کو لکھنا سکھانے اور اسکولوں کالجوں میں بھیجنے کی شرعاً کوئی گنجائش نکل سکتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ذرا غور فرمایئے کہ اگر مروجہ قلمی تعلیم سراسر خلاف شریعت ومحض انگریز ونصاریٰ کی نقالی وپیروی نہیں تو اور کیا ہے۔

وما علينا الا البلاغ المبين

اقوال علماءِ کرام اہلسنّت

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدد دین وملت امام العلماء المحققین شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

عورتوں کولکھنا سکھانا شرعاً ممنوع وسنت نصاریٰ۔

باب ہزاراں فتنا درستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے جس کے مقاصد شدیدہ پر تحارب شدیدہ و عادل ہیں۔ متعدد حدیثیں اس کی ممانعت میں وارد ہیں۔ جن میں بعض کی سند عند المحققین خود قوی اور اصل متن حدیث کے معروف ومحفوظ ہونے کا امام بیہقی نے افادہ فرمایا اور پھر تعدد طرق دوسری قوت اور عمل امت وقبول علماء تیسری قوت اور محل احتیاط وفتنہ چوتھی قوت توحدیث لا اقل حسن ہے اور ممانعت میں اس کا نص صریح ہونا خود روشن ہے۔ پر ظاہر ہے کہ کتابت ایک عظیم نا قع چیز ہے۔ اگر عورتوں کی کتابت میں حرج نہ ہوتا تو جمہور سلف آج تک اس کے ترک کا کیوں فرماتے۔ بالجملہ سبیل سلامت اسی میں ہے۔ لہٰذا جملہ علماء کرام جیسے امام حافظ الحدیث ابوموسیٰ، امام علامہ توریشی، علامہ طاہر فتنی اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی طرف میل فرمایا، وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے اب جو اجازت کی طرف جائے یا حال زمانہ سے غافل ہے یا امت مرحومہ کی خیر خواہی سے غافل......

و من لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل و نسئل الله العفو و العافیة فتاویٰ رضویه ۔ اصلاح بہشتی زیور، ص ۳

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے سینا پرونا، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے، سورۂ نور کی تعلیم دے لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے۔ بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی اور خاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کے تول برابر رکھے۔ جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے۔ نوبرس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔ اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔ شادی براُت میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے۔ اگر چہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو۔ سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے۔ بلکہ بیگانوں میں جانے کی مطلقاً بندش کرے۔ اپنے گھر کو ان پر زندان کردے۔ بالا خانوں پر نہ رہنے دے۔ گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں جب کوئی رشتہ ملے دیر نہ کرے۔ حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔ زنہار زنہار کسی فاجر فاسق خصوصاً بدمذہب کے نکاح میں نہ دے ہرگز ہرگز بہار دانش مینا بازار مثنوی ۔ غنیمت وغیرہا کتب عشقیہ غزلیات فسقیہ نہ دیکھنے دے کہ نرم لڑکی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرِ زناں کا ذکر ہے۔ پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہوسکتا ہے مشغلۃ الارشاد اعلیٰ حضرت سیّدنا امیر الملت والدین حضرت پیر قدس سرہ سیّد جماعت علی شاہ صاحب

محدث علیہ پوری کی شخصیت سے کون ناواقف ہے آپ ہزاروں کے اجتماعات میں بلاخوف لومۃ لائم قوم کو انتباہ کے طور پر یہ فرماتے تھے کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلوں میں بھیج دو۔ کیسی شدّت اور کتنا جلال تھا ان الفاظ میں۔ ظاہر بین اور دُنیادار لوگوں کے نزدیک یہ آواز دقیانوسی حالات سے بے خبری اور مولوی کی تنگ نظری پر مبنی تھی۔ لیکن انصاف پسند سنجیدہ مزاج طبائع سلیمہ ان الفاظ کی شدت کو قوم کے ساتھ مردکامل کی خیر خواہی پر محمول سمجھ رہی تھیں ایسی خیر خواہی آمیز شدت جو ڈاکٹر کے آپریشن، حکیم کی کڑوی کسیلی دوا اور جراح کی نشتر زنی سے کہیں زیادہ خیر خواہی پر مبنی اور روحانی اطمینان بخشنے والی تھی۔

لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلوں میں بھیج دو، کیا مطلب یہی کہ جس طرح کوئی انسان اپنی نورِ نظر اور لختِ جگر کی ذات کے ساتھ چکلے کا تصوّر نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اسے اپنی بچی کو انگریزی اسکول کے مغرب زدہ ماحول میں ٹیڈی ازم کی علمبردار اُستانیوں کے پاس بھیجنے کا تصور بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کیا لڑکیوں کیلئے اسکول و کالج چکلہ سے زِیادہ خطرناک اور گمراہ کن مقامات ہیں۔ جی ہاں مردکامل نے اپنے الفاظ میں اسی طرف اِشارہ کیا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اسکول کالجوں کے بگاڑنے کا حلقہ چکلہ سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔

اس لئے کہ چکلے ایک کھلی ہوئی برائی ہے اور خطرہ کی جگہ ہے اور برائی کو اپنی اصلی صورت میں دیکھ کر عموماً لوگ اس طرف سے احتراز کرتے ہیں اور اسکولوں کالجوں میں یہ برائی چونکہ تعلیم کے نام پر پیش کی جاتی ہے اس لئے ایک تو اس سے تعلیم بدنام ہوتی ہے اور دوسرا لوگ اس نام سے گمراہ ہو کر اپنی بچیوں کو ایسی خطرناک راہ پر ڈال دیتے ہیں جہاں فیشن پرستی و بے حیائی ٹیڈی ازم گانے بجانے اور اغوا و فرار سے لے کر عصمت فروشی تک سب ہوتا ہے اور تعلیم کے نام پر یہی وہ دھوکہ اور عظیم خطرہ تھا کہ جس کا احساس فرما کر مردِ کامل نے آج سے مدّتوں پہلے قوم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کیلئے بدیں الفاظ رجز و توبیخ فرمائی تھی کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلہ میں بھیج دو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ضروری نہیں کہ اسکول و کالج جانے والی ہر لڑکی کا دامن ملوث ہو۔ بلاشبہ بعض لڑکیاں ماحول کی گندگی کے باوجود اپنا دامن عصمت محفوظ رکھتی ہیں۔ لیکن یہ محض خوبیِ قسمت پر موقوف ہے کہ جہاں تک جوان لڑکیاں آمد و رفت۔ فرنگی تعلیم و سکولوں کالجوں کے مغرب زدہ ماحول کا تعلق ہے۔ مجموعی طور پر اس کے اثرات طالبات کو یقیناً طوائف کی راہ پر لے جا رہے ہیں اور کسی حساس و دانشمند اور باخبر شخص کیلئے یہ مناسب نہیں کہ اپنی لخت جگر اور خاندان کی عزت کو ایسے حضرات کے سپرد کر دے۔ ﴿حضرت علامہ حشمت علی صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ﴾

سوال...... کیا فرماتے ہیں کہ علماء دین اس مسئلہ میں کہ مولوی الاشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی مشہور کتب بہشتی زیور میں لڑکیوں کو لکھنے کی ترغیب دی ہے۔ بلکہ انہیں لکھنے کے باقاعدہ طریقے تحریر کیے ہیں۔ کیا یہ شرعاً دُرست ہے اور عورتوں کو لکھنا سکھانا جائز ہے یا ممنوع۔

الجواب...... اقول و باللہ التوفیق۔ تھانوی صاحب کا عورتوں کو خط و کتابت کا ڈھنگ وطریقہ سکھانا لکھنے کی راہ دکھانا محض بیجاوسراسر خطا اور شرعاً ناروا ہے۔ احادیث میں عورتوں کو لکھنا سکھانے کی صریح ممانعت فرمائی گئی ہے اور اجازت میں کوئی حدیث صریح نہیں آئی۔ اسی پر سلفاً وخلفا اجلۂ ائمہ اور اکابر اُمت کا عمل رہا۔ اور زمانہ موجودہ کے علماء نے کتابت کو عورتوں کے واسطے ممنوع و ناجائز ہی رکھا۔ چنانچہ ابن حبان و بیہقی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لا تسکنوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ و علموا ھن المغزل و سورۃ النور یعنی عورتوں کو بالاخانوں پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ انہیں چرخہ کاتنا بتاؤ اور سورۂ نور سکھاؤ۔

دوسری حدیث میں ہے کہ لا تسکنو النساء کم الغرف ولا تعلموا ھن الکتابۃ اپنی عورتوں کو بالاخانوں پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔ اس حدیث کو امام ترمذی محمد بن علی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیسری حدیث میں ہے کہ لا تعلمو النساء کم الکتابۃ ولا تسکنوھن العلالی اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور انہیں کوٹھوں پر نہ ٹھہراؤ۔ اس حدیث کو ابن عدی وابن حبان نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

حدیث اوّل کی حاکم نے تصحیح فرمائی اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اور ثالث کو اپنے رسالے اجرالجزل میں ذکر کیا ہے اور دوسری حدیث کو امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسناداً ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد مولانا محمد صادق صاحب زینۃ المساجد۔

مغرب زدہ فرنگی دُور سے پہلے قلم ہمیشہ مرد کے ساتھ مخصوص رہا ہے اور دیگر متعدد امور کے علاوہ عورت اس معاملے میں بھی کبھی مرد کی شریک وہمسر نہیں ہوئی۔ شرعی طور پر بھی لکھنا اور قلم ہاتھ میں پکڑنا صراحۃً عورت کیلئے منع فرمادیا گیا ہے اور اس پر امت کے علمی تعامل کا یہ عالم ہے کہ اس کے باوجود کہ تمام قوموں کے مقابلہ میں مسلمان قوم کی تصانیف سب سے زیادہ ہیں اور مسلمان قوم دنیا میں اکثر التصانیف واقع ہوئی ہے شائد ہی کوئی ایسی مثال ملے گی کہ کسی مسلمان خاتون نے بدست خود کوئی کتاب لکھی ہو۔ حالانکہ بڑی فقیہ عالمہ محدثہ شاعرہ خواتین بھی مسلمانوں میں ہوگزری ہیں۔ مگر افسوس کہ اب اپنی اس مسلمہ روایت اور امت کے عملی تعامل اور منشائے شریعت کے خلاف انگریزوں کی تقلید کرتے ہوئے مسلمانوں کو بھی اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کا ایسا شوق ہوا ہے کہ دن بدن اس میں اِضافہ ہوتا جارہا ہے۔ پھر اگر محض لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کی حد تک معاملہ رہتا تو بھی ایک دن کی بات تھی، مزید ستم یہ ہے کہ لکھائی کے علاوہ لڑکیوں کو لڑکوں کی طرح باقاعدہ انگریزی اسکولوں کالجوں میں فرنگی تعلیم وتہذیب کا

زہریلا درس دیا جارہا ہے اور اسے ترقی کامیابی وعزت کا معیار تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ فرنگی تعلیم وتہذیب کا زہر پلانا لڑکوں کیلئے ہی کچھ کم نہ تھا۔ چہ جائیکہ لڑکیوں کو یہ زہر پلایا جاتا ہے مگر قوم ہے کہ اس انگریزی فیشن کی رو میں خود بھی بہہ رہی ہیں اور اپنی مذہبی و ملی روایت کے برعکس اس ناجائز شغل پر پانی کی طرح روپیہ بھی بہارہی ہے۔ پھر اور تو اور بعض علماء ومشائخ کے مقدس گھرانے بھی فرنگی تعلیم وتہذیب کے اس سیلاب میں بہے جارہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ ولا حول ولا قوۃ الا با اللہ

فائدہ...... ان دلائل سے معلوم ہوا کہ عورتوں اور لڑکیوں کو مروجہ تعلیم اسلام کے سراسر خلاف ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے سوئے ہوئے جذبہٴ غیرت کو بیدار کرے اور اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

ترجمہ :

عورت کو غیر مردوں سے پردہ کرا — ورنہ عورت اور مرد میں کیا فرق ہے
جب لڑکے کی عمر دس برس ہوجائے — تو اس سے کہ نامحرم عورتوں سے بچ کر رہ
روئی کے سامنے آگ نہیں جلانا چاہیے — اس لئے کہ آنکھ جھپکنے میں گھر جل جائے گا
اسے بری مجلس سے بچا — ورنہ وہ بھی ان کی طرح گمراہ ہوجائے گا
اس سے زیادہ سیاہ نامہ اعمال کس کا ہوگا — جو داڑھی اگنے سے پیشتر بدکاری میں ملوث ہوگا
جو لڑکا امدہ لوگوں میں بیٹھا — اسکے باپ کو اس سے بھلائی کی امید نہیں رکھی

حضرت مولانا جامی قدس السامی

حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا مانگی کہ

ترجمہ :

میں مصر کی عورتوں سے پریشان ہوگیا ہوں — مجھے ان کی ملاقات سے قید خانہ بہتر ہے
سو سال قید میں بیٹھنا — انہی کی ایک نگاہ دیکھنے سے اچھا ہے
نامحرم کو دیکھنا دِل کو اندھا کردیتا ہے — اور قربِ خداوندی سے دُور کردیتا ہے

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ

ترجمہ :

اے مسلمان خاتون تیری چادر ہمارے ناموس کا پردہ ہے
تیری عزت ہمارے فانوس کا سرمایہ ہے
جب ہمارے بچے نے تیری دودھ سے منہ دھویا
تُو نے سب سے پہلے اسے کلمہ طیبہ پڑھایا
تیری محبت ہمارے طور کو تراشتی
اور ہمارے فکر و گفتار کے کردار کو سنوارتی
فرنگی معیار کے مطابق نفع و نقصان کا خیال نہ کر
اور اپنے بزرگوں کے راستہ سے قدم نہ ہٹا
زمانہ حاضرہ کی دست درازی سے ہوشیار رہ
اور اپنی اولاد کو اپنی بغل میں سنبھال
تیری فطرت بڑا بلند درجہ رکھتی ہے
فاطمہ الزہرا کی سیرت سے آنکھ بند نہ کر
تاکہ تیری شاخ پر حسین جیسا پھول پیدا ہو
جو گلزار میں پہلی سی رونق لائے

اکبر الہ آباد فرماتے ہیں کہ

ترجمہ :

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
یہ ڈِرامہ دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اور فرمایا کہ

جس تعلیم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
ایسی تعلیم تو اس کیلئے قتل کا پیغام ہوگا

اور فرمایا کہ

جس تعلیم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
ایسی تعلیم تو اس کیلئے قتل کا پیغام ہوگا

اور فرمایا کہ

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں　　اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے بیبیو پردہ کدھر گیا　　کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا
تعلیم دختران سے یہ اُمید ہے ضرور　　ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی بارات میں

اور فرمایا کہ

کہا کہوں کہ علم پڑھ کر کیا کریں گی بیبیاں　　بیبیاں شوہر بنیں گی اور شوہر بیبیاں

نفیس خلیل نے فرمایا کہ

عورت بازار حصودلے کو جائے　　حیا سوز چہرے سے پردہ اٹھائے
نگاہوں کے سکے دلوں پہ جمائے　　تو دیکھے اور تجھے غیرت نہ آئے

متفرقات

ترجمہ :

اے بیٹی یہ فیشن پرستی چھوڑ دے　　مسلمانوں کو کافرانہ فیشن زیب نہیں
یہ سرخی بنت حاضر کے لبوں پر　　تیری غیرت کا اے مسلم لہو ہے
سبق خیر سے لب پہ آئے نہ آئے　　مگر لب سے سرخی اترنے نہ پائے
وہ قوم جو کل کھیلتی تھی ننگی شمشیرونکے ساتھ　　آج سینما دیکھتی ہے ہمشیروں کے ساتھ
زمیں و آسمان بھی کانپتے تھے جس کی ہیبت سے　　اسی مسلم کی صورت اب تو پہچانی نہیں جاتی
خرد نے کہہ دیا لاالہ تو کیا حاصل　　دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

علماء دیوبند

مولوی رشیداحمد گنگوہی

اس زمانہ کی تعلیم کتابت عورتوں کومکروہ ہے تحریماً انتہی الاجرالجزل مترجم۔ترجمہ مفتی محمد شفیع دیوبندی۔

تبصرہ......مکروہ تحریمی حرام یا قریب حرام اور ہر دو تقدیر اس کا مرتکب گنہگار و مستحق عذاب نار ہوتا ہے (درمختار وغیرہ) میں ہے کہ المکروہ تحریما نسبۃ الی اکرام کنسبۃ الواجب الی الفرض فیثبت بما ثبت بہ الواجب یعنی بطن الثبوت و یا ثم بارتکابہ کما یا ثم بترك الواجب یعنی مکروہ تحریمی کی نسبت حرام کی طرف ایسی ہے جیسے واجب کی نسبت فرض کی طرف پس مکروہ تحریمی اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے جس سے واجب ثابت ہوتا ہے اور جس طرح واجب کا تارک گنہگار ہوتا ہے اسی طرح مکروہ تحریمی کا مرتکب گنہگار ہوتا ہے اس سے وہ اندازہ لگائیں جو اپنی بچیوں کو زنانہ اسکول میں داخل کر کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (اللھم احفظنا من الشرور و الفتن)

دیوبندی رسالے میں مولوی اشرف علی تھانوی کی تحریر

ماہنامہ الصدیق ملتان، دیوبندی مسلک کا ترجمان ہے اس میں عنوان قائم کیا (حقوق البیت) اس میں لکھا ہے کہ جس کی آخری قسط الصدیق کے سابقہ شمارے میں طبع ہوچکی ہے کے بعد ضروری معلوم ہوا کہ درج ذیل مضمون بھی الصدیق میں آجائے آج کل اسکولوں اور کالجوں میں لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم عام ہورہی ہے اور اس کو واجب سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ اس قسم کی تعلیم کے مضرات آئے دِن ہم دیکھ رہے ہیں کہ عورتوں سے حیا وعفت رُخصت ہوتی جارہی ہے اور آزادی و بیبا کی اس کی جگہ آتی جارہی ہے اور ہمارے معاشرے کی خرابی کی اصل وجہ عورتوں کا اس طرح آزاد رہنا ہے۔اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے کو سنبھالیں اور عورتوں کو آورگی سے بچائیں ورنہ ایسے خطرات درپیش ہیں کہ جن کا مقابلہ پھر دشوار ہوگا۔ (مدیر)

بعض آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد و بیباک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں ضرور اثر آتا ہے خاص کر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہوگا۔تو اس صورت میں وہ آزادی و بیبا کی ان لڑکیوں میں آوے گی اور میری رائے میں سب سے بڑھ کر عورت کی حیا اور انقباض طبعی ہے اور یہی مفتاح ہے تمام چیزوں کی۔ جب یہ نہ رہا تو اس سے پھر نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے۔ ہر چند کہ اذا فاتك الحیاء فافعل ماشئت کا حکم عام ہے۔لیکن میرے نزدیک ماشئت کا عموم نساء کیلئے بہ نسبت رجال کے زیادہ ہے اسلئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اس کی بھی کمی ہوتی ہے اس لئے کوئی مانع نہ رہے گا اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اس کے مضر اثرات واقع ہوں گے اس تقریر سے دو جزئیوں کا حال بھی معلوم ہوگیا ہوگا جن کا اس وقت بے تکلف شیوع ہے ایک لڑکیوں کا عام زنانہ اسکول بنانا اور مدارس عامہ کی طرح اس میں مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا گو معلم

اسلم طریقہ

لڑکیوں کیلئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے: دودو، چار چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں حتی الامکان اگر ایسی استانی مل جاوے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت اور بااثر ہوئی ہے اور بدرجہ مجبوری اس کا بھی مضائقہ نہیں اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے، اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں۔ پڑھانے کا تو یہ طرز ہو، اور نصاب تعلیم یہ ہو کہ اوّل قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جاوے پھر کتب دینیہ سہل زبان کی جن میں تمام اجزاء دین کی مکمل تعلیم ہو میرے نزدیک اس وقت بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کیلئے کافی ہیں اور اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں انکو چھوڑ دے اور اپنی بی بی کے ذریعے سمجھوا دے اور اگر یہ نظام بھی نہ ہوسکے تو ان پر نشان کر دے تا کہ ان کو یہ مقامات محفوظ رہیں۔ پھر وہ سیانی ہو کر خود ہی سمجھ لیں گی یا اگر عالم شوہر میسر ہو، اس سے پوچھ لیں گی یا شوہر کے ذریعہ کسی عالم سے تحقیق کرا لیں گی۔ چنانچہ بندہ نے بہشتی زیور کے دستور العمل میں جو ٹائیٹل پر مطبوع ہوا ہے اس کا خلاصہ لکھ دیا ہے، مگر بعض لوگ اس کو دیکھتے ہی نہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں اگر کوئی مرد پڑھانے لگے تو ایسے مسائل کس طرح پڑھاوے۔ اس لئے ان کا لکھنا ہی کتاب میں مناسب نہ تھا۔ کیسی کچی سمجھ ہے۔ بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ کرنا عورتوں کو مفید ہے اگر سب نہ پڑھیں ضروری مقدار پڑھ کر باقیوں کو مطالعہ میں ہمیشہ رکھیں اور تعلیم کے ساتھ ان کے عمل کی بھی نگرانی رکھیں اور اس کا بھی انتظام کریں کہ ان کو تدریس کا شوق ہو تا کہ عمر بھر شغل رہے تو اس علم و عمل کی تجدید و تو ضیح ہوتی رہتی ہے اور اس کی بھی ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی بھی غافل نہ رہیں اور ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں عربی کی طرف متوجہ کریں تا کہ قرآن وحدیث وفقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جاویں اور قرآن کا خالی ترجمہ ہو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اس لئے اکثر کیلئے مناسب نہیں یہ تو تمام پڑھنے کے متعلق بحث تھی۔ رہا لکھنا تو اگر قرآئن سے طبیعت میں بے باکی معلوم نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ضروریات خانگی کیلئے اس کی بھی حاجت ہو جاتی ہے اور اگر اندیشہ خرابی ہو تو مفاسد سے بھی بچنا چاہئے جب مصالح غیر واجبہ سے اہم ہے ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھاویں اور نہ خود لکھنے دیں اور یہی فیصلہ ہے عقلاء کے اس اختلاف کا کہ لکھنا عورت کیلئے کیسا ہے۔ ﴿فقط ماہنامہ الصدیق رمضان وشوال ۱۳۷۶ھ﴾

دیوبندی مجذوب صاحب کی پیشنگوئی

آزادی میں کیا پابند شوہر بیبیاں ہوں گی — نصیب دوستاں ہوں گی نصیب دشمناں ہوں گی
آزادیاں ہوں گی یہی بیبیاکیاں ہوں گی — تو بس یہ بیبیاں پھر بیبیاں کیا رنڈیاں ہوں گی
ہوگی ڈگریاں حاصل ملازم بیبیاں ہوں گی — وہ خود کسب معاش اپنا کریں گی کہ بیبیاں ہوں گی
محرم دفتر بنے گا بیبیاں بھی اب میاں بنیں گی — بجائے تخت اور پیڑھی کے میز اور کرسیاں ہوں گی
اندرون خانہ بھی رہ کر نہ کچھ پابندیاں ہوں گی — کریں گی دیدہ بازی گھر میں ہر سو کھڑکیاں ہوں گی
یہاں تک حسن کے بازار میں ارزانیاں ہوں گی — میسر نوکروں کو بیگمیں اور رانیاں ہوں گی
سپر تھا پردہ اب بے روک تیر اندازنیاں ہوں گی — حیا و عصمت و ناموس کی قربانیاں ہوں گی
جمال آرائیاں ہوں گی شباب آرائیاں ہوں گی — سر محفل بصد ناز و ادا انگڑائیاں ہوں گی
بھلا غیروں سے یوں بےلوث کب تک شوخیاں ہوں گی — ابھی خوش فعلیاں ہوتی ہیں پھر بد فعلیاں ہوں گی
ہر اک سے رفتہ رفتہ بے تکلف بیبیاں ہوں گی — ابھی رسمیں ملاقاتیں ہیں پھر تو یاریاں ہوں گی
کہاں خانہ نشینی اب تو بزم آرائیاں ہوں گی — جواب تک جان شوہر تھیں وہ اب جان جہاں ہوں گی
پھریں گے ماری ماری یہاں گاہے وہاں ہوں گی — جب وہ بے پردہ ہوں کشتیاں بے بادباں ہوں گی
ہر اک دل سے لگی ہوگی ہر اک سے شوخیاں ہوں گی — وہ کیا پردہ نشینوں کی طرح افسردہ جاں ہوں گی
بنے گا ہند پیرس گھر یہی شوقینیاں ہوں گی — جو کنواری ہیں مسیں جو بیگمیں لیڈیاں ہوں گی
بلا کی مستیاں ہوں گی غضب کی شوخیاں ہوں گی — گھٹائیں پانی پانی لوٹ ان پر بجلیاں ہوں گی
اب الٹی بیبیاں ہی شوہروں پر حکمراں ہوں گی — ترقی کرکے وہ یعنی زمیں سے آسماں پر ہوں گی
پسند آئے گا سایہ پسند اب ساڑیاں ہوں گی — کہ دینی وضع میں ایسی کہاں عریانیاں ہوں گی
ابھی سے لڑکیوں میں اس قدر رنگینیاں ہوں گی — تو جب ہوں گی بالغ تو تیغ خونفشاں ہوں گی
ذرا خائف نہ وقت رخصتی اب کنواریاں ہوں گی — وہ خنداں ہوں گی صحبت یافتہ ہوں گی رواں ہوں گی
جب ایسی شوخ دیدہ چھٹ پنے میں لڑکیاں ہوں گی — تو آفت ڈھائیں گی جب یہ بڑی ہوں گی جواں ہوں گی
اب اسٹیجوں پہ آکر جلوہ فرما بیبیاں ہوں گی — جو اب تک معنی پنہاں تھی وہ اب تو سرخیاں ہوں گی
غلط راہوں سے روکیں گی وہ چت پڑ پڑ کے مردوں کو — برائے اوج قومی عورتیں اب سیڑھیاں ہوں گی

کہے گا ایک اگر شوہر سنائیں گی وہ سو اس کو
سراپا گوش تھیں اب وہ سر تا پا زباں ہوں گی

بدل جائیں گی رسمیں اب نیا دَور آئے گا ایسا
کہ پہلے رخصتیاں ہوجائیں پھر شادیاں ہوں گی

پھریں گے کوہ بکوہ پردہ نشیں خود جلوہ دکھلاتے
نہ پوچھو کیسی کیسی حسن کی اب خواریاں ہوں گی

مسیں بن بن کے ساتھ اب مسٹروں کے لڑکیاں ہوں گی
وہ صاحب لوگ ہوں گے اور یہ صاحبزادیاں ہوں گی

بڑھیں گے بال ابھرے گا شباب اٹھکھیلیاں ہوں گی
گھٹائیں سر پہ ہوں گی جام ہوں گے مستیاں ہوں گی

جوانوں کی طرح بوڑھوں میں بھی شوقینیاں ہوں گی
کہ زلف پُر شکن تو سر پہ منہ پہ جھریاں ہوں گی

کسی دِن بیبیوں کی رنگ لائیں گی تفریحیں
بڑھے گا جب سرور دل تو پھر بدمستیاں ہوں گی

ابھی تک عورتیں کچھ عورتیں تھیں خاک کے تودے
اب اٹھ کر کوہ اور پھر کوہ بھی آتش فشاں ہوں گی

لڑیں گے مرد آپس میں تو ہوں گی عورتیں باعث
کریں گے صلح باہم تب بھی یہ ہی درمیاں ہوں گی

کرالیں گی یہ خالی سب کے خزانوں کو
انہیں کے ہاتھ میں مردوں کی اب تو کنجیاں ہوں گی

یہی بے شرمیاں ہوں گی تو لٹیا ڈوب جائے گی
یہی ہیں بارشیں تو غرق سب کی کشتیاں ہوں گی

نئی تعلیم نے کیا لڑکیوں کو فیض بخشا ہے
جسے دیکھو وہ فن دلربائی ہے استانی

حوالے ٹیوٹروں کے بے تامل لڑکیاں کردو
کریں گے یہ خوب ان بھیڑوں کی نگرانی

سوال...... حضرت مولانا حکیم وکیل احمد سکندر پوری کی جواز تعلیم نسواں پر مستقل تصنیف ہے وہ اہلسنّت کے بہت بڑے فاضل علامہ ہیں جن کا تذکرہ اور پھر اس تصنیف کا ذِکر تم نے اپنی کتاب تذکرۂ علمائے اہلسنّت میں کیا ہے۔

جواب...... کسی ایک عالم کی رائے پر مسئلہ کی نوعیت نہیں بدلتی وہ اکیلے اپنی رائے میں صائب نہیں جب کہ ان کے مقابلے میں بہت بڑے بڑے علماء مثلاً امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ ان کے علاوہ پینیتیس اور علمائے کرام نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ پھر مولانا مرحوم بھی صِرف اپنے زمانہ کے متعلق کچھ جواز کا اِشارہ فرما گئے ورنہ آج اگر موجود ہوتے آنکھوں دیکھے مشاہدات سے اپنے قلم کا زور اسی پر صَرف فرماتے۔ ہائے قسمت کہ آج وہ متبحر علماء مرحومین قبروں میں آرام فرما رہے ہیں اور ہم آزمائشی گھڑیوں میں مبتلا ہو گئے اور بدقسمتی سے ہمارے دَور کے علماء و مشائخ فتنوں کو ملاحظہ فرما کر نہ صِرف خاموشی سے تماشہ دیکھ رہے ہیں بلکہ اس بُری وباء میں خود شریک کار ہیں پھر جو بیچارہ اس فتنہ کی خرابیوں کو دبانے کا عذر پیش کرتا ہے تو اس کی سرکوبی کی تدبیریں سوچی جاتی ہے۔ فالی اللہ المشتکی وھو المستعان

دَورِ حاضر میں کالج کی فضا سے لڑکیوں کے ان حالات اور اطوار پر جو اثر ہوا ہے، اس کے نمونے آئندہ اوراق میں ملاحظہ ہوں۔ مشتے نمونہ خر وار چند نمونے درج کئے گئے ہیں ورنہ اخبارات میں ایک نہیں سینکڑوں واقعات اس قسم کے ہوتے ہیں یہ صرف اس لئے کہا کہ ہمارے بھائیوں نے اپنی نوجوان لڑکیوں کو گھر کی چار دِیواری سے باہَر کر دیا تب ان کے لاکھوں عشاق نکل کھڑے ہوئے اور پھر معاشرہ ایسا تباہ ہوا کہ جس کا اب بروئے اعتدال لانا نہ ہمارے بس میں رہا اور نہ ہی کسی حکومت کو طاقت کہ اسے بروئے کار لا سکے (خاتمہ)۔

عورت میں جمیع امور کا سرتاج حیا اور انقاض طبعی ہے جو اس کے ہر معاملہ میں جزو لاینفک ہے۔ لیکن جب انگریزی تعلیم اور کالج کے گندے ماحول سے اس کی حیاء اور انقاض طبعی کو چھین لیا گیا۔ تو پھر اذا فاتك الحياء فافعل ما شئت یعنی جب تجھ سے حیا جاتی رہے تو کر جو جی چاہے، کی صحیح مصداق عورت ہی ہے کیونکہ مرد اگر حیا سے فارغ ہو جائے تو پھر بھی عقل مانع ہوتی ہے اور یہ بیچاری عورتیں تو صرف حیا تک ہی محدود تھیں جب وہ جاتی رہی تو عقل سے تو پہلے ہی فارغ ہیں اب اندھا دھند فتنہ برپا کریں گی جس کا روکنا نہایت ہی مشکل ہو جائے گا جیسے اب فتنے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ کراچی میں طلباء و طالبات کیلئے الگ بسیں چلانے کی تجویز پیش کی گئی لیکن طالبات نے اس تجویز کو نامنظور کر دیا اور طلباء سے علیحدگی کو گوارہ نہ کیا۔

ڈی جے سائنس کالج کراچی میں مخلوط تعلیم رائج ہے اور وہاں تقریباً دو ہزار لڑکے لڑکیاں زیر تعلیم ہیں حال ہی میں کالج کے پرنسپل صاحب نے لڑکیوں کے رویہ کے خلاف بعض طالبات کی شکایت پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ برنس روڈ کا گیٹ طالبات کیلئے اور کچہری روڈ کا گیٹ طلباء کیلئے ہوگا یہ فیصلہ سن کر طلباء نے طالبات سے علیحدگی کے خلاف نعرے لگائے۔ چنانچہ پرنسپل صاحب کے فیصلہ کے خلاف طلباء کا یہ احتجاج اتنا مؤثر ثابت ہوا کہ فوراً ان کا مطالبہ منظور کرلیا گیا اور انہیں الگ الگ گیٹ کے بجائے مشترکہ گیٹ سے گزرنے کی اجازت دے دی گئی۔ (نوائے وقت لاہور)

۲...... کراچی میں ایک کالج کے پرنسپل صاحب نے لڑکیوں کو نائلون کے ملبوسات پہننے سے منع کردیا۔ اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ نائیلون کا لباس بہت زیادہ کشاف ہوتا ہے اور لڑکوں کی توجہ کتابوں پر مبذول نہیں رہتی، لڑکیوں نے اس دخل در معقولات حکم کو منسوخ کرانے کیلئے مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور ان کے ساتھی لڑکوں نے اس کارِ خیر میں طالبات سے پوری ہمدردی اور تعاون کا یقین دِلایا ہے۔

۳...... کراچی کے کالجوں میں مخلوط تعلیم کی بدولت اس نوعیت کے احکام پہلے بھی جاری ہوتے رہتے ہیں۔ ایک پرنسپل صاحب نے تو کالج کی حدود میں لڑکے لڑکیوں کو ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی ممانعت کردی تھی۔ بعد میں اس حکم کا پس منظر یہ ہوا کہ ایک استاذ صاحب تعلیم کے ساتھ ایک طالبہ کو درس محبت بھی دینے لگے۔ ان کا بھانڈا ان کی شادی سے پھوٹا، تو پرنسپل صاحب نے کالج کے نیک نام پر حرف آنے کے خوف سے طلباء اور طالبات میں بات چیت کی ہی ممانعت ختم کردی لیکن جب یہ اعتراض شروع ہوا کہ قصوروار استاذ ہے سزا طلبہ کو کیوں دی گئی تو پھر یہ حکم منسوخ کردیا گیا۔ اب کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اقتصادیات نے طلباء کا ایک سماجی معاشی جائزہ لیا ہے اس میں مخلوط تعلیم کے بارے میں بھی ایک سوال شامل تھا اس کے مطابق یونیورسٹی کے بیشتر طلباء وطالبات نے مخلوط تعلیم کی حمایت کی ہے البتہ لڑکے کچھ زیادہ ہی پر جوش حامی نکلے ہیں جہاں ۶۷ فیصد لڑکیوں کی حمایت کی وہاں ان کے ہم نوا لڑکوں کا تناسب ۷۷ فیصد تھا۔

مخلوط تعلیمی اداروں میں جب کسی رومان کا چرچا بڑھنے لگے اور زبان سے نکلی بات کوٹھوں تک جا پہنچے تو اربابِ اختیار سلامتی کی راہ بھی دیکھتے ہیں کہ شمع یا پروانہ میں کسی ایک یا دونوں کو ہی کالج سے رُخصت کردیتے ہیں اور یہ بات عبرت وانتباہ کیلئے کافی سمجھی جاتی ہے لیکن لاہور کے ایک پرنسپل صاحب وہ اب اللہ کو پیارے ہوچکے ہیں نے ایک مرتبہ بالکل نیا علاج کیا تھا انہوں نے لیلیٰ مجنوں دونوں کے والدین کو بلایا اور ان کو رضامند کرکے شادی کرادی یہ خوشگوار سزا دوسرے طلباء کیلئے حوصلہ افزائی کی جگہ سخت انتباہ ثابت ہوئی کہ کھیل حقیقت بھی بن سکتا ہے کہاں والدین کی آمدنی پر عیاشیاں اور بدمعاشیاں اور کہاں پڑھائی کے ساتھ گھر بسا لئے اور بال بچے کی مصیبت۔

پاکستان میں نوجوانوں کی خودنمائی کی کمزوری کا اکثر جواز پیش کیا جاتا ہے کہ یہاں پردہ کی بدولت بندش کی وجہ سے وہ تشنگی کا شکار ہوجاتے ہیں اور جب کسی مرحلہ پر یہ بندشیں کم ہوتی ہیں تو ان کا ردِ عمل انتہا پسندانہ ہوتا لیکن یہ اندازِ فکر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی معذرت خواہنہ ہے کیونکہ یورپ وامریکہ میں جہاں ایسی بندشوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہاں بھی آگ اور پانی کا کھیل نت نئے گل کھلاتا رہتا ہے۔ کوئی دو سال ہوئے ایک امریکی یونیورسٹی کے طلباء نے رات کو لڑکیوں کے ہوسٹل پر دھاوا بول دیا تھا اور ان کے زیر جامے اٹھا کر لے گئے تھے ہر زیر جاموں کی جنگ کی صدائے بازگشت امریکہ کے کئی دوسرے تعلیمی اداروں میں بھی سنی گئی تھی۔ (نوائے وقت لاہور، ۱۴ ستمبر)

ایک غلط عادت

ہمارے نوجوان سڑک پر چلتی ہر دوشیزہ کے بارے میں یہ فرض کر لیتے ہیں کہ اس وقت اس کے جذبات بھی وہی ہیں جوان کے اپنے جذبات ہیں۔ آپ نے بس اسٹینڈ پر اکثر ایسے نوجوانوں کو دیکھا ہوگا جو لڑکیوں کو دیکھتے ہی اپنی ٹائی اور بال دُرست کرنے لگتے ہیں یہ درحقیقت ان کے اندرونی احساس کا خارجی مظہر ہوتا ہے۔ (کوہستان،۱۵نومبر ۶۱ء)

کیونکہ اس ظالم تہذیب کے باعث لڑکیوں کی آزادی اور لڑکوں کی بیباکی سے دینی اخلاقی اور روحانی لحاظ سے صورت حال دن بدن خراب ہوتی چلی جارہی ہے اور اگر اس کی روک تھام نہ ہوئی تو بے حیائیو آزادی کا یہ ناپاک سلسلہ مکمل تباہی پر منتج ہوگا صورت حال کا اندازہ کرنے کیلئے ایک بیان ملاحظہ ہو۔

ایک طالبہ کی زبانی

مکرمی ان دونوں ہمارے ملک میں اخلاقی بے راہ روی بڑی عام ہوگئی ہے۔ مجھے روزانہ بس سے سفر کرنا پڑتا ہے مگر جس بس اڈہ پر دیکھو آوارہ لڑکوں بلکہ بعض اوقات بس اسٹاف کے تمام ہی مردوں کی نظریں خواتین اور نوجوان لڑکیوں کو گھورتی رہتی ہیں۔ لوگوں کو ذرا بھی حجاب محسوس نہیں ہوتا کہ وہ جن لڑکیوں کو اپنی نگاہوں کا نشانہ بناتے ہیں ان پر کیا گزرتی ہوگی اور پھر یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر ان کی ماؤں بہنوں کو کوئی غیر مرد اس طرح گھورے جس طرح یہ گھورتے ہیں تو ان کا کیا حال ہو؟ میں سمجھتی ہوں کہ چند ترقی پسند گھرانوں کو چھوڑ کر شائد ہی کوئی ایسا پاکستانی ہوگا جو اپنے گھر کی خواتین کے بارے میں غیور نہ واقع ہوا ہو مگر یہی لوگ جب دوسروں کی خواتین کو تاڑتے ہیں تو معلوم نہیں ان کی غیرت کہاں جا کر سوجاتی ہے اگر کوئی بس اسٹاپ بدقسمتی سے کسی مردانہ کالج کے قریب ہو تو پھر حالت اور بھی ناقابل بیان ہوجاتی ہے مثال کے طور پر ویال سنگھ کالج کے قریب جو بس اسٹاپ ہے وہاں بہت سی طالبات کو بسوں میں سوار ہو کر مختلف جگہوں پر جانا پڑتا ہے بلکہ اس کے بیسیوں بھائی بس اسٹاپ پر رُخصت کرنے کیلئے آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں اس خط میں صِرف اپنے احساسات نہیں درج کر رہی ہوں بلکہ مجھے جتنی طالبات اور دوسری خواتین سے اس مسئلہ پر گفتگو کا موقع ملا ہے میں نے سب کو اپنا ہم خیال اور ہم زبان پایا ہے۔ میں قانون سے تو کیا اس سلسلے میں گذارش کرسکتی ہوں کہ اس کی موجودگی میں سب کچھ ہوتا ہے البتہ اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گی کہ وہ ہم لوگوں کا کچھ تو خیال کریں۔ (ایک طالبہ لاہور)

حکایت

لاہور نواں کوٹ پولیس نے دو برقع پوش نوجوان کو گرِفتار کرلیا۔ واقعات کے مطابق آج قلعہ گوجر سنگھ سے دونو جوان سلیم نواں کوٹ کوارٹرز کے قریب فیشن ایبل برقعے پہن کر پھر رہے تھے۔ پولیس کے بیان کے مطابق تفتیش کے دَوران ملزموں نے بتایا کہ انہوں نے اپنی معشوقہ کو ایک نظر دیکھنے کیلئے یہ روپ دھارا ہے۔ (ایک اخبار کا تراشہ)

چونکہ اسلام نے بغیر کسی ضرورت صحیح وحاجت شرعی کے عورتوں کو گھروں میں پابند رہنے کا حکم فرمایا ہے اور وہ عورتوں کو شمع محفل کی بجائے چراغ خانہ دیکھنا چاہتا ہے اسلئے اسلام نے عورتوں کیلئے جمعہ جماعت اور جنازہ و جہاد جیسی عبادات کو بھی غیر ضروری قرار دیا ہے اور انہیں اس سے مستثنیٰ فرما دیا ہے۔

یہاں تک کہ اسلام نے عورت کی آواز کو بھی بڑی حد تک پردہ قرار دیا ہے اور غیر محارم کو جسم کا کوئی بھی حصہ دکھانا تو درکنار انہیں اپنی آواز تک سنانے سے پرہیز کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی عورت نبی و رسل مبعوث ہوئی ہے اور نہ ہی اسے امامت خطابت اور اذان واقامت کا منصب دیا گیا ہے کیونکہ اس میں آواز بلند کرنے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نامناسب ونسوانی حیاء کے خلاف بلکہ شدید فتنہ و ابتلاء کا بھی موجب ہے اور تو اور عورتوں کو فوتگی کے بعد جبکہ جانبین میں جنس کشش مفقود اور شہوانی خیالات کی تحریک ختم ہو جاتی ہے اس کی میت کیلئے بھی پردہ کا خاص اہتمام کیا گیا ہے جیسا کہ عورت کے کفن میں ملبوس ہونے کے باوجود اس کو قبر میں اتارتے وقت چادر تان کر اس کا مظاہرہ کیا جاتا ہے پھر کفن میں بھی مرد کی بہ نسبت عورت کی ستر پوشی کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے وہ اس طرح کہ مرد کی میت کے کفن میں لفافہ تہہ بند اور قمیص تین کپڑے ہوتے ہیں اور عورت کیلئے ان تینوں کے علاوہ دو کپڑوں کا اِضافہ کیا جاتا ہے یعنی خاص کر اس کے سر اور منہ کو ڈھانپنے کیلئے اوڑھنی اور سینہ کو اور زیادہ مستور ومحفوظ کرنے کیلئے سینہ بند۔

پردہ کیلئے عورتیں جو لباس اور چادر وغیرہ استعمال کرتی ہیں اس میں بھی یہ پابندی ہے کہ وہ جاذب نظر زرق برق اور پرکشش وشوخ نہ ہو کیونکہ ایسا لباس و پردہ (پردہ ہونے کے باوجود) خواہ مخواہ دعوت نظارہ دیتا ہے جس کی طرف نگاہیں اٹھتی ہیں اور پردہ کا مقصد فوت ہو کر فتنہ سامانی کو ہوا ملتی ہے حالانکہ اسلام معاشرتی بگاڑ کے ان تمام رخنوں کا مکمل طور پر سد باب کرنا چاہتا ہے تا کہ کسی صورت بھی برائی کی ترغیب وحوصلہ افزائی کی گنجائش نہ رہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیخرجن وھن تفلات یعنی اگر عورتیں بضرورت صحیح وحاجت شرعی باہر نکلیں تو وہ سادہ معمولی لباس میں ہوں۔ (ابوداؤد شریف)

نیز فرمایا کہ لا تسکنوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ و علموا ھن المغزل و سورۃ النور یعنی عورتوں کو بالاخانوں میں نہ ٹھہراؤ تاکہ تانک جھانک اور بے پردگی نہ ہو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ تاکہ خط وکتابت اور تعلقات قائم نہ کرسکیں اور انہیں چرخہ (وغیرہ امور خانہ داری) سکھاؤ اور سورۂ نور پڑھاؤ (تاکہ وہ مسلمان عورت کے شایانِ شان باپردہ پاکیزہ اور نورانی زندگی گزاریں۔) (بیہقی شریف)

عورت کے پردہ کے متعلق ہم نے مختصراً چند عام فہم اور واضح احکام اور اسلامی معاشرے کے نمایاں خدوخال بیان کئے ہیں جن سے عورت کیلئے پردہ کی تاکید واہمیت ہر مسلمان وباغیرت انسان پر ظاہر ہے بشرطیکہ وہ دِل سے مسلمان ہو اور ہر غیرت سے بالکلیہ محروم نہ ہو چکا ہو اب سوال یہ ہے کہ (الا ماشاء اللہ) کیا پاکستانی عورت اس معیار پر پورا اُترتی ہے جس کا جواب بغیر کسی سوچ وبچار کے ظاہر ہے کہ پاکستانی عورت نہ صرف یہ کہ پردہ کے اسلامی معیار پر پورا نہیں اترتی بلکہ اس سے صریح بغاوت کر رہی ہے۔ تحریر وتقریر میں اعلانیہ احکام اسلام کا مذاق اُڑاتی ہے پردہ کو نہایت نازیبا الفاظ سے یاد کرتی ہے اور برسرعام پوری ڈھٹائی اور بیباکی کے ساتھ پردہ کی دھجیاں بکھیر رہی ہے اس سلسلہ میں سرکاری وغیر سرکاری طور پر اس کی مکمل طور پر حوصلہ افزائی کی جارہی ہے اور اسکولوں کالجوں کے فرنگیانہ ماحول سینما وریڈیو ٹیلی ویژن اخبارات واشتہارات فحش لٹریچر اور مخلوط مجالس وملازمت نے عورت کو ایسا بے پردہ وآزاد کردیا ہے کہ جسے ملک کی آزادی کا ثمرہ صرف عورت کیلئے ہے اور تحریک پاکستان کی ساری قربانیاں صرف عورت ہی کو عریاں ونمایاں اور بے پردہ وآزاد کرنے کیلئے دی گئی تھیں۔

یہ چست لباس اور اس کی بیشمار برکات نئی تہذیب کی مرہونِ منت ہیں ابھی ہمارے یہاں نئی تہذیب کے انڈے آئے تھے کہ اکبرالہٗ آبادی ان کی ساخت سے ہی گھبرا گئے۔

رہا کرتا ہے مرغ فہم شاکی　　　نئی تہذیب کے انڈے ہیں خاکی

جناب اکبر کا مرغ فہم کس قدر دُور اندیش اور تیز تھا کہ اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور جب ان انڈوں میں سے کچھ کچھ بچے نکلنے شروع ہوگئے تھے تو ڈاکٹر اقبال بھی چلا اٹھے کہ

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں　　　نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

لیکن کسی نے ایک نہ سنی، ابلیس ایک طرف بیٹھا اطمینان سے اپنا تانا بانا بنتا رہا لیکن اکبر یہ سب کچھ کیسے دیکھ سکتے تھے پھر فرمایا کہ

شیطان نے ترکیب یہ تنزل کی نکالی　　　ان لوگوں کو تم شوق ترقی کا دلاؤ

نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے لوگوں نے ترقی کے شوق میں لڑکوں کیساتھ لڑکیوں کو بھی جدید تعلیم کے ایندھن میں جھونک دیا اکبر کے حساس دِل میں ایک بار پھر چیس سی اٹھی اور اپنی رائے دے ہی دی کہ

تعلیم دختراں سے یہ اُمید ہے ضرور　　　ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی برات میں

زمانہ شاہد ہے کہ ان کے خدشات کس طرح حرف بہ حرف پورے ہوئے۔ مزید فرماتے ہیں کہ

کیا کہوں کہ علم پڑھ کر کیا کریں گی بیبیاں　　　بیبیاں شوہر بنیں گی شوہر بیبیاں

شادی کے بعد کی صورتِ حال کے متعلق کیا خوب فرمایا کہ

میاں بیوی خدا کے غضب سے دونوں مہذب ہیں　　　انہیں پردہ نہیں آتا انہیں غیرت نہیں آتی

بے راہ روی نے ان کے احساس دل کو بھی چوٹ لگائی فرماتے ہیں کہ

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی　　　ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
روش مغرب ہے مد نظر　　　وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین　　　پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اور پھر قوم کو غیرت دلائی کہ

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوشمند　　　غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہے گی

آخروہی ہوا نئی تہذیب نے تیزی سے بال و پر نکالنے شروع کر دیے پردہ سرکنے لگا یا یوں سمجھیے کہ حیا اور غیرت کا جنازہ نکلنا شروع ہوگیا اکبر کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔

پردہ اٹھا حجاب گیا شرم گئی　　　اب نئی تہذیب کی برکات ظاہر ہونا شروع ہوگئیں

سیدھی سادھی اور شریف بچیوں پر اس تہذیب کا رنگ چڑھنا شروع ہوگیا اکبر غریب خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے اور ان کی شرافت کا ماتم اس طرح کیا کہ

حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی　　　اب ہے شمع انجمن پہلے چراغ خانہ تھی

اس کا مطلب یہ نہیں کہ اقبال و اکبر تعلیم نسواں کے بالکل ہی خلاف تھے بلکہ وہ تو خود چاہتے تھے کہ عورت کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے لیکن کس قسم کی تعلیم سے یہ ان کی اپنی زبان سے سنئے کہ اکبر فرماتے ہیں کہ

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر　　　خاتون خانہ ہو وہ سبھا کی پری نہ ہو

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ

دو اسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم　　　قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

لیکن لوگوں نے اس کی پرواہ نہ جب کی تھی اور نہ اب کرتے ہیں آخر میں ایک اور شعر سن لیجئے:۔

دولہا بھائی کی ہے یہ رائے نہایت عمدہ　　　ساتھ تعلیم کے تفریح کی حاجت ہے شدید

پردے کے حکم کی حکمت عملی

اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ عورت بیگانے مرد کو نہ دیکھے خواہ نابینا بھی ہو اور بفضلہٖ تعالیٰ جب تک ہمارے معاشرے میں پردہ کی پابندی اور عورتوں کو چاردیواری کے اندر محفوظ رکھا گیا تو ہمارا معاشرہ قابل رشک رہا لیکن افسوس کہ جب سے ہم نے اپنے بچیوں کو بے راہ روا بنایا تو اب ہماری آنکھیں خون کے آنسو بہاتی ہیں لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔

تعلیم کے اثناء میں جو خرابیاں ان خدا کے بندوں سے ہوا کرتی ہیں وہ اظہر من الشمس کوئی شریف آدمی ان کو برداشت نہیں کرسکتا نامعلوم کتنے ایسے واقعات اسکولوں کالجوں میں ہوئے ہیں، ہم صِرف ایک واقعہ پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔

ایک مقامی کالج نے ایم اے کی دو طالبات کو اس بناء پر کالج سے نکال دیا تھا کہ وہ ایک غیر ملکی نوجوان کو لڑکیوں کا لباس پہنا کر اپنے ہوسٹل کے کمرہ میں لے گئیں تھیں۔ چوکیدار کو انہوں نے حکم دیا کہ یہ تیسری لڑکی ان کی مہمان ہے اور چوکیدار کو شام کے اندھیرے میں یہ شبہ بھی نہ ہوا کہ ان کے ساتھ زنانہ لباس میں لڑکی نہیں لڑکا ہے۔ گئی رات تک ان لڑکیوں کے بند کمرے میں ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ کا ہنگامہ ہوتا رہا۔ شروع شروع میں ملحقہ کمروں میں رہنے والی لڑکیوں کو شبہ بھی نہ ہوا کہ ساتھ والے بند کمرے میں کیا ہو رہا ہے مگر جب لڑکیوں کی آوازوں کے ساتھ مردانہ آواز بھی سنائی دینے لگی تو بالکل ساتھ والے کمرے میں جمع ہو کر کچھ لڑکیوں نے ہر کرسی پر کرسی اور اسٹول رکھا اور اس طرح روشندانوں سے جھانک کر اندر کا اخلاق سوز منظر دیکھ لیا۔ اس انکشاف پر ہوسٹل کی لڑکیوں نے چپکے سے ان دونوں لڑکیوں کے کمرے کو باہر سے بند کر دیا اور ہوسٹل کے منتظمین کو اطلاع دیدی۔ جب دروازہ کھولا گیا تو لڑکیوں نے جلدی سے لڑکے کو اپنی کپڑوں کی الماری میں چھپا دیا مگر بھانڈا پھوٹ کر رہا۔ بعد ازاں تحقیقات کے بعد ایم اے کی ان طالبات کو جو بڑے ہی شریف اور معزز گھرانوں کی لڑکیاں ہیں کالج سے نکال دیا گیا اور ان کے ساتھ غیر ملکی مہمان تھے وہ بھی ان کا ایک آشنا تھا جو بھیس بدل کر اپنا منہ کالا کرنے آیا تھا۔ اس جیسے واقعات بیشمار ہیں لیکن یاد رکھئے کہ یہ جرائم اوّلاً ان لڑکیوں کے ماں باپ یا ان کے سربراہوں کے نام درج ہو رہے ہیں پھر قیامت میں سزا میں لڑکیاں اور ان کے سربراہ برابر ہوں گے۔ انہی وجوہ سے اوّلاً لڑکیاں نکاح جیسی مقدس عبادت و معاشرہ کے خوشگوار پھل کو کڑوا قرار دیتی ہیں۔

ایک جائزہ کے مطابق کالج کی طالبات میں ۶۵ لڑکیاں شادی کے بندھن سے آزاد رہنا چاہتی ہیں۔ ڈاکٹری کے پیشہ کی طرف بھی خواتین کی رغبت بڑھتی جارہی ہے اور برقعوں کی جگہ سفید کوٹ لے رہے ہیں۔ مخلوط تعلیمی اداروں میں پڑھنے والی طالبات میں سے 80% طلبات فلموں کی شوقین ہیں۔ لہٰذا یہ ظاہر ہے کہ جب کالجوں کی 80% طالبات فلموں کی شوقین ہوں گی تو ان میں شادی بیان کا پرانا تصوّر یقیناً باقی نہیں رہ سکتا، وہ شادی کے بجائے خالص فلموں کی سی رومانی زندگی کو ترجیح دیں گی اور ظاہر ہے کہ روشن خیالی اس کو مطلوب قرار نہیں دیتی کہ شادی کے بغیر رومان لڑاتے رہو اگر کہیں شادی کریں گی تو اپنی مرضی پر خواہ باپ کی ناک کٹ ہی کیوں نہ جائے۔ بیشمار واقعات شاہد ہیں صرف ایک کہانی ملاحظہ ہو۔

(لاہور، ۸ ستمبر، اسٹاف رپورٹر) مجھے کسی نے اغوا نہیں کیا، میں اپنی مرضی سے نصرت اللہ کے ساتھ گئی تھی اور میں نے بعدازاں اس سے شادی کرلی تھی۔ میں بالغ ہوں اور اپنی مرضی کی مختار۔ یہ بیان گجرات کی نوجوان مغویہ نرس نے سیشن جج لاہور کی عدالت میں دیا۔ مغویہ لاہور کے گنگارام ہسپتال میں نرس کی خدمات انجام دے چکی ہیں اور سول لائنز پولیس نے اس کے والد محمد حسین کے بیان پر اس کے اغواء کا کیس رجسٹر کیا تھا۔ پولیس کے مطابق یکم نومبر کو نصرت اللہ کا والد گنگارام ہسپتال میں علاج کیلئے داخل ہوا۔ اس عرصہ میں وہ اپنے باپ کی عیادت کیلئے آتا رہا اور وہیں پر اس لڑکی سے اس کے تعلقات قائم ہوگئے تھے۔ ایک روز وہ اطلاع دیئے بغیر ہسپتال سے غائب ہوگئی۔ ۱۰ نومبر ہسپتال کے حکام کو نرس کی طرف سے ایک تار ملا، جس میں اس نے ان سے بلا اطلاع غائب ہونے کی وجہ بتاتے ہوئے یہ کہا کہ اس کا والد اچانک فوت ہوگیا تھا اس نے تار کے ذریعہ مزید چھٹی طلب کی تھی۔ ابھی حکام اس تار پر کوئی فیصلہ نہ کرپائے تھے کہ نرس کا باپ گجرات سے اپنی لڑکی کو ملنے کیلئے ہسپتال آیا۔ جب اسے لڑکی کے غائب ہونے کا علم ہوا تو اس نے سول لائنز پولیس میں اس کے اغواء کی رپورٹ درج کردی۔ جس پر پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی۔ آج نصرت اللہ نے سیشن جج لاہور کی عدالت میں حاضر ہوکر ضمانت قبل ازگرفتاری کیلئے درخواست پیش کی۔ درخواست کے ہمراہ نرس کی بلوغت کا سٹیفکیٹ اور اس کا حلفیہ بیان منسلک کیا گیا تھا۔ اپنے حلفیہ بیان میں نرس نے بتایا کہ میں چھ ماہ قبل اپنے والد سے علیحدہ ہوکر گجرات سے لاہور آئی تھی، جہاں میں نے گنگارام ہسپتال میں بطور نرس ملازمت کرلی پھر یہیں سے میں اپنی مرضی سے نصرت اللہ کے ہمراہ کراچی چلی گئی اور اس سے شادی کرلی۔ نرس نے اپنا وہ بیان بھی عدالت میں پیش کیا جو اس نے ایس۔ڈی۔ایم کراچی کی عدالت میں دیا تھا اور جس میں اس نے برضاء ورغبت نصرت اللہ سے شادی کا اقرار کیا تھا۔ تقریباً ہر شہر میں روزانہ ایسے شرمناک واقعات کا ہونا ایک معمول سا بن گیا ہے۔ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں کہ ان کی لڑکیاں مغرب زدہ انگریزیت سے محو ہوتی چلی جارہی ہیں خصوصاً مولوی، پیر، سیّد، شیخ، مسندنشین کی اولاد لڑکی لڑکا تو زیادہ بے راہ روا ہورہے ہیں۔ ہمارے مسلم بھائی اسلامی تربیت سے یا تو ناآشنا ہوتے ہیں یا آشنا ہوتے ہوئے

حکایت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجلاس میں ایک باپ بیٹے کا مقدمہ پیش ہوا۔ باپ نے کہا یہ میرا لڑکا میرے حقوق ادا نہیں کرتا آپ نے لڑکے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا اولاد کے بھی ماں باپ پر کچھ حقوق ہیں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں بہت ہیں من جملہ انکے ایک یہ ہے کہ شریف عورت سے نکاح کرے تاکہ اولاد اچھی ہو نام اچھا رکھے تاکہ اس کی برکت ہو اور علم دین سکھلائے۔ لڑکا بولا باپ نے میرے خاک حقوق ادا کیئے نکاح کیا تو لونڈی سے اور میرا نام رکھا جعل بمعنی گو کا کیڑا اور کبھی ایک دن بھی دین کی بات نہیں سکھائی۔ اب مجھ سے حقوق کی ادائیگی کا کیا معنیٰ۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقدمہ خارج کر دیا اور اسکے باپ سے فرمایا کہ جاؤ تو نے اس کی حق تلفی کی ہے لہٰذا مقدمہ خارج کر دیا بعینہ یہی ہماری حالت ہے کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجتے ہیں، جا کر ہماری ناک کاٹ دیتی ہیں پھر ہم روتے ہیں لیکن آپکا رونا بے سود ہے رونا اس وقت چاہیئے تھا جب یہ چھوٹی تھیں اور ان کی تربیت ہمارے ذمہ فرض تھی اور ہم نے غفلت یا بے توجہی سے کام لیا تھا اب نوبت باینجاں رسید کہ باپ منبر نبوی علیہ السلام کی زینت ہے تو لڑکی قحبہ خانہ کی بانو۔

یہاں ایک باپ بیٹی کا مکالمہ درج کیا جاتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے ہماری خواتین خودنہیں بگڑی ہم نے خود بگاڑی ہیں۔

باپ بیٹی کا مکالمہ

باپ

یہ تیرا بے حجابانہ سرِ بازار آجانا
یہ اٹھلانا تھرکنا مستی رفتار دکھلانا
ادائے خاص پہلو بدلنا مسکرانا
بصد ناز و ادا رہ رہ کے زلفوں کا یہ سلجھانا
یہ شان دلربائی ریشمی آنچل کو لہرانا
کبھی شانے سے لٹکانا کبھی سینہ سے ڈھلکانا
بہانے کے لئے رہ رہ کے انگلی کا یہ چٹخانا
کلائی کی گھڑی اس طرح نظروں میں چمکانا
تجھے یوں دیکھ کر بیٹی پسینہ چھوٹ جاتا ہے
مری غیرت کا نازک آبگینہ ٹوٹ جاتا ہے
تو میری لاج اے بیٹی بچالیتی تو اچھا تھا

بیٹی

مجھے برباد کر دینا تمہارا کام ہے پاپا
غلط ہے مجھ پر عریانی کا جو الزام ہے پاپا
یہ کس کا نظریہ تھا جس کا شہرہ عام ہے پاپا
کہ مقصد زندگی کا عیش ہے آرام ہے پاپا
غمِ دیں ہے نہ کچھ تم کو غمِ ایام ہے پاپا
تمہارے مذہب و ایماں کا دولت نام ہے پاپا
تمہاری دی ہوئی تعلیم کا انجام ہے پاپا
میری رسوائیوں میں آپ کی فطرت نمایاں ہے
میری عریانیت میں آپ کا کردار عریاں ہے

حضور والد ماجد یہ بیٹی کی گذارش ہے......

باپ

بڑی چنچل بڑی طرار ہے شوخی میں یکتا ہے
زباں آور ہے تو گر دیدۂ صہبا و مینا ہے
تو ماہر رقص کی ہے اور اچھا گا بھی لیتی ہے
تو جانِ بزم بنتی ہے دِلوں پر چھا بھی لیتی ہے
جہاں پہنچی زمانہ تجھ کو ہاتھوں ہاتھ لیتا ہے
یہ تہذیب نوی تو حلقۂ فتراک ہے بیٹی
یہ طرزِ زندگی بھی کس قدر ناپاک ہے بیٹی
تو اس تہذیب سے دامن بچالیتی تو اچھا تھا

بیٹی

مگر اب نیکیوں سے دل لگاؤں کیسے ممکن ہے
جوانی کے تقاضوں کو چھپاؤں کیسے ممکن ہے

مجھے مشرق کی نسوانی ادائیں اب نہیں بھاتیں
میرا مطلب ہے انسانی ادائیں اب نہیں بھاتیں

ہوس کاروں کی دنیا کی کہانی ہے جہاں میں ہوں
نشاط و عیش جزوندگانی ہے جہاں میں ہوں

میں پاکیزہ فضا میں لمحہ بھر بھی جی نہیں سکتی
کہ میں زہر آب کی عادی ہوں امرت پی نہیں سکتی

مجھے ہر چند اپنے کو بدل لینے کی خواہش ہے

باپ

یہ سرخی اور یہ لالی یہ پوڈر اور یہ غازہ
یہ سب جان ہیں تیری انہیں کی تو ہے دلداہ

نئے فیشن کی متوالی شکار دام خود بینی
یہ اسنو کی لپٹ کپڑوں سے اڑتی سینٹ کی خوشبو

زر افشاں مانگ تو سرمہ سے آنکھیں دیدۂ آہو
طلائی چوڑیاں ہاتھوں میں اور زیب گلو لاکٹ

بجائے پان دانتوں میں دبائے ٹافی بسکٹ
تو یوں آراستہ ہوکر قیامت بن کے چلتی ہے

لئے ہاتھوں میں رنگیں پرس پکنک پر نکلتی ہے
بجا تہذیب حاضر کا تو ایک شاہکار ہے بیٹی

مگر خود اپنی ملت کے لئے صدعا رہے بیٹی
تو اس تہذیب سے دامن بچالیتی تو اچھا تھا

بیٹی

مجھے تقلید مغرب کا سبق کس نے پڑھایا ہے
مجھے کس نے نئی تہذیب میں ڈھلنا سکھایا ہے

حسیں تتلی کی طرح رقص کی ترغیب دی کس نے
میرے سر سے ردائے شرم وعفت کھینچ لی کس نے؟

میری گھٹی میں سرخی اور غازہ کس نے گھولا ہے؟
یہ میں نے خودسری و بے حیائی کس سے سیکھی ہے؟

خود ہی سوچو کہ میں نے خودنمائی کس سے سیکھی ہے؟
مری شرم وحیاء کے خون سے کس کے ہاتھ رنگیں ہیں

میرے صدق وصفا کے خون سے کس کے ہاتھ رنگین ہیں
میں چربہ ہوں تمہاری طینت و اطوار کا ڈیڈی

تمہارے دِل پہ چرکا ہوں تمہارے وار کا ڈیڈی
یہ سب کچھ تو فقط آں محترم ہی کی نوازش ہے

باپ

تو خاتونِ حرم تھی کاش خاتون ہی رہتی
تو اپنے غیر ملی کو سینہ سے لگالیتی

بہت اونچی ہے تیری آن تو اس کو بچالیتی
وفا پیکر بنی رہتی وقار اپنا بڑھا لیتی

خوش اطواری و خوش خلقی شعار اپنا بنالیتی
بنا کر کاش اپنے گھر کو صد رشک جہاں رکھتی

تو اپنی غایتِ ہستی جو پالیتی تو اچھا تھا

بیٹی

میں ایک شمع حرم تھی کاش شمع حرم رہتی
میں اپنے مختصر سے گھر کے ہنگاموں میں ضم رہتی

وقار ملت بیضا کو سینے سے لگاتی میں
وطن کی قوم کی عظمت کو عزت کو بچاتی میں

مری آغوش شفقت میں جو بچے تربیت پاتے
جواں ہو کر زمانے کو پیام امن پہنچاتے

میرے پاپا ابھی کچھ وقت باقی ہے سنبھل جاؤ
بدلنا ہے اگر مجھ کو تو پہلے خود بدل جاؤ

مجھے بھی ناگوار اپنی جوانی کی نمائش ہے

مذکورہ مکالمہ سے نتیجہ نکالنا آسان ہوگیا کہ آج ہم اپنی لڑکیوں کو کالج اسکول کی انگریزی تعلیم دے کر اپنے پاؤں پر خود کلہاڑہ مار رہے ہیں اور پھر قیامت میں سزا علاوہ ہوگی۔

ویسے ہر ایک کو نیک صحبت ضروری ہے۔ خصوصاً یہ عورتیں جو عقلاً کمزور ہیں ان کے لئے تو اشد ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اولاد کی پرورش کی وجہ سے نیک سیرت ماں کا انتخاب فرمایا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **الدنیا کلها متاع و خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة** (رواہ مسلم)

دنیا سب کی سب متاع ہے لیکن بہترین متاع نیک بخت بیوی ہے اور فرمایا کہ

ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللّٰہ خیر اله من زوجة صالحة (الحدیث)

یعنی مومن کو تقویٰ کے بعد جو سب سے بہتر چیز حاصل ہوتی ہے وہ نیک بخت بیوی ہے وجہ ظاہر ہے کہ عورت نیک ہوگی تو اس کا اثر بچوں پر پڑے گا چند ایک حکایت آگے چل کر پڑھیں گے جن سے معلوم ہوگا کہ ماں کی تربیت اولاد پر کتنا اثر انداز ہوتی ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کربلا میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوش دودھ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھا اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ولایت کو ماں کی تربیت نے اُجاگر کیا۔ اسی طرح بڑے جرار و شیر بہادر اور دُنیا کی معروف شخصیتیں ماں کی گود کا اثر ہیں آج ہمارا معاشرہ کیوں نہ بگڑے جبکہ مائیں کنواری باپ کنوارہ اور پھر بچے جنم لیں تو سینما میں کلب میں بس میں گاڑی میں......

انا للّٰہ و انا الیه راجعون

انتباہ......قدیم سے دستور چلا آرہا ہے کہ باطل جب حق سے مغلوب ہوتا ہے تو حق کو نیچا کرنے کا آخری حربہ یہی استعمال کرتا ہے کہ عورت کو میدان میں لائے تاکہ کسی طرح حق کی طاقت کمزور ہو۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گزر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ **اول فتنه بنی اسرائیل کانت فی النساء** (رواہ مسلم) یعنی سب سے پہلے فتنہ بنی اسرائیل میں عورت کی وجہ سے ہوا۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا لشکر جبارین کی سرکوبی کیلئے لائے جبارین نے بلعم باعور کو بددعا پر مجبور کیا۔ اس نے بددعا کی لیکن کارگر نہ ہوئی بالآخر یہی تدبیر سوچی کہ دوشیزہ حسین عورتیں سنگھار کرکے بنی اسرائیل کے لشکر کے آگے بھیجی جائیں تاکہ کسی طرح وہ زِنا میں مبتلا ہوں اور اس شامت سے وہ ہم پر غالب نہ ہوسکیں۔ چنانچہ عورتیں ہار سنگھار کرکے لشکر موسیٰ کے سامنے آئیں ایک عورت کتی بنت صور پر بنی اسرائیل کے ایک سردار زمرم بن شالوم کی نظر پڑی تو وہ فریفتہ ہوگیا اور اسے پکڑ کر اوّلاً موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں لایا اور کہا کہ کیا آپ کی شریعت کے حکم سے ایسی حسینہ جمیلہ چھوکری مجھ پر حرام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ہاں ایسا ہی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ سے تو رہا نہیں جاتا اور نہ ہی میں اس حکم کو مانتا ہوں۔

چنانچہ اس بدبخت سے زِنا کا ارتکاب ہوا، تو اس کی نحوست سے بنی اسرائیل پر وباء آئی اور ایک ہی ساعت میں ستر ہزار بنی اسرائیل موت کے گھاٹ اُترے۔ اس امر کا علم حضرت فخاصد جو ہارون علیہ السلام کے پوتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دروغے تھے کو ہوا تو انہوں نے زمزم اور اس کی محبوبہ کو اسی کے خیمہ میں تہہ و تیغ کیا۔ تب وباء دفع ہوئی۔

اسی طرح فاروقی لشکر کے ساتھ بھی نصرانیوں نے کھیل کھیلا تھا۔ جیسا کہ مؤرخین کو معلوم ہے بعینہ اسی طرح انگریز نے جب دیکھا کہ ہند کے مسلم شہ زور میرے قابو میں نہیں آتے تو اس نے یہی پرانا جال بچھانا شروع کیا۔ اوّلاً مردوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسایا پھر عورتوں پر ہاتھ صاف کئے۔ اب ہمیں ملک تو دے گیا لیکن ہماری قوم کو ایسا مسخ کر گیا ہے کہ اب ان کا علاج صرف ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ محال نہیں بلکہ وبال ہے کہ اگر قوم کو کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارے کالج اور یہ تمہارے لڑکے اور لڑکیاں تعلیمات سے دُور ہیں تو الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کہہ دیتے ہیں کہ ملا دقیانوسی خیال اور تنگ ظرف اور شرارتی ہیں وغیرہ وغیرہ یہ نہیں سوچتے کہ ملا خود نہیں کہتا یہ محقق واقع ہوا ہے پرانی یاد تازہ کر کے عرض کرتا ہے ملاحظہ ہو۔

انگریزی تعلیم کے بہت بڑے علمبردار سرسیّد علیگڑھی لکھتے ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم کا ہندوستان میں بہت چرچا تھا اور سب یقین جانتے تھے کہ سرکار (انگریزی) کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں اسکول میں آئیں تعلیم پائیں اور بے پردہ ہو جائیں یہ بات حد سے زیادہ ہندوستانیوں کو ناگوار تھی بعض اضلاع میں اس کا نمونہ بھی قائم ہو گیا تھا۔ پرگنہ وزیٹرز اور ڈپٹی انسپکٹر یہ سمجھے تھے کہ اگر ہم سعی کر کے لڑکیوں کے مکتب قائم کردیں گے تو ہماری بڑی نیک نامی گورنمنٹ میں ہوگی اس لئے وہ ہر طرح پر بہ طریق جائز و ناجائز لوگوں کے واسطے قائم کرنے لڑکیوں کے مکتبوں کے فہمائش کرتے تھے اور اس سبب سے زیادہ تر لوگوں کے دلوں میں ناراضگی تھی۔ (مقالات سرسید، حصہ نہم، ص ۷۱)

فائدہ...... سرسید کے اس اقتباس سے لڑکیوں کی تعلیم انگریز کی دلچسپی وخوشنودی اور گورنمنٹ انگریزی کے ایجنٹوں کی سعی و جدوجہد اور ہندوستانیوں کی لڑکیوں کی تعلیم سے نفرت و بیزاری کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ زنانہ تعلیم کے سلسلہ میں انگریز کی کوشش و سازش کامیاب اور ہندو و پاکستانیوں کے خدشات دُرست ثابت نہیں ہوئے۔ کیا انگریز کے مطلب ومنشا کے مطابق ان نام نہاد اسکولوں کالجوں نے طالبات کو بے پردہ کر کے انہیں مذہب، معاشرہ، والدین اور اپنی تمام قومی واسلامی روایات کا باغی نہیں بنا دیا یا نہیں۔

یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف
جو کلیسا کے عسائر سے کبھی نہ ہو سکا کر دکھایا وہ کلیسا کے مدارس نے کمال

انتباہ……ہم نہ تو کالج کے مخالف ہیں نہ کالج کے طلباء وطالبات کے دشمن اور نہ ہی لڑکیوں کی دینی تعلیم کے منکر بلکہ ہم کالج کے غلط ماحول سے نفرت کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ کالج کے ماحول کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنا چاہئے اور طلباء کو اخلاقِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیرت اسلامیہ کا نمونہ بننا چاہئے اور عورتیں تعلیم ضرور حاصل کریں لیکن گھر کی چار دیواری کے اندر اور وہ بھی اپنے اقارب سے، کالج کی لڑکیوں کو تعلیم دلانے میں شرعی اور اخلاقی بیشمار خرابیاں لازم ہیں۔ جن سے کسی ذی شعور کا انکار نہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ اس تعلیم سے لڑکی پردہ کی مقدس چادر کو گندی نالیوں میں پھینک دیتی ہے اور یہ قرآنی تعلیم کے منافی ہے ان بندگان خدا کی لڑکیاں گھر سے نکلتی ہیں تو پردہ جیسی باعزت چادر کو چاک کر کے کہ جس کیلئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی گوارہ نہ فرمایا کہ جس طرح عورت کو غیر مرد نہ دیکھے، اسی طرح عورت بھی غیر مرد کو نہ دیکھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عبداللہ بن مکتوم ایک نابینا صحابی آئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف فرما تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احتجبا منه اس سے پردہ کرلو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ نابینا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ افعميا و ان انتما الستما بتعرانه کیا تم اندھی ہو کیا تم اسے دیکھتی نہیں ہو۔ (رواہ ترمذی واحمد وابوداؤد)

کتنا نازک مقام ہے کہ ایک طرف امہات المؤمنین اور دوسری طرف ایک صحابی جو جلیل القدر ہیں جن کیلئے سورۂ عبس نازِل ہوئی یہاں کسی قسم کے وسوسہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن نگاہ نبوت معاشرے کی اِصلاح کیلئے گوارہ نہیں کرتی کہ ایک اجنبی مرد کو اجنبی عورت دیکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو اس کا چلنا پھرنا سرتا پا شہوت انسانیہ کا داعی بن کر شیطان کو قابو کرنے میں ناکام ہوتا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ النساء جبائل الشيطان یعنی عورتیں شیطان کے اسباب اور وسائل وجال ہیں (بیہقی) اور فرمایا کہ المرأة فاذا خرجت استشهر فهما الشيطان عورت عورت ہی ہے جب جب اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان مردوں کے سامنے اسے اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ (ترمذی)

اور فرمایا کہ ان المرأة تقبل في صورة شيطان و تدبر في صورة شيطان (الحدیث مسلم شریف) بیشک عورت آتی ہے تو صورت شیطان میں اور جاتی ہے تو بھی صورت شیطان میں۔ گھر سے باہر نکلتے ہی اس کے آس پاس شیطان ہوتا ہے جس سے دیکھنے والوں کو گمراہ کرنے میں اسے آسانی مل جاتی ہے۔

ایسے صریح ارشادات کے سامنے ہماری قوم کی عورتوں کا رونا کہاں تک رویا جاسکتا ہے کہ پردہ تو درکنار بے پردگی میں ہماری زندگی کے ہر شعبے میں عورت ہی عورت بعض ہے پھر معاشرہ کس طرح صحیح رنگ اتار سکے جبکہ ہماری قوم کی لڑکیاں جو ہمارے معاشرے کا ایک بہترین زیور گھر کی زینت تھی جب باہر نکلیں تو شیطانیت کا پیاسہ ڈاکو کب گوارا کرسکتا ہے کہ اسے ہاتھ سے گنوائے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ایک معمولی آدمی اپنی دولت کو چوروں سے محفوظ رکھنے کا کتنا بندوبست کرتا ہے لیکن ہمارے معاشرے کی ڈیڑھ من کی دولت بازاروں، سینماؤں، کالجوں ، اسکولوں ، دفتروں، اسمبلیوں، مخلوط اِداروں وغیرہ میں آوارہ پھرتی ہیں پھر معاشرہ کے ڈاکو کیوں نہ ڈاکہ زنی کریں۔ ملاحظہ ہو۔

لڑکیوں کی تعلیم عام ہورہی ہے اکثر طالبات درسگاہوں کو پیدل جاتی ہیں اس میں انہیں کئی قباحتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بازاروں اور ایسی شاہراوں سے گزرنا پڑتا ہے جہاں بھاری ٹریفک ہوتا ہے اور ہر وقت تصادم کا خطرہ رہتا ہے اور پھران طالبات کو ہوس کا اور سطحی آوازوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ان درسگاہوں میں چھٹی ہوتی ہے تو بعض آوارہ چھوکرے فلمی گانے الاپتے نظر آتے ہیں بے مقصد قہقہے بلند کرتے ہیں اور ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں جن کو کوئی بھی شریف آدمی پسند نہ کرے گا۔ (نوائے وقت لاہور ۱۹۶۱ھ)

ایک بیباک طالبہ کی کہانی اس کی زبانی

میں ہر روز اپنے تانگہ میں کالج جاتی ہوں۔ اتفاق سے ایک روز تانگہ خراب ہوگیا تو بس میں جانے کا ارادہ ہوا اور اسی ارادے کے تحت بس اسٹاپ پر آئی اور اس کا انتظار کرنے لگی ۔ چند کالج کے طلباء وہاں پہنچ گئے اور مجھ پر آوازیں اور فقرے کسنے لگے۔ چونکہ میں بے پردہ تھی۔ ایک طالب علم نے کہا کیا حسن پایا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ آہاہا کیا آہو چشم ہے۔ تیسرے نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی شراب پی کر آئی ہیں۔ چوتھے نے کہا کہ شراب سے مست نہیں بلکہ شباب نے ان کی آنکھوں میں مستی بھردی ہے۔ پہلے نے پھر کہا کہ ارے یار اس کے ہونٹ تو دیکھے کیسے پتلے پتلے ہیں۔ دوسرے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا ایسا معلوم ہورہا ہے کہ ہونٹ نہیں بلکہ گلاب کی دو پنکھڑیاں ہیں۔ تیسرے نے اور مسالحہ لگایا سرمے نے تو سونے پہ سہاگہ لگادیا ہے۔ اب پھر پہلے نے کہا کیا بال ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھٹا چھائی ہوئی ہے اور دوسرے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا اور چاند بالوں کی اوٹ سے نکل رہا ہے ۔ تیسرے نے کہا اور اس کی دو دو چوٹیاں تو ناگن ہیں ناگن کہ ڈسنے کو آرہی ہیں ۔

چوتھے نے اکڑ کر کہا کہ تمہیں کسی کی تعریف کرنا تھوڑی ہی آتی ہے اس کا سچا حلیہ میری زبان سے سنو۔ زور سے کہتا ہے کہ

مستی نواز شوخی انداز کافرانہ — زلفیں سیاہ گھٹا آنکھیں شراب خانہ

اتنے میں بس آگئی اور میں بس میں سوار ہوگئی تو چوتھے طالب علم نے بلند آواز سے یہ شعر پڑھا کہ

جاتی ہو خدا حافظ پر اتنی گذارش ہے — جب یاد ہماری آئے ملنے کی دعا کرنا

دوسرے دن عمداً تانگہ درست ہونے پر بھی بس اسٹاپ پر آئی مگر بے پردہ نہیں بلکہ باجی کا برقع پہن کر وہاں وہی طالب علم موجود تھے شاید میرا ہی انتظار تھا مجھے پہچان نہ سکے اور مجھے پہچانتے بھی کیسے میں برقع میں جو تھی ان میں گفتگو ہورہی تھی میں نے اپنا دھیان وخیال اسی طرف کردیا۔ پہلے نے کہا کہ کیوں یار کیا بات ہے ابھی تک نہیں آئی۔ دوسرے نے کہا شاید کل کی باتوں سے چڑ گئی ہوگئی اور دوسرا راستہ اختیار کرلیا ہوگا۔ تیسرے نے کہا کہ یہ ان لڑکیوں میں سے نہیں معلوم ہورہی تھی جو ذرا ذرا سی باتوں سے چڑ جاتی ہیں یہ چڑ جانا تو پردہ دار غیرت والی عورتوں کا کام ہے جو ذرا سی گستاخی برداشت نہیں کرتیں چوتھے نے کہا کہ یہ خالہ بی کہاں سے آدھمکیں (میری طرف اشارہ کرکے) پہلے نے طنزاً کہا بڑی آئیں پردہ کرنے والی دوسرے نہ کہا کہ یہ غلط بات ہے پردہ کرنے والی عورتوں کو چھیڑنا درست نہیں۔ چوتھے نے کہا کہ کیوں بغیر پردہ والی عورت عورت نہیں ہوتی پھر اس کو کیوں چھیڑتے ہو (یہ کل میری طرف اشارہ تھا) تیسرے نے جواب دیا کہ وہ ہم کو مجبور کردیتی ہیں کہ ان کو دیکھیں اور ان کے حسن اداؤں جوانی اور غرض کہ ہر چیز کی تعریف کریں اس لئے تو۔۔۔ پہلے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا خوب بن ٹھن کر بازاروں، کالجوں، پارکوں، باغوں میں بے پردہ گھومتی اور گشت لگاتی ہیں دوسرے نے کہا یہ بالکل صحیح ہے آپ لوگ ہی دیکھئے

کل ایک لڑکی آئی تھی اس کو ہم لوگوں نے خوب بنایا آوازیں کسیں لیکن یہ (میری طرف اشارہ) جب سے کھڑی ہوئی ہیں کوئی ہم سے پرواہ اور دھیان تک نہیں۔ بندہ تعریف کرے تو کس چیز کی کرے سب پوشیدہ ہے صرف زیادہ سے زیادہ شوز اور برقع کی کرسکتے ہیں۔ پہلے تو یہ عورتیں مردوں پر لعنت ملامت کرتی ہیں کہ وہ عورتوں کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں مگر ان کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا دوسرے کو تنکے کو دیکھ پاتی ہیں اتنے میں بس آگئی اور میں کالج چلی گئی۔ (ماخوذ)

پہلے کہا جاچکا ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں بڑا اثر ہوتا ہے ہمارے جاٹ لوگ کہا کرتے ہیں کہ گورے کو کالے کے ساتھ باندھو تو وہ اگر شکل نہیں بدلے گا تو ایسی عادت پر ضرور چلے گا اسی لئے کہا گیا ہے کہ

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ خصوصاً وہ شخص جو معظم بھی ہو اور پھر استاد سے اور کون زیادہ معظم ہوسکتا ہے۔ تو اس صورت میں وہ آزادی اور بیبا کی ان لڑکیوں میں بھی آوے گی۔ خصوصاً اسکول کالج میں تو مختلف طبقات اور مختلف خیالات کی لڑکیاں روزانہ جمع ہوتی ہیں اور پھر وہاں ایسے اسباب رونما ہوتے ہیں جن کا لڑکیوں کے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے اور ایسی صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوتی ہے پھر بقول کے مشاہدہ ہے کہ اسکول اور کالج کی استانیاں اکثر و بیشتر بڑے درجے کی مکار و غدّار ہوتی ہیں جو بڑے آدمیوں سے پیسے لے کر وکالت کا کام بھی کرتی ہیں اور بجائے نیک تربیت دینے کے پوری ایکٹر بنادیتی ہیں جیسا کہ آج کل عام طور پر اسکولوں کالجوں میں ہورہا ہے اور آئے دِن اخبارات میں سینکڑوں واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں بلکہ ہمارے معاشرے کا فسادنوے فیصد اسی خرابی کا شکار ہیں۔ فا لی اللہ المشتکی

فصل...... عورت میں انفعالی مادہ ہے اور ایسا زوردار کہ پانی کی رو پھر بھی کم ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے سامنے عشقیہ غزلیں اور اشعار پڑھنا شرعاً ممنوع ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرِ زناں کا ذکر فرمایا ہے۔ (مشعلۃ الارشاد، ص ۵)

شفا شریف میں فرمایا کہ کرہ بعض السلف تعلیم النساء سورة یوسف لضعف معرفتهن و نقص عقولهن و ادراکهن یعنی بعض سلف صالحین نے لڑکیوں کو سورۂ یوسف کی تعلیم دینا مکروہ قرار دیا ہے اس لئے کہ لڑکیوں کی سمجھ کمزور اور عقل وادراک ناقص ہے اور زنانِ مصر کے ذِکر سے ان کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ مقام غور ہے کہ جب کمالِ احتیاط کے طور پر مکرِ زناں کے ذکر پر مشتمل ایک سورۂ قرآنی کی تفصیل و ترجمہ لڑکیوں کو پڑھانا مکروہ و منع ہے تاکہ ان کا ناپختہ ذِہن مکرِ زناں سے متاثر نہ ہو تو اسکولوں کالجوں کے مغرب زدہ ماحول میں لڑکیوں کو مروجہ انگریزی تعلیم دلانا کیسے مکروہ و ممنوع نہ ہوگا اور حیاء تو پہلے سے اٹھ جاتی ہے۔ پھر عشق و محبت اپنا کام کرڈالتے ہیں۔ پھر ایک نہیں کئی عاشق ساتھ رکھنے کو اپنا فخر سمجھتی ہیں۔

چنانچہ ایسے واقعات شاہد ہیں۔ جنگ راولپنڈی ۲ جولائی ۶۳ء میں ایک عورت کا عدالتی بیان ملاحظہ ہو۔

نذیر، رفیق، بابو، صادق یہ چاروں میرے عاشق ہیں ان میں سے کوئی ایک مل جائے تو میں اس کے ساتھ چلی جاؤں گی لیکن میرا شوہر دادو میرے قابل نہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... ابھی چونکہ ابتداء ہے اور دل بھی زنانہ اور کمزور ڈر کے مارے ایسا کہتی ہے ورنہ اس کے دل سے پوچھو تو کہہ اٹھے گی کہ ان سے بھی جی نہیں بھرا کیا کروں کروڑوں جوان نہیں میں نے ان کے اندرونی جذبات کی ترجمانی اپنی طرف سے نہیں کی بلکہ حدیث شریف کے فرمان کے مطابق عرض کیا ہے۔

کماقال علیہ السلام اربع لا تشبع من اربع ارض من مطرو انثی من ذکر و عین من نظر و عالم من علم

(الحاکم فی التاریخ) .... (من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ للد رالمنثر وللسیوطی ۲۱)

چار چیزیں چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں: زمیں بارش سے۔ عورت ذکر سے۔ آنکھ دیکھنے سے۔ عالم علم سے۔

حدیث شریف کی تصدیق خالقدینا ہال کے انجمن فلاح نسواں کے زیر اہتمام کراچی کی خواتین اور طالبات کے ایک مشترکہ جلسہ کی ایک ایک آواز نے فرمائی جب کہ انہوں نے عائلی قوانین کی تنسیخ کے خلاف تقریریں کیں اور ایک مقررہ صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مردوں کو چار شادیاں کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے تو عورتوں کو بھی چار شوہر رکھنے کی اجازت دی جائے۔ (جنگ کراچی ۱۲ جولائی ۱۹۶۲ھ)

اس قسم کی واردات اور عورتوں کے اس قسم کے جذبات کے دلائل اور حکایات لاتعداد ہیں خوف طوالت نہ ہوتا تو نقل کرتا لیکن......

العاقل تکیفه الاشاره دانا را اشاره کافی

پھر اس کے بعد نتیجہ واضح ہے کہ جب ایک چھوکری کے متعدد عاشق اٹھ کھڑے ہوں پھر تو کشت و خون لازمی امر ہے اور آئے دن اخبارات میں اس قسم کے واقعات ہمارے احباب پڑھتے ہیں کہ کہیں کشت و خون کے قصے کہیں اغواء کی وارداتیں کہیں خودکشی کے افسانے کہیں کچھ اور کہیں کچھ یہاں صرف ایک کہانی قابل ذکر ہے۔

کراچی ۱۴ جولائی استغاثہ کے مطابق ملزم گلزار خان نومبر ۵۵ھ میں مسماۃ شیریں سے شادی کر کے ضلع ہزارہ سے کراچی آ گیا۔ شیریں کا آشناء (عاشق) شاداب خان بھی کچھ دونوں بعد کراچی پہنچ گیا۔ گلزار خان اپنی حسین بیوی کی بہت سختی سے نگرانی وحفاظت کیا کرتا تھا۔ ایک دن گلزار خان مزدوری کیلئے گیا ہوا تھا جب وہ دوپہر میں اچانک واپس آیا تو اس نے اپنی حسین بیوی شیریں کو شاداب کے ساتھ دیکھا اور مشتعل ہو گیا اور خنجر سے شاداب کو ہلاک کیا اور شیریں کو پلنگ کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور شیریں کی نظروں کے سامنے ہی شاداب کا کلیجہ نکال کر چبا ڈالا۔ شیریں اس منظر کو دیکھ کر بیہوش ہو گئی۔ ملزم پہلے اسے ہوش میں لایا جب شیریں ہوش میں آئی تو ملزم نے پلنگ پر ہی اس کا گلا کاٹ ڈالا۔ دردناک چیخیں سن کر محلّہ والے جمع ہو گئے لیکن کسی میں ملزم کو پکڑنے کی ہمّت نہ ہو سکی پھر محلّہ والوں کی موجودگی میں ملزم نے اپنی بیوی کا خون پیا اور بعد میں لوگوں پر حملہ آور ہوا۔ (روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۵ جولائی ۵۸ھ)

عجوبہ......عورت کے ایسے جذبات فطری ہیں وہ جوان ہو یا بوڑھی چنانچہ اصمعی صاحب سے ایک کہانی سنئے:۔

جناب اصمعی صاحب فرماتے ہیں کہ بینما انا الطواف حول الکعبة علی قفاره کارة و هو یطوف میں کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میرا ایک شخص سے سابقہ پڑا جسکے سر پر ایک گھٹڑی ہے اور طواف میں مصروف ہے۔ میں نے کہا کہ الطواف و علیك کارة تو طواف کرتا ہے اور تیرے سر پر گھٹڑی ہے۔ اس نے کہا کہ هذه والدتی التی تمشی فی بقتها قسقه اشهر اریدان اودی حقها یہ تو میری والدہ ہیں جس نے مجھے اپنے پیٹ میں نو ماہ اٹھائے رکھا، میرا ارادہ ہوا کہ کس طرح اس کا حق ادا ہو جائے۔ میں نے کہا کہ الا ادلك علی ما تئودی به حقها تجھے ایسی تدبیر نہ بتاؤں کہ جس سے تیری والدہ کا حق ادا ہو جائے۔ اس نے کہا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ تزوجها اس کا کسی سے نکاح کر دے۔ جوان کو مجھ سے سخت رنج ہوا لیکن بوڑھی کنوار کے جذبات نے گوارہ نہ کیا۔ رفعت یدها فصقعت قفا زینها و اقالت اذا قیل لك الحق تغضب ہاتھ اٹھا کر پیارے اور خدمت گار بیٹے پر دے مارا اور کہا کہ بیوقوف وہ حق کہتا ہے اور تو اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (تحفۃ الیمن، ص ۱۵ مطبع مجتبائی)

دیکھا آپ نے کہ بوڑھی کنوار نے کس طرح موجودہ دَور کے شریف آدمیوں کو سمجھایا۔ یہی وجہ ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بوڑھی عورت ہو یا نوجوان عورت کو مسجد سے روکا ہے۔ لیکن موجود دور کے نصرانیت پرستوں کو کیا عرض کیا جائے کہ اپنی نوجوان لڑکیوں کو مطلق العنان کر کے اسکولوں کا عاشق بنا دیتے ہیں اور پھر معاشرہ کا رونا روتے ہیں۔ ان معاملات سے بدکاری وعیاشی کا فروغ کیوں نہ ہوگا۔

کسی درد بھرے مسلمان نے منظوم نصیحت لکھی ہے کہ

ماں کا تقدس باپ کی عزت   بہن کی عصمت بھائی کی غیرت
ملی روایت دینی حمیت   اوراق قرآن ابواب سیرت
خطرے میں ہر شے آن کھڑی ہے   جاگو گھر میں آگ لگی ہے
ایسے سمے میں میخانہ آباد   رقص میں شیریں نشے میں فرہاد
عیش کے بندے ہر غم سے آزاد   اے میری بستی فریاد فریاد
احساس کی یہاں کتنی کمی ہے   جاگو گھر میں آگ لگی ہے
مغرب سے آئے اڑ کے شرارے   ہم نے یہ سمجھا ہیں لعل پارے
پلکوں سے چن کر دل میں اتارے   اب رو رہے ہیں شامت کے مارے
ہم نے تباہی یہ خود مول لی ہے   جاگو گھر میں آگ لگی ہے
خود جاگ اٹھو سب کو جگاؤ   آگ بجھاؤ آگ بجھاؤ
اشک ندامت مل کے بہاؤ   آگ بجھاؤ آگ بجھاؤ
آگ مسلسل پھیل رہی ہے   جاگو گھر میں آگ لگی ہے

نیک خواتین کیلئے نیک بیبیوں کی کہانیاں

آخر میں فقیر چند نیک خواتین کے واقعات لکھتا ہے تا کہ نیک خصلت بیبیاں ان کی اقتداء کر کے اپنی آخرت سنواریں۔

قرآنی واقعہ

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ قصص میں بیان فرمایا کہ جب آپ نے فرعون کے متعلق سنا کہ وہ آپ کو شہید کر دیگا تو سفر کو نکلے۔

ولمّا توجه تلقاء مدين قال عسىٰ ربي أن يهديني سواء السّبيل ○ ولما ورد ماء مدين وجد عليه امة من الناس يسقون ووجد من دونهم امرأتين تذودان ج قال ما خطبكما ط قالتا لا نسقي حت يصدر الرعاء

اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا کہا قریب ہے میرا ربّ مجھے سیدھی راہ بتائے اور جب مدین کے پانی پر آئے تو وہاں کے لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے اس طرف دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں موسیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کا کیا حال ہے وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر نہ چلے جائیں۔

ان لڑکیوں نے کہا کہ ابونا شیخ کبیر اور ہمارے والد صاحب بہت زیادہ بوڑھے ہیں گویا موسیٰ علیہ السلام نے استعجابا پوچھا کہ پانی پلانے کیلئے لڑکیوں کے بجائے کوئی مرد کیوں نہ آیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ابونا شیخ کبیر اس کی تفسیر میں قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ کبير السن لا يستطيع ان يخرج للسقي فيرسلنا اضطرارا یعنی وہ بوڑھے ہیں پانی پلانے کیلئے خود نہیں آسکتے لہٰذا مجبوراً ہمیں بھیجتے ہیں۔ اس مقام پر ان مسلم خواتین کیلئے لمحۂ فکر یہ ہے جو باپ بھائی خاوند اور لڑکے کے ہونے کے باوجود تنہا سفر اور بازار میں خرید و فروخت کرتی پھرتی ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام ان صاحبزادیوں کا ان جانوروں کے پانی پلانے کیلئے نکلنے کو استعجاب اور حیرانی کی نظر سے دیکھتے ہیں تو آج کل کی عورت کا بازاروں میں گھومنے کیلئے موجودہ بناوٹی حسن کا مرقع بن کر نکلنا کب نگاہ نبوت میں مستحسن ہو سکتا ہے؟

حیاء

جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بکریوں کو پانی پلادیا تو وہ واپس ہوئیں اور ان کے والد شعیب علیہ السلام نے ان میں سے بڑی صاحبزادی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کیلئے بھیجا قرآن مجید فرماتا ہے کہ فجاء ته احدا هما تمشی علی استحیاء تو ان دونوں میں سے ایک اسکے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لیست بسلفع من النساء خراجة ولا جة ولكن جاءت مستترة وضعت كم درعها علىٰ وجهها استحياء یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں ان عورتوں میں نہ تھیں جو کہ غیر مردوں کے سامنے بے باکانہ بے حجاب آتی جاتی ہیں بلکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس باپردہ اور پیراہن کی آستین کے ساتھ اپنے چہرے کو ڈھانپ کر آئی۔ نبوت کی مقدس گود میں پلنے والی صاحبزادی ایک ہونے والے نبی علیہ السلام کے پاس بامر مجبوری آتی ہے تو چہرہ ڈھانپ کر اور باپردہ اور آج کل ہمارے پرفتن دَور کی بالکل ماڈرن لڑکیاں گرل گائیڈ و دیگر حیا باختہ فیشنوں میں سر بازار گزرتی ہیں تو بالکل بے پردہ ہو کر بلکہ نیم عریاں غور فرمائے ہم قرآنی فرامین سے کتنے دور ہو چکے ہیں۔ کیا ایسی قوم جس کی بہو بیٹیوں کی یہ حالت ہے اس قابل ہوسکتی ہے کہ تاریخ اسلام میں سرفروشانِ اسلام کی صف میں اس کے سپوت کوئی مقام حاصل کرسکیں جبکہ ان کو پالنے والی مائیں حیاء و غیرت کی لغت سے ہی نابلد ہوں۔ الا ماشاء اللہ

پھر شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے باپ سے عرض کی، یا بت استاجره ان خير من استاجرت القوى الامين

ترجمہ: اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو۔ بیشک بہتر نوکر وہ ہے جو طاقتور امانت دار ہو۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے بیٹی سے فرمایا کہ تجھے اس پاکیزہ نوجوان کی قوت اور امانت کا کیسے علم ہوا تو اس نے جواب میں عرض کی کہ قوت کا اندازہ اس سے ہوا کہ انہوں نے ایسا وزنی پتھر اکیلے اٹھا لیا جسے دس آدمی اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں اور امانت اس وجہ معلوم ہوئی کہ میں ان کے آگے چل رہی تھی اور چونکہ ہوا چلنے سے کپڑا اٹھتا تھا تو انہوں نے کہا تو میرے پیچھے چل اور میں آگے چلتا ہوں تاکہ اگر ہوا چلنے سے کپڑا اٹھے تو آپ کے جسم کا کوئی حصہ مجھے نظر نہ آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس معاملے میں اتنے پرحذر ہیں اور آج جب صنف نازک کی نیم عریاں تصاویر کو بازاروں دکانوں وغیرہ میں تعیشِ نگاہِ غلط کیلئے آویزاں نہیں کرلیا جاتا ہمارے موجودہ دور کے انسان کا کاروبار نہیں چمکتا۔

حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اسلام کے درخت کی جن بلند مرتبہ لوگوں نے اپنے خون سے آبیاری کی اور اس کے پھلوں، پھولوں کو بہار تازہ دی ان میں ایک خاتون تھیں۔ بالکل اسی طرح سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی بھی ایک خاتون تھیں۔ جس طرح سب سے پہلی مسلمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔ اسی طرح اسلام کی سب سے پہلی شہیدہ حضرت سمیہ ہیں۔ جنہوں نے یہ بلند مقام حاصل کر کے انسانی دنیا پر ثابت کردیا کہ عورت کا درجہ اسلام کے درخت کی آبیاری میں مردوں سے کم نہیں۔

حضرت سمیہ کے والد کا نام خباط تھا وہ مشہور صحابی رسول حضرت عمار کی اہلیہ مشہور صحابی حضرت یاسر کی والدہ تھیں اور مکہ میں ایک کنیز کی حیثیت سے زندگی بسر کرتی تھیں۔ یہ ان کے بڑھاپے کا زمانہ تھا کہ مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی۔ حضرت سمیہ، حضرت یاسر، حضرت عمار تینوں نے اس دعوت کو لبیک کہا اور اسلام کے سایہ عاطفت میں آ گئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ان تینوں کے کچھ دن تو اطمینان سے گزرے اس کے بعد کفار کے ظلم و ستم کا دَور شروع ہو گیا۔ جو درجہ بدرجہ بڑھتا گیا۔ چنانچہ جو شخص مسلمان پر قابو پاتا، اسے طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتا۔ حضرت سمیہ کو بھی اسی خاندان نے دوبارہ شرک پر مجبور کیا جس خاندان کی وہ کنیز تھیں لیکن وہ اپنے عقیدے پر نہایت سختی سے قائم رہیں جن کا صلہ ان کو یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکے کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا رکھتے تھے لیکن ان کا عزم و استقلال ایسا نہ تھا کہ اس سے ہل جائیں۔ ان کی محبت اسلام کے چھینٹوں کے سامنے یہ آتش کدہ ہمیشہ ٹھنڈا پڑ جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادھر سے گزرے تو یہ حالت دیکھ کر فرماتے کہ اے آل یاسر صبر کرو اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔

حضرت سمیہ کو دن بھر اس مصیبت میں رہ کر شام کو نجات ملتی تھی۔ ایک مرتبہ شام کو گھر تشریف لائیں تو ابوجہل نے ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا لیکن دوسری طرف ایک خاموشی تھی جس نے ابوجہل کے غصہ کو بہت تیز کر دیا کہ وہ اٹھا اور اٹھ کر ایسی برچھی ماری کہ حضرت سمیہ بحق ہو گئیں۔ اللہ اللہ! یہ تھا ان مسلمان خواتین کا حوصلہ جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور پھر اس میں زندگی کا ایسا لطف انہوں نے پایا تھا کہ موت بھی ان کے سامنے ہیچ تھی۔

حضرت سمیہ شہید ہو گئیں اللہ اور اس کے رسول کے نام پر انہوں نے اپنی جان قربان کر دی فطری طور پر ان کے جلیل القدر فرزند عمار کو اپنی والدہ کی بے کسی پر افسوس ہوا، انہوں نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ اب حد ہو گئی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور دعا فرمائی کہ خداوند! آلِ یاسر کو جہنم سے بچا۔ یہ واقعہ ہجرت نبوی سے پہلے کا ہے اس بنا پر حضرت سمیہ اسلام میں سب سے پہلی شہید ہوئیں۔ ہجرت کے بعد جب مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا اور پہلی ہی باقاعدہ جنگ غزوہ بدر میں دو بچوں کی بہادری سے ابوجہل مارا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کو فرمایا کہ دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا فیصلہ خدا نے کر دیا یہ ہے ایک مسلمان خاتون کا اللہ کے نزدیک مقام اگر دین کی راہ میں اس پر کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ صبر کرتی ہے پھر اگر دین کی راہ میں اسے بے کس و بے سہارا سمجھ کر مار ڈالا جاتا ہے تو اللہ اس کا سہارا بن جاتا ہے اور اس کا بدلہ لیتا ہے۔

حضرت ام سلمہ کی دانشوری

حدیبیہ میں معاہدہ لکھتے وقت کفار قریش نے جو روش اختیار کی تھی وہ بھی سخت ناگوار تھی معاہدہ کے شروع میں رحمٰن اور رحیم کا لفظ بھی لکھنا گوارا نہ کیا محمد رسول اللہ لکھنے کی اجازت نہیں دی اور اِصرار کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا لفظ مٹا کر اس کی جگہ محمد ابن عبداللہ لکھا جائے یہ اور اسی قسم کی باتیں تھیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کے دِل سخت رنج محسوس کر رہے تھے انہیں یہ معاہدہ بڑا توہین آمیز اور ذِلت کا باعث نظر آتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے پیش نظر کچھ اور ہی تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی الٰہی کے مطابق اس معاہدہ میں آئندہ فتوحات کے دروازے کھلتے نظر آتے تھے اس لئے آپ نے یہ معاہدہ کرلیا مگر مسلمانوں کے سامنے جو کچھ ہونے والا تھا وہ نہ تھا اور وہ مستقبل کے واقعات نہیں دیکھ پا رہے تھے اس لئے وہ اس معاہدہ کو پسند نہیں کرتے تھے اور دل ہی دل میں سخت رنجیدہ تھے معاہدہ کے بعد احرام کھولنے کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا اور فرمایا کہ لوگ اپنے بال بنوالیں لیکن بار بار کہنے کے باوجود کوئی شخص اپنی جگہ سے جنبش کرتے نظر نہیں آیا جاں نثار اور فرمانبردار متبعین کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو بہت تکلیف پہنچی جو لوگ اشارہ پر جان دینے کیلئے تیار ہو جاتے تھے وہ آج صریح احکام کے باوجود بال بنوانے کیلئے بھی تیار نہیں ہوتے تھے یہ کیفیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت غمگین کر رہی تھی غم اور تکلیف کی حالت میں آپ خیمہ میں تشریف لے گئے حضرت ام سلمہ نے یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا کہ حزن وملال کا کیا سبب ہے؟ آپ نے ساری صورتحال بیان کی اور فرمایا کہ لوگوں کی عجیب حالت ہے بار بار تاکید کے باوجود کوئی بال بنوانے کیلئے آمادہ نہیں ہوتا، اس کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔

حضرت ام سلمہ نے عرض کیا کہ حضور بظاہر معاہدہ کی دفعات اور کفار قریش کا طرز عمل بہت تکلیف دہ ہے لوگ اس معاہدے سے بہت ناخوش ہیں وہ اس امید سے آئے تھے کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کی سعادت حاصل کریں گے لیکن یہاں پہنچ کر نہ مکہ میں داخلہ ہوسکا نہ طواف و زیارت کا موقع نصیب ہوا پھر جو معاہدہ ہوا وہ بھی بظاہر مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے دبا ہوا معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں کسی کام سے دلچسپی باقی نہیں رہی اب آپ زبان سے کچھ نہ فرمائیں باہر تشریف لے جائیں اور سب کے سامنے بیٹھ کر بال بنوانے شروع کردیں لوگ آپ کو دیکھ کر خود بخود بال بنوانے لگیں گے اور قربانی اور احرام سے فارغ ہو جائیں گے حضرت ام سلمہ کے کہنے کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمل کیا نتیجہ وہی ہوا جو حضرت ام سلمہ نے بتایا تھا سب مسلمانوں نے اپنے اپنے بال بنوانے شروع کردیئے تھوڑی دیر میں سب کے احرام کھل گئے۔ (الاصابہ لابن حجر)

فائدہ......بی بی کا یہ کارنامہ اسلام میں سنہری الفاظ سے لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

دانشمند خاتون

محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور عابد تھا اس کو اپنی بیوی کے ساتھ بہت محبت تھی۔ اتفاق سے وہ مرگئی اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ وہ اسی غم میں دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا اور سب سے میل ملاپ بند کر دیا۔ بنی اسرائیل میں ایک بہت دانشمند عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا تو اس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں سے کہا کہ میں نے عالم صاحب سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے اور وہ میں زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں اور دروازے پر جم کر بیٹھ گئی آخر اس عالم کو خبر ہوئی اور اس نے عورت کو اندر آنے کی اجازت دے دی آکر کہنے لگی کہ میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ عالم صاحب نے کہا کہ بیان کیجئے۔ کہنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگ کر لئے تھے اور وہ زیور میں مدت تک پہنتی رہی پھر اس پڑوسن نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور واپس بھیجو تو اس کا زیور دے دینا چاہئے؟ عالم صاحب نے کہا کہ ہاں دے دو۔ وہ عورت کہنے لگی کہ وہ زیور تو میرے پاس ایک طویل عرصہ سے ہے تو کیسے دے دوں۔ عالم نے کہا کہ تب تو اور بھی خوشی کے ساتھ دینا چاہئے کیونکہ ایک طویل عرصہ سے اس نے نہیں مانگا یہ اس کا احسان ہے۔ عورت نے کہا کہ خدا تمہارا بھلا کرے پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو۔ خدا تعالیٰ نے ایک چیز تم کو دی تھی اور پھر جب اپنی چیز واپس لے لی اس کی چیز تھی اور اسی نے لے لی۔ تو پھر آپ کو غم نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سن کر عالم کی آنکھیں کھل گئیں اور اس سے اس کو بہت فائدہ پہنچا۔

فائدہ...... دیکھو کیسی عقلمند و زیرک عورت تھی جس نے مرد کو عقل دی اور مرد بھی کیسا عالم تھا۔ ویسے ایسے موقعہ پر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوئی اگر چہ نصیحت کرنے والا دینداری میں اس شخص سے کم ہو۔

قرآن کی عاشقہ انگریز لڑکی

کہتے ہیں کہ ہنری ہشتم شاہ انگلستان کے عہد میں سر ولیم اسکیو ایک نہایت دولت مند پاک طینت اور اپنے مذہب کے پکے شخص تھے ان کی ایک بیٹی تھی این اسکیو۔ این اسکیو بھی اپنے باپ کی طرح بہت شریف الطبع اور نیک تھی۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم خاص طور پر حاصل کی تھی۔ وہ نہایت توجہ سے روزانہ تلاوت کرتی۔ یہی نہیں بلکہ قرآن مجید کے ہر ایک نکتہ کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کرتی اس نے اپنی زندگی کے بیشتر اصول قرآن حکیم کی تعلیم کے مطابق بنا رکھے تھے۔ سر ولیم اسکیو ایک قدامت پسند آدمی تھے انہوں نے این اسکیو کی شادی اس کی صلاح کے بغیر ایک متمول شخص کے ساتھ کر دی۔ سوء اتفاق سے این اسکیو اور اس کے شوہر کے خیالات میں بُعد المشرقین تھا۔ اسکیو جس قدر پاکباز اور صاحب اصول پسند لڑکی تھی اس کا شوہر اسی قدر کمینہ خصلت اور بے اصول شخص واقع ہوا تھا۔ اسکیو کو اگرچہ اپنے شوہر کی جانب سے سخت تکلیف پہنچی تھی۔ لیکن اس شریف لڑکی نے کبھی اپنے باپ سے ذِکر تک کرنا گوارا نہیں کیا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ باپ سے ایسے شخص کی برائیاں بیان کرے جس کو خود اس کے والد نے اس کیلئے منتخب کیا تھا۔ این اسکیو کیلئے شوہر کی ہر قسم کی سختیاں قابل برداشت تھیں صرف ایک بات نہایت تکلیف دہ تھی وہ یہ کہ اس کا شوہر رومن کیتھولک عقائد کے بموجب اس کو تلاوت قرآن مجید سے روکتا تھا۔ اوّل اوّل تو اس کو معمولی بات سمجھ کر ٹالتی رہی اور حسب ضرورت ٹالتی رہی اور حسب دستور تلاوت کرتی رہی مگر جب اس کے خاوند کی تنبیہ ناقابل برداشت ہوگئی تو ایک دن اس نے اپنے شوہر سے صاف کہہ دیا کہ تمہارا ہر حکم میرے سر آنکھوں پر مگر میں اس بات کو منظور نہیں کر سکتی۔ چنانچہ وہ بدستور اپنے کام میں مصروف رہی اُدھر مذہبی ٹھیکیداروں نے اس کے شوہر کو پریشان کرنا شروع کیا ہر جائز و ناجائز طریقہ سے اس پر دباؤ ڈالا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اسکیو کو فوراً گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی۔ اسکیو نے بخندہ پیشانی شوہر کے اس حکم کو سنا اور اپنے دونوں بچوں کو لے کر اپنے باپ کے گھر چلی آئی۔ یہاں آ کر وہ اطمینان کا سانس لینا چاہتی تھی۔ مگر لوگوں نے اسے وہاں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا اور اسکیو ایک شب خفیہ طور پر لندن روانہ ہوگئی۔ لندن پہنچنے پر اسے کسی قدر سکون میسر ہوا مگر چند ہی دن بعد شریروں نے اس کا پتہ لگا لیا اور اس کے پیچھے خفیہ جاسوس لگا دیئے اور ساتھ ہی لندن کے پادری صاحب کو اسکیو کے بدعتی ہونے اور اپنا دیس چھوڑ کر لندن میں پناہ گزیں ہونے کی اطلاع دے دی گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد این اسکیو کو پادری کے حضور طلب کیا گیا تاکہ وہ اپنے خیالات کے متعلق جواب دہی کرے۔ پادری نے اسکیو سے متعدد ایسے سوالات کیے جن کا جواب کمسن لڑکی کیلئے مشکل ہی نہیں قطعی ناممکن تھا لیکن وہاں تو کوئی دوسری طاقت کام کر رہی تھی پادری کے ہر سوال کا اسکیو نے اس قدر معقول جواب دیا کہ نہ صرف پادری بلکہ تمام اہل مجلس دنگ رہ گئے۔ آخر کار جب پادری سوالات کرتے کرتے تھک گیا نہیں بلکہ اسکیو کے جوابات سے لاجواب ہوگیا تو اسکیو کو شہر کے حاکم کے پاس بھیج دیا گیا۔ حاکم کے حکم سے زیر حراست رکھا گیا اس کی سخت نگرانی کی گئی اور بشپ کے حکم سے ایک پادری این اسکیو کے پاس بھیجا گیا تاکہ وہ اس کے خیالات میں تبدیلی پیدا کر سکے مگر پتھر میں جونک کب لگ سکتی ہے پادری صاحب اسکیو کو

اس کے عقائد سے ایک انچ نہ ہٹا سکے۔ جب کوئی شخص کسی طریقہ سے اسکیو کو گمراہ کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا تو اس معاملہ کو لندن کے بشپ بونر نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ سنتے ہیں بشپ بونر نہایت عقلمند سنجیدہ اور عالم فاضل شخص تھا۔ بونر نے اسکیو سے ملاقات کی اور دَورانِ ملاقات اس سے بہت سے سوال کئے لیکن ہر سوال کا ایسا مثبت جواب پایا کہ بونر اپنی ناکامی پر جھلا اٹھا اور غصہ میں بھرا ہوا وہاں سے واپس چلا آیا۔ تھوڑے دن بعد اسکیو کو رہا کر دیا گیا۔

ایک سال گزر گیا کوئی خاص واقعہ ظہور میں نہ آیا۔ حسن اتفاق سے ملکہ کیتھرائن اور این اسکیو میں بڑی محبت ہوگئی۔ ہر وقت اسکیو ملکہ کے ساتھ رہنے لگی یہ دیکھ کر حاکمانِ شرع کو خطرہ محسوس ہوا کہیں ملکہ کیتھرائن کا ایمان بھی متزلزل نہ ہو جائے۔ انہوں نے اسکیو کو پھر سے گرفتار کر کے شاہی مجلس کے روبرو پیش کیا۔ اس سے پہلے کی طرح بہت سے سوالات کئے گئے۔ لیکن ہر سوال کا معقول جواب پایا اور اس مرتبہ بھی اسکیو کو سزا دینے کا موقع ہاتھ نہ لگا۔ بالآخر اس سے خاوند کی علیحدگی کا سبب دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ بادشاہ سلامت چاہتے ہیں کہ تم خود ہی صاف صاف اپنے خاوند سے علیحدگی کی وجہ بتاؤ۔ اسکیو نے برجستہ جواب دیا کہ اگر یہ خواہش بادشاہ کی ہے تو وہ خود مجھ سے تنہائی میں دریافت فرما سکتے ہیں۔ دو دِن تک بادشاہ کے سامنے اسکیو کا بیان ہوتا رہا مگر معاملہ جہاں تھا وہیں رہا۔ اسکیو سے دریافت کیا گیا یہ عقائد تم نے کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ اسکیو نے کہا کہ قرآن مجید سے۔ اتنا سننا تھا کہ بشپ غصہ سے تھرا اٹھا اور بولا کہ تم کو زِندہ جلا دیا جائے گا اور اس کے بعد اسے پھر سے جیل خانہ بھیج دیا گیا۔ اسے ملکی مجرم ٹھہرایا گیا اور اس کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔ حاکم نے حکم دیا کہ اسے زندہ جلا دیا جائے، اس حکم کو این اسکیو نے نہایت دلیری سے ہنستے ہوئے سنا۔ اسکیو کے مخالفین کو کامل یقین تھا کہ اسکیو اس حکم سے خائف ہوکر اپنے خیالات سے باز رہنے کا وعدہ کرے گی لیکن ان کو اس کی یہ جرأت ایمانی دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ اسکیو کو سب سے محفوظ اور مضبوط قید خانہ میں بند کر دیا گیا۔ ایک مرتبہ پھر اس کے پاس مذہبی ٹھیکیداروں کا ایک وفد پہنچا اور ہر طرح سے بہکایا مگر بے سود حاکم نے داروغۂ جیل کو حکم دیا کہ اس کو شکنجہ میں کھینچ کر سخت ترین اذیت پہنچائی جائے۔ داروغۂ جیل کو اسکیو کی حالت پر ترس آیا۔ اوّل تو وہ اس حکم کو ٹالتا رہا آخرت کار اس نے یہ کہہ کر حکم ماننے سے انکار کر دیا کہ لڑکی بہت کمزور ہے۔ جب حاکمانِ شرع نے دیکھا کہ داروغہ حکم ماننے سے انکار کرتا ہے تو ان میں سے دو شخص خود ہی شکنجہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور شکنجہ کو اپنی پوری قوت سے دبا دیا جس کی وجہ سے اسکیو کے بدن کا ہر عضو ہل گیا اس قدر تکلیف کے بعد پھر ان پادریوں نے اسکیو سے اپنے خیالات درست کرنے کو کہا مگر اسکیو کے صاف صاف جواب سے اپنا منہ لے کے رہ گئے۔

درس عبرت...... ایک انگریز لڑکی کو قرآن مجید سے اتنا عشق ہے کہ جان کی پرواہ نہیں لیکن افسوس ہے مسلمان لڑکیوں پر کہ انہیں قرآن مجید سے محبت کے بجائے نفرت ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اُمِّ یحییٰ اور قرآن مجید

یہ خاتون کون تھیں ان کا کیا نام تھا اور کس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کسی نے ان کی کنیت ام یحیٰ بیان کی ہے اور کسی نے ان کا نام رابعہ بصری لکھا ہے لیکن یہ سب قیاسی باتیں ہیں ان کا اصلی نام اور حسب نسب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا اثنائے سفر میں مجھے ایک بوڑھی خاتون بیٹھی ہوئی ملیں۔ اس نے اُون کا کرتا پہن رکھا تھا اور اُون کی ہی اوڑھنی اوڑھ رکھی تھی۔ میں نے اس کے پاس جا کر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاتون نے جواب دیا کہ سلام قول من ربّ رحیم (یٰسین۔۵۸) میں نے پوچھا، اللہ تم پر رحم کرے، تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

خاتون...... من یضلل اللّٰہ فلا ھادی لہ (الاعراف۔۱۸۶) جسے اللہ گمراہ کردے اس کو راہ بتانے وال کوئی نہیں۔

میں نے خیال کیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے یا اپنے قافلے سے بچھڑ گئی ہے۔ چنانچہ اس سے پوچھا کہ تمہارا اِرادہ کہاں جانے کا ہے؟

خاتون...... سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ (بنی اسرائیل۔۱)

پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

میں سمجھ گیا کہ وہ حج بیت اللہ سے فارغ ہوچکی ہے اور اب بیت المقدس جانا چاہتی ہے۔ اب میں نے پوچھا کہ کب سے یہاں بیٹھی ہو؟

خاتون...... ثلث لیال سویّا (مریم۔۱۰) پوری تین راتیں۔

میں نے کہا کہ تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ یہ وقت تم نے کیونکر گذارا۔

خاتون...... ھو یطعمنی و یسیقین وہی اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے یعنی اللہ میرے رزق کا بندوبست کردیتا ہے۔

میں نے کہا کہ وضو کیسے کرتی ہو؟

خاتون...... فلم تجدوا مآء فتیمموا صعیداً طیبا نہ پاؤ پانی تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔ (مطلب یہ تھا کہ تیمم کرلیتی ہوں۔)

میں نے پوچھا کہ میرے پاس کھانا ہے، کیا کھاؤ گی؟

خاتون...... اتمو الصیام الیٰ اللیل (البقرۃ۔۱۸۷) روزوں کو رات تک پورا کرو۔ (مطلب یہ میں روزہ سے ہوں)

میں نے کہا کہ رمضان المبارک کا مہینہ تو نہیں ہے۔

خاتون...... و من تطوع خیرا فان اللّٰہ شاکر علیم (البقرۃ۔۱۵۸) جو بطور نفل کے نیک کام کرے تو اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ (مطلب یہ کہ میرا نفلی روزہ ہے)

میں نے کہا کہ سفر کی حالت میں تو فرض رمضان کا ورزہ رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

خاتون...... وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون (البقرۃ۔۱۸۴) اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم کو ثواب کا علم ہو۔

میں نے کہا کہ جس طرح میں تم سے باتیں کر رہا ہوں تم اس طرح کیوں مجھ سے باتیں نہیں کرتیں؟

خاتون...... ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید (ق۔۱۸) انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔

میں نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

خاتون......لا تقف ما لیس لك به علم ط ان السمع و البصر والفئوادکل اولئك كان عنه مسئولا (بنی اسرائیل۔۳۶) جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑ جاؤ کان آنکھوں اور دل سب سے باز پرس ہوگی۔(مطلب یہ ہے کہ ایسی باتوں سے کان اور دل کو آلودہ نہ کرو جن کا جواب دینا پڑے)

میں نے کہا معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔

خاتون...... لا تثریب علیکم الیوم یغفر الله لکم (یوسف۔۹۲) آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے۔

میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو اپنی اونٹنی پر بٹھا کر لے چلوں اور جہاں چاہو وہاں پہنچا دوں۔

خاتون...... و ما تفعلو من خیریعلمه الله (نمرہ۔۱۹۷) اور نیکی کا کام جو تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔

یہ سن کر اونٹنی اس کے قریب لے گیا اسے بٹھایا خاتون سے کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ مگر وہ سوار ہونے سے پہلے بولی۔

خاتون...... قل للمومنین یغضوا من ابصارهم مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔(مطلب یہ کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو یا منہ پھیر کر سوار ہو جاؤ تا کہ میں بلا جھجک سوار ہو جاؤں) چنانچہ میں نے اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور اس سے کہا کہ لو اب سوار ہو جاؤ۔

جب وہ خاتون سوار ہونے لگی تو اونٹنی اچانک کھڑی ہو گئی اور اسکی اوڑھنی کجاوے سے اُلجھ کر پھٹ گئی میں نے اس پر اظہار افسوس کیا تو وہ بولی کہ ما اصباکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم یعفو عن کثیر تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور اللہ بہت سی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں یہ میرے اعمال کا نتیجہ ہے۔

میں نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ میں اونٹنی کے پاؤں باندھ دوں تا کہ تم اطمینان سے سوار ہو سکو۔

خاتون...... ففهمنٰها سلیمٰن (الانبیاء۔۷۹) یعنی اونٹنی کے پاؤں ضرور باندھو یہ اسی طرح سے قابو میں رہے گی۔

میں نے اونٹنی کے پاؤں باندھے اور اسے کہا اب سوار ہو جاؤ وہ سوار ہو گئی اور یہ آیت پڑھی سبحان الذی سخر لنا ھٰذا و ما کنا له مقرنین و انا الیٰ ربنا لمنقلبون پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا مطیع کر دیا اور ہم اس کی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور بے شک ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور اس کو ہنکاتے ہوئے چل پڑا میری رفتار بھی تیز تھی اور جوش میں میری آواز بھی بہت بلند ہو گئی اس پر وہ خاتون بولی و اقصد فی مشیك واغضض من صوتك (لقمان۔۱۹) اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز کو پست رکھو۔

اب میں آہستہ چلنے لگا اور ساتھ ہی حدی خوانی کرنے لگا اس پر وہ خاتون بولی فا قرء ما تیسر من القرآن (المزمل۔۲۰) پڑھو جتنی توفیق ہو قرآن سے۔ (مطلب یہ کہ اس حدی خوانی سے بہتر ہے کہ قرآن پاک کا کوئی رکوع پڑھو)۔

میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت سی خوبیاں دی ہیں سب لوگ تم جیسے کس طرح بن جائیں اس پر وہ بولی کہ و ما یذکر الا اولوا الالباب (آل عمران۔۷) یعنی صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

پھر میں نے چلتے چلتے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارا شوہر بھی ہے؟ اس پر اس نے کہا کہ یا ایھا الذین آمنو لا تسئلو عن اشیاء ان تبدلکم تسئوکم (المائدہ۔۱۰۱) اے ایمان والو ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار معلوم ہوں۔

اب میں خاموش ہو گیا اور چلتے چلتے قافلہ کے قریب جا پہنچا۔ میں نے خاتون سے پوچھا کہ کیا قافلے میں آپکا کوئی قرابت دار ہے؟ اس نے کہا کہ المال و البنون زینة الحیاة الدنیا (الکھف۔۴۶) مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔

میں نے سمجھ لیا کہ قافلہ کے ساتھ اسکے بیٹے موجود ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کوئی نشانی ہو تو بتاؤ تا کہ میں انکو تلاش کروں۔ وہ بولی کہ و علامات بالنجم و ھم یھتدون (النحل۔۱۶) علامتیں ہیں اور ستارے ہی سے وہ راستہ پاتے ہیں۔

میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلہ کے رہبر ہیں۔ چنانچہ میں اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے قافلے میں چکر لگانے لگا اور اس سے کہا کہ اپنے بیٹوں کو ڈھونڈ لے۔ وہ بولی کہ وتخذ اللہ ابراھیم خلیل (النساء۔۱۲۵) وکلم اللہ موسیٰ تکلیما (النساء۔۱۶۵) یا یحییٰ خذ الکتاب بقوة (مریم۔۱۲) یعنی اور بنایا اللہ نے ابراہیم کو دوست اور بات کی موسیٰ سے اچھی طرح اے یحییٰ پکڑ لو کتاب کو مضبوطی سے۔ (مطلب یہ کہ تم ابراہیم موسیٰ اور یحییٰ کے نام لے کر آواز دو)۔ یہ سن کر میں نے زور سے آواز دی یا ابراہیم یا موسیٰ یا یحییٰ فوراً ہی تین خوبصورت نوجوان ایک خیمہ سے باہر نکلے اور بڑی عزت کے ساتھ اپنی والدہ کو اونٹنی سے اتارا۔

جب ہم اطمینان سے بیٹھ گئے تو خاتون نے اپنے بیٹوں سے مخاطب ہوکر یہ آیت پڑھی کہ فابعثوا احدکم بورقکم هذہٖ الی المدینة فلینظر ایها ازکی طعاما فلیاتکم برزق منه (الکہف۔۱۹) اب اپنے میں کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا پاکیزہ ہے سو اس میں سے تمہارے لئے کچھ کھانا لے آئے۔

یہ سنتے ہی ایک نوجوان دوڑا گیا اور قریبی شہر سے کچھ کھانا خرید کر لے آیا، وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو خاتون نے کہا کہ کلوا و شربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیه یعنی خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیو یہ سبب ان اعمال کے ہے جو تم نے پچھلے دنوں میں کئے ہیں۔ (الحاقہ۔۲۴)

مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے نوجوان سے کہا کہ جب تم مجھے اس خاتون کی حقیقت نہ بتلاؤ گے میں اس کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔

نوجوان نے کہا کہ یہ ہماری والدہ ہیں اور انکی پچھلے چالیس سال سے یہی کیفیت ہے اس عرصہ میں انہوں نے کوئی لفظ آیات کلام پاک کے سوا زبان سے نہیں نکالا یہ پابندی انہوں نے اپنے اوپر اس لئے لگائی ہے کہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکل جائے جس کی قیامت کے دن باز پرس ہو۔ میں نے کہا ذالك فضل الله یؤتیه من یشاء ط والله ذو الفضل العظیم (الجمعہ۔۴) یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

درس عبرت...... کیسی خوش بخت عورت تھی وہ خاتون کہ جس کا ہر لمحہ قرآنی مشغلہ تھا۔ لیکن افسوس ہے مسلمان زادیوں پر کہ انہیں قرآن مجید پڑھنا تک نصیب نہیں۔

اہل علم خواتین

حفاظ امام ابن عساکر دمشقی کی شخصیت اہل علم ہی جانتے ہیں ۔ محدثین میں ایک اعلیٰ مقام ہے۔آپ نے اسّی خواتین سے علم حاصل کیا۔ یہ علم حدیث کی استانیاں تھیں۔

امام یزید بن ہارون کی لونڈی

یہ حدیث کے بڑے امام ہیں۔ اخیر عمر میں نگاہ بہت کمزور ہوگئی تھی کتاب نہ دیکھ سکتے تھے ان کی یہ لونڈی ان کی مدد کرتی خود کتابیں دیکھ کر حدیثیں یاد کر کے ان کو بتلا دیا کرتی۔

ابن سماک کوفی کی لونڈی

یہ بزرگ اپنے زمانہ کے بڑے عالم ہیں۔انہوں نے ایک دفعہ اپنی لونڈی سے پوچھا کہ میری تقریر کیسی ہے؟اس نے جواب دیا کہ تقریر تو اچھی ہے مگر اتنا عیب ہے کہ ایک بات کو بار بار کہتے ہو۔انہوں نے کہا کہ میں اسلئے بار بار کہتا ہوں کہ کم سمجھ لوگ بھی سمجھ لیں کہنے لگی کہ جب تک کم لوگ سمجھیں گے،سمجھدار گھبرا جائیں گے۔

فائدہ...... کسی عالم کی تقریر میں اتنی گہری بات سمجھنا عالم ہی سے ہوسکتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لونڈی عالم تھیں۔

امام ابن جوزی کی پھوپھی

یہ بزرگ بڑے عالم ہیں۔ان کی پھوپھی ان کو بچپن میں عالموں کے پڑھنے پڑھانے کی جگہ لے جایا کرتیں۔بچپن ہی سے جو علم کی باتیں کانوں میں پڑتی رہیں ماشاءاللہ دس برس کی عمر میں ایسے ہوگئے کہ عالموں کی طرح وعظ کہنے لگے۔

فائدہ...... دیکھو اپنی اولاد کے واسطے علم دین سکھلانے کا کتنا بڑا خیال تھا۔وہ بڑی بوڑھی ہوں گی خود لے گئیں۔

امام بخاری کی والدہ اور بہن

امام بخاری کے برابر حدیث کا کوئی عالم نہیں ہوا۔ ان کی عمر چودہ برس کی تھی جب انہوں نے علم حاصل کرنے کیلئے سفر کیا تو ان کی والدہ اور بہن خرچ دیا کرتی تھیں۔

فائدہ...... بھلا ماں تو ویسے خرچ دیا کرتی ہے مگر بہن جس کا رشتہ ذمہ داری کا نہیں ہے۔ ان کو کیا غرض تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بیبیوں کے سامنے علم دین کا نام لیا جاتا اور وہ اپنا مال و متاع قربان کرنے کو تیار ہوتیں تھیں۔

حضرت ربیعہ کی والدہ

یہ بھی مشہور عالم ہوئے تھے۔ امام مالک اور حسن بصری جو آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں وہ دونوں ان ہی کے شاگرد ہیں ان کے والد کا نام فروخ ہے۔ بنی امیہ کے بادشاہی کے زمانہ میں وہ فوج میں نوکر تھے۔ بادشاہی حکم سے وہ بہت سی لڑائیوں پر بھیجے گئے۔ اس وقت یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے۔ ان کو ستائیس برس اس سفر میں لگ گئے۔ یہ پیچھے ہی پیدا ہوئے اور پیچھے ہی اتنے بڑے عالم ہوئے۔ چلتے وقت ان کے والد نے اپنی بی بی کو تیس ہزار اشرفیاں دی تھیں۔ اس عالی ہمت بی بی نے سب اشرفیاں ان کے پڑھانے لکھانے میں خرچ کر دیں۔ جب ان کے باپ ستائیس برس بعد لوٹ کر آئے تو بی بی سے اشرفیوں کا پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ سب حفاظت سے رکھی ہیں۔ اس عرصہ میں حضرت ربیعہ مسجد میں جا کر حدیث سنانے میں مشغول ہو گئے۔ فروخ نے جو یہ تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرا بیٹا ایک جہان کا پیشوا ہو رہا ہے مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ جب گھر لوٹ کر آئے بی بی نے پوچھا بتلاؤ تیس ہزار اشرفیاں زیادہ اچھی ہیں یا یہ نعمت۔ وہ بولے کہ اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے۔ جب انہوں نے کہا میں نے وہ اشرفیاں اسی نعمت کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں، انہوں نے نہایت خوش ہو کر کہا کہ خدا کی قسم تو نے اشرفیاں ضائع نہیں کیں۔

فائدہ...... دیکھا کیسی بیبیاں تھیں علم دین کی کیسی قدر جانتی تھیں کہ تیس ہزار اشرفیاں اپنے بیٹے کے علم حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔

قاضی زادہ رومی کی بہن

یہ ایک بڑے مشہور فاضل ہیں جب یہ روم کے استادوں سے علم حاصل کر چکے تو انکو باہر کے عالموں سے علم حاصل کرنے کا شوق ہوا اور چپکے چپکے سفر کا سامان کرنا شروع کیا۔ ان کی بہن کو معلوم ہوا تو اپنا بہت سا زیور اپنے بھائی کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا اور خود ان سے بھی نہیں کہا۔

فائدہ......کیسی اچھی بیبیاں تھیں نام سے کوئی غرض نہ تھی یوں چاہتی تھیں کہ کسی طرح علم قائم رہے۔

انگریز لڑکی جنّت البقیع میں مدفون

یہ تاریخی واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ سلطنت مغلیہ کا خورشید اقبال ڈوب چکا تھا اور سرحد سے لے کر مدراس کے ساحل تک سارا کشور ہند انگریزی اقتدار کے زیر نگیں تھا۔ لکھنو میں ایک انگریز کمشنر بحال کیا گیا چونکہ اس وقت کی دفتری زبان فارسی تھی اس لئے کمشنر کو فارسی زبان سیکھنے کی شدّت سے ضرورت محسوس ہوئی اور اس کیلئے لکھنو کے مشہور فارسی داں ملا سراج الدین کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔ ملاجی روزانہ شام کو چار بجے انگریز کمشنر کو ٹیوشن پڑھانے آتے تھے۔ موصوف عصر اور مغرب کی نماز کمشنر صاحب کی کوٹھی ہی پر ادا کرتے تھے۔

کمشنر کی ایک نوجوان لڑکی تھی۔ ہزاروں لالہ رخوں اور زہرہ جمالوں کی کہانیاں اس کی ایک ایک ادا میں سمٹ آئی تھیں۔ سرشار آنکھوں سے شراب کے پیانے چھلکتے، مہتاب کی طرح درخشاں پیشانی ہر وقت موج نور میں غرق رہتی، چلتی تو فتنہ حشر جگاتی، باتیں کرتی تو پھول جھڑتے، جمال و رعنائی اور حسن و دلکش کا وہ ایک مجسمہ تھی کہ مغربی تہذیب کے گھرانے میں وہ ہر وقت پردے میں رہتی تھی۔ ایک تو ماں باپ کی اکلوتی بیٹی! اس پر مزاج میں نفاست، طبیعت میں لطافت اور ناز و نعمت کی زندگی سارے خاندان کی راج دلاری بن گئی تھی۔ سیرت و خصلت کے اعتبار سے بھی وہ نہایت پاک طینت نیک سرشت اور شریف الطبع لڑکی تھی۔

شرم و حیاء، علم و ہنر، ذہانت دانائی اور متانت و سنجیدگی میں دور دور اس کا کہیں جواب نہ تھا۔ سارا قبیلہ اس کے حسن اخلاق سے مسخر تھا۔ غیرت فطری کا ہی نتیجہ تھا کہ والدین کے اصرار کے باوجود بھی وہ گرجا گھر نہیں جاتی تھی۔

سن شعور میں قدم رکھتے ہی اس نے باہر کی درسگاہ سے اپنا سلسلہ تعلیم منقطع کر لیا تھا اور اب گھر پر ہی شریف معلمات کے ذریعہ اس کی تعلیم کا بندوبست کر دیا گیا تھا۔ علوم وفنون کی مختلف شاخوں میں مہارت رکھنے والی معلمات اپنے وقت پر آتی تھیں اور سبق دے کر چلی جاتی تھیں۔ تدریس کا یہ سلسلہ صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک جاری رہتا تھا۔

ملاجی کو آئے ہوئے کئی مہینے گزر چکے تھے۔ کمشنر صاحب فارسی کی ابتدائی کتابیں ختم کر چکے تھے اور اب حضرت شیخ سعدی کی گلستان چل رہی تھی۔ کہتے ہیں کہ ملاجی بہت خوش الحان قاری بھی تھے۔ جب نمازِ مغرب میں وہ جہر سے قرآن مجید پڑھتے تو کمشنر صاحب کی پوری کوٹھی عالم قدس کے نغموں سے گونج اٹھتی تھی۔

ایک دن کمشنر صاحب کی صاحبزادی ٹھیک مغرب کے وقت اس کمرے کے قریب سے گزری جہاں ملاجی نماز پڑھ رہے تھے قرآن کی آواز سن کر اس کے قدم اچانک رُک گئے چند ہی لمحوں کے بعد دروازے کے قریب آ کر کھڑی ہوگئی قرآن کے سحر جلال سے دل کے گھائل ہونے میں ذرا بھی دیر نہ لگی آنِ واحد میں ایک طبیب وطاہر روح تجلیات قرآنی کی بارش میں شرابور ہوگئی۔

زندگی میں پہلی بار اس نغمہ حیات سے اس کے کان آشنا ہوئے تھے۔ ایک نا معلوم کیف سے وہ بے خود ہوگئی، عالم اشتیاق میں پھر وہ آگے بڑھی اور پردے کی اوٹ سے ملاجی کو ایک نظر دیکھا۔ نماز کی ہئیت عبادت دیکھ کر وہ حیرت میں ڈوب گئی ہاتھ باندھ کر ساکت و مودب کھڑا رہنا پھر سرنگوں ہو جانا اور اس کے بعد ماتھا ٹیکنا عجز و نیاز کی یہ ادائیں اس کی آنکھوں کیلئے اچھنبے سے کم نہیں تھیں اب سے پہلے اس کی آنکھوں نے یہ روح پرور مناظر کبھی نہیں دیکھے تھے جب تک ملاجی نماز پڑھتے رہے وہ تصویر حیرت بنی دیکھتی رہی نماز ختم ہو جانے کے بعد جب وہ واپس لوٹی تو جذبات کے سمندر میں ایک تلاطم سا تھا۔

دل از خود اندر سے کسی نا معلوم سمت کی طرف کھنچا جا رہا تھا آج ساری رات اپنے بستر پر کروٹیں بدلتی رہی۔ آیاتِ قرآنی کا کیف اور نماز کی روحانی کشش ایک لمحے کیلئے بھی اس کے ذہن سے اوجھل نہیں ہو رہی تھی۔ وہ ساری رات یہ سوچتی رہی کہ شیریں نغموں کی سحر طرازی مسلّم۔ لیکن قرآنی نغمے کا یہ اثر جس نے دل کے کشور کو تہ و بالا کر دیا ہے اسے صرف خوش الحان آواز کا نتیجہ نہیں قرار دیا جا سکتا یقیناً اس کے پیچھے کوئی ایسے حقیقت بول رہی ہے جس کا رشتہ روح انسانی کے ساتھ منسلک ہے پھر اگر نماز نشست و برخاست کا ہی نام ہے تو پھر میرے دل کو کیا ہو گیا ہے؟ قیام و قعود کے سوا انسانوں کی زندگی میں اور کیا ہے پھر دنیا میں کتنے دل ہیں جو کسی کی نشست و برخاست پر عاشق ہوتے ہیں اگر واقعتاً نماز کی یہی حقیقت ہے تو دل دیوانہ کی لغزش میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

پھر سوچتی ہے کہ اتنی آسانی سے دل کی تقصیر کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہو نہ ہو یہ نماز بھی اسی عالم کی چیز ہے جہاں انسانی روحوں کا امتزاج ڈھلتا ہے اور جہاں سے معنوی حیات کے چشموں کا دھارا پھوٹتا ہے۔

حسب معمول دوسرے دن عصر کے وقت ملاجی ٹیوشن پڑھانے کیلئے تشریف لائے۔ جوں ہی ان کے قدموں کی آہٹ ملی۔ فرطِ شوق سے صاحبزادی کا دِل اُچھلنے لگا، بڑی مشکل سے سورج ڈوبا اور ملاجی مغرب کی نماز کیلئے کھڑے ہوئے۔

شہزادی قبل از وقت ہی پس پردہ کان لگائے کھڑی تھی۔ قرآن کی آواز کان میں پڑتے ہی دل کا حال بدلنے لگا روح نغمہ جاوید کے کیف میں ڈوب گئی آج دل ہی متاثر نہیں تھا بلکہ آنکھیں بھی اشکبار تھیں کئی بار رومال سے بہتے ہوئے آنسو خشک کئے لیکن چشمۂ سیال کی طرح اس وقت تک سیلاب امنڈتا رہا جب تک ملاجی نے نماز ختم نہیں کر لی۔

اسی عالم کرب میں کئی مہینے گزر گئے دل کے شور محشر سے کوئی بھی واقف نہ تھا ہر روز مغرب کی نماز کے وقت پردۂ در سے کان لگا ہوا جذبات کے تلاطم کا جو طوفان امنڈتا تھا خود ملاجی کو بھی اس کی خبر نہیں تھی۔ اب کئی مہینے کے عرصے میں مسیحی گھرانے کی دوشیزہ نا معلوم طور پر اسلام سے بہت قریب ہو گئی تھی۔ نماز اور قرآن کے عشق نے اب اسے اس راستے پر لا کر کھڑا کر دیا تھا جو کسی بھی وارفتہ حال مسافر کو ذرا سی دیر میں مدینے تک پہنچا دیتا ہے دوسرے لفظوں میں دل اس رسول کی غائبانہ عقیدت سے سرشار ہوتا جا رہا تھا جس نے دنیا کو قرآن اور نماز جیسی نعمت لازوال سے بہرہ اندوز کیا۔

اکثر رات کی تنہائی میں سوچا کرتی تھی کہ جس رسول کے لائے ہوئے پیغام میں یہ کشش ہے خود اس رسول میں کتنی کشش ہوگی بلاوجہ عرب کے صحرا نشین اس پر شیفتہ نہیں تھے اسکی زیبائی کا یہی جلوہ کیا کم ہے کہ آج اسکے نادیدہ شوق عشاق سے ساری دنیا بھر گئی یقیناً محمد عربی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عظمت و راستی کی ایک سراپا حقیقت کا دوسرا نام ہے۔

ناز کی پلی ہوئی لاڈلی بیٹی روزانہ صبح کو نئے کپڑے زیب تن کر کے باپ کو آداب کیا کرتی تھی باپ کے دل کی شادابی اور روح کی آسودگی کا یہ سب سے بڑا ذریعہ تھا آج وہ بڑی سج دھج سے آداب کرنے آئی تھی آداب سے فارغ ہو کر مچلتے ہوئے ناز میں کہا: فادر ایک درخواست پیش کروں؟ قبول فرمایئے گا۔ بیٹی کے ان الفاظ پر باپ کی روح جھوم اٹھی، شفقت پدری کا جذبہ پھوٹ پڑا، فرط محبت میں بے قابو ہو کر جواب دیا: میری لختِ جگر! ساری زندگی یہ آرزو رہ گئی کہ دوسرے بچوں کی طرح تم بھی کچھ فرمائش کرو اور میں اسے پوری کر کے تمہاری مسرتوں کا تماشہ دیکھوں لیکن نہ جانے تمہاری افتادِ طبع کیسی واقع ہوئی ہے کہ آرزو تشنہ ہی رہی اب جب کہ زندگی میں پہلی بار اپنے ارمان کے اِظہار کیلئے تمہاری زبان کھلی ہے تو کیا اب بھی یہ پوچھنے کی ضرورت ہے کہ میں اسے قبول کروں گا یا نہیں؟ تمہارے علاوہ کون میری زندگی کی امیدوں کا مرکز ہے جس کیلئے کوئی بات اٹھا رکھوں گا۔

بیٹی نے نگاہیں نیچی کیئے، رُکتے جھجکتے ہوئے بڑی مشکل سے اتنے الفاظ ادا کیئے: مجھے اجازت دیجئے کہ ملاجی سے میں فارسی کی تعلیم حاصل کروں۔ باپ نے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور بیٹی کو تھپکاتے ہوئے کہا: اتنی ذرا سی بات کیلئے تم نے اتنی زبردست تمہید باندھی، میرا تو گمان تھا کہ تم کوئی بہت اہم فرمائش کرنے والی ہو، تمہیں اجازت ہی نہیں بلکہ تحسین و آفرین بھی ہے کہ تمہارے اندر حصول علم کا شوق جاگ اٹھا ہے۔

دوسرے دن سے ملاجی بعد نماز مغرب صاحبزادی کو بھی فارسی کی تعلیم دینے لگے۔ محنت و ذہانت نے تھوڑے ہی عرصے میں فارسی زبان سے اچھی طرح روشناس کر دیا۔ دَورانِ تعلیم ہی ایک دن صاحبزادی نے ملاجی سے کہا: اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو پیغمبر اسلام کی سیرت پر مسلمان مصنفین کی چند کتابیں میرے لئے فراہم کر دیجئے۔ ملاجی کو اس عجیب و غریب فرمائش پر حیرت تو ضرور ہوئی لیکن وہ کچھ کہہ نہیں سکے۔ دوسرے دن چند مستند اور مفید کتابیں لا کر حوالے کر گئے۔

نماز و قرآن والے پیغمبر کی زندگی سے واقف ہونے کا موقع حاصل کر کے صاحبزادی کی مسرتوں کی انتہاء نہیں تھی۔ جذبہ شوق کے عالم میں کتاب کا پہلا ورق کھولا اور کائنات کی سب سے معظم ترین ہستی کی زِندگی کا مطالعہ شروع کیا۔ ورق ورق پر فضل و رحمت، جلال و جمال، عظمت و زیبائی، طہارت و تقدس، صبر و تحمل، جود و کرم، زہد و عبادت، فقر و ایثار، علم و حکمت، اعجاز و توانائی، قدرت و اختیار، قربِ الٰہی کی جلوہ آرائی اور آسمان شوکت و اقتدار کے مناظر دیکھ کر دل کی دنیا جگمگا اٹھی فرطِ شوق میں پلکوں پر موتی کے قطرے جھلملانے لگے لالہ پنکھڑی جیسے ہونٹ حرکت میں آئے اور ایک ننھی سی آواز فضا میں گونجی۔

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خداوند! تو گواہ رہنا کہ مسیحی مذہب سے نکل کر تجھ پر اور تیرے آخری رسول پر ایمان لاتی ہوں۔ اے قادر و توانا معبود! تیرے محبوب کا واسطہ میری آنے والی زندگی کو کفر کی یلغار سے محفوظ رکھنا۔

دل میں عشق محمدی کا چراغ جل چکا تھا اب ایمان بالغیب کی ایک نئی دنیا نظر کے سامنے تھی حیات سرورکونین کی تریسٹھ سالہ تاریخ ذہن میں گھوم رہی تھی سرکار کا جسم ان کا نورانی پیکر دلربا چہرہ سرگیں آنکھیں عطر برساتی ہوئی عنبریں زلفیں موجہ نور میں لہراتا ہوا عارض تاباں جمال سراپا کا ایک ایک نقش ونگار تصورات کی دنیا پر چھایا ہوا تھا۔ پچھلے پہر جونہی آنکھ کھلی قسمت بیدار نے آواز دی رحمت ونور اور محبت و دل کشی کی جو دنیا تصور میں گھوم رہی تھی اب وہ نظر کے سامنے تھی کوٹھی کے قریب ہی ایک مسجد تھی۔

جیسے ہی مؤذن نے اشهد ان لا اله الا الله اور اشهد ان محمّد رسول الله کا کلمہ فضاء میں نشر کیا، آنکھ کھل گئی۔

کلمہ اسلام سن کر دل بیتاب ہوگیا ایمان کی امنگیں جاگ اٹھیں آج چہرہ بشاشت سے کھلا جا رہا تھا۔ کونین کی ارجمندی بال بال سے پھوٹ رہی تھی ایک لالہ رخ حسینہ کا اپنا ہی جمال کیا کم تھا وہ چشمہ نور میں غوطہ لگا کر آ گئی تھی۔ اب تو گل کدہ فردوس کی حور معلوم ہو رہی تھی فرط تابندگی سے چہرہ پر نظر جمانا مشکل تھا۔

حسن ودلکشی کی یہ نمایاں تجلی دیکھ کر ماں باپ کو بھی حیرت ضرور تھی لیکن وہ اسے حضرت مریم کے عقیدت کا فیضان سمجھ رہے تھے۔

اس دن کافی انتظار کی زحمت اٹھانے کے بعد ملاجی تشریف لائے۔ نمازِ مغرب سے فراغت کے بعد صاحبزادی پڑھنے کیلئے حاضر ہوئی جوں ہی چہرے پر نظر پڑی، ملاجی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

صاحبزادی نے کہا: حیرت نہ کیجئے مجھے کلمہ پڑھا کر میرے اسلام پر گواہ بن جایئے اور دیکھئے میں نے اپنا نام فاطمہ رکھ لیا ہے آئندہ مجھے اسی نام سے یاد کیجئے گا۔ ملاجی بہت کمزور دل آدمی تھی بڑھاپے میں کمشنر صاحب کو پڑھانے کا جو موقع مل گیا تھا اسے بہت غنیمت سمجھتے تھے پھر صاحبزادی کے حالات سے بھی بے خبر تھے لرزتے ہوئے صاحبزادی کو جواب دیا، دل کا مسلمان ہوجانا خدا کے تئیں نجات کیلئے کافی ہے صاحبزادی! آپ نہ بھی اپنے اسلام کا آپ اعلان کریں جب بھی فلاح واخروی کا استحقاق کہیں نہ جائے گا مجھے اندیشہ ہے کہ میں آپ کو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کرلوں اوراس کی اطلاع کمشنر صاحب کو ہوگئی تو ہم پر بھی وبال آئے گا اور آپ کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ صاحبزادی ملاجی کی کمزوریوں سے واقف تھی، یہ جواب سن کر خاموش ہوگئی۔

فارسی کی تعلیم ختم ہونے کے بعد فاطمہ نے قرآن مجید کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ ملاجی کی آمد و رفت کا سلسلہ وہ منقطع نہیں کرنا چاہتی تھی اسے توقع تھی کہ مستقبل کی کوئی ضرورت بھی ان سے متعلق ہوسکتی ہے۔ فاطمہ گھر والوں کی نظر سے چھپ چھپ کر نماز پڑھنے لگی تھی صبح کے وقت قرآن پاک کی تلاوت بھی کیا کرتی تھی۔ چونکہ اس کے کمرے میں ابتداء ہی سے کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی اس لئے اس کی زندگی کا اکثر حصہ صیغۂ راز میں تھا۔ دل کے خاموش انقلاب کی گو والدین کو خبر نہیں تھی۔ لیکن باطن کی تطہیر اور روحانی تقدیس کا اثر نا معلوم طور پر اس کے گردو پیش میں نمایاں تھا۔ خاندان کے دلوں میں صرف اس کی محبت و شفقت ہی کا نہیں توقیر و احترام کا جذبہ بھی پیدا ہوگیا تھا۔ اس کی شخصیت کا اثر بغیر کسی ظاہری سبب کے لوگوں کے تحت الشعور پر چھاتا جا رہا تھا۔ وہ رات کی تنہائی میں اپنی خواب گاہ کے اندر کیا کرتی تھی اس کی خبر کسی کو نہیں تھی۔ لیکن ملاجی کے ذریعے اتنا معلوم ہوسکا تھا کہ وہ اپنی زندگی کو سرورِ کونین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کا بہت زیادہ اہتمام کرتی تھی۔

سب کے سو جانے کے بعد وہ اپنا کمرہ اندر سے بند کر کے عشاء کی نماز پڑھتی۔ اس کے بعد سو جاتی پھر تہجد کیلئے اٹھتی اور تا دم سیر گریہ و مناجات تسبیح و تہلیل اور دُرود و سلام میں مشغول رہتی۔ اس کے بعد اس کے دل کا آئینہ اتنا شفاف ہوگیا تھا کہ عالمِ غیب کے انوار کا وہ کھلی آنکھوں سے تماشا دیکھا کرتی تھی۔ اب آہستہ آہستہ اس کی زندگی کا رشتہ دوسرے مشاغل سے ٹوٹتا جا رہا تھا گھنٹوں وہ کھوئی کھوئی سی رہنے لگی اسکی روح لطافت اتنی بڑھ گئی کہ کئی کئی دن بغیر کسی ضعف و نقاہت کے وہ روزے میں گزار دیتی۔

ایک دن ملاجی شام کے وقت پڑھانے آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ صاحبزادی آج کچھ علیل ہیں۔ اس لئے وہ نہیں پڑھیں گی۔ جونہی واپس جانا چاہتے تھے کہ آیا نے اطلاع دی، صاحبزادی اپنے حجرہ خاص میں آپ کو بلا رہی ہیں۔ ملاجی ہمت کر کے کمرے کے اندر داخل ہوئے۔ دیکھا تو فاطمہ بستر پر دراز تھی قدم کی آہٹ پا کر اٹھ کر بیٹھ گئی اور نہایت ہی سرگوشی کیساتھ ملاجی سے کہا، آپ کے احسانات سے میری گردن ہمیشہ بوجھل رہے گی کہ آپ کی وجہ سے مجھے ایمان نصیب ہوا اور حبیبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دولت عشق سے میری زندگی کیف و سرور کے ایک نئے عالم میں داخل ہوئی۔ اب میں روحانی کرب کی اس منزل میں ہوں جہاں ایک لمحے کیلئے بھی میرے سرکار آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتے۔ آثار و قرائن شہادت دے رہے ہیں کہ اب میں حیات کے آخری لمحے سے گزر رہی ہوں عالم قدوس کا پیام جلد ہی آنے والا ہے۔ میں بھی اس کی منتظر آنکھوں سے راہ دیکھ رہی ہوں رختِ سفر باندھ کر میں نے اپنی تیاری مکمل کر لی ہے۔ اپنے انجام کی فیروز بختی پر دل اتنا مطمئن ہے کہ مسکراتے ہوئے پیک اجل کا خیر مقدم کروں گی صرف ایک آرزو ہے جس کیلئے میں نے آپ کو اس وقت زحمت دی ہے بعد مرگ میری وصیت پوری کرنے کا اگر آپ یقین دلائیں تو عرض کروں۔ اتنا کہتے کہتے اس کی چمکتی ہوئی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

ملاجی بھی اپنے تئیں سنبھال نہ سکے اور وہ بھی اشکبار ہوگئے۔ بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا، خدا آپ کی زندگی کا اقبال بڑھائے آپ کی عمر کی برکتوں کو دراز کرے نصیب دشمنان مرگ ناگہاں کی خبر سننے کیلئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ لیکن علم الٰہی میں اگر یہی مقدر ہو چکا ہے تو کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔ آپ اپنی آرزو کا برملا اظہار فرمائیے، میں اس کی تکمیل کا آپ کو یقین دلاتا ہوں۔

صاحبزادی نے رازدارانہ لب ولہجے میں کہا، آپ جانتے ہیں کہ میرے قبول اسلام کی خبر میرے گھر والوں کے علم میں ہیں ہے وتاہنوز مجھے اپنے آبائی مذہب کا پیرو سمجھ رہے ہیں گو میں نے آج تک گرجا میں قدم نہیں رکھا۔ لیکن وہ اسے میری غیرت حیاء پر محمول کرتے ہیں۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ وہ بعد مرگ میری تجہیز و تکفین مسیح مذہب کے مطابق کریں گے اور مسیحی قبرستان میں میرا مدفن بنائیں گے۔

میں ہیں چاہتی کہ اپنا اسلام ظاہر کر کے میں آپ کو اور یہاں کے دوسرے مسلمانوں کو آفات کا نشانہ بناؤں۔ اس لئے میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ بعد مرگ جب وہ مجھے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کر دیں تو رات کے کسی حصے میں میرا تابوت نکال کر اسلامی طریقے کے مطابق مجھے کسی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیں تا کہ اہل ایمان کے جوار میں میری روح کو دائمی سکون حاصل ہو۔

ملاجی نے برستی ہوئی آنکھوں سے وصیت کی تکمیل کا یقین دلایا۔ فاطمہ نے آخری سلام کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن فاتح محشر کے لواء الحمد جھنڈے کے نیچے ہماری اور آپ کی ملاقات ہوگی۔ یہ کہتے ہوئے ملاجی کو رخصت کیا۔

صبح کے وقت سارے شہر میں کہرام مچا ہوا تھا کہ کمشنر صاحب کی لاڈلی بیٹی اس دنیا سے رُخصت ہوگئی ہے۔ بیٹی کی وفات کی خبر بجلی کی طرح ہر طرف پھیل گئی تھی۔ اقارب واحباب وغمگساروں کے ہجوم سے کوٹھی میں تل رکھنے کی جگہ باقی نہیں تھی۔ اس اچانک حادثہ سے سارے خاندان پر غم کے بادل چھا گئے تھے ماں باپ کی حالت قابل رحم تھی شدت الم سے وہ پاگل ہوگئے تھے اکلوتی بیٹی کی مرگ ناگہاں ان کیلئے قیامت سے کم نہیں تھی ماتم وفغاں کے شور میں دوپہر کے وقت جنازہ اٹھا، عیسائی مذہب کی رسوم کے مطابق لاش ایک تابوت میں بند کر دی گئی تھی۔ جنازے کے ساتھ ساتھ ملاجی بدیدہ پرنم چل رہے تھے عیسائی قبرستان پہنچ کر تابوت کو ایک پختہ قبر میں اتارا گیا اور اوپر ایک سنگ مرمر کی سل رکھ کر قبر کا کھلا حصہ بند کر دیا گیا۔ دفن کی آخری رسم ادا ہو جانے کے بعد لوگ قبرستان سے واپس لوٹ گئے۔ ملاجی اپنے ذہن میں قبر کا نشان اچھی طرح محفوظ کر کے سب کے بعد واپسی ہوئے اور سیدھے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر پہنچے اور ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کلمہ تعزیت کہہ کر گھر واپس چلے آئے۔

آج انہیں پوری رازداری کے ساتھ ایک اہم فرض انجام دینا تھا۔ اقدام اتنا سنگین تھا کہ ہر قدم پر خطرات کے اندیشے راہ میں حائل تھے رات کی تنہائی میں لوگوں کی نظر سے بچ کر عیسائی قبرستان سے کسی لاش کو منتقل کرنا اتنا آسان کام نہیں تھا حالات کی نزاکت سوچ کر ملاجی کانپ اٹھے لیکن اب مرنے والی سے کئے ہوئے وعدے کی تکمیل بھی ضروری تھی اسلام کا ایک رشتہ اخلاص بھی اس امر کا متقضی تھا کہ جیسے بھی ہو اس فرض کو انجام دیا جائے۔

ملاجی کا ضمیر اندر سے جاگ اٹھا تھا آخر بسم اللہ پڑھ کر انہوں نے اس مہم کا آغاز کر ہی دیا۔ اپنے چند قابل اعتماد دوستوں کو وہ گھر لے گئے شروع سے آخر تک ان سے سارا ماجرا بیان کیا واقعہ سن کر لوگوں کی آنکھوں میں آنسو اُمنڈ آئے انہوں نے کف افسوس ملتے ہوئے ملاجی سے کہا، صد حیف کہ اسی شہر میں اسلام کی فتح و صداقت کا کتنا عظیم الشان واقعہ رونما ہوا اور آپ نے کانوں کان کسی کو خبر نہ ہونے دی، خیر جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب جس طرح بھی ہو، وعدے کی تکمیل ضروری ہے۔

ٹھیک اس وقت جبکہ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی ہر طرف خاموشی کا سناٹا طاری تھا ملاجی کے علاوہ چار آدمی عیسائی قبرستان میں داخل ہوئے یہ اقدام انتہائی خطرناک لیکن اسلامی ہمدردی کے جوش میں خطرے کا قطعاً کوئی احساس نہیں ہو رہا تھا ملاجی کی رہنمائی میں چاروں آدمی قبر تک پہنچے سنگ مرمر کی سل ہٹائی اور قبر میں اتر کر تابوت کو باہر نکالا۔

جونہی لاش نکالنے کیلئے تابوت کا تختہ کھولا، ملاجی کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی لوگ حیرت سے اس کا منہ تکنے لگے بڑی مشکل سے حواس پر قابو پانے کے بعد لوگوں کو بتایا کہ لاش بدل گئی ہے۔ ہم لوگوں نے غلطی سے دوسری قبر کا تابوت نکال لیا ہے یہ لاش کسی اور کی ہے لیکن ملاجی نے دوبارہ جو غور سے دیکھا تو قبر کا نشان وہی تھا جیسے دن کے وقت دیکھ گئے تھے قبر کا نیا پن ہی بتا رہا تھا کہ یہ بالکل تازہ قبر ہے اب یہ گھتی کسی سے نہیں سلجھ رہی تھی کہ کمشنر صاحب کی بیٹی کے تابوت میں دوسرے کی لاش کیسے آ گئی اور خود اس کی لاش کہاں چلی گئی۔

صورت حال کی تفتیش کیلئے چاروں آدمی لاش کی طرف بڑھے اور جھک کر دیکھ ہی رہے تھے کہ ان میں سے شخص بے ساختہ چیخ پڑا، یہ لاش تو بارہ بنکی کے مرزا جی کی ہے، میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔

اس واقعہ سے ان لوگوں پر دل ہلا دینے والی ایک عجیب حیرت طاری ہو گئی دہشت سے کانپنے لگے اور فوراً ہی تابوت کا منہ بند کر کے اسے قبر میں اتارا اور اوپر سے سنگ مرمر کی سل رکھ کر تیز تیز قدموں سے باہر نکل گئے۔ گھر پہنچ کر سب پر سکتہ طاری رہا کئی گھنٹے کے بعد حواس بحال ہوئے تو ملاجی نے کہا کہ عالم برزخ کے یہ تصرفات ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ مشیت الٰہی کے راز کو سمجھنا اپنے بس کی بات نہیں لیکن اتنی بات ضرور سمجھ آتی ہے کہ جب کمشنر صاحب کی بیٹی کی قبر میں بارہ بنکی کے مرزا جی کی لاش ہے تو یقیناً مرزا جی کی قبر میں کمشنر کی بیٹی کی لاش ہو گی۔

لوگوں نے کہا کہ یہ بات قرین قیاس ضرور ہے لیکن بہتر ہوگا کہ ہم لوگ حقیقت کا سراغ لگانے کیلئے بارہ بنکی چلے چلیں اور مرزا جی کی قبر کھود کر دیکھیں۔

یہ بات طے کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔ بستر پر پہنچنے کے بعد ہر شخص کے ذہن میں یہی عجیب وغریب واقعہ گھوم رہا تھا۔ دوسرے دن ملاجی اپنے چاروں دوستوں کے ہمراہ بارہ بنکی پہنچ گئے۔ سیدھے مرزا جی کی کوٹھی کا رُخ کیا دروازے پر آدمیوں کا ہجوم لگا ہوا تھا۔ دریافت کرنے پر پتا چلا کہ پرسوں مرزا جی کا انتقال ہوگیا آج ان کا تیجہ ہے۔ اظہار افسوس اور رسم تعزیت ادا کرنے کے بعد یہ لوگ بھی ایصال ثواب کی مجلس میں شریک ہوگئے فارغ ہونے کے بعد خواہش ظاہر کی کہ ہمیں قبر تک پہنچا دیا جائے تاکہ ان کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر کم از کم حق دوستی تو ادا کریں۔ ایک شخص کی رہنمائی میں قبرستان پہنچ کر فاتحہ پڑھی اور قبر کا نشان اچھی طرح ذہن میں محفوظ کر کے اپنے قیام گاہ پر واپس لوٹ آئے سارا دن مرزا جی کے حالات معلوم کرتے رہے۔ پتا چلا کہ وہ اس علاقے کے چھوٹے موٹے نواب تھے انگریزی تہذیب کے دلدادہ اور انگریزی تمدن میں غرق تھے۔ شام کے وقت کھانے سے فارغ ہو کر اُس وقت کا انتظار کرنے لگے جب کہ سارے شہر پر نیند کا سناٹا طاری ہوجائے خدا خدا کر کے جب آدھی سے زیادہ رات ڈھل گئی تو پانچوں آدمی اٹھے اور دبے پاؤں قبرستان کی طرف چل پڑے خطرناک اقدام کی دہشت سے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی لیکن حقیقت حال کی جستجو میں آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ قبرستان میں داخل ہوگئے اپنے حافظے کی رہنمائی میں مرزا جی کی قبر تک پہنچ گئے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے قبر کی مٹی ہٹانی شروع کی، کافی دیر کے بعد تختہ نظر آیا اب ہمت کر کے دو شخص قبر میں اترے اور ایک ایک کر کے تختہ ہٹایا اب سفید رنگ کا کفن سامنے نظر آ رہا تھا کافی جدوجہد کے بعد بھی کفن کھولنے کی ہمت جواب دے چکی تھی ہر شخص اپنی جگہ پر سہما جا رہا تھا کہ معلوم نہیں کفن کا منہ کھولنے کے بعد کیا نقشہ نظر آئے کافی جرأت سے کام لے کر ایک شخص نے پائینتی کے تختے پر کھڑے ہو کر چہرے پر سے کفن کا نقاب الٹ دیا جونہی چہرے پر نظر پڑی دہشت سے لوگوں کا خون سوکھ گیا مرزا جی کی لاش کے بجائے قبر میں ایک عرب کی لاش پڑی تھی ڈیل ڈول اور چہرے بشرے سے وہ عربی معلوم ہو رہا تھا یہ منظر دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے جلدی جلدی کفن کو درست کیا اور تختے لگائے اور مٹی برابر کر کے قبرستان سے باہر نکل آئے مارے حیرت سے سانس پھول رہی تھی قیام گاہ پر پہنچ کر ایک ہولناک سکتے کی کیفیت سب پر طاری تھی قدرت کا یہ عجیب وغریب تماشہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ آخر کمشنر کی بیٹی کی لاش کہاں غائب ہوگئی۔

نیند کچھ زیادہ گہری نہیں تھی صرف پلک جھپکی تھی کہ ملاجی نے ایک نہایت حسین و دلکش خواب دیکھا وہی کمشنر کی بیٹی حوران خلد کے جھرمٹ میں سامنے کھڑی مسکرا رہی ہے قریب آکر اس نے سلام کیا عالم برزخ کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے اس نے کہا میری روح عالم بالا کی طرف لائی گئی تو رحمتِ الٰہی نے مجھے ڈھانپ لیا اور میرے کفن کا تار تار بارش نور میں بھیگ گیا۔ میرے گمان سے زیادہ رحمتِ الٰہی نے میری توقیر و اعزاز کا اہتمام فرمایا حوران خلد نے مجھے چشمہ نور میں غوطہ دیا اور میں نکھر گئی۔ میرے حسن کی چاندنی جنت کے میدانوں میں ہر طرف بکھر گئی میں دیکھ رہی ہوں کہ عالم برزخ میں ہر طرف شوکت محمدی کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں سارے انبیاء اور مرسلین ان کے دربار کے نازمند حاضر باش ہیں۔ جب میری روح ان کی بارگاہ میں لائی گئی تو تجلیات کی تیز بارش سے آنکھیں خیرہ ہوگئیں ان کی نازبردار رحمتوں نے میری ہستی کا فروغ بڑھا دیا حکم ہوا کہ میری لاش طیبہ کی سرزمین پر منتقل کردی جائے اس خطہ اقدس میں جہاں اسّی ہزار عاشقان جمال آسودہ خاک ہیں جس دن میری لاش عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کی گئی تھی اسی دن تین لاشیں اپنی اپنی قبروں سے منتقل کی گئیں۔

مدینے میں ایک عرب سوداگر جسے ہندوستان بے حد پسند تھا عرصہ قدیم سے اس کی آرزو تھی کہ وہ یہاں بود باش اختیار کرے جب وہ مرگیا اور لوگوں نے اس کی لاش کو جنت البقیع میں دفن کیا تو عالم برزخ کے کار پردازوں کو حکم ہوا کہ مدینہ میں رہ کر ہندوستان میں سکونت اختیار کرنے کی آرزو رکھتا تھا۔ مدینے کی زمین اس کی نگاہ میں عزیز نہیں تھی اس لئے اس کی لاش کو ہندوستان منتقل کردیا جائے اسے یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں دوسری لاش بارہ بنکی کے مرزاجی کی تھیں عیسائیوں کے ساتھ غایت درجہ اُلفت رکھنے کی وجہ سے وہ زندگی بھر انگلستان جانے کی تمنا میں مرتے رہے بھول کر بھی انہیں دیار عرب کا خیال نہیں آیا جب اس کی لاش دفن کی گئی تو حکم ہوا کہ اسلام سے بیگانہ ہوکر اس نے جس عیسائی قوم کے ساتھ گزارے ہیں اسے اسی قوم کے قبرستان میں منتقل کردیا جائے اموات المسلمین کے ساتھ اسے ہرگز نہ رکھا جاسکتا اپنا سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے فاطمہ نے خواب ہی میں کہا کہ فرمان غیب کے مطابق مدینے کے احاطہ نور سے عرب کی لاش بارہ بنکی کے قبرستان میں منتقل کی گئی اور اس کی خالی شدہ قبر میں لکھنو سے میری لاش پہنچادی گئی اور مرزاجی کی لاش کو عیسائیوں کے قبرستان میں میری جگہ منتقل کردیا گیا۔

فاطمہ نے کہا عالم برزخ کے واقعات پر حیرت کی کوئی وجہ نہیں موت کے بعد انسان کا اعتقاد اور عمل کا اثر اس کی برزخی زندگی پر یقیناً پڑتا ہے یہاں پر ہر آن اسی طرح کے مناظر گزر رہے ہیں میں واضح طور پر محسوس کر رہی ہوں کہ اس عالم میں کسی عمل کو بھی وہ اعزاز حاصل نہیں ہے جو عشق رسول کو ہے میری روحانی آسائش و تکریم کی ساری ارجمند عشق رسول کا ہی صدقہ ہے یہ حقیقت ہے کہ رحمت و کرم کی تسخیر کیلئے اس سے زیادہ زود اثر نسخہ بنی نوع انسان کو اب تک میسر نہ آسکا کاش خاکدان گیتی کے رہنے والے اس راز کو سمجھ سکیں اتنا کہنے کے بعد فاطمہ کی روح نگاہوں سے اوجھل ہوگئی ملاجی کی آنکھ کھلی تو ان پر ایک رقت انگیز کیفیت طاری تھی بار بار وہ سینہ پیٹتے تھے کہ ہائے میں نے فاطمہ کی قدر نہیں پہچانی۔

اس خواب نے غفلت کا سارا خمار اتار دیا جس نے سنا دم بخود ہو کے رہ گیا برزخ کے حالات پر لوگوں کا یقین تازہ ہوگیا قبر کے بھیانک انجام سے لوگ ڈرنے لگے تھے کہ ان پانچوں آدمیوں پر چشم دید واقعات کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ ان سب کی زندگی اچانک بدل گئی کہ وہ ترک دنیا کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ بقلم علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آخری گزارش

نیک خاتون کیلئے فقیر کی یہ چند سطور کافی ہیں خواتین کے سربراہان بھی اگر خوف خدا دل میں رکھتے ہیں تو اپنی عزت وعظمت کو بھی بچائیں اور خدا خوفی کا عملی مظاہرہ فرمائیں ورنہ ہمارا کام تھا عرض کرنا آگے اختیار بدست مختار۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

ذیقعد ۱۴۲۳ھ بروز بدھ

امام شیخ یوسف بن اسماعیل
نبھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تقریبا 125 سال پہلے کے
بیروت کے قانون و انصاف
کے سربراہ جو کہ بیس سال سے
زائد عرصہ تک رہے۔
انگریزی سکولوں میں مسلم طلبہ کے انجام
بارے کیا فرمارہے ہیں۔
ملاحظہ فرمائیں۔

اٹھائیسویں فصل

مسلمان بچوں سے خطاب

اے مسلمان بچے! تیرے والد ان اسکولوں میں تیرا داخلہ کرا کے تیرے دین کی اساس کو مسمار کرنا چاہتے ہیں یا تو اس خیال میں کہ تیری دنیا آباد اور کار آمد ہو جائے گی یا اس لیے کہ خود ان

کے عقیدے میں کجی ہے اور باطنی طور پر وہ مسلمان ہیں ہی نہیں اگرچہ بظاہر وہ مسلمان لگتے ہیں۔

اے بچے! اس سنگین مسئلے میں جس کا انجام کفر و ضلالت اور ہلاکت و تباہی کے سوا کچھ نہیں، تو ان کا کہنا مت مان۔ کیوں کہ تجھ پر والد کی اطاعت و فرماں برداری اسی وقت فرض ہے جب وہ مسلمان ہوں اور اس صورت میں یہ بات ہے نہیں۔ اے بچے! تجھے مشاہدے سے معلوم ہے کہ ان اسکولوں میں تیرا داخل ہونا تیرے دین کو حد درجہ نقصان پہنچائے گا اور اگر تو ان میں اقامت پذیر ہو گا تو خواہی نہ خواہی تو دین اسلام سے نکل جائے گا؛ اس لیے کہ کفر کا زہر اس طرح دھیرے دھیرے تیرے دل میں داخل ہو گا کہ تو مسلمانوں کے زمرے سے نکل کر کافروں کی جماعت میں داخل ہو جائے گا اور تجھے احساس تک نہ ہو گا اور اس وقت کفر سے تیری خلاصی محال یا مشکل ہو گی۔

لہٰذا اپنی قیمتی جان کو برباد کرنے اور دائمی سعادت سے نکال کر اسے ہمیشگی کی بد بختی میں منتقل کرنے سے بچ اور اس سنگین مسئلے میں اپنے والدین اور جو بھی تجھے ہلاک کرنا چاہے سب کی مخالفت کر۔ اگرچہ اس سب سے بڑی معصیت اور سب سے عظیم مصیبت میں اپنی بات ماننے پر مجبور کرنے کے لیے وہ تجھ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑیں؛ کیوں کہ ان اسکولوں میں داخل ہونے سے تیرے دین کا اتنا بڑا نقصان ہو گا۔ کہ اگر اس دینی ضرر سے بچنے کے لیے تیرے پرخچے اڑا دیے جائیں تو یہ کوئی بڑی بات نہ ہو گی۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تیرا جاہل و نادان یا زندیق و منافق باپ جب ان اسکولوں سے باز رہنے کے لیے تیری کوشش کو دیکھے گا تو تجھے ان اسلامی تعلیم گاہوں میں داخل کرائے گا جو ان خطروں سے خالی ہیں یوں تو خود کو جہنم سے نجات دلا دے گا۔

ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاری

تصنیف

شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ترجمہ و ترتیب

محمد فیض اللہ برکاتی مصباحی

ناشر

المجمع العلمی، جھارکھنڈ

زیر اہتمام: مولانا چاند رضا مصباحی بن جناب محمد اکبر حسین (ممبئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاری

تصنیف

شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ

ولادت: ۱۲۶۵ھ ---- وفات: ۱۳۵۰ھ

مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

ترجمہ و ترتیب

محمد فیض اللہ برکاتی مصباحی

ناشر

المجمع العلمی، جھارکھنڈ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

زیر اہتمام: مولانا چاند رضا مصباحی بن جناب محمد اکبر حسین (ممبئی)

نام کتاب: "ارشاد الحیاریٰ فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاریٰ"
تصنیف: علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام
ترجمہ: محمد فیض اللہ برکاتی مصباحی
تصحیح: حضرت مولانا محمد عارف اللہ، فیضی مصباحی، شیخ الادب مدرسہ فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ
نظر ثانی و تقدیم: حضرت مولانا محمد عرفان عالم مصباحی دام ظلہ العالی استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ
زیرِ اہتمام: مولانا چاند رضا مصباحی، بن جناب محمد اکبر حسین صاحب (ممبئی)
کمپوزنگ: مولانا لئیق الدین مصباحی و مولانا محمد ساجد حسین مصباحی
بموقع: عرسِ حافظ ملت وجشن دستار فضیلت، یکم جمادی الآخرہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۲/ اپریل ۲۰۱۴ء
صفحات:
تعداد اشاعت: ۱۱۰۰
قیمت:
مطبع:

ملنے کا پتہ

المجمع العلمی (جھارکھنڈ) الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
موبائل نمبر: 09661884736 - 09651913675

فہرست کتب

تہدیہ

سلسلۂ قادریہ

محبوبِ سبحانی ابو محمد محی الدین شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(وفات:۵۶۱ھ)

سلسلۂ چشتیہ

ملک المشائخ شیخ ابو اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(وفات:329ھ)

سلسلۂ نقش بندیہ

قطب الاولیا شیخ بہاء الدین نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ

(وفات:791ھ)

سلسلۂ سہروریہ

شیخ الشیوخ ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

(وفات:563ھ)

بانیانِ سلاسل اربعہ کے نام منسوب

جن کی مساعی جمیلہ سے اسلام کی ترویج واشاعت ہوئی

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

(اعلیٰ حضرت)

احقر العباد: محمد فیض اللہ برکاتی، مصباحی

مقام برکات نگر، چوبے، ضلع ہزاری باغ (جھارکھنڈ)

موبائل نمبر: 09651913675

شرفِ انتساب

حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی
علیہ الرحمۃ والرضوان
بانی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ
(ولادت: ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء — وفات: ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء)

و

جملہ اکابر اہل سنت کے نام
جنھوں نے خالصاً لوجہ اللہ
دین متین کی حفاظت وصیانت کے لیے اپنا خونِ جگر بہایا

و

برائے ایصالِ ثواب
جد امجد محمد سفر علی — ملیدن خاتون، رسولہ خاتون
طیبۃ النساء و جملہ اہل خاندان
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

احقر العباد:
محمد فیض اللہ برکاتی، مصباحی
مقام برکات نگر، چوبے، ضلع ہزاری باغ (جھارکھنڈ)
موبائل نمبر: 09651913675

آغاز سخن

اللہ تعالیٰ کا بے پناہ کرم واحسان ہے کہ اس نے ہمیں علم دین کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی جہاں ابوالفیض حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث مراد آبادی کی روحانی عنایتوں کے سایے میں رہ کر با صلاحیت اور مہربان اساتذہ کی بارگاہ سے ہمیں اکتساب فیض کا سنہرا موقع ملا اور میں نے ان کے چشمۂ علم وفضل سے خوب سیرابی حاصل کی۔ بحمدہ تعالیٰ امسال عرس عزیزی کے موقع پر مجھے دستار فضیلت سے نوازا جائے گا۔

طلبۂ اشرفیہ میں یہ روایت پچھلے کئی سالوں سے چلی آرہی ہے کہ وہ دستار بندی کے موقع پر کوئی کتاب یا رسالہ ترتیب دے کر یا کسی کتاب کا ترجمہ کر کے زیور طبع سے آراستہ کرتے اور شائع کرتے ہیں۔ میری بھی خواہش تھی کہ فراغت کے سال اس کار خیر میں شریک ہو جاؤں۔ اسی پاکیزہ جذبے کے تحت میں نے انجینئر سید فضل اللہ چشتی صابری مدظلہ العالی سے رابطہ کیا، آپ نے فضیلۃ الشیخ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”ارشاد الحیاریٰ فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاریٰ“ کا ترجمہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اور فرمایا: اب تک اس کتاب کا اردو ترجمہ نہیں ہوا ہے جب کہ اس کی سخت ضرورت ہے۔

کتاب موصول ہونے کے بعد میں نے اس کا بغور مطالعہ کیا۔ دوران مطالعہ مجھے بھی احساس ہوا کہ واقعی اس کا اردو ترجمہ ہونا چاہیے تاکہ عربی زبان نہ جاننے والے بھی اس سے استفادہ کر سکیں اور انھیں یہ معلوم ہو جائے کہ عیسائی، اسلام کو نیست و نابود کرنے اور مسلمان بچوں کو اسلام سے دور کرنے کے لیے کیا کیا ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔

یہ ایک زمینی سچائی ہے کہ عیسائی اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت اور دین اسلام کی بیخ کنی میں ہر ممکن حربے استعمال کرتے ہیں۔ وہ مسلمان کے کٹر دشمن ہیں۔ لیکن افسوس! آج بہت سے

مسلمان، ان اسلام دشمن عیسائیوں کے ناپاک ارادوں سے بے خبر ہیں اور دنیا طلبی میں اپنے ایمان و اسلام کی پرواہ کیے بغیر بڑی تیزی سے مشنری اسکولوں، عیسائی کالجوں اور کانوینٹوں میں اپنے بچوں کا داخلہ کرا رہے ہیں۔ اور انھیں اس کی کوئی فکر نہیں ہے کہ ان اسکولوں میں پڑھنے کے بعد بچہ اپنا دین وایمان کھو بیٹھتا ہے اور فانی دنیا کے چکر میں آخرت کی ابدی سعادتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

میرے ایک قریبی دوست نے بتایا کہ عیسائی اپنے اسکولوں میں پڑھنے والے مسلم بچوں کے ایمان وایقان متزلزل کرنے کے لیے مختلف طریقے اپناتے ہیں۔ ان کے دلوں سے اسلام کی محبت نکالنے اور اسلامی عقائد میں شکوک و شبہات پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ وہ مسلم بچوں سے کہتے ہیں: تم مسلمان ہو، چلو اپنے اللہ اور اپنے پیغمبر محمد (ﷺ) سے چاکلیٹ مانگو۔ ان کے کہنے کے مطابق بچے چاکلیٹ مانگتے ہیں، مگر نہیں ملتا۔ اب عیسائی کہتے ہیں: عیسیٰ مسیح سے مانگو، جوں ہی بچے چاکلیٹ مانگتے ہیں، اسلام دشمن عیسائی بٹن دباتے ہیں اور پہلے ہی سے ریموٹ (Remot) کے ذریعہ سیٹ کیا ہوا چاکلیٹ اوپر سے گرنے لگتا ہے۔ اس طرح عیسائی، مسلمان بچوں کے سامنے اسلام کو کمزور بتا کر ان کے دلوں میں اسلام کے صحیح ہونے میں شک پیدا کر دیتے ہیں اور بچے اسی کے مطابق پروان چڑھتے ہیں اور ایمانی دولت سے محروم ہو کر دائمی عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

اس کتاب میں اس سے ملتے جلتے کئی واقعات بیان کیے گئے ہیں اور عیسائیوں کے ان منصوبوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جن کے پیش نظر وہ مشنری اسکول کھولتے ہیں اور مسلمان بچوں اور بچیوں کا داخلہ لے کر اسلام کے خلاف ان کی ذہن سازی کر کے ان کے دلوں میں بگاڑ کی تخم ریزی کرتے ہیں۔

ترجمہ کرنے سے پہلے میں نے یہ کتاب استاذ گرامی صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کو دکھایا، کتاب پڑھنے کے بعد آپ نے اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "اس کا ترجمہ کر ڈالو" پھر کیا تھا استاذ گرامی کا حکم پاتے ہی میں اس میں ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ دوران ترجمہ جہاں کہیں دشواری محسوس کرتا حضرت کی بارگاہ میں رجوع کر کے اسے حل کر لیتا۔ میں بے حد ممنون و مشکور ہوں حضرت کا کہ انھوں نے اس

کتاب کو اردو جامہ پہنانے میں میری رہ نمائی فرمائی اور اس کا اردو نام ''مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام'' رکھ کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور ہمیں ان کے علم و فضل کا وافر حصہ عطا فرمائے۔

حضرت علامہ عارف اللہ فیضی مصباحی، استاذ و شیخ الادب مدرسہ فیض العلوم محمد آباد، نے کرم فرمایا اور اپنے بیش قیمت اوقات سے کچھ حصہ نکال کر اس کی تصحیح فرمائی اور اسے قابل اشاعت بنایا نیز ایک وقیع تقریظ لکھ کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضرت علامہ مفتی محمد انور نظامی مصباحی، نائب قاضی ادارۂ شرعیہ، جھارکھنڈ نے اس کتاب پر تقریظ جلیل لکھ کر ہماری کوشش کو سراہا۔

استاذ گرامی حضرت مولانا محمد عرفان عالم مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور نے اس کتاب کو پڑھا، مفید مشوروں سے نوازا، ذیلی عنوانات قائم کیے اور گراں قدر مقدمہ تحریر فرما کر ہماری پیش کش کو سند اعتبار فراہم کیا۔

انجینئر سید فضل اللہ چشتی مدظلہ العالی نے مجھے عربی کتاب عنایت فرمائی اور اردو ترجمہ کی رغبت دلائی۔

میں ان بزرگوں اور کرم فرماؤں کی ذرہ نوازی اور کرم فرمائی پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار اور احسان مند ہوں اور ان کی بارگاہوں میں گلہائے تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں، جن کی خاص عنایتوں نے میری اس کوشش کو قابل اشاعت بنایا۔

مذکورہ بالا علما اور اساتذہ کی اصلاحات اور نظر ثانی کی بنا پر امید ہے کہ لوگوں میں اس کتاب کو پذیرائی حاصل ہوگی، دوران مطالعہ اگر کوئی خامی نظر آئے تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں اور اسے میری علمی کم مائیگی اور قصور نظر پر محمول فرمائیں اور خوبیوں کو ان بزرگوں کی اصلاحات کا نتیجہ سمجھیں۔

بڑی ناانصافی ہوگی اگر ہم ان احباب کو بھول جائیں جنھوں نے اس کتاب کے اشاعتی مراحل اور تبییض و پروف وغیرہ میں ہمارا ساتھ دیا، ان کے اسما درج ذیل ہیں: (۱) مفتی محمد امام الدین مصباحی (گریڈیہ) (۲) مولانا چاند رضا مصباحی (ہزاری باغ) (۳) مولانا محمد گلریز رضا مصباحی (ویشالی) (۴) مولانا دلشاد احمد مصباحی (دیوگھر) (۵) مولانا نوشاد عالم مصباحی (گڈا) (۶) مولانا صغیر

احمد مصباحی (ہزاری باغ) (۷)مولانا محمد جاوید رضا مصباحی (بوکارو)(۸) مولانا محمد احمد جامی مصباحی (ہزاری باغ) (۹)مولانا محمد اظہرالدین مصباحی (گریڈیہ) (۱۰) مولانا غلام ربانی مصباحی (ہزاری باغ) (۱۱)مولانا فصیح الرحمٰن مصباحی (ویشالی)(۱۲)مولانا سرور عالم مصباحی (ویشالی)(۱۳)مولانا غلام نبی مصباحی (ویشالی)

اخیر میں ہم ''المجمع العلمی'' کے ارکان اور ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہماری مدد فرمائی بالخصوص اپنے والدین کریمین کا جنھوں نے ہماری تعلیم میں خاص توجہ فرمائی اور جن کے دعاؤں کے صدقے مجھے یہ مقام ملا۔ اور اپنے کرم فرما مولانا چاند رضا کے والد گرامی جناب محمد اکبر حسین صاحب کے لیے دعا گو اور ان کا میں صمیم قلب کے ساتھ شکر گزار ہوں جن کے مالی تعاون سے یہ کتاب منظر عام پر آئی۔

رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ میری اس حقیر خدمت کو شرف قبول سے نوازے اور مجھے خدمت دین متین کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

بجاہ النبی الکریم علیہ و علیٰ الہٖ و صحبہ افضل الصلوۃ و التسلیم.

احقر العباد:

محمد فیض اللہ برکاتی، مصباحی

مقام برکات نگر، چوبے، ضلع ہزاری باغ (جھارکھنڈ)

موبائل نمبر: 09651913675

مصنف کی مختصر سوانح حیات

از: محمد فیض اللہ برکاتی، مصباحی

علامہ شیخ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ان نابغۂ روز گار شخصیتوں میں سے ایک ہے جنہوں نے اپنے علم و فضل اور دینی غیرت و حمیت کے ساتھ دین اسلام اور اس کے ماننے والوں کے ایمان و یقین کے تحفظ و بقا میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اسلام دشمن عناصر کے داخلی اور خارجی فتنوں کی سرکوبی کے لیے نوک قلم سے تلوار کا کام لیا اور ہر محاذ پر امت مسلمہ کی مسیحائی فرمائی۔

آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے، اس لیے اس کے ہم دوش ہو کر مذہب اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت اور مذاہب باطلہ کے رد و ابطال میں آپ نے نمایاں خدمات انجام دیں اور بے شمار بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان و عمل کی حفاظت و صیانت فرما کر انھیں گمراہی کے دلدل میں پھنسنے سے بچا لیا۔

پیدائش: ۱۲۶۵ھ بمطابق ۱۸۴۹ء ارض فلسطین کے شمال میں واقع "اجزم" نامی گاوں میں پیدا ہوئے۔

نبہانی: نبہانی میں یائے نسبتی ہے۔ بنو نبہان ایک قبیلہ ہے۔ آپ اسی قبیلے سے ہیں، اس لیے آپ کو نبھانی کہا جاتا ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ کے والد گرامی شیخ اسماعیل بن یوسف نبہانی ایک جید عالم دین اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ نے قرآن پاک اپنے والد سے پڑھا اور ان ہی کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے۔

جب آپ کی عمر سترہ سال ہوئی تو والد محترم نے اعلیٰ تعلیم کے لیے مصر بھیجا جہاں آپ یکم محرم الحرام ۱۲۸۳ھ میں مشہور یونیورسٹی الازہر میں داخل ہوئے۔ اور تقریباً ساڑھے چھ سال تک اساطین امت اور علمائے اسلام سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین (مترجم)

ص:۲۱، مطبع: برکات رضا، پوربندر گجرات)

جن اساتذہ کے چشمۂ صافی سے آپ نے سیرابی حاصل کی، ان چند کے اسمایہ ہیں: (۱) علامہ سید محمد دمنہوری (۲) شیخ ابراہیم (۳) شیخ احمد شافعی (۴) شیخ حسن (۵) مالکی (۶) علامہ شمس الدین محمد انبانی (۷) علامہ عبدالقادر رافعی، حنفی (۸) علامہ شیخ یوسف حنبلی۔

زیور علم وفن سے آراستہ ہونے کے بعد آپ استانہ چلے گئے جہان آپ جریدہ "الجوائب" سے وابستہ ہو گئے۔ پھر ایک عرصہ تک شعبۂ قضا سے منسلک رہے، یہاں تک کہ بیروت میں وزات قانون وانصاف کے سربراہ بن گئے اور بیس سال سے زیادہ مدت تک اس عظیم منصب پر فائز رہے۔ عمر کے آخر حصے میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں عبادت وریاضت اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہو گئے۔

تصنیفی خدمات: اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ علم وفضل سے نوازا تھا، آپ ایک ماہر مصنف تھے، آپ کی تحریری کاوشوں کا میدان بہت وسیع ہے۔ آپ کے قلم حق رقم سے تقریباً پچاس کتب ورسائل وجود میں آئے۔

آپ کی چند مشہور تصنیفات یہ ہیں:

(۱) الفتح الکبیر فی ضم الز یادات الی الجامع الصغیر.

(۲) قرۃ العینین علیٰ منتخب الصحیحین.

(۳) افضل الصلوٰت علیٰ سید السادات ﷺ.

(٤) حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المر سلین.

(٥) ارشاد الحیاریٰ فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاری (زیر نظر کتاب کا ترجمہ)

(٦) سعادۃ الدار ین فی الصلوۃ علیٰ سید الکو نین.

(۷) سبیل النجاۃ.

(۸) ہادی المر ید الیٰ طرق الاسانید.

(۹) وسائل الاصول الیٰ شمائل الرسول.

(۱۰) شواھد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق

آپ قادر الکلام شاعر بھی تھے، شعر گوئی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ نے اپنی شاعری کے ذریعہ عقائد حقہ کو واضح فرمایا اور دین سے سرتابی کرنے والوں کا سر کچل کر رکھ دیا۔

آپ کے زمانے میں دشمن اسلام، نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان گھٹانے اور آپ کے فضائل و کمالات مٹانے کی ناپاک کوشش کر رہے تھے، اور بہت سی اسلام مخالف تحریکوں نے اپنا سر ابھار رکھا تھا، آپ اپنی زبان و قلم کو ہتھیار بنا کر ان سے نبرد آزما ہوئے اور نظم و نثر کے ذریعہ ان کے ناپاک عزائم اور فتنوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا نیز تجدد پسند اور باطل پرست تحریکوں کو موت کی نیند سلا دیا۔

فن شاعری میں آپ کے قادر الکلامی کی منہ بولتی تصویر مندرجہ ذیل کتابیں ہیں:

(۱)النظم البديع فی مو لد الشفيع. (۲)الهمز ية الالفيه(طيبة الغر اء)فی مدح سيد الانبياء. (۳) قصيدة سعادة المعاد فی مو از نة بانت سعاد. (٤) قصيدة الر ائية الكبر ی. (٥)الر ائية الكبر ی فی ذم البدعة و مدح السنة الغر اء.

وفات: ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۹۳۲ء میں علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے دار آخرت کے لیے رخت سفر باندھا اور بیروت میں آسودۂ خاک ہوئے۔

تقریظ جلیل

حضرت علامہ و مولانا عارف اللہ فیضی مصباحی
شیخ الادب، مدرسہ عربیہ فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ، ضلع مئو

پیش نظر کتاب ''مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام''، لبنان کے ایک مشہور و متبحر عالم دین حضرت علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک گراں قدر تصنیف ''ارشاد الحیاریٰ فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاریٰ'' کا اردو ترجمہ ہے۔

حضرت نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ان مفاسد و مضرات اور برے نتائج و ثمرات کا جائزہ لیا ہے جو ایسے عیسائی اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں مسلمان بچوں کو بڑھانے سے مرتب ہوتے ہیں جہاں عصری علوم و فنون کی تعلیم کے ساتھ عیسائی مذہب کی تعلیم دی جاتی اور مسلمان بچوں کو عیسائی بچوں کے ساتھ گرجا گھروں میں جا کر ان کے طرز پر عبادت کرنی پڑتی ہے۔

ظاہر ہے کہ بچوں کے دل صاف و شفاف کورے کاغذ کی طرح ہوتے ہیں جس پر اچھا برا کوئی بھی نقش ثبت کیا جا سکتا ہے اس لیے جب وہ بچپن ہی سے اپنے مذہب و عقیدہ کے لیے تباہ کن ماحول میں پرورش پائیں گے تو اس کے رنگ میں رنگ جائیں گے اور جب اپنی قیمتی زندگی کا اچھا خاصا حصہ گزار کر وہاں سے باہر آئیں گے تو یقینی طور پر وہ نہ صرف اپنی تہذیب و تمدن اور اپنے سماج سے بے زار اور اس سے الگ تھلگ ہو چکے ہوں گے بلکہ اپنے دین و مذہب کا قلادہ بھی اپنی گردنوں سے اتار چکے ہوں گے۔

بس یوں سمجھ لیجیے کہ مسلم خاندانوں میں ان کا وجود تنِ مشرق میں روحِ مغرب کے نمائندے کی حیثیت سے ہو گا جو صرف دین مسیح، مغربی تہذیب و تمدن اور شترِ بے مہار کی طرح آزاد سماج ہی کو پسند کرے گا۔

نظر بر آں ایک مسلمان کا اپنے بچوں کو ایسے اسکولوں میں داخل کرانا حرام و گناہ اور کفر انجام ہو گا۔ اور مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہو گی کہ داخلہ کرانے والے مسلمانوں کو اس طرح

کے اقدام سے روکنے کی کارگر تدابیر اختیار کرے تاکہ دینِ اسلام و تمدنِ اسلام سے بچوں کی وابستگی قائم رہے۔

عزیزِ گرامی قدر مولانا محمد فیض اللہ صاحب ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور کے درجۂ ثامنہ کے طالب علم ہیں جو مدرسی تعلیم کا آخری سال ہے۔ انھوں نے سوچا کہ ایسے مبارک اور پر مسرت موقع پر اپنے اعزہ واقربہ اور اپنے دوست واحباب کو کوئی ایسا دیرپا اور قیمتی تحفہ بھی دیں جس سے ان کو لذتِ کام و دہن تو حاصل نہ ہو لیکن ان کے اندر اگر کوئی کج فکری یا بے راہ روی ہو تو وہ انھیں اس سے متنبہ کرنے کے ساتھ اس پر قدغن بھی لگا سکے اور دشمنانِ اسلام کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرکے انھیں ایک مفید اور نتیجہ خیز راہ عمل متعیّن کرنے میں مدد دے۔ چناں چہ انھوں نے اس کتاب کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا۔

ترجمہ کا کام تصنیف سے بھی زیادہ اہم اور دشوار ہے۔ کیوں کہ اس میں دو مختلف زبانوں میں مکمل عبور کے ساتھ اس موضوع سے بھی گہری واقفیت ضروری ہے جس پر مصنف کا راہوارِ قلم حرکت میں آیا ہے۔

مجھے بڑی مسرت ہے کہ مولانا نے اس خارزار وادی سے سلامتی کے ساتھ نکلنے میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔

میں نے اپنی بساط بھر اس میں در آنے والے اغلاط اور خامیوں کی اصلاح کردی ہے۔

دعا گو ہوں کہ مولائے کریم اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں موصوف کو اسی طرح کے مفید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، انھیں عمر دراز سے نوازے اور دینِ اسلام و مذہبِ اہل سنت کا سچا خادم و نمائندہ بنائے۔ آمین۔

محمد عارف اللہ المصباحی
مدرسہ عربیہ فیض العلوم
محمد آباد گوہنہ، ضلع، مئو
۱۵؍ مارچ ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علیٰ جمیع نعمہ ولا سیما نعمۃ الایمان والاسلام، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد سیدالرسل الکرام، وافضل من ھدی اللہ بہ الانام، و علیٰ آلہ و اصحابہ الائمۃ الاعلام. امابعد:

بلا شبہہ ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ ﷺ کے لیے سب سے بڑی مصیبت جو ان دنوں بیشتر اسلامی ملکوں میں پائی جا رہی ہے، وہ یہ ہے کہ کچھ ناسمجھ مسلمان دنیاوی تعلیم حاصل کرنے اور انگریزی زبان سیکھنے کی غرض سے اپنے بچوں کو عیسائی اسکولوں میں داخل کراتے ہیں اور اس ضمن میں بچے عیسائی مذہب بھی سیکھتے ہیں اور عیسائی بچوں کے ساتھ ان کی مذہبی عبادتوں میں بھی شریک ہوتے ہیں جو کہ صریح کفر ہے جس سے اللہ تعالیٰ، ہمارے نبی محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی راضی نہیں ہیں۔

وہ کثیر اسلامی مدارس، جن کی تعداد سیکڑوں اور ہزاروں سے بھی متجاوز ہے جنھیں خلیفۂ عصر، سلطان اعظم امیر المؤمنین حضرت سلطان غازی عبدالحمید خاں ثانی (اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے اسلام اور مسلمانوں کو سربلند فرمائے اور ان کو ہمیشہ غالب نصرت اور روشن فتح سے نوازے) نے اپنے تمام ممالک محروسہ میں کھول رکھے ہیں، ان کے ہوتے ہوئے ان اسکولوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے جنھیں عیسائیوں اور فرنگیوں نے اسلامی ملکوں میں مسلمانوں کے بچوں کو گمراہ کرنے کے لیے کھول رکھا ہے۔

یقیناً سلطان غازی عبدالحمید خاں ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی مدد، اس کے حسن توفیق اور نبی اعظم ﷺ کی روحانی مدد سے اپنے دارالخلافہ قسطنطنیہ میں، اور اپنی سلطنت عثمانیہ کے تمام ملکوں میں (اللہ تعالیٰ انھیں ہر طرح کی مصیبت سے محفوظ رکھے) جو تعلیم گاہیں کھولی ہیں، وہ مسلمانوں کو اس سے بے نیاز کر دیتی ہیں کہ وہ دینی یا دنیوی علم حاصل کرنے یا مشرقی اور مغربی کوئی بھی زبان سیکھنے کے لیے عیسائی اسکولوں کا رخ کریں۔ سلطان کی یہ ساری کوشش اس جذبے کے تحت ہے کہ مسلمانوں کا دین بھی محفوظ رہے اور دنیا بھی۔ وہ (اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتے ہوئے انھیں اپنے حفظ و امان میں رکھے) تمام مسلمانوں کے لیے نہ صرف ایک نہایت مہربان باپ کے

درجے میں ہیں، بلکہ ان سے کہیں زیادہ اس بات کے خواہش مند ہیں کہ ان کی اولاد کی اچھی تربیت اس شرعی طریقے پر ہو جو دین و دنیا کی سعادت اور اسلامی عقائد کی سلامتی کا جامع ہو۔ الحمد لله على ذلك.

جب میں نے یہ صورت حال دیکھی اور مجھے یقین ہو گیا کہ جس مسلمان نے بھی ان فرنگی اسکولوں میں اپنے بچے کا داخلہ کروایا، یقیناً اس نے اپنے آپ کو اور اپنے بچے کو ہلاکت کے عظیم ترین غار میں ڈال دیا، اور جب میں نے یہ جان لیا کہ میرے لیے بلکہ کسی بھی مسلمان کے لیے یہ روا نہیں کہ ان منکرات پر خاموشی اختیار کرے جو مذہب اسلام اور امت مسلمہ کے لیے سب سے بڑی مصیبت ہیں، تو میں نے یہ کتاب ترتیب دی۔ یہ کتاب میرے ان تمام مسلمان بھائیوں کے لیے نفع بخش ہے جو اسے قبول کریں اور اس کی باتوں پر توجہ دیں، اس کتاب کے ذریعہ میں بقیہ ممالک کے ان تمام لوگوں کو (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈراتا ہوں جن تک یہ کتاب پہنچے، اس میں میں نے جنت اور دوزخ دونوں کے راستے واضح طور پر بیان کر دیے ہیں، تاکہ اللہ واحد و قہار کی بارگاہ میں اس شخص کے لیے کوئی عذر نہ رہے جو اس ناپسندیدہ کام کا مرتکب ہو، یا کسی بھی طرح اس سے منع و انکار پر قدرت رکھنے کے باوجود خاموشی اختیار کرے۔ میں نے اس کا نام "ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاری" (نصرانی اسکولوں سے مسلمانوں کو بچانے میں اہلِ حیرت کی رہنمائی) رکھا اور اسے ایک مقدمہ، چالیس فصل اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے خالص اپنی رضا کا سامان کر دے اور اپنے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے اس کے نفع کو عام فرمائے۔

تنبیہ: میں نے یہ کتاب چالیس فصلوں پر انھیں افکار و خیالات کے مطابق ترتیب دی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی تحریر کے وقت میرے دل میں ڈالے۔ لکھتے وقت ان فصلوں میں کچھ باتوں کی تکرار بھی ہو گئی ہے لیکن میں نے ان فصلوں کو ان کی تکمیل کے بعد اسی حالت پر برقرار رکھا ہے جو تالیف کے وقت تھی، ان میں نہ کچھ تقدیم و تاخیر کی اور نہ مکررات میں سے کچھ حذف ہی کیا؛ کیوں کہ یہ تکرار بھی نفع بخش ہے اور تقدیم و تاخیر میں کچھ ضرر بھی نہیں۔

مقدمہ شروع کرنے سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ کچھ منکرات وہ ہیں جن کے منکر اور قبیح شرعی ہونے کے لیے کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کی شدت قبح اور ظہور شناعت کے پیش نظر ان کے منکر ہونے میں محض ان کی حالت کا بیان ہی کافی ہے۔

مثلاً جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ دن میں لوگوں کے سامنے زنا کرے تو اس کے اس فعل کی برائی بتانے کے لیے دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف اس بدکار مرد اور عورت کی حالت کا ذکر کر دینا ہی منع و انکار اور زنا کی قباحت ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے۔اور بخدا! اس سے عظیم تر وہ برائی ہے جس کے مرتکب کچھ نادان نافرمان مسلمان ہوئے، وہ یہ کہ انھوں نے اپنے بچوں کا عیسائی اسکولوں میں داخلہ کرایا، بالخصوص ان شرطوں کے ساتھ جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

تو جب میں یہ کہوں کہ فلاں مسلمان نے ایک عیسائی اسکول میں اپنے بچے کا داخلہ کرایا اس شرط کے ساتھ کہ وہ عیسائی مذہب کی تعلیم حاصل کرے گا، عیسائی بچوں کے ساتھ گرجا گھر جائے گا، ان کے ہمراہ عیسائیوں کی سی عبادت کرے گا، تو یہ کام چوں کہ قباحت اور برائی کی آخری حد کو، اور ایسا کرنے والا گمراہی اور بے حیائی کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے؛ اس لیے اس کی قباحت ثابت کرنے کے لیے نہ کوئی دلیل پیش کرنے کی حاجت اور نہ یہ بتانے کی ضرورت کہ یہ بدترین منکرات میں سے ہے۔ بلکہ محض اسے بیان کر دینا اس کی قباحت ظاہر کرنے اور اس کا ارتکاب کرنے والے جاہلوں، فاسقوں اور گمراہوں کی مذمت کے لیے کافی ہے۔

اے کاش مجھے علم ہوتا کہ یہ جاہل فاسق یا دین سے سرتابی کرنے والا منافق اللہ تعالیٰ سے تو نہیں ڈرتا، اس سے حیا نہیں کرتا، عذاب اور حساب سے خوف نہیں کھاتا تو کم از کم اپنی جماعت اور اپنے ہم مذہبوں سے بھی حیا کیوں نہیں کرتا جن کے ساتھ وہ اور اس کی اولاد ننگ و عار کی حالت میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ بلکہ بخدا! وہ ان کافروں کی نگاہوں سے بھی گر جاتا ہے؛ کیوں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کا کوئی مذہب نہیں ہے اسی لیے وہ اسے ایک خیانت پسند اور بے وفا شخص کی حیثیت سے دیکھتے ہیں، کیوں کہ انھیں معلوم ہے کہ ان کی شرائط کے مطابق ان کے اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کرانے سے اس کا مقصد بچوں کو حقیقتاً عیسائی بنانا نہیں ہے، بلکہ

محض اپنے دین سے اس کی لا پرواہی اس عمل کا باعث بنی ہے۔اور اس کے لیے اس نے ان ہلاکتوں کی بھی کوئی پرواہ نہ کی جو اسے اور اس کے بچوں کو ان کے دین میں لاحق ہوں گی۔

ایسے شخص کے لیے سب سے بڑا عذر سرکار علیہ السلام کا یہ فرمان ہے: جب تمھیں حیا نہیں تو جو چاہو کرو۔ اور اس نے حیا کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اس کے نزدیک کفر و ایمان اور مدح وذم سب برابر ہو گئے۔

اب میں **اس کتاب کا مقدمہ** شروع کرتا ہوں۔ اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو درستی کی رہ نمائی فرمانے والا ہے۔

مقدمہ دو مبحثوں پر مشتمل ہے

مبحث اول:

خیر خواہی اور نصیحت کے بارے میں بعض آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ

یہ مبحث دوم کی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح مسلم، ریاض الصالحین اور ابن علاّن کی شرح ریاض الصالحین کا اختصار ہے۔ بجز شیخ اکبر کی عبارت کے جو میں نے ان کی کتاب سے نقل کی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے جو بات کہی اس کے بارے میں ان کی طرف سے خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وانصح لکم، میں تمھارا بھلا چاہتا ہوں۔

حضرت سلمی نے حقائق میں لکھا ہے کہ بعض مفسرین نے ”انصح لکم“ کی تفسیر یہ کی ہے، میں ہدایت کی طرف تمھاری رہ نمائی کرتا ہوں۔ شاہ کرمانی نے فرمایا: نصیحت کی علامتیں تین ہیں:

(۱) مسلمانوں کو مصائب میں مبتلا دیکھ کر دل کا غمگین و رنجیدہ ہونا۔ (۲) ان کی خیر خواہی کرنا۔ (۳) ان کی ایسے کاموں کی جانب رہ نمائی کرنا جو ان کے لیے مفید اور کار آمد ہوں اگرچہ وہ اپنی جہالت و نادانی سے اس ہدایت و رہ نمائی کو ناگوار سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وسلم کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا: ”انا لکم ناصح امین“ میں خدا کی عبادت کرنے اور اس کے ما

سوا خداؤں سے رشتہ ناطہ توڑ لینے کا جو حکم تمھیں دے رہا ہوں اس میں میں تمھارا بہی خواہ ہوں اور اللہ کے پیغام کو پہنچانے اور خیر خواہی کرنے میں امانت دار ہوں۔

اس بارے میں حدیثیں بھی بکثرت وارد ہیں۔امام مسلم ابو رقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے، یعنی یہ دین کا ستون اور اس کا قوام ہے۔ جیسے کہ فرمایا: حج عرفہ ہے، یعنی حج کا ستون اور اس کا قوام ومدار وقوف عرفہ ہے۔

اس حدیث میں دین کو نصیحت قرار دے کر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصیحت کی اتنی زیادہ تعریف فرمائی کہ اسے پورا دین ٹھہرا دیا اگر چہ وہ اس کے علاوہ اور بہت سے اوصاف وخصائل پر بھی مشتمل ہے۔

صحابۂ کرام کہتے ہیں: ہم نے عرض کی یہ خیر خواہی کس کے لیے ہے آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے۔خطابی نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے خیر خواہی کا مطلب ہے: اس پر ایمان لانا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اس کے اسما وصفات میں جدال ونزاع نہ کرنا، اس کو صفات جمال وکمال سے متّصف کرنا، ہر طرح کے عیوب ونقائص سے اس کو پاک جاننا، اس کی فرماں برداری کرنا، اس کی نافرمانی سے بچنا، اسی کے لیے محبت کرنا اور اسی کے لیے بغض رکھنا، اس کے فرماں برداروں سے دوستی رکھنا، نافرمانوں سے دشمنی رکھنا، اس کے ساتھ کفر کرنے والوں سے جہاد کرنا، اس کی نعمتوں کا معترف ہونا، ان نعمتوں پر اس کا شکر گزار ہونا، تمام معاملات میں اخلاص برتنا، مذکورہ تمام اوصاف کی جانب دعوت دینا اور ان پر لوگوں کو ابھارنا، لوگوں کے ساتھ نرم سلوک کرنا اور ان باتوں کی ان کو تعلیم دینا جنھیں وہ سمجھ سکتے ہوں۔

خطابی نے مزید کہا: ان اوصاف میں در حقیقت بندے کی خود اپنی خیر خواہی ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نصیحت کرنے والوں کی نصیحت اور سارے عالم سے بے نیاز ہے۔

(پھر سرکار نے ارشاد فرمایا:) یہ خیر خواہی اللہ کی کتاب کے لیے ہے۔علما نے بیان کیا ہے کہ کتاب اللہ کی خیر خواہی کا مطلب ہے: اس پر ایمان رکھنا کہ یہ اللہ کا کلام اور اس کا نازل کردہ ہے، مخلوق کا کوئی بھی کلام اس کے مشابہ نہیں ہو سکتا اور کوئی بھی انسان اس جیسا کلام پیش کرنے

پر قادر نہیں، کما حقہ اور اچھے انداز میں اس کی تلاوت کرنا، تلاوت کے وقت فروتنی اختیار کرنا، حروف کی صحیح ادائگی کرنا، تحریف کرنے والوں کی بے جا تاویلوں سے اس کی حفاظت کرنا، اس کی تمام باتوں کی تصدیق کرنا، اس کے احکام سے آگاہ ہونا، اس کے علوم کو سمجھنا، اس کے حکم کی بجا آوری کرنا، اس کی نصیحتوں پر دھیان دینا، اس کے عجائب میں غور وفکر کرنا، اس کی محکم آیتوں پر عمل پیرا ہونا، متشابہات کو حق ماننا، اس کے عام وخاص، ناسخ ومنسوخ اور اس کی تمام وجوہ وانواع کی تلاش وجستجو کرنا، اس کے علوم کی نشر واشاعت کرنا، لوگوں کو اس کی جانب اور اس کی ان نصیحتوں کی جانب بلانا جنھیں ہم بیان کر چکے۔

(پھر سرکار علیہ السلام نے فرمایا:) یہ خیر خواہی اللہ تعالیٰ کے رسول کے لیے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیر خواہی کا مطلب ہے: آپ کی رسالت کی تصدیق کرنا، آپ کی لائی ہوئی تمام باتوں پر ایمان رکھنا، اور جن باتوں کے کرنے کا آپ نے حکم دیا انھیں بجالانا اور جن باتوں سے روکا ان سے باز رہنا، زندگی میں اور وفات کے بعد آپ کی نصرت وحمایت کرنا، آپ کے دشمنوں سے دشمنی کرنا، اور دوستوں سے دوستی رکھنا، آپ کے حق کو عظیم جاننا، آپ کی تعظیم وتوقیر کرنا، آپ کے طریقہ وسنت کا احیا کرنا، آپ کا پیغام عام کرنا، آپ کی احادیث کی نشر واشاعت کرنا، ان کے علوم سے فائدہ اٹھانا، ان کے معانی کی سمجھ پیدا کرنا، لوگوں کو ان کی جانب بلانا، ان کی تعلیم دینے میں نرمی و مہربانی سے کام لینا، ان کو عظیم وجلیل جاننا، انھیں پڑھنے کے وقت باادب رہنا، علم نہ ہونے پر ان میں کلام کرنے سے باز رہنا، ان سے نسبت وتعلق رکھنے کی وجہ سے محدثین کی تعظیم کرنا، آپ کے اخلاق وعادات کو اختیار کرنا، آپ کے آداب کو اپنانا، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب سے محبت کرنا، باب سنت میں بدعتیوں سے اور کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والے سے بغض رکھنا۔

(پھر سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:) اور یہ خیر خواہی ائمہ مسلمین کے لیے ہے۔ ان کی خیر خواہی یہ ہے: حق پر ان کی مدد کرنا، اس میں ان کی فرماں برداری کرنا، انھیں اس کا حکم دینا، نرمی اور لطف کے ساتھ انھیں متنبہ کرنا اور پند وموعظت کرنا انھیں مسلمانوں کے ان حقوق سے آگاہ وبا خبر کرنا جن سے وہ غافل ہیں اور جو ان تک رسائی حاصل نہ کر سکے ہیں۔ ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا، ان کی اطاعت و فرماں برداری کے لیے مسلمانوں کے دلوں کا مانوس ہونا، جھوٹی تعریف

کر کے انھیں دھوکے میں نہ ڈالنا، ان کے لیے صلاح وفلاح کی دعا کرنا۔

یہ سب اس بنا پر ہے کہ ائمہ سے مراد خلفا اور وہ لوگ ہیں جن پر مسلمانوں کے معاملات کی انجام دہی کی ذمہ داری ہے۔ یہی مشہور ہے اور خطابی نے اس کو بیان کیا ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ لفظ ائمہ کو ائمہ علماے دین کی تاویل میں بھی لیا جاتا ہے تو ان کی خیر خواہی کا مطلب ہوگا: ان کی روایات کو قبول کرنا، احکام میں ان کی تقلید کرنا، ان کے ساتھ حسنِ ظن رکھنا۔

(اس کے بعد سرکار علیہ السلام نے فرمایا:) یہ خیر خواہی عام مسلمانوں کے لیے ہے۔ ان کی خیر خواہی یہ ہے: دنیوی و اخروی مصلحتوں کی جانب ان کی رہ نمائی کرنا، ان مصلحتوں پر اپنے قول و عمل سے ان کی مدد کرنا، ان کی پردہ پوشی کرنا، ان کی ضروریات پوری کرنا، ان سے ضرر رساں چیزوں کو دور کرنا، ان کے لیے نفع بخش چیزوں کے حصول کا سبب بننا، نرمی کے ساتھ انھیں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، جو خود کو پسند ہو وہی ان کے لیے بھی پسند کرنا اور جو خود کو ناپسند ہو وہ ان کے لیے بھی ناپسند کرنا، اپنے قول و فعل سے ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا، انھیں نصیحت کی ان تمام قسموں کو اختیار کرنے پر برانگیختہ کرنا جن کا بیان ہم نے ابھی کیا ہے۔

اسلاف کرام میں کچھ ایسے بھی تھے جو نصیحت و خیر خواہی میں اس حد تک پہنچے ہوئے تھے کہ انھوں نے اپنی دنیا کو نقصان میں ڈال دیا اور اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ ابن بطال نے کہا: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نصیحت و خیر خواہی کا نام دین اور اسلام ہے اور اس پر بھی دلیل ہے کہ دین قول پر واقع ہوتا ہے۔ نصیحت فرض کفایہ ہے جسے اگر ایک شخص بھی ادا کر دے تو وہ باقی لوگوں سے ساقط ہو جائے گا۔ یہ بقدر طاقت وضرورت اس وقت واجب ہے جب نصیحت کرنے والے کو یہ معلوم ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی، اس کی بات مانی جائے گی اور اسے اپنے اوپر کوئی خطرہ بھی نہ ہو۔ لیکن جب اسے لوگوں کی طرف سے کسی اذیت اور تکلیف کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے نصیحت صرف جائز ہے لازم نہیں۔

صحیح و متفق علیہ حدیث میں حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی یعنی ان سے یہ عہد و پیمان کیا کہ نماز قائم کروں گا، زکوٰۃ ادا کروں گا، اور تمام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کروں گا۔

(حدیث متفق علیہ: وہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم دونوں میں ہو)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری متفق علیہ حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی بھلائی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ ابن الصلاح نے کہا: اس حدیث کو دشوار اور مشکل سمجھا جاتا ہے حالاں کہ ایسا نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تم میں کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہ ہوگا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اہل ایمان ایک جسم کی طرح ہیں کہ جب جسم کا کوئی ایک حصہ بیمار ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے پورا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "الامر المحکم المربوط بما یلزم الشیخ و المرید من الشروط" کے شروع میں لکھا ہے "جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا:

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ (الشعراء: ۲۱٤)

"اور اے محبوب! اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ"

تو محمد ﷺ نے اپنے قرابت داروں کو بلایا اور کوہ صفا پر کھڑے ہو کر انھیں ڈر سنانے لگے اور جس بات کے کہنے کا آپ کو حکم دیا گیا تھا وہ ارشاد فرمانے لگے۔ (صحیح مسلم)

امام مسلم نے ہی اپنی صحیح میں نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث تخریج فرمائی کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: دین نصیحت کا نام ہے، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کس کے لیے؟ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، ائمہ مسلمین اور عامہ مسلمین کے لیے۔ شریعت کے حکم کے مطابق قریبی رشتہ دار بھلائی کے زیادہ حق دار ہیں۔

ان کی دو قسمیں ہیں: ایک قرابت خاکی (نسبی قرابت) دوسری قرابت دینی۔ شریعت میں اعتبار قرابت دینی ہی کا ہے؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو مذہب والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ لہٰذا اگر دین نہ ہو تو نسبی قرابت کسی چیز کی وارث نہ ہو۔

ہمارے شیخ ابو العباس نے اس کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا ہے، وہ یہ کہ ایک دن میں

نے ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پوچھا: قریبی رشتہ دار بھلائی کے زیادہ مستحق ہیں، تو انھوں نے جواب دیا: ہاں! وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھلائی کے زیادہ مستحق ہیں۔ مگر اللہ نے ارشاد فرمادیا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔(الحجرات: ۱۰)

"ایمان والے ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں"

اس لیے جب ایمان ثابت ہوگا تو رشتہ اخوت ثابت ہوگا۔ اور جب رشتہ اخوت ثابت ہوگا تو شفقت و رحمت ثابت ہوگی اور شفقت و رحمت کے معنی اس کے سوا اور کیا ہے کہ تم اپنے بھائی کو دوزخ سے بچا کر جنت میں لے جاؤ، اسے جہالت سے علم کی طرف، مذمت سے مدح کی طرف اور نقص سے کمال کی طرف منتقل کرو؛ کیوں کہ امام مسلم نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے کہ بندے کا ایمان اس وقت تک کامل نہ ہوگا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ اہل ایمان غیروں کے خلاف باہم متحد و متفق ہیں۔ ایک مومن دوسرے مومن کے حق میں عمارت کی طرح ہے، جس کا بعض حصہ بعض کو قوت پہنچاتا ہے۔

اس حکم کے مطابق مومنین کی خیر خواہی کرنا، انھیں غفلت سے ہوش میں لانا، جہالت کی نیند سے انھیں بیدار کرنا اور انھیں جہنم کے اس گڑھے میں گرنے سے بچانا ضروری ہے جس کے قریب وہ جا پہنچے ہیں۔"

اس کتاب کے مؤلف فقیر یوسف نبہانی عفا اللہ عنہ نے کہا: یہ بات پورے طور پر واضح ہوگئی کہ نصیحت نہایت تاکید کے ساتھ شرعاً مطلوب ہے؛ کیوں کہ سرکار علیہ السلام کے فرمان "الدین النصیحة" میں اسے دین قرار دیا گیا ہے۔

نصیحت کے کثیر مراتب ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ وہ ہے جس کا تعلق دینی معاملات سے ہو، خاص طور سے جو دین کی اساس اور اس کی بنیاد سے اس طرح متعلق ہو کہ آپ کے اوپر جس شخص کی خیر خواہی اور نصیحت لازم ہے، اس کے (معاذ اللہ!) دین اسلام سے نکل جانے کا اندیشہ ہو ان اسباب و ذرائع کو بروے کار لانے کی وجہ سے، جن کے مہلک نتائج سے وہ ناآشنا ہے۔ تو اس صورت میں اس کی خیر خواہی کرنا اور اسے ان اسباب کے مضر اثرات و نتائج سے آگاہ کرنا واجب ہے، اور یہ ایسے اسباب سے واقف تمام لوگوں کے لیے نہایت تاکیدی حکم ہے۔

انھیں میں سے ایک آج کل بعض ممالک میں جاہل مسلمانوں کا اپنے بچوں کو عیسائیوں کے اسکولوں میں داخل کرانا ہے۔ یہ بچے ان میں چند سال رہ کر اس حال میں نکلتے ہیں کہ زیادہ تر ان کا عقیدہ بگڑ چکا ہوتا ہے۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم.

اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ کی جاہ و منزلت کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اپنے دین مبین کی نعمت اور صراط مستقیم کی ہدایت پر ہمیشہ قائم رکھ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا اور ان لوگوں کے راستے سے دور رکھ جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں۔ آمین۔

دوسری بحث:
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ. (آل عمران: ۱۰۴)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے۔

خیر: سے مراد تمام اچھے اور قابل رغبت افعال ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ اسلام سے کنایہ ہے۔

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

(آل عمران: ۱۰۴)

"اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے روکیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"

اور فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ.

(آل عمران: ۱۱۰)

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ لہذا جس کے اندر یہ وصف پایا جائے گا وہی امت کے افضل ترین گروہ میں سے ہوگا۔

اور فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ (الاعراف:۱۹۹)

اے محبوب! عفو و درگزر سے کام لو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

اور فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ. (التوبہ:۷۱)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایک دوسرے کے مددگار ہیں

سلمی نے حقائق میں فرمایا: "اولیا" سے مراد ایسے انصار و اعوان ہیں جو عبادت میں ایک دوسرے کی مدد کرتے، عبادت کی جانب سبقت کرتے، ان کا ہر فرد اپنے ساتھی کی پشت پناہی کرتا اور نجات کی راہ پر چلنے میں اس کی مدد کرتا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے حق میں اس عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو قوت پہنچاتا ہے۔ نیز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ ابو بکر وراق نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن سے فطری اور طبعی محبت کرتا ہے۔ اور منافقوں کے برخلاف فرمان خداوندی:

"وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (آل عمران:۱۰۴) کے مطابق لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتا اور انھیں برائی سے روکتا ہے۔

اور فرمایا:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ (المائدہ:۷۸-۸۱)

بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِمَا السَّلَام کی زبانی لعنت کی گئی اور یہ ان کی نافرمانی اور ان کے حد سے گزر جانے کے سبب ہوئی۔ "وہ کسی ایسے برے کام سے ایک دوسرے کو

نہ روکتے جس کا وہ ارتکاب کرتے۔ضرور وہ بہت ہی برا کام کرتے تھے۔ان میں تم بہتوں کو دیکھوگے کہ وہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔کیا ہی بری چیز ہے وہ جو انھوں نے اپنے لیے آگے بھیجی۔یعنی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا،اور وہ عذاب ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔"اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے ،مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں"۔

اور فرمایا:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ. (الکھف:۲۹)

"اور فرمادو کہ حق تمھارے رب کی طرف سے ہے"۔

یعنی حق وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو نہ کہ وہ جس کا ہوائے نفس تقاضا کرے۔

اور فرمایا:

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ. (الکھف:۲۹)

"توجو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے"

یعنی اللہ تعالیٰ کو مومنوں کے ایمان اور کافروں کے کفر کی کوئی پروانہیں ہے۔سلمی کی "حقائق"میں ہے کہ ابن عطاء اللہ نے کہا: حق تعالیٰ نے مخلوق کے لیے حق اور حقیقت کا راستہ ظاہر کر دیا ہے اس لیے کچھ لوگ توفیق الہی سے اس راستے پر چلتے ہیں اور کچھ توفیق سے محرومی کے سبب اس سے روگردانی کرتے ہیں۔یوں حق تعالیٰ جس کے لیے ہدایت کا ارادہ فرماتا ہے اسے راہ ایمان کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔اور جس کے لیے وہ ضلالت وگمراہی کا ارادہ کرتا ہے اسے کفر اور دور کی گمراہی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

اور فرمایا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر:۹٤)

"تم اس کا اعلان کردو جس کا تمھیں حکم دیا جارہا ہے۔"

مزید فرمایا:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍ. (الاعراف:۱٦٥)

پھر جب وہ بھلا بیٹھے جو نصیحت انھیں ہوئی تھی تو ہم نے برائی سے منع کرنے والوں کو بچا لیا اور ظالموں کو ان کی نافرمانی کے سبب سخت عذاب میں گرفتار کیا۔

اس بارے میں کثیر آیات کریمہ وارد ہیں اور احادیث بھی۔ چناں چہ امام مسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے میرے تمام امتیو! جو اس وقت موجود ہو یا موجود نہیں ہو تم میں جو مکلف اور قدرت رکھنے والا کسی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے بدل دے۔ اور اگر اس کی قدرت نہ رکھے تو اپنی زبان سے، اور اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھے تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

یہ فرض عین ہے جو کسی حالت میں ساقط نہیں ہو سکتا۔ اور ناپسندیدہ چیز پر راضی ہونا قبیح ترین منکرات میں سے ہے۔

امام بخاری نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے والا یعنی اس کی ممنوعات و منہیات کا انکار کرنے والا، ان کے ازالہ و دفع کی کوشش کرنے والا اور ان میں واقع ہونے والا یعنی ان کا ارتکاب کرنے والا ایسے لوگوں کی طرح ہیں جو کسی کشتی پر بیٹھنے کی جگہوں کے لیے قرعہ اندازی کریں، تو ان میں بعض کو بالائی حصہ ملے اور بعض کو زیریں حصہ، نیچے والوں کو جب پانی لینے کی حاجت ہو تو وہ اوپر والوں کے پاس سے ہو کر گزریں جس سے اوپر والوں کو تکلیف ہو۔ اس لیے زیریں سطح والوں نے سوچا کہ اگر ہم کشتی کے اپنے حصے میں سوراخ کر لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں (تو بڑا اچھا ہو) تو اگر بالائی نشست والے ان کو اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے چھوڑ دیں تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ اور اگر ان کا ہاتھ پکڑ کر انھیں اس سے باز رکھیں تو وہ خود بھی ہلاکت سے بچ جائیں گے اور نیچے والے بھی۔

اس طرح حدود اللہ کو قائم کرنے سے قائم کرنے والے کی بھی نجات ہے اور جس پر وہ قائم کی گئیں اس کی بھی۔ ورنہ عصیاں کار اپنی معصیت کی وجہ سے ہلاک ہو گا اور خاموش رہنے والا اس پر راضی ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو گا؛ کیوں کہ حدیث پاک میں عذاب کا مستحق ہونا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں کے ترک کو شامل ہے۔ (یعنی دونوں میں سے جسے بھی چھوڑے گا عذاب کا مستحق ہو گا)

ترمذی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث حسن روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم ضرور نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو۔ ورنہ قریب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حکمرانوں کے ظلم و ناانصافی یا دشمنوں کے غلبہ و تسلط یا کوئی اور بلا و مصیبت کا عذاب تمھارے اوپر بھیج دے۔ پھر تم دعائیں کروگے تو قبول نہیں کی جائیں گی۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ برائی جب روکی نہ جائے تو اس کی نحوست اور بلا میں برائی کرنے والے اور نہ کرنے والے سب گرفتار ہوتے ہیں۔

بخاری و مسلم نے ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کی، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا ”کیا ہم اپنے درمیان صالحین اور نیکوکار بندوں کی موجودگی کے باوجود ہلاک کر دیے جائیں گے؟ تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا: ہاں! جب گندگی کی کثرت ہوگی“، یعنی جمہور کی تفسیر کے مطابق فسق و فجور کی زیادتی اور ان کا دور دورا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب فسق و فجور عام ہوگا تو ہلاکت بھی عام ہوگی، اگرچہ نیک لوگ بھی بکثرت موجود ہوں۔

اس حدیث میں معصیت کی نحوست کو بیان کیا گیا اور اسے روکنے پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔

مؤلف کتاب کہتا ہے: جب معصیت اور لوگوں کو اس سے منع نہ کرنے کی نحوست کا نتیجہ عام ہلاکت و تباہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے تو پھر کفر اور لوگوں کو اس سے نہ روکنے کی نحوست کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟۔ مثلاً مسلمان بچوں کو عیسائی اسکولوں میں ان معلوم اور منحوس و ناپسندیدہ شرطوں کے ساتھ داخل کرانا جن کا نتیجہ ان کے اور اس داخلے پر راضی ان کے والدین اور سرپرستوں کے کفر کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ ہلاکت سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ جو مصیبت گناہ کرنے والے اور گناہ پر راضی ہونے والے پر نازل ہوتی ہے اس سے وہ فقط موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں یا طرح طرح کی دنیاوی مصیبتوں میں گرفتار ہوتے ہیں بلکہ وہ دینی مصیبتوں کو بھی عام ہوتی ہے، بلکہ یہی سب سے بڑی ہلاکت ہے۔ خاص کر اس وقت جب یہ (معاذاللہ) حد کفر و شرک کو پہنچ جائیں۔

اس مقام پر مقدمہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ اب ہم فصلوں کا بیان شروع کرتے ہیں۔

پہلی فصل

بچوں کی ادب آموزی کے طریقے

یہ فصل نشوونما کے ابتدائی مرحلے میں مسلمان بچوں کے طریقۂ تادیب کے بیان میں ہے۔

میں نے یہ فصل امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف "احیاء علوم الدین" کی کتاب "ریاضۃ النفس و تھذیب الخلق" سے اخذ کی ہے۔ انھوں نے بچے کو شائستگی اور پاکیزہ اخلاق و عادات سے آراستہ کرنے کے بارے میں کئی اچھی باتیں ذکر کی ہیں، جو ان سے آگہی کی خواہش رکھتا ہو وہ اس کی جانب رجوع کرے۔ میں نے یہاں صرف انھیں باتوں پر اکتفا کیا ہے جن کا ذکر اس مقام پر ضروری ہے۔ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "بچوں کی تربیت بہت اہم ہے اور اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔ بچہ اپنے والدین کے پاس ایک امانت ہے۔ اور اس کا صاف ستھرا دل ایک ایسی نفیس اور سادہ تختی ہوتی ہے جو ہر طرح کے نقش اور تصویر سے خالی ہوتی ہے۔ وہ ہر نقش کو قبول کرتا ہے اور جس طرف اسے مائل کیا جائے مائل ہو جاتا ہے، اگر اسے اچھائی کا عادی بنایا جائے اور بھلائی کی تعلیم دی جائے تو وہ اسی کے مطابق پروان چڑھے گا اور دنیا و آخرت کی سعادت سے بہرہ ور ہوگا۔ اس کے ثواب میں اس کے والدین، اس کے تمام معلّمین اور ادب دہندگان شریک ہوں گے۔ اور اگر اسے برائی کا عادی بنایا گیا اور جانوروں کی طرح اسے چھوڑ دیا گیا تو وہ بدنصیبی کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائے گا، اور گنہگار اس کے سرپرست اور ذمہ دار ہوں گے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا. (التحریم:٦)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔

جب باپ، بچے کو دنیا کی آگ سے بچاتا ہے تو آخرت کی آگ سے بہ درجۂ اولی بچانا چاہیے۔ اسے آگ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ادب سکھائے، مہذب و شائستہ بنائے، عمدہ اخلاق کی تعلیم دے، قرآن کریم کی کچھ سورتیں زبانی یاد کرائے، عیش کوشی کا عادی نہ بنائے اور زیب و زینت، آسودگی و خوشحالی کے اسباب کا دل دادہ نہ بنائے کہ وہ بڑا ہو کر اپنی عمر انھیں کی تلاش

میں ضائع کر دے اور ہمیشہ کے لیے ہلاک ہو جائے، بلکہ مناسب یہ ہے کہ شروع ہی سے اس کی نگہ داشت کرے، اس کی پرورش و پرداخت اور دودھ پلانے کے لیے حلال غذا کھانے والی، نیک اور دین دار عورت کی خدمات حاصل کرے۔ کیوں کہ حرام غذا سے پیدا ہونے والے دودھ میں برکت نہیں ہوتی ہے۔ پھر جب اس دودھ سے بچے کی نشو و نما ہو گی تو اس کی طبیعت میں گندگی و ناپاکی رچ بس جائے گی اور اس کا میلان طبع انھیں گندی باتوں کی طرف ہو گا جو اسے راس آئیں گی۔

جب باپ کو اپنے بچے کے اندر اچھے برے میں فرق کرنے کے آثار و علامات نظر آئیں تو اس کی اچھی طرح نگرانی کرے۔ سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ بچہ حیا کرنے لگے؛ کیوں کہ جب وہ شرمیلا اور باحیا ہو جائے اور کچھ افعال چھوڑ دے تو یہ اس پر نور عقل کی ضیا پاشی کے سوا کچھ نہیں۔ گویا وہ بعض چیزوں کو قبیح اور بعض چیزوں کو اچھی سمجھتا ہے؛ اس لیے وہ ایک چیز سے حیا کرتا ہے تو دوسری سے نہیں کرتا۔ یہ اللہ تعالی کی جانب سے اس کے لیے ایک سوغات اور مژدہ ہے جو اخلاقی میانہ روی اور صفائی قلب کی دلیل ہے اور وقت بلوغت اس کے کمال عقل و خرد سے بہرہ مند ہونے کی بشارت ہے۔

اس لیے یہ مناسب نہیں کہ حیادار بچے کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے، بلکہ اس کی تعلیم و ادب آموزی کے لیے اس کی حیا اور اچھی بری چیزوں کے درمیان تمیز کرنے کی اس کی صلاحیت سے مدد لی جائے۔ پھر مکتب میں اسے مصروف کر دیا جائے تاکہ وہ قرآن اور اچھوں کی باتیں سیکھے، نیکوں کی حکایات اور ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرے جس سے اس کے دل میں صالحین کی محبت پیدا ہو جائے۔

انھیں ایسے اشعار سے محفوظ رکھے اور بچائے جن میں عشق و محبت کے تذکرے ہوں، ایسے ادبا کے میل جول سے دور رکھے جن کا زعم باطل یہ ہے کہ ان اشعار کا تعلق ایک قسم کی ظرافت و خوش طبعی سے ہے۔ کیوں کہ وہ بچوں کے دلوں میں فساد کی تخم ریزی کرتے ہیں، لغو بیانی، فحش گوئی، لعن طعن اور گالی گلوج سے باز رکھے اور ان لوگوں کے میل جول سے بھی بچائے جو ایسی کسی بری عادت میں مبتلا ہوں؛ کیوں کہ یہ سب چیزیں یقیناً برے ہم نشینوں سے ذہن و دماغ میں سرایت کرتی ہیں اور بچوں کی اصل ادب آموزی انھیں برے ہم نشینوں سے بچانا ہے۔

جب بچہ سن تمیز کو پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اسے طہارت اور نماز ترک کرنے کا موقع نہ دیا جائے اور رمضان شریف کے کچھ روزے رکھنے کا اسے حکم دیا جائے، ریشم و دیبا اور سونا پہننے سے بچایا جائے اور اسے ان تمام حدود و احکام شرع کی تعلیم دی جائے جن کی اسے ضرورت پڑے گی، چوری، حرام خوری، خیانت، جھوٹ، فحش اور ان تمام برائیوں سے اسے ڈرایا جائے جو عام طور سے بچوں میں پائی جاتی ہیں۔ جب اس کی نشوونما بچپن میں اس انداز سے ہوگی تو جب وہ قریب البلوغ ہوگا، ان امور کے اسرار و رموز سے اسے آشنا کرانا ممکن ہوگا۔ لہٰذا اسے یہ بتایا جائے کہ کھانا دوا کی طرح ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طاعت پر قدرت حاصل کرے۔ نیز یہ بتایا جائے کہ پوری کائنات کی کوئی حقیقت نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کی بقا نہیں ہے اور موت اس کی نعمت کو ختم کر دیتی ہے، دنیا ایک گزر گاہ ہے، دار قرار نہیں اور آخرت دار قرار ہے، گزر گاہ نہیں۔ موت ہر وقت متوقع ہے۔ عقل مند اور دانا وہ ہے جس نے دنیا سے آخرت کے لیے زاد راہ لے لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا مرتبہ عظیم ہو جاتا ہے اور جنت میں اس کی آسائش بڑھ جاتی ہے۔

جب پرورش اچھی ہوگی تو یہ بچے کے بالغ ہونے کے وقت موثر اور مفید ہونے کے ساتھ دل میں اس طرح ثبت ہو جائے گی جیسے نقش پتھر میں۔ اور اگر اس کی نشوونما اس کے برعکس ہو کہ وہ لہو و لعب، فحش گوئی اور بے حیائی کا عادی ہو جائے اور کھانا، لباس، زیب و زینت اور باہمی فخر و مباہات کا دل دادہ ہو جائے تو اس کا دل حق قبول نہ کرے گا۔ جیسے دیوار خشک مٹی کو قبول نہیں کرتی۔ یہی وہ ابتدائی امور ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ بچہ اپنے جوہر کی بنیاد پر خیر و شر دونوں کو قبول کرنے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، یہ اس کے والدین ہیں جو کسی ایک جانب اسے مائل کر دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"۔

اے عقل مند، اپنے اور اپنے بچوں کے لیے مہربان مسلمان! (اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے) غور کرو امام غزالی نے مسلمان کے بچوں کو بچپن میں ادب دیتے وقت کس طرح ان اشعار کو سکھانے سے منع فرمایا جن میں عشق و محبت کا ذکر ہو۔ نیز ان شعرا کی ہم نشینی سے منع فرمایا اس اندیشے

سے کہ کہیں ان کے دلوں میں بگاڑ کی تخم ریزی نہ ہو جائے۔ تصور کرو کہ وہ اس شخص کے بارے میں کیا کہیں گے جو اپنے بچوں کو عسائیوں کے اسکولوں میں داخل کرتے ہیں جن میں وہ ان کا دین سیکھتے ہیں، ان کے گرجاگھروں میں جاتے ہیں، ان میں عسائی بچوں کے ساتھ عبادت کرتے ہیں، ان سے میل جول رکھتے ہیں، ان سے سیکھتے ہیں اور ان کے ساتھ کئی سالوں تک رات و دن گزارتے ہیں۔

کسی کے دل میں یہ خیال بھی نہیں گزرتا تھا کہ مسلمانوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں بعض مسلمانوں کی جانب سے ایسا برا اور سنگین کام انجام پائے گا۔ اور اب جب کہ بہت سے ملکوں میں ایسا ہو رہا ہے تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس سے اظہار بیزاری کریں اور جنت و دوزخ کے راستوں میں خط امتیاز کھینچ دیں۔

دوسری فصل

عیسائی اسکولوں میں داخلے کے شرائط

واضح رہے کہ میں شہر بیروت میں پندرہ سال سے بھی زیادہ طویل مدت تک قیام پزیر رہا، اس درمیان ان عیسائی اسکولوں کے کچھ حالات سے آگاہ ہوا جن میں اپنے یا اپنے زیر اثر بچے کو داخل کرانا کسی مسلمان کے لیے کسی طور بھی جائز نہیں۔

بیروت، شامی سمندر کے ساحلی شہروں میں ایک عظیم ترین شہر ہے۔ جو حالیہ زمانوں میں دور و نزدیک کے علاقوں سے آنے والے مسلمانوں اور غیر مسلموں کا سنگم ہو گیا ہے۔ اسی لیے فرنگیوں نے اس پر خاص توجہ دیتے ہوئے یہاں بڑے بڑے اسکول کھولے، اور ان پر زر کثیر صرف کیا، ان میں تعلیم اور تمام مذاہب کے طلبہ کے لیے داخلے کی عام اجازت رکھی، لیکن انھوں نے سب سے اہم شرط یہ رکھی کہ ہر طالب علم کو نصرانی دین سیکھنا ہوگا اور اسکول کے گرجاگھر میں عیسائی مذہب کے مطابق عبادت کرنی ہوگی۔ انھوں نے اس بارے میں عیسائی اور مسلمان بچوں کے مابین کوئی فرق و امتیاز نہ رکھا، لہذا مسلمان بچے جب تک ان اسکولوں میں رہتے ہیں وہ بغیر کسی فرق کے عیسائی بچوں ہی کی طرح عیسائی بن کر رہتے ہیں۔ اب میں آپ کے ملاحظہ کے لیے

وہ عبارت ذکر کر رہا ہوں جو میں نے چند سالوں پہلے اپنی کتاب ”افضل الصلوات علی سید السادات (ﷺ)“ کی پشت پر لکھی تھی پھر وہ باتیں ذکر کروں گا جو اللہ نے مجھ پر منکشف فرمائیں۔ ”اہل یورپ (فرنگیوں) کے جو اسکول اسلامی ملکوں میں کھولے گئے ہیں، ان میں داخلہ کے لیے سب سے اہم شرط یہ ہے کہ طالب علم کو خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو، عیسائی دین حاصل کرنا پڑے گا۔ ہر روز عبادت کے لیے عیسائی طلبہ کے ساتھ گرجا گھر جانا ہوگا اور ان کے ساتھ مذہبی افعال بجالانا ہوگا۔ اور جسے یہ شرائط منظور نہیں ہوتی، اس کا داخلہ بھی نہیں ہوتا۔ بیروت میں ایسے اسکولوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جن میں کچھ مسلمان بھی برسر کار ہیں۔ انھیں اسکولوں میں سے ایک کا نام ”الیسوعیہ“ اور دوسرے کا نام ”مدرسۃ المطران المارونیہ“ ہے۔

اس پر انھیں ملامت نہیں کی جاسکتی؛ کیوں کہ وہ اپنے اسکولوں میں اپنے موافق کام کرتے ہیں، اپنی شرطیں بیان کر دیتے ہیں، اور کسی کو داخلہ لینے پر مجبور بھی نہیں کرتے۔ بڑی ملامت کا مستحق تو وہ مسلمان ہے جو ان اسکولوں میں اپنے بچے کے داخلے پر راضی ہوتا ہے، جن میں وہ سوتا جاگتا اور معلوم شرطوں کے مطابق گرجا گھر جاتا ہے۔

میں تو کہتا ہوں کہ کوئی سچا مسلمان ایسی پرخطر جگہ میں اپنے بچے کو اسی صورت میں داخل کرا سکتا ہے جب وہ ان کی مذکورہ شرطوں سے ناواقف ہو یا اس بارے میں شرعی حکم اسے معلوم نہ ہو۔

جہاں تک ان کی شرطوں کی بات ہے تو لیجیے میں انھیں بیان کیے دیتا ہوں تاکہ ہر کوئی انھیں جان لے۔ رہا اس بارے میں حکم شرعی، تو وہ اس روشن و تابناک شریعت کی کتابوں میں یوں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ کسی بھی عالم پر پوشیدہ نہیں۔ میں اس مقام پر قاضی عیاض کی کتاب ”شفا شریف“ سے ان کی ایک عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ ہر کوئی اس کا حکم جان لے اور اس کے بعد کسی بھی مسلمان کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہے۔

موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مذکور کے آخر میں بہت سی کفر کا سبب بننے والی چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ”اسی طرح ہم ان تمام کاموں کی وجہ سے تکفیر کرتے ہیں جن کے بارے میں مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ان کا صدور کسی کافر ہی سے ہو سکتا ہے، اگرچہ ان کا کرنے والا ان کا ارتکاب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان ہونے کو بھی صراحتاً بیان کرے۔ جیسے بت، سورج یا

چاند یا صلیب یا آگ کو سجدہ کرنا، اہل کلیسا کے ساتھ ان کے کلیسا اور ان کے عبادت خانے میں جانا، ان کا لباس پہننا، مثلاً زنار باندھنا، چوٹی رکھنا۔ کیوں کہ مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ کام کسی کافر ہی سے ہوسکتے ہیں اور یہ افعال کفر کی علامت ہیں۔ اگر چہ انھیں کرنے والا اپنے مسلمان ہونے کو صراحتا بیان کرے"۔

قاضی عیاض کی عبارت پیش کر دینے، مذہب اسلام میں موجود حکم شرعی جان لینے اور ان اسکولوں میں داخلے کی شرط بیان کر دینے کے بعد کسی بھی مسلمان کے لیے یہ عذر باقی نہیں رہ جاتا کہ وہ یہ دعوی کرے کہ مجھے اس کے بارے میں علم نہیں تھا۔ پھر یہ سب جان لینے کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان اپنے بچے کو ان اسکولوں میں اور ان جیسے اسکولوں میں رہنے دے تو بلا شبہہ۔وہ دین پر اپنے یقین کو کھو بیٹھا ہے اور اسے دین کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہم اللہ کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ یہ لا پروائی نگاہوں کو اندھا نہیں کر رہی ہے، بلکہ ان کے دلوں کو اندھا کر رہی ہے جو سینوں میں ہیں۔

اس صورت حال میں حکومت پر لازم ہے کہ وہ ان بے چاروں کو ان کے ذمہ داروں کی ناپسندیدگی کے باوجود، جو ان کی مصیبت کی جڑ ہیں (ان اسکولوں سے) باہر نکالے اور اپنے ان مدرسوں میں انھیں رکھے جو ہر ممنوع شرعی سے پاک ہونے کے ساتھ ان کی تعلیم، تہذیب، تربیت اور انھیں باادب بنانے کے ضامن ہیں، تاکہ اس سے دین و حکومت اور اس کے محافظ سیدنا امیر المؤ منین نصرہ اللہ کی خدمت انجام پائے۔

تیسری فصل

مشنری اسکول اور عیسائیوں کے عزائم

اے عقل مند مسلمانوں! (اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے اور ایسے کاموں کی طرف تمھاری رہ نمائی فرمائے جن میں اس کی رضا و خوشنودی ہو) تم مغربی حکومتوں کی ان کوششوں پر غور کرو جو وہ اسلامی ملکوں میں اسکول کھولنے کے لیے کر رہے ہیں، ان پر سالہا سال سے کثیر سرمایہ صرف کر

رہے ہیں اور ان کے امور و معاملات میں پوری توجہ دے رہے ہیں۔ اے میرے بھائی! کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ اسلام دشمن ممالک یہ سب کچھ اس لیے کر رہے ہیں کہ انھیں تمھارے مسلمان بچے سے شفقت و محبت ہے اور وہ اس کی کامیابی کے خواہاں ہیں۔ اگرچہ اس کا نہ ان کے مذہب سے کوئی تعلق ہے، نہ ان کی حکومت سے۔ بخدا ایسا ہرگز نہیں، بلکہ ایسا کرنے میں ان کے اہم مقاصد اور بے شمار فائدے ہیں جو ان کے اخراجات اور ان کی کوششوں کے مقابل کئی گنا زیادہ ہیں۔ یہ سب تمھارے، تمھارے بیٹوں، تمھارے دین و مذہب اور تمھارے ہم مذہبوں کے خلاف عظیم ترین آفتیں اور سب سے بڑی مصیبتیں ہیں جن سے ہر عقل مند واقف ہے۔

ان (عیسائیوں) کا ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ اپنے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے دلوں سے حقیقی دین اسلام کی روح نکال دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہری اعتبار سے مسلمان ہوں، ان کے گوشت پوست اور خون میں ان عیسائیوں کی محبت رچ بس جاتی ہے، اسی محبت میں وہ پروان چڑھتے، اسی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ اور یہ سب نتیجہ ہے ان کی زبان، عادات و اخلاق، کتابوں، ان کی مشہور شخصیات کے حالات اور سوانح حیات پڑھنے کا۔ ان چیزوں کو اساتذہ بڑے ہی اچھے انداز میں ان کے سامنے بیان کرتے ہیں، اور اسی کے ضمن میں ان کے سامنے اسلامی عقائد، مسلمانوں کی نمایاں شخصیتوں اور ائمۂ دین کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کبھی کبھار وہ سرور پیغمبراں حبیب رب عالم و عالمیاں محمد ﷺ کی ذات گرامی تک تجاوز کر جاتے ہیں۔ یہ باتیں کئی سالوں تک مسلم بچے کے کان سے بار بار ٹکراتی ہیں جس کے نتیجے میں وہ اسکول سے اس طرح نکلتا ہے کہ وہ دین اسلام اور اس کی حمیت سے بالکل ہی عاری ہو چکا ہوتا ہے۔ جس اسکول میں اس نے تعلیم حاصل کی ہے اسے مدد فراہم کرنے والی حکومت اس کے نزدیک اس کی اپنی (اسلامی) حکومت سے زیادہ محبوب ہو جاتی ہے، اور اس کی قومیت اس کے نزدیک اپنی قومیت سے زیادہ پیاری ہو جاتی ہے، وہ اسی قومیت میں اور اس کی شخصیات میں فضل و کمال کا اعتقاد رکھتا ہے، جب کہ ادھر دین اسلام، اپنے نبی سیدنا محمد ﷺ کی سیرت، آپ کے ہدایت یافتہ اور دوسروں کی رہبری و رہ نمائی کرنے والے اصحاب کے فضائل و مناقب، دین مبین کے ائمہ کے فضائل، خلفاے راشدین اور ان کے بعد کے سلاطین اور منصف امرا کے حالات زندگی کے

بارے میں کچھ بھی علم حاصل نہیں کیا۔ بلکہ اس کے سامنے ان کے بارے میں ان شیطان صفت اساتذہ نے ان کے اوصاف حمیدہ اور مناقب جمیلہ کے برخلاف (جھوٹی) روایات بیان کیں، اس لیے اس کے دل میں ان کے بارے میں فضل وکمال کا وہ اعتقاد نہیں پیدا ہوا جو اپنے دین وملک کے دشمنوں کے بارے میں پیدا ہوا۔ یہ طلبہ ظاہری اعتبار سے مسلمانوں کے مابین پلتے بڑھتے اور زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ دین اور حکومت کے دشمن ہوتے ہیں، کیوں کہ ان کے دلوں میں بے دینی اور کھلی گمراہی پوری طرح رچ بس گئی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ جب ان میں سے کسی کو اپنے ہی جیسے گمراہ اور بدبخت شخص کے ساتھ تنہائی مل جاتی ہے تو وہ اس کے ساتھ دین اسلام، اسلامی حکومت اور مسلمانوں کے عادات واطوار پر اعتراضات کے بارے میں محو گفتگو ہو جاتا ہے۔ اور اس اسکول کو چلانے والی حکومت کی تعریف میں رطب اللسان ہو جاتا ہے، جس میں اس نے گمراہی کی تعلیم مکمل کی اور دین اور فضل وکمال سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ ہر سال ان اسکولوں سے ان بے دینوں کی ایک بڑی تعداد نکلتی ہے، اس طرح چند سالوں میں ان کا ایک ”جم غفیر“ جمع ہو جاتا ہے جن میں اکثر یا کل کا یہی حال ہوتا ہے۔ انھوں نے حق کو پس پشت ڈال دیا اور اسے فراموش کر دیا، اور حق سے محرومی کے بعد گمرہی کے سوا ہے ہی کیا۔ ان اسکولوں کو کھولنے کے پیچھے یورپ والوں کے جو مقاصد ہم نے ذکر کیے، ان کی تائید اس سے ہوتی ہے جو فاضل گرامی محمد آفندی طلعت مصری نے اپنی کتاب ”تربیۃ المرأۃ“ کے آخر میں اس رسالہ سے نقل کیا ہے جس کا نام صاحب رسالہ نے ”مجلۃ العالمین“ رکھا ہے۔ یہ شخص ایک مشہور یورپین قلم کار ہے، اس میں اس نے ان کوششوں اور رقوم کا ذکر کیا ہے جو اس کی قوم مشرق میں عیسائیوں کے تغلّب اور ان کے دلوں میں اس کی حکومت کی محبت کا بیج بونے میں صرف کرتی ہے تاکہ وہ اس حکومت کے آلہ کار اور اس کے معین ومددگار بن جائیں۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ ”ان سب کے باوجود ان کوششوں کا مقصد پورے طور پر حاصل نہ ہوا؛ کیوں کہ عیسائی الگ الگ جماعتوں میں بٹے ہوئے ہیں، اس لیے ان منتشر گروہوں کو یکجا کرنا ضروری ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں۔ اور جب وہ ایک گروہ کی شکل اختیار کرلیں گے تو وہ مسلمانوں کا مقابلہ کرسکتے اور ان پر اپنی بالادستی قائم کرسکتے ہیں۔ عیسائیوں کے اسکولوں کے بارے میں، جنھیں انھوں نے اپنے ناپاک

مقاصد و اہداف کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے، گفتگو کرتے ہوئے اس نے اس عداوت اور بغض و عناد کو جو اللہ تعالی کے دین کے تعلق سے اس کی قوم کے سینوں میں پوشیدہ ہے یہ کہتے ہوئے ظاہر کیا کہ عیسائی اقوام کے لیے ضروری ہے کہ ہر طریقے سے اسلام کی مخالفت کریں، اور ہر قسم کے ہتھیار سے اہل اسلام سے جنگ کریں۔ اس کے بعد اس نے اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ طاقت و قوت سے اسلام کا مقابلہ کرنا اسلام کو مزید پھیلنے کا موقع فراہم کرے گا۔ اس لیے اس کے کہنے کے مطابق اسلام کے ستون کو ڈھانے اور اس کی عمارت کو منہدم کرنے کا سب سے کارگر ذریعہ یہ ہے کہ مسلمان بچوں کو عیسائی اسکولوں میں تربیت دی جائے اور ان کی نشو و نما کے دور سے ہی ان کے دلوں میں شک و شبہ کے بیج ڈالے جائیں تاکہ ان کے عقائد اس طور پر بگڑ جائیں کہ ان کو پتا بھی نہ چلے۔ یوں اگر ان میں کوئی عیسائی نہ بھی ہوا تو اتنا تو ہوگا کہ وہ بچے نہ مسلمان رہیں گے نہ عیسائی بلکہ دونوں کے درمیان تذبذب اور کشش و پیچ کا شکار بنے رہیں گے"۔

اس نے کہا: بلاشبہ ایسے لوگ اسلام اور اسلامی ملکوں کے لیے ان لوگوں کی نسبت زیادہ ضرر رساں ثابت ہوں گے جو عیسائیت کو قبول کرنے کا اعلان کریں۔

جب اس نے مسلمان بچیوں کی تربیت کا ذکر چھیڑا تو اپنے دل کی ساری بات بیان کر دی۔ اس نے کہا: عیسائی اسکولوں میں مسلمان لڑکوں کی تربیت اگرچہ موثر ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ لیکن راہبات کے اسکولوں میں مسلم بچیوں کی تربیت ہمارے حقیقی مقصد کے حصول اور جس غایت کے لیے ہم کوشش کر رہے ہیں اس تک ہماری رسائی کے لیے اس سے بڑی محرک و داعی ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں ہی کے ہاتھوں اسلام کے خاتمے کے لیے ان کی بچیوں کو اس انداز سے تربیت دے دینا ہی کافی ہے۔

اس کے بعد اس نے اس نتیجے کا ذکر کیا جو ان کے اسکولوں میں داخلہ لینے پر مرتب ہوگا۔ جیسے مسلم عورت کے اخلاق و کردار میں اس حد تک تبدیلی کہ وہ اپنے شوہر پر غالب آجائے"۔ پھر اس نے کہا: "جب عورت اس طرح غالب آجائے گی تو پورے خاندان کا نظام یکسر بدل جائے گا اور مرد اس کی مٹھی میں آجائے گا، پھر وہ نہ صرف اپنے شوہر کے عقیدہ میں اثر انداز ہوگی بلکہ اسے اسلام سے ہی دور کر دے گی اور اولاد کی ان کے والد کے دین کے تقاضوں کے برخلاف تربیت

کرے گی۔

جس دن ماں اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرے گی وہ اسلام پر غالب آجائے گی۔ لہٰذا کوئی شور و غل اور ہنگامہ کیے بغیر اسلام اور اس کے ماننے والوں سے جنگ کے لیے یہ سب سے زیادہ کامیاب طریقہ اور موثر ذریعہ ہے۔ اور یقیناً یہ طریقہ مقاصد کے حصول اور منزل مقصود تک رسائی کا سب سے بڑا محرک ہے، اس لیے ہمیں اسی کو اپنانا چاہیے۔

رہی بات مسلمانوں سے کھلم کھلا بحث و مباحثے کی کوشش کی تو یہ ان کے نفوس کے اندر مخفی اور ان کے پہلوؤں کے درمیان خوابیدہ تعصب کے عوامل و محرکات کو بیدار کر دے گی یوں ان کو قابو میں نہ لایا جا سکے گا۔ اور یہ کوئی دانش مندی کی بات نہیں ہے"۔

اس کے بعد محمد آفندی طلعت نے کہا:

"یہ وہ باتیں ہیں جن پر کوئی تبصرہ کیے بغیر ایک دردمند انسان نے صرف ان کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ یہ باتیں والدین کے لیے عبرت اور اولاد کے لیے نصیحت کا سامان ثابت ہوں گی"۔

چوتھی فصل

بیروت کا ایک واقعہ

بلا شبہہ مذکورہ اسکول دور و نزدیک کے علاقوں سے تعلق رکھنے والے جاہل مسلمانوں، فاسقوں اور گمراہوں کا مطمح نظر بن چکے ہیں۔ حالاں کہ ان کے حالات و خطرات ایسے ہیں کہ کوئی بھی ایسا مسلمان انھیں پسند نہیں کر سکتا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے۔ وہ لوگ فرنگی زبانوں کو سیکھنے کی غرض سے ان میں اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں اور اس کی پروا نہیں کرتے کہ وہ اپنے بچوں کا دین برباد کر رہے ہیں، اور ان کے درست عقائد کو خراب کر رہے ہیں۔

بے شک ان کے دلوں میں دنیا اور اسباب دنیا کی زبردست خواہش موجود ہونے کے ساتھ انھیں اس پر ابھارنے والی شئی یہ ہے کہ وہ ان مفاسد اور عقائد کی خرابیوں سے ناآشنا ہیں جو ان

اسکولوں میں ان کے بچوں میں پیدا ہوتی ہیں، یہ اس وقت ہے جب کہ نہ خود اس کے باپ کے عقیدے میں کوئی گڑبڑی ہو نہ وہ دین کو استخفاف و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہو۔ اور نہ وہ محض نام اور قومیت کے لحاظ سے ہی مسلمانوں کے ساتھ ہو۔ اس نے اپنی عظیم اولاد کے لیے وہی کھلی گمراہی اختیار کی جو اس نے اپنے لیے اختیار کر رکھی ہے اور جس میں وہ ایک زمانہ پہلے ہلاک ہو چکا۔

جہاں تک ان پڑھ شخص کی بات ہے تو اس کی ہدایت و رہ نمائی ممکن ہے؛ اس لیے کہ جب وہ حق آشنا ہو جائے گا اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے تو اس سے حق و صحیح کی طرف رجوع کر لینے اور خود کو اور اپنی اولاد کو ہلاکت میں ڈالنے والے اسباب سے بچا لینے کی امید کی جاسکتی ہے۔

اسی نوع کا ایک واقعہ یہ ہے کہ میں نے بیروت کے ایک مسلمان کو جس نے اسی طرح کے ایک اسکول میں اپنے تین بچے رکھ چھوڑے تھے۔ نصیحت کی اور اس سے درخواست کی کہ وہ ان بچوں کو ان سے نکال کر مسلمانوں کے سرکاری یا پرائیوٹ اسکولوں میں داخل کرا دے کیوں کہ یہ تمام اسکول اس بات کے کفیل ہیں کہ انھیں ان کی ضرورت کے دینی اور دنیوی امور کی تعلیم دیں، ساتھ ہی وہ ان خرابیوں سے بھی محفوظ رہیں جن کا ان کے عقائد میں پایا جانا غیر اسلامی اسکولوں میں یقینی ہے۔ اس نے جواب دیا: مجھے اس بات پر اطمینان ہے کہ میرے بچے ان اسکولوں میں داخلہ کی بنیاد پر عیسائی نہیں ہوں گے؛ کیوں کہ ان عیسائیوں کے دین کا ناحق ہونا ظاہر ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بیشتر عیسائی جن کی نشو و نما ان کے دین کے مطابق ہوئی اور جو اپنے آبا و اجداد سے اس کے وارث ہوئے، وہ اس کو صحیح نہیں مانتے ہیں؛ کیوں کہ اس میں ایسی متضاد و متعارض باتیں پائی جاتی ہیں جنھیں کوئی بھی عقل مستقیم اور ذوق سلیم رکھنے والا انسان پسند نہیں کر سکتا۔ میں نے اس سے کہا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر جب بچوں کے عقائد میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا تو وہ کافر ہو جائیں گے، خواہ وہ دین نصاریٰ میں داخل ہوں یا نہ ہوں۔ میں اس کے بارے میں اس سے برابر مراجعت کرتا رہا یہاں تک کہ حقیقت اس کی سمجھ میں آگئی اور اس نے حق کو جان لیا۔ اس لیے اپنے بچوں کو ان سے نکال کر مسلمانوں کے اسکولوں میں داخل کرا دیا۔ و الحمد للہ رب العلمین.

پانچویں فصل

چھوٹے بچوں پر ایسے اسکولوں کے اثرات

مسلمان لڑکا ان نصرانی اسکولوں میں جب داخل ہوتا ہے، اس وقت اس کا عقیدہ درست ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر یقین رکھتا ہے، وہ اس پر یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے، اس کے سوا تمام ادیان باطل ہیں، ان میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں۔ اس کو اس عقیدہ میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہوتا ہے؛ کیوں کہ اس نے اسی عقیدے پر اپنی آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ اس کے والدین، خویش واقارب اور اس کے ہم مذہب، سب اسی عقیدے کے حامل ہیں۔

اس نے اپنے معلم سے قرآن مجید اور بنیادی اسلامی عقائد سیکھے۔ اس لیے اگر وہ اسی حالت پر برقرار رہتا اور اسی کی روشنی میں زندگی گزارتا تو مسلمانوں ہی کی صف میں باقی رہتا اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاتا۔

لیکن جب وہ دل میں اسلامی عقائد کے غیر متزلزل طور پر راسخ ہونے سے پہلے ہی کسی عیسائی اسکول میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ عیسائی بچوں کے ساتھ کلیسا جانے اور ان کی طرح عبادت کرنے کو قبول کر لینے کے سبب، بظاہر عیسائی ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ان کے دین کے احکام سیکھتا ہے تو اس کے اساتذہ اسے اسی دین کے مطابق تربیت دیتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان ویسا ہی بنتا ہے جیسی اس کی تربیت ہو۔ اور بچپن کی تعلیم پتھر میں بنے ہوئے نقش کی طرح انمٹ ہوتی ہے۔ یوں وہ بچہ ابھی چھوٹا ہے، اس کے دل میں پورے طور پر اسلامی عقائد راسخ نہیں ہوئے ہیں اور دین اسلام کے احکام سے وہ بہت ہی کم واقف ہے، اس لیے جب وہ اسی حالت میں ایک مدت تک رہے گا تو شیطان، اس کے مددگار معلّمین اور اس کے بھائی گمراہ طلبہ، اس کے دل میں دین نصاریٰ کے صحیح ہونے کا احتمال پیدا کر دیں گے جسے سیکھنے اور جس کی پیروی کرنے کی کوشش میں ابھی وہ مشغول ہے۔ اور جب کہ بچہ کے لیے یہ صورت حال پیدا ہو جائے اور اس کے دل میں دین نصاریٰ کے صحیح ہونے کا احتمال در آئے تو ایمان اس کے دل سے نکل جائے گا اور وہ ظاہر وباطن ہر

اعتبار سے کافر ہوجائے گا۔ والعیاذ باللہ

چھٹی فصل

نوجوانوں پر ایسے اسکول کے اثرات

جب کوئی مسلمان طالب علم ان اسکولوں میں رہتا ہے وہاں اس کا عقیدہ رفتہ رفتہ بگڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور دین اسلام سے اس کی دوری بڑھتی جاتی ہے۔ اور جس قدر وہ حق سے دور ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ شیطان اور اس کے اعوان وانصار سے قریب ہوجاتا ہے اور دھیرے دھیرے کفر کی قعر عمیق میں گرتا جاتا ہے۔ الحاد اور دین حق سے انحراف میں قدم بقدم ترقی کرتا رہتا ہے اور اس کے اسلامی عقائد میں رفتہ رفتہ شکوک وشبہات پیدا ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ دین سے الگ ہوکر وہ ملعون کافروں کے زمرے میں شامل ہوجاتا ہے۔

اور مسلمانوں کی جماعت سے نکلنے اور کافروں کے زمرے میں داخل ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ کسی اسلامی عقیدہ میں شک پیدا ہوجائے، مثلاً سیدنا محمد ﷺ جو کچھ لے کر تشریف لائے اس کے کسی ایسے امر کے صحیح ہونے میں شک کرنا جس کا ضروریات دین سے ہونا بداہۃً معلوم ہے، جیسے: قرآن مجید کی کسی آیت کے صحیح ہونے، مرنے کے بعد زندہ کیے جانے، حساب، جنت اور ایمان والوں کے لیے اس میں مہیا کی جانے والی بے شمار دائمی نعمتوں کے بارے میں شک کرنا، اسی طرح جہنم اور کافروں کے لیے اس کے دائمی ولامتناہی عذاب کے بارے میں شک کرنا۔

توجب اس کے دل میں ان میں سے کسی کے بارے میں ادنیٰ سا بھی شک پیدا ہوجائے تو وہ کافر ہوکر دائمی عذاب جہنم کا مستحق ہوجائے گا۔ والعیاذ باللہ

جب تک وہ اس بدبختانہ حالت پر ان اسکولوں میں رہے گا، کفر، بدبختی اور الحاد کے مراتب میں روز بروز ترقی کرتا رہے گا اور اسی کے ساتھ وہ ہر لمحہ جہنم کے پست سے پست تر طبقات میں گرتا جائے گا یہاں تک کہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جا پہنچے گا۔ اور یہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

جو مسلمان بچے ان اسکولوں میں مذکورہ بالا شرطوں کے ساتھ داخلہ لیتے ہیں ان میں اکثر

اسلامی عقائد کے بگڑ جانے کے بعد منافق اور بے دین ہو جاتے ہیں۔ سوائے ان کے جنھیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور وہ بہت ہی کم ہیں۔

ان میں پڑھنے والے کسی دین کو نہیں مانتے ہیں، وہ صرف بظاہر مسلمان ہوتے ہیں۔ اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی رسالت کی زبانی گواہی دیتے ہیں۔ دلوں کے فساد کے ساتھ مسلمانوں کے درمیان زندگی گزارتے ہیں اور لوگوں سے شرم وحیا آنے کے سبب ان میں کوئی کبھی کبھار نماز پڑھ لیتا ہے، روزہ رکھ لیتا ہے تاکہ جب لوگ اس سے متعارف ہوں تو وہ ان کی نظروں سے گر نہ جائے، حالاں کہ باطنی طور پر اپنے مذہب والوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، الاّ یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے اور اپنے فضل وکرم سے اسے اس کی ابتدائی حالت کی جانب لوٹا دے۔ اور یہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور وہ کیا ہی بہتر کارساز ہے۔

ساتویں فصل (الف)

مشنری اسکول لادینیت کا سرچشمہ

جب مسلمان طالب علم ان اسکولوں میں عیسائی مذہب کے احکام سیکھتا ہے تو عیسائیوں کی طرح وہ بھی انھیں غیر معقول، ناقابل قبول اور باہم متعارض خیال کرتا ہے، اور جب وہ خود یا کوئی عیسائی طالب علم اس مذہب کے کسی ایک حکم پر اعتراض کرتا ہے۔ حالاں کہ اس کے اکثر بلکہ تمام احکام قابل اعتراض ہیں۔ اور اس کے بارے میں اپنے استاذ سے سوال کرتا ہے تو وہ اسے ڈانٹ پلا کر خاموش کر دیتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ دین عقل سے ماورا ہے، کیوں کہ معلم کو بھی معلوم ہے کہ یہ حکم قابل اعتراض ہے اور اس کا کوئی جواب نہیں۔ اور اس نے بھی اس سے پہلے اپنے معلم سے یہی سنا تھا کہ دین عقل سے ماورا ہے۔ تاکہ مذہب عیسائیت پر وارد ہونے والے اعتراضات کا سدباب ہو سکے۔ مگر اعتراضات کا یہ باب اتنا وسیع ہے کہ اس کو صحیح جوابات کے ذریعہ بند کرنا ان کے لیے ممکن ہی نہیں۔

طالب علم جیسے جیسے دین نصاریٰ کے احکام کی معرفت میں ترقی کرتا جاتا ہے اس سے اس کی نفرت اور اس کے صحیح نہ ہونے کا یقین اس کے اندر بڑھتا جاتا ہے۔ اور اسی کے ساتھ تمام

ادیان کے صحیح نہ ہونے کی جانب بھی اس کا ذہن منتقل ہوتا جاتا ہے۔ پھر وہ دین کے مقابلے میں بے دینی کو ترجیح دینے لگتا ہے۔ اور اس کی عملی زندگی میں دینی و شرعی تکالیف یعنی: مامورات مثلاً نماز، روزہ اور باقی عبادات کی بجا آوری کا موجود نہ ہونا اور منہیات مثلاً زنا، سود، جوا اور نفسانی خواہشات کو پسند آنے والی اسی طرح کی دوسری معصیتوں کا موجود ہونا اس کی نظر میں اس بے دینی کو پسندیدہ بنا دیتا اور اس کے دل کو اس کی طرف راغب کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اکثر اہل مغرب کا یہی حال ہے، اگرچہ وہ بظاہر عیسائی ہیں۔

آٹھویں فصل (ب)

ان اسکولوں میں دین کے بارے میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کے اسباب بچے کے دل میں رفتہ رفتہ داخل ہوتے ہیں اور اسکول میں قیام کے مہ و سال گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور وہ یکجا ہوتے رہتے ہیں۔

انھیں اسباب میں سے ایک سبب علم طبیعیات کی تحصیل اور بے دین معلمین و طلبہ سے میل جول ہے۔ کبھی کبھار وہ، ملحد مغربی قلم کاروں کی ان کتابوں کو پڑھتا ہے جن میں وہ عام طور پر تمام ادیان اور خاص طور پر اس دین نصاریٰ کا مذاق اڑاتے ہیں جس کے مطابق بچپن میں ان کی نشوونما ہوئی اور جس کے عیوب پر وہ مطلع ہوئے۔ اس لیے وہ مسلمان طالب علم بھی انھیں کی طرح یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ دین نصاریٰ کی طرح تمام ادیان بھی نامعقول ہیں یہاں تک کہ اس کا دین بھی؛ کیوں کہ جب اس کے باپ نے اسے اس سب سے بڑی مصیبت اور سب سے عظیم بلا میں ڈالا تھا تو اس کا ذہن بالکل سادہ تھا، وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی اور بچپن میں اپنے ماں باپ اور مسلمان استاذ سے سنے ہوئے تھوڑے بہت احکام کے سوا دین اسلام کے احکام سے بالکل نابلد تھا۔ وہ اس دین روشن و واضح کی حقیقت سے آگاہ نہ تھا کہ اسے معلوم ہوتا کہ یہ علی الاطلاق تمام ادیان و ملل سے زیادہ صحیح دین ہے، اور یہی وہ دین برحق ہے جس میں ایسی باطل اور بے بنیاد باتیں نہیں ہیں جو دوسرے ادیان میں عام طور پر پائی

جاتی ہیں۔اس کے عقائدواحکام میں ایسی باہم متصادم اور متعارض باتیں بالکل نہیں ہیں جنھیں اس نے دوسرے مذاہب میں دیکھا۔یہی روے زمین پر اللہ تعالی کا تنہا وہ دین ہے جو صحیح ہے اور اس کے علاوہ تمام ادیان باطل ہیں۔ان اسکولوں میں مسلمان بچے کے دل میں جو صیقل شدہ آئینے کی طرح غایت درجہ صاف ستھرا ہوتا ہے،مذکورہ امور کے پورے طور پر جاگزیں اور راسخ ہونے سے پہلے اس کا سامنا فاسد اور بے بنیاد باتوں اور باطل و بے ہودہ عقائد سے ہوتا ہے۔تو یہ اس میں نقش ہو جاتے ہیں اس لیے کفر پر اس کی نشوونما ہوتی ہے اور وہ اپنے اس سرپرست کے ساتھ لعنت خداوندی اور آتش جہنم میں ہمیشہ جلنے کا مستحق ہو جاتا ہے جس نے اس کے لیے یہ صورت حال پسند کی اور اسے ان ہلاکت کی جگہوں میں ڈالا۔پھر جب تک وہ اس اسکول میں رہتا ہے ہر دن اس کا کفر و فساد فزوں تر ہوتا جاتا ہے،یہاں تک کہ اس کا دل بے نور ہو جاتا ہے اور وہ دین و عقل دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔یوں اسکول کی مدت مکمل ہونے کے بعد اس سے نکلنے کے وقت اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کے دل سے دین اسلام اور اس کا نشان مٹ چکا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ صرف اسلام کا نام ہی باقی رہ جاتا ہے۔وہ مسلمانوں کے درمیان اس طرح زندگی بسر کرتا ہے کہ بظاہر مسلمان ہوتا اور اندر سے زندیق ہوتا ہے اور اس کا کوئی دین و مذہب نہیں ہوتا۔یہاں تک کہ وہ کفر کی حالت میں مر کر ہمیشہ کے لیے آتش جہنم میں جلنے کا حق دار ہو جاتا ہے اور یہی حال اس کا بھی ہوتا ہے جس نے اس کے لیے کفر کو پسند کیا۔اور یہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ہاں! ان بچوں میں سے اللہ تعالی نے جنھیں ان ہولناکیوں سے محفوظ رکھا وہ ان برے نتائج و عواقب سے محفوظ رہے، مگر ایسے بہت کم ہیں۔

نویں فصل

نجات اخروی کا مدار

جس ایمان پر نجات اخروی موقوف ہے وہ نام ہے اس بات کی کامل تصدیق کرنے کا کہ

اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ بلند و برتر ہستی تمام صفات کمال سے متّصف اور تمام صفات نقص سے پاک ہے۔ ہمارے آقا محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ جو قرآن و سنت اللہ کے پاس سے لے کر آئے اور جن کو لوگوں تک آپ نے پہنچایا ان میں آپ صادق و امین ہیں۔ انھیں میں سے دین اسلام کے وہ احکام بھی ہیں جن کا دین سے ہونا ضروری طور پر معلوم ہے۔ جیسے: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، پس مرگ دوبارہ زندگی دیا جانا، حشر، پل صراط، جنت، دوزخ۔ اور جیسے زنا، سود، شراب نوشی وغیرہ کا حرام ہونا۔ ان کے علاوہ اور چیزیں بھی ہیں جن کی خبر ہمیں حضور ﷺ نے اللہ کی طرف سے دی۔ تو وہ سب کی سب حق اور سچی ہیں، ان میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اور اگر دل میں اللہ کے وجود یا تمام صفات کمال سے اس کے متّصف ہونے یا تمام صفات نقص و بے کمالی سے اس کے پاک ہونے یا نبی کریم ﷺ نے جن جن باتوں کی ہمیں اللہ کی طرف سے خبر دی ہے ان میں آپ کی امانت وصداقت کے بارے میں ذرا بھی شک پیدا ہو جائے تو وہ دین اسلام سے نکل جائے گا اور کافر ہونے کے ساتھ جہنم کے دائمی عذاب کا مستحق ہو جائے گا اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

آپ جان چکے ہیں کہ ان اسکولوں میں جو بھی مسلمان بچہ داخل ہوتا ہے، اس کا صحیح اسلامی عقیدہ اس کے لیے محفوظ و سلامت نہیں رہتا کہ اس میں شکوک وشبہات اور غلط اوہام وخیالات کا فساد داخل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جسے اللہ ورسول اور اپنا دین محبوب ہو وہ اپنے بچے کو ان عظیم خطرات میں نہ ڈالے۔

دسویں فصل

بدمذہب والدین اولاد کو بدمذہب بناتے ہیں

مسلم طالب علم پانچ سال یا اس سے کم وبیش کے شب و روز اسکول میں گزارنے، پورے طور پر اپنے عقیدہ کی بندش سے آزاد ہو جانے اور اس کی جگہ کفر و زندقہ کے لے لینے کے بعد جب وہاں سے نکلتا ہے تو وہ ظاہری اعتبار سے ہی مسلمان رہ جاتا ہے، صرف زبان سے کلمہ شہادت

پڑھتا ہے اور جب اپنے جیسے کسی شخص سے تنہائی میں ملتا ہے تو اس سے چوری چھپے اسی گمراہی اور بے دینی کے بارے میں گفتگو کرتا ہے جس پر اس کا ویران دل مشتمل ہے۔ اور جسے وہ اپنے والدین اور دیگر مسلمانوں سے مخفی رکھتا ہے اور اسی حالت پر قائم رہتے ہوئے زندیق منافق اور اللہ و رسول اور قیامت کا منکر بن کر اس طرح زندگی گزارتا ہے کہ نہ مابعد موت کی زندگی اور حشر ونشر کا عقیدہ رکھتا ہے اور نہ کسی دین کو تسلیم کرتا ہے، اور جب اس کے پاس کچھ بچے آتے ہیں تو وہ ان کی تربیت اسی گمراہی اور نفاق پر کرتا ہے، جس پر وہ خود قائم ہے، ہاں وہ لوگ ایسا نہیں کرتے جن پر اللہ رحم فرمائے اور ان کی کھوئی ہوئی نعمت دین سے دوبارہ انھیں نواز دے۔

اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب وہ گمراہی کے اسباب اور گمراہوں کے ساتھ میل جول رکھنے سے پرہیز کرے، اور نیکوکار مسلمانوں کی ہم نشینی اختیار کرے، دین کے احکام پر عمل کرے اور نماز و روزہ اور اسلامی عبادات کی پابندی کرے۔

گیارہویں فصل

عیسائی مذہب سے بیزاری

ان اسکولوں سے نکلنے کے بعد جہاں مسلمانوں کے بچے اپنا دین کھو بیٹھتے ہیں وہیں نصاریٰ کے بچے بھی اپنے دین سے بے گانہ ہو جاتے ہیں؛ کیوں کہ وہ جیسے جیسے علم حاصل کرتے جاتے اور ان کی عقلوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے وہ اپنے دین کے عیوب اور اس کے تضادات سے آگاہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں، اس پر وارد ہونے والے وہ مضبوط اعتراضات راسخ ہوتے جاتے ہیں جن کا کوئی جواب نہیں۔ پھر عقلی علوم پڑھنے سے بھی دین سے ان کی نفرت اور اس پر ان کے اعتراض میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یوں وہ اسکول سے نکلنے کے وقت فطرت پرست اور دین سے عاری ہوتے ہیں اور صرف ظاہری اعتبار سے نصرانی ہوتے ہیں۔

یہ مسلم ہے کہ مسلمانوں کے بچے شب و روز ان سے ملتے جلتے ہیں اس لیے دین سے بے زاری کی خو بو ان مسلم بچوں کی جانب منتقل ہو جاتی ہے، مزید برآں وہ خرابیاں بھی ہیں جن میں وہ

خود ان علوم کو پڑھنے اور اپنے ان اساتذہ سے سننے کے سبب ملوث ہوتے ہیں جن کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

اس طرح مسلمان بچے کے پاس عام طور پر تمام ادیان کے صحیح ہونے کے بارے میں شک و شبہہ کے بہت سارے اسباب جمع ہوجاتے ہیں۔اس لیے ان سب کے ہوتے ہوئے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اسکول سے نکلے اور اس کا عقیدہ محفوظ رہے، یہ ہرگز نہیں ہوسکتا، ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ اسے متعدّد توپوں سے نشانہ بنایا جائے تو بھی وہ زندہ رہے گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ عادتاً ناممکن ہے۔ واللہ المستعان.

بارہویں فصل

والدین سے خطاب

بعض نادان فاسق اور گمراہ مسلمان کہتے ہیں: عیسائی اسکولوں میں بچوں کو داخل کرانے اور دین اسلام سے متصادم شرائط کو قبول کرنے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے بچے جاہل نہ رہ جائیں۔

میں ان سے کہتا ہوں اسلامی مدارس ان کی خواہش کے مطابق ان کے بچوں کو مختلف زبانیں اور دنیوی علوم سکھانے کے لیے کافی ہیں، ساتھ ہی یہاں ان کا دین اسلام بھی محفوظ رہتا ہے، اسلامی احکام و عقائد سیکھنے کے سبب دین پر ان کے یقین میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور نماز و دیگر عبادات اور اسلامی آداب کی پابندی بھی ہوتی ہے۔

بلا شبہہ ہمیں ان لوگوں سے زیادہ علم ہے؛ کیوں کہ شیطان نے ان کی جہالت اور دنیا اور اسباب دنیا کی سخت حرص و طمع کی دو لگاموں سے انھیں اپنا تابع فرمان بنا رکھا ہے اور انھیں وہ یہی لچر دلیلیں سکھاتا رہتا ہے۔ اگر ان کی باتوں کو صحیح مان بھی لیا جائے، تو میں اس نادان باپ سے کہتا ہوں، تمھیں ان دو باتوں میں کون زیادہ پسند ہے؟ کیا تمھیں یہ بات زیادہ پسند ہے کہ تمھارا بیٹا تمھاری خواہش کے مطابق غیر ملکی زبانوں اور دنیاوی علوم کا دانا ہوجائے اور ساتھ ہی ساتھ کافر اور ہمیشہ کے لیے جہنمی ہوجائے، یا تمھیں یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ تمھارا فرزند ان تمام زبانوں اور دنیاوی

علوم سے ناآشنا رہے، مگر وہ مسلمان اور ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنے کا سزاوار ہو جائے۔ اگر اس نے جواب میں شق اول کو اختیار کیا تو اس کے کفر میں کلام نہیں۔ اور اگر اس نے شق دوم کو اختیار کیا تو یہی مطلوب ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

شاید شیطان اسے یہ جواب تلقین کرے کہ اس کا بیٹا مذکورہ شرطوں پر ان اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود کافر نہ ہوگا۔ تو اب یہ جواب دیدہ و دانستہ حق کا انکار ہے۔ کیوں کہ ہم نے پہلے ہی تفصیل سے بیان کر دیا ہے کہ ان اسکولوں کی حالت کیا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ طالب علم محض گرجا گھر میں داخل ہونے اور اہل کلیسا کے ساتھ عبادت کرنے کے سبب کافر ہو جاتا ہے پھر وہ کفر میں درجہ بدرجہ ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل پورے طور پر بے نور ہو جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ.

تیرہویں فصل

بچوں کے فساد عقیدہ کے ذمہ دار والدین ہیں

جو لوگ ان اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کراتے ہیں، ان میں کچھ لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کے بچوں کے عقیدے خراب نہ ہوں گے، اور وہ ہمیشہ اپنے دین کے پابند رہیں گے؛ کیوں کہ وہ اعلیٰ خاندان کے اور ذہین و فطین ہیں۔ وہ دین کے بارے میں کسی فریب کا شکار نہیں ہوں گے۔

ایسا خیال رکھنے والوں سے میں کہتا ہوں کہ تمھارا یہ کہنا دو وجہوں سے ناقابل قبول ہے:

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ ایسا گمان رکھنے کے سبب اس کے بیٹے کے دین اور خود اس کے دین میں گڑبڑی پیدا ہو گئی؛ کیوں کہ جب اس نے اپنے بیٹے کو ان میں سے کسی اسکول میں اس شرط کے ساتھ داخل کرایا کہ وہ نصرانی بچوں کے ساتھ گرجا گھر جائے گا، اور بالکل انھیں کی طرح ان کے ساتھ عبادت کرے گا تو نہ صرف اس پر حکم کفر عائد ہوگا بلکہ اس کا داخلہ کرانے والے پر بھی یہی حکم لگے گا؛ کیوں کہ وہ اس کفر پر راضی ہے اور کفر پر راضی ہونے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے بیٹے کا ذہین ہونا اس کے عقیدے میں شک پیدا ہونے سے مانع

نہیں ہوسکتا؛کیوں کہ یہ شکوک وشبہات اگر محسوس اور ظاہر ہوتے تو ممکن ہوتا کہ بچہ اپنی ذکاوت و ذہانت کی بدولت ان سے بچ جائے اور اپنے دل میں ان کے داخل ہونے سے محفوظ رہے۔ لیکن یہ غیر محسوس اور ایسے شیطانی وسوسے اور خیالات ہیں جو دل میں اس وقت آجاتے ہیں جب ان کے اسباب مہیا ہوجائیں۔ خواہ بچہ چاہے یا نہ چاہے، خواہ وہ ذہین ہو یا نہ ہو۔ اور جو شخص اس بچے کے ان اسکولوں میں موجود ہونے کے باوجود اس کے محفوظ رہنے کا دعوی کرے وہ ایسا ہے جیسے وہ شخص جو اپنے بچے کو بھوکے، خونخوار درندوں کے آگے ڈال دے اور یہ گمان کرے کہ وہ ان سے بچ جائے گا۔

چودہویں فصل

مشنری اسکولوں کے فائدے کم اور نقصانات زیادہ ہیں

اے مسلمان! وہ کون سے فائدے ہیں جنھیں تمھارے بیٹے نے ان نصرانی اسکولوں میں رہ کر حاصل کیے حالاں کہ اس نے ان کے بدلے اپنا دین اور شرافت دونوں برباد کر ڈالے، اپنے مذہب اور اپنی حکومت کے تعلق سے اپنی غیرت وحمیت کو ختم کر ڈالا اور دل سے اپنے مسلمان بھائیوں اور توحید پر یقین رکھنے والے اپنے دوستوں کا ہی دشمن نہ ہوا بلکہ اپنے آباواجداد کا بھی دشمن ہو گیا جو کامیابی و کامرانی اور دین مبین کے شرف وعزت سے سرفراز ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

اس کے برعکس وہ اپنے دین و مذہب اور اپنی قومیت و حکومت کے دشمنوں کا دوست بن گیا۔ ان سے محبت و یاری کا دم بھرتا، ان کے فضل و کمال کا چرچا کرتا، ان کے عیوب پر پردہ ڈالتا، ان کی برائیوں کو اچھا بنا کر پیش کرتا اور اپنے مذہب اور حکومت کے مفادات پر، ان کے مفادات کو مقدم رکھتا ہے۔

اس لیے ان سب کے بدلے میں تمھارے بیٹے کا صرف یہ فائدہ ہوا کہ اس نے ایک مغربی زبان اور عصری علوم کے کچھ مبادیات سیکھ لیے مگر وہ ان سے جہالت کی تاریکی سے باہر نہیں نکلا حالاں کہ وہ ایمان کی پختگی اور سلامتی کے ساتھ اسلامی تعلیم گاہوں میں اس قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ حاصل کر سکتا تھا۔

اے نادان باپ! اپنے بیٹے کے دین و شرف کو ضائع کرنے اور ان کے بدلے میں اس کے لیے مذکورہ چیزوں کو طلب کرنے میں تمھاری مثال اس شخص کی طرح ہے جو بڑے اور نفیس و قیمتی پتھر کو ضائع کر دے اور اس کے عوض تھوڑے پیسے لے لے۔ کیا وہ تمھاری رائے میں عقل مند ہو سکتا ہے، ہر گز نہیں، بلکہ وہ پاگل ہے جو پاگل پن جیسی عظیم ترین مصیبت اور جذامی ہے جو کوڑھ جیسی بدترین بیماری میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اس نے زمین و آسمان سے بھی بڑی نعمت کھو دی، اور جو چیز حاصل ہوئی وہ ذرۂ ناچیز سے بھی حقیر تر ہے۔ اور یہ کسی بھی عقل مند مسلمان پر پوشیدہ نہیں ہے، اگر چہ ان جاہل، فاسقوں اور گمراہوں پر پوشیدہ ہو جنھوں نے اپنی اولاد اور اپنے جگر پاروں کو ان اسکولوں میں داخل کر کے ان پر جو ظلم کیا ہے وہ ایک دشمن اپنے حریف دشمن کے ساتھ نہیں کرتا۔

پندرہویں فصل

مشنری اسکولوں کے فارغین کا حال

مسلمانو! تم نے اس شخص کے اندر کون سی بھلائی دیکھ لی جس نے مغربی زبانیں اور اہل مغرب کے دنیاوی علوم حاصل کیے، یہاں تک کہ تم نے اپنے اور اپنی اولاد کے دین کے لیے اتنا بڑا خطرہ مول لے لیا، اور خود اپنی ذات اور اپنے فرزند کو ان ہلاکت خیز جگہوں میں لا ڈالا۔

اگر مغربی زبانوں کو جان لینا ہی رزق کی وسعت، جاہ و مرتبہ کی بلندی اور دنیاوی عزو شرف کا ضامن ہے تو ایسا کیوں ہے کہ وہ اساتذہ جن سے تمھاری اولاد اسکول میں تعلیم حاصل کر رہی ہے، ہم انھیں ان لوگوں میں دیکھ رہے ہیں جو معاشی اعتبار سے سب سے زیادہ کنگال، فرومایہ، محروم اور پریشان ہیں۔ انھیں کچھ بھی دنیاوی عزو شرف اور رفعت و عظمت حاصل نہیں، حالاں کہ وہ ان زبانوں کے ماہر ہیں اور تمھارا لڑکا تو ان سے کچھ ہی علم حاصل کرتا ہے، تو وہ اس قلیل علم کو حاصل کر کے اپنی دنیا میں کیسے کامیاب ہو جائے گا جب کہ وہ وافر علم رکھنے کے باوجود کامیاب نہ ہوئے جس کو حاصل کرنے میں انھوں نے اپنی زندگی کے لمبے مہ و سال گنوا دیے۔ ہاں! انھیں زیادہ سے زیادہ یہ فائدہ حاصل ہوا کہ وہ ان اسکولوں کے اساتذہ بن گئے جہاں دن بھر وہ اتنی معمولی معاش کے حصول میں مشغول رہتے ہیں جو بقدر ضرورت ہی ان کے اور ان کے اہل و عیال کے

لیے کفایت کرتی ہے۔ اور جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ ان سے بہتر، وسیع تر، سہل تر اور مفید تر معیشت والے وہ عام لوگ ہیں جو خرید و فروخت جیسے کاروبار میں لگے ہوئے ہیں اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ان زبانوں کے جاننے والوں میں ایسے لوگوں کی بھی ایک جماعت موجود ہے جو بدترین تنگ دستی اور محتاجی میں گرفتار ہیں۔ سب سے زیادہ فقر و محتاجی کا شکار ہوتے ہوئے بھی انھیں معلم بننا میسر نہیں ہو رہا ہے۔ اس لیے اگر ان زبانوں کو جان لینا ہی وسعت رزق اور کثرت مال کا ضامن ہوتا تو یہ لوگ سب سے زیادہ رزق کی تنگی اور بدحالی میں مبتلا نہ ہوتے۔

نیز تم مال دار مسلمانوں کا جائزہ لو تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ خرید و فروخت اور لین دین کرنے والے تجارت پیشہ لوگ ہیں۔ اور ان میں اکثر بلکہ سب ان زبانوں سے وقف نہیں اس کے باوجود وہ بڑی خوش حالی، رفعت مقام و علو مرتبہ اور فراخیِ رزق سے ہم کنار ہونے کے ساتھ اپنے دین و دنیا کو بھی محفوظ کیے ہوئے ہیں۔ تو اب روزی اور قدر و منزلت کا حصول ان زبانوں سے واقف ہونے پر موقوف نہیں رہا؛ اس لیے کہ ظاہر ہو چکا کہ یہ زبانیں دنیا میں فراخیِ رزق، سماجی علو مرتبہ کی ضامن نہیں ہیں بلکہ زیادہ تر مذکورہ بالا طبقہ کے بالکل برعکس ان لوگوں کی معاشی و سماجی صورت حال ہے جنھوں نے ان زبانوں میں مہارت پیدا کی، ان کے سیکھنے میں اپنی زندگی کے اکثر اوقات صرف کیے اور ان میں مسلسل اضافہ و ترقی کے لیے کوشاں رہے؛ کیوں کہ یہ طویل اوقات جو انھوں نے اس راہ میں صرف کیے اگر انھوں نے ان کو تجارت اور کسب کے دوسرے اسباب میں صرف کیا ہوتا تو انھیں اتنا مال حاصل ہو جاتا جس سے انھیں قلیل معاش کے لیے نہ کسی اسکول کا معلم بننے کی ضرورت ہوتی نہ کسی تاجر کا کلرک۔ تو انھیں جان لو اور اپنے بچے کو گمراہی میں ڈالنے سے بچو! اللہ تمھیں ہدایت دے۔

سولھویں فصل

رازق اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ ان اسکولوں کی تعلیم

مسلمانو! اگر تم حقیقت میں مسلمان ہو تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق تم پر لازم ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ

مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ۫ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ۫ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝. (آل عمران:۲۶،۲۷)

"فرمادیجیے اے اللہ ملک کے مالک! تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے ہی دست قدرت میں ہے، بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ تورات کا حصہ دن میں اور دن کا حصہ رات میں داخل کرتا ہے۔ اور مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور جسے چاہے بے اندازہ روزی دیتا ہے"۔

اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی بھی تصدیق ضروری ہے: "بیشک جبرئیل امین نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ کسی بھی جان کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک وہ اپنا پورا رزق نہ حاصل کر لے اور اپنی پوری عمر نہ گزار لے، تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور بہتر طریقے سے رزق تلاش کرو"۔

اس لیے اگر اس پر تمھارا ایمان ہوگا تو دنیا و آخرت میں تمھیں راحت ملے گی؛ کیوں کہ مذکورہ آیت قرآنی نے صاف صاف بیان کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے، لہذا رزق کا ملنا ان زبانوں کے سیکھنے پر موقوف نہیں ہے۔

اور مذکورہ حدیث پاک میں صراحتاً یہ بیان کر دیا گیا کہ ہر جان کو ضرور اس کا وہ رزق اور وہ عمر ملے گی جو اس کی تقدیر میں لکھ دی گئی ہے۔ یوں ان کاہلوں کے لیے اس میں کوئی عذر نہیں ہے جو پورے طور پر طلب معاش کی کوشش چھوڑ کر سب سے زیادہ محتاجی کی زندگی گزارتے ہیں یا دوسروں کے دست نگر بن کر رہتے ہیں حالاں کہ وہ خود کمانے کی قدرت رکھتے ہیں؛ اس لیے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بہتر طریقے سے رزق تلاش کرو، یہ نہیں فرمایا: کہ رزق ہی تلاش نہ کرو۔ اور بہتر طور پر رزق تلاش کرنے کا معنی ہے " میانہ روی کے ساتھ رزق ڈھونڈو"۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ. (الملك:١٥)

تو اس کے راستے میں چلو اور اللہ تعالیٰ کی روزی میں سے کھاؤ۔

اور فرمایا:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ. (الجمعه: ١٠)

”پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل اور رزق تلاش کرو۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رزق تلاش کرنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو دیکھو: ”اگر تمھیں اللہ تعالیٰ پر سچا بھروسہ ہوگا تو وہ ضرور تمھیں روزی دے گا جس طرح وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس ہوتے ہیں“۔

اس حدیث میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ پر توکل کے ساتھ حصول رزق کی کوشش کرنے کی نصیحت فرمائی، کیوں کہ ارشاد فرمایا: ”پرندے صبح کو خالی پیٹ طلب رزق میں نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر واپس ہوتے ہیں، یہ نہیں فرمایا: کہ وہ اپنے آشیانوں ہی میں رہتے ہیں اور بغیر کوشش کے رزق ان کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ رزق طلب کرنا اور اس کے لیے کوشش کرنا دونوں ہی چیزیں شرعًا مطلوب ہیں، لیکن میانہ روی کے ساتھ اور اپنے دین کو نقصان پہنچائے بغیر۔ (اللہ تعالیٰ بغیر دین کے دنیا میں برکت نہ دے) کیوں کہ مومن کا اصل سرمایہ اس کا دین ہی ہے لہذا اس کی حد درجہ حفاظت کرنا ضروری ہے اور جب بھی یہ دیکھے کہ کوئی دنیاوی سبب اس کے دین میں خلل انداز ہو رہا ہے تو اس سے دور رہے اور ان اسباب کو اختیار کرے جو دین میں فساد کا سبب نہ ہوں۔ اور اس کا مقررہ رزق خواہ زیادہ ہو یا کم ضرور اس تک پہنچے گا۔

یہ تفصیل ان اسباب کے بارے میں تھی جو دین میں صرف خلل انداز ہوتے ہیں مگر دین کو بالکل اس کی بنیاد ہی سے نہیں ڈھاتے ہیں جیسے وہ چیزیں جو شرعًا ممنوع اور حرام ہیں مثلاً سود؛ اس لیے کہ بہت سے تاجر سود لینے پر ملنے والے نفع کے خیال میں اس کا اقدام کرتے ہیں، حالاں کہ یہ ان کے دین میں غایت درجہ فساد پیدا کرتا ہے یہاں تک کہ جو شخص ہمیشہ سودی کاروبار کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ نہ کرے اس کے برے خاتمے اور کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ.

امام ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب "تحفہ شرح منہاج" میں بیان کیا ہے کہ علما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سود کے سوا کسی گناہ کو اس طور پر نہیں ذکر فرمایا کہ وہ صاحب قرآن سے جنگ ہے۔ تاہم سود خدا سے جنگ ہونے اور سب سے بڑے گناہوں میں شامل ہونے کے باوجود اپنی مسلمان اولاد کو عیسائی اسکولوں میں داخل کرنے کے مقابلے میں دین کے لیے کم سے کم خطرناک ہے؛ کیوں کہ یہ اسکول تو بچوں کے خرمن ایمان کو جلا کر خاکستر کر دینے والی سب سے بڑی بجلی اور عظیم تر مصیبت ہیں۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ.

سترہویں فصل

ایمان کے مقابلے ساری دنیا کی دولت ہیچ ہے

اے جاہل اور عقل سے محروم مسلمان! جس نے اپنے بچے کے دین کو خطرہ میں ڈال کر اسے ان اسکولوں میں داخل کرا دیا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر مجھے اس شرط پر پوری دنیا دے دی جائے کہ میں اپنے لیے، یا اپنے بچے کے لیے کفر اختیار کر لوں تو میں اور میری ہی طرح تمام مسلمان ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور جو ایسا نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

تو نے اپنے لیے اور اپنے بچے کے لیے مفت کا کفر محض اس وہم وخیال سے اختیار کر لیا کہ نصرانی اسکولوں میں فرنگی زبانوں اور دنیاوی علوم کے حاصل کرنے کے سبب تیرے بیٹے کو کچھ مال وعزت حاصل ہو جائے گی۔ حالاں کہ اگر تو بنظر تحقیق دیکھے تو تجھے سو میں سے پانچ طلبہ بھی ایسے نہ ملیں گے جنھیں ان اسکولوں میں پڑھنے کی بنیاد پر جاہ وعزت اور مال و دولت حاصل ہوئی ہو۔ تجھ کو ان سے کہیں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ملے گی جنھیں ان فرنگی زبانوں اور دنیاوی علوم کے بغیر بہت زیادہ مال اور جاہ وعظمت حاصل ہوئی۔ ان سب کے باوجود تو اپنی آنکھ کے مشاہدے اور اپنے صحیح علم کو جھٹلاتا ہے اور شیطان، اس کے دوستوں اور اپنے دونوں پہلوؤں کے درمیان موجود ان سے بھی بدتر نفس کی ان اوہام میں تصدیق کرتا ہے جن کی وجہ سے تو نے اپنے اور اپنی اولاد کے دلوں سے اس دین اسلام کو ضائع کر دیا جس کے برابر نہ دنیا ہے نہ اس کے حکام۔

اے جاہل! اگر یہ بات تیرے اندر اثر انداز نہ ہو تو ہم پر کوئی ملامت نہیں اگر ہم کہیں کہ تو عقل و خرد کی دولت سے محروم ہو چکا ہے۔ اور سلامتی اس پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے نہ کہ تجھ پر۔

اٹھارہویں فصل

مشنری اسکول ایک مصیبت ہیں

اے مسلمان! یقیناً تیرا اپنی اولاد کو ان اسکولوں میں داخل کرنا اتنا بڑا مسئلہ اور اتنی عظیم مصیبت ہے کہ اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ سابق میں مذکور طریقے پر ان اسکولوں میں تیرا اپنے بچے کو ڈالنا نہ صرف اس کے کفر کا سبب ہوگا بلکہ اس کے بعد آنے والی اس کی ذریتوں کے کفر کا بھی سبب ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ اس سے کئی ہزار ذریتیں عالم وجود میں آئیں تو تو ہی ان کی گمراہی کا سبب ہوگا اور تجھ پر تیرے گناہ کے علاوہ مزید ان سب کے گناہوں کے برابر گناہ آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے کوئی برا طریقہ ایجاد کیا اس پر اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس پر قیامت تک عمل پیرا ہوں گے“۔

اور بھلائی کا سبب بننے خود بھلائی کرنے والے کی طرح ہے، اور برائی کا سبب بننے والا برائی کرنے والے کے مانند ہے۔ اس لیے تو کیسے اپنے لیے کفر کو اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تو ایسے کثیر لوگوں کا دادا بنے، جن میں سب کے سب کافر اور گمراہ ہوں۔ لیکن تیرا ان کے لیے اس کو پسند کرنا کوئی حیرت انگیز بات نہیں جب تو نے اپنے نفس کے لیے بھی اسے پسند کیا اور اسے بدترین راہوں پر ڈال دیا اور اسے سب سے بری ہلاکت کی جگہوں میں ڈھکیل دیا۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

انیسویں فصل

اسکولوں کی تعلیم میں فرائض و واجبات چھوٹ جاتے ہیں

اگر تم یہ کہو کہ عیسائیوں کے کچھ اسکولوں میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ مسلمان کے بچے عیسائی

مذہب کی تعلیم حاصل کریں گے اور عیسائی بچوں کے ساتھ گرجا گھر جائیں گے، بلکہ انھیں ان اسکولوں میں صرف دنیاوی علوم اور زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہے اس لیے ان کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان اسکولوں میں مسلمان بچوں کا داخلہ اور تربیت بھی جائز نہیں؛ کیوں کہ وہ نماز اور اسلامی آداب چھوڑ بیٹھتے ہیں اور اپنے دین کے ان عقائد واحکام کی تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں جن کی انھیں اول عمر میں بے حد ضرورت ہوتی ہے، بلکہ گھر پر ان میں سے جو کچھ سیکھا تھا اسے بھی گنوا دیتے ہیں، اور جب ان اسکولوں میں ان کو تربیت دی جاتی ہے تو وہ عیسائی آداب سیکھتے ہیں مثلاً استنجا نہ کرنا، نجاستوں سے آلودہ رہنا اور کئی سال اس حال میں گزر جاتے ہیں کہ وہ کلمۂ توحید بھی نہیں سن پاتے ہیں اور نصرانی بچوں اور اساتذہ کے ساتھ ان کی گفتگو کے دوران بہت سے ایسے جملے در آتے ہیں جو ان کے عقائد میں خلل انداز ہوتے ہیں اور انہیں اس کا احساس بھی نہیں ہو پاتا؛ اس لیے کہ وہ ابھی بچے ہیں انہیں اس کا علم نہیں کہ کیا چیز ان کے دین میں بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ اور کیا چیز ایسی نہیں۔ اور یہ ضرر رساں باتیں ان کے دل میں راسخ ہو جاتی ہیں، اور یہ اور ان جیسی دوسری باتیں روز بروز، ماہ بہ ماہ اور سال بہ سال بار بار ان کے کانوں سے ٹکراتی رہتی ہیں، یہاں تک کہ جب وہ اسکول سے نکلتے ہیں تو ان کے دلوں میں دین کے خلاف اعتراضات اور عقائد میں بگاڑ پیدا کرنے والی بہت سی باتیں راسخ ہو چکی ہوتی ہیں جنھیں وہ ظاہری طور پر مسلمانوں سے چھپاتے ہیں اور اندر ہی اندر ان پر مصر ہوتے ہیں۔ اور تمھیں یقیناً معلوم ہو چکا ہے کہ کسی ایک بھی اسلامی عقیدے کے صحیح ہونے میں شک کرنا، کفر اور خلود فی النار کا سبب ہے۔ و العیاذ باللہ تعالی.

ان اسکولوں کے بچوں میں یہ صورت حال اکثر و بیشتر پائی جاتی ہے، ورنہ اللہ تعالی جسے محفوظ رکھنا چاہے وہ محفوظ رہتا ہے، لیکن خطرہ مول لینے والا پسندیدہ نہیں ہے اگر چہ وہ بچ جائے۔

بیسویں فصل

مسلمان لڑکیاں بے پردگی اور بد عقیدگی کا شکار ہو جاتی ہیں

ان میں بعض اسکول لڑکیوں کے لیے مخصوص ہیں جنھیں مغرب کے عیسائیوں خاص

طور سے پروٹسٹنٹوں نے اسلامی ملکوں میں کھول رکھا ہے اور ہر طرح کے حیلے بہانے اور ذرائع سے مسلمان بچیوں کو ان میں کھینچ لاتے ہیں، اور ان کے ساتھ بالخصوص غریب بچیوں کے ساتھ مختلف قسم کے احسانات کرتے ہیں، چناں چہ انھیں کپڑے فراہم کرتے ہیں، ان کے لیے پیسے اور آٹا وغیرہ مہیا کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے اسکول لڑکیوں سے بھر گئے ہیں، وہ لوگ ان میں بچیوں کو عیسائی مذہب کے احکام سکھاتے ہیں اس لیے اسکولوں کی مدت ختم ہونے کے بعد لڑکیاں وہاں سے عیسائی یا زندیق بن کر نکلتی ہیں کہ ان کا نہ کوئی دین ہوتا ہے نہ ان کے دل میں کوئی اسلامی عقیدہ باقی رہتا ہے، کیوں کہ اسکول میں داخلے کے وقت وہ اتنی کم سن تھیں کہ دین کے احکام سے انھیں کوئی واقفیت نہ تھی۔ پھر اسکول سے نکلنے کے بعد اسی حالت پر وہ زندگی گزارتی ہیں، اسی نہج پر اپنے بچوں کی تربیت کرتی ہیں اور ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ بظاہر مسلمان ہیں مگر در حقیقت وہ بے دین ہیں۔ و لا حول و لا قوة الا باللہ.

اکیسویں فصل

شیطان ایسی تعلیمات کو خوب صورت بنا کر پیش کرتا ہے

اے انسان! تجھے اپنے دل اور اس میں چھپے عقائد کا تو بہر حال علم ہے اس لیے اگر تجھے معلوم ہے کہ تو مسلمان نہیں اور تو اسلامی عقائد کو نہیں مانتا ہے، تو میرا روے سخن تیری طرف نہیں ہے، کیوں کہ تو زندیق اور منافق ہے، اور تو نے اپنے بچے کے لیے وہی بے دینی اور نفاق پسند کیا جو اپنے لیے پسند کیا۔ لہٰذا جب تیرے بچہ نے گمرہی میں تیری پیروی کی تو تم دونوں جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں رہوگے۔ اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اور اگر تو حقیقت میں مسلمان ہے، اور اسلامی عقائد پر تیرا اعتقاد ہے۔ اور تیرے بارے میں ہمارا یہی گمان بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے اور ہمیں ہدایت دے۔ تو پھر کیا بات ہے کہ تو نہ صرف اپنے بیٹے کے دین بلکہ خود اپنے دین کے بارے میں ایسی زبردست تفریط اور کوتاہی سے کام لے رہا ہے۔ اور نتائج کے اعتبار سے اس بری چراگاہ کو مفید تصور کر رہا ہے۔ تو اگر شیطان اور اس کے اعوان و انصار نے تیرے سامنے اس برے کام کو اچھا بنا کر پیش کیا ہے تو میں اور میرے جیسے دوسرے لوگ تیرے سامنے اس کی قباحت اور

وبال کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔ پھر کیوں ان شیطانوں کی بات مانتا ہے اور ہماری نہیں مانتا، حالاں کہ ہم تجھے جنت کی طرف بلا رہے ہیں اور وہ تجھے جہنم کی جانب بلا رہے ہیں، ہم تیری کامیابی اور نجات کا سبب بن رہے ہیں جب کہ وہ تیرے لیے ہلاکت اور تباہی کا سامان کر رہے ہیں، اور تجھے یقین سے معلوم ہے کہ مجھے ان چیزوں کے بارے میں تجھ سے زیادہ علم ہے جو دین میں صلاح اور فساد پیدا کرتی ہیں، اور جو بندے کو اللہ سے قریب یا دور کرتی ہیں۔ لہٰذا اپنے اپنی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈر۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم.

بائیسویں فصل

مشنری اسکول عیسائیت کی تبلیغ کے لیے ہیں (الف)

کبھی شیطان اور ان اسکولوں میں پڑھانے والے اس کے مددگار، اور بعض عیسائی طلبہ، مسلمان طالب علم کے دل میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ عیسائی مذہب ہی صحیح مذہب ہے، اور اس پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں نصرانیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، ان کے طاقت ور ممالک ہیں، وہ دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، عصری علوم سے آراستہ ہیں، مغربی صنعتوں اور حیرت انگیز ایجادات میں وہ پیش پیش ہیں اور روئے زمین کے بہت سے ممالک پر ان کا قبضہ ہے۔ اس طرح مسلمان طالب علم کو مغالطہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں، کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ سارے لوگ باطل دین پر ہوں۔

تم پر مخفی نہیں ہے کہ یہ کمزور مغالطے عقل و خرد میں کمال کے حامل لوگ تو در کنار چھوٹی اور کمزور عقل والوں پر بھی نہیں چل سکتے۔ کیوں کہ آخرت اور دنیا دو الگ الگ چیزیں ہیں، ہر ایک کی صفات جداگانہ ہیں اور دین و دنیا کے امور ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

تمام ادیان و مذاہب کے ماننے والوں کا اس پر اتفاق ہے کہ کفار ہر زمانے میں اہل ایمان سے کئی گنا زیادہ رہے ہیں، اس لیے کہ ہر مذہب کے پیروکار کا یہ عقیدہ ہے کہ وہی مومن اور نجات پانے والا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ادیان و مذاہب کے ماننے والے کافر اور ہلاک ہونے والے ہیں۔ تو اگر یہ مغالطہ صحیح ہو تو یہ تمام ادیان کو باطل کر دے گا۔ اس لیے واضح ہو گیا کہ محض کثرت اس

بات کی دلیل نہیں ہے کہ جو زیادہ طاقت ور اور عصری علوم سے آگاہ ہیں، انھی لوگوں کا دین صحیح ہے؛ کیوں کہ ہر ایک مذہب والے کو یہ تسلیم ہے کہ اس کے اعتقاد کو نہ ماننے والے اہل مذاہب میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس کے بہت سے ہم مذہب لوگوں سے زیادہ طاقت اور دنیوی علوم میں ان سے زیادہ آگہی رکھتے ہیں۔ لہٰذا محض قوت، مال داری، دنیاوی علوم اور صنعتیں اس بات کی دلیل نہیں ہیں کہ مذکورہ خصوصیات کے حاملین کا دین ہی حق ہے، کیوں کہ دین کی صحت کا دار و مدار دوسرے دلائل پر ہے اور اپنے تو اپنے مخالفین کے نزدیک بھی یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہو چکی ہے کہ ہمارے آقا ﷺ کے دین، دین اسلام کے دلائل و براہین ہر زمان و مکان میں تمام ادیان کے دلائل زیادہ ظاہر و واضح اور تمام مذاہب و ملل کے براہین سے زیادہ قوی اور راجح ہیں۔ و الحمد للہ علی ذلك.

تیئسویں فصل (ب)

حدیث صحیح میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی صداقت نگاہوں کے سامنے ہے اور اس فرمان عالی شان کی تصدیق کثیر تجربات سے بھی ہوتی ہے۔

حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بچپن میں ہر بچے کا دل نہایت ہی صاف و شفاف اور فطرت پر ہوتا ہے۔ فطرت سے مراد اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے انسان کو پیدا فرمایا یعنی وہ اس اصل پیدائش پر ہوتا ہے جس پر اللہ نے انسان کی تخلیق فرمائی مثلاً قبول دین کی صلاحیت - پھر والدین اگر یہودی ہوں تو بچے کو یہودی بنا دیتے ہیں اگر نصرانی ہوں تو نصرانی بنا دیتے ہیں، اور اگر مجوسی ہوں تو مجوسی بنا دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خاص طور سے انھی کا ذکر اس لیے فرمایا کہ اس وقت اہل ادیان میں انھی کی تعداد سب سے زیادہ تھی، ورنہ تمام والدین اپنے دین کے مطابق ہی اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہیں، خواہ ان کا تعلق ان ادیان والوں سے ہو یا ان کے علاوہ دیگر ادیان والوں سے۔ اور اساتذہ والدین ہی کی طرح ہوتے ہیں، وہ بچے کے دین میں جیسے چاہیں تصرف کریں۔

لہذا بچہ ان کی نگرانی میں اسی دین کے مطابق پروان چڑھتا ہے جس کی روشنی میں انھوں نے اس کی تربیت کی، خاص کر اس وقت جب تعلیم کی مدت دراز ہو، اس لیے بچے کا دل صیقل شدہ آئینہ کی طرح ہوتا ہے جس میں اس کے سامنے آنے والی تمام چیزیں چھپ جاتی ہیں۔ اس لیے بچے کو جو سب سے پہلی بات بتائی جائے اور بار بار اس کا اعادہ کیا جائے تو وہ اس کے دل میں ہمیشہ کے لیے راسخ ہو جائے گی۔ بالخصوص جب وہ اسی حالت میں کئی سال گزار دے جیسا کہ ان اسکولوں میں ہوتا ہے، لہذا بچہ اپنے نصرانی، زندیق یا ملحد اساتذہ کے مذہب کے مطابق پروان چڑھے گا۔

یہودی یا نصرانی یا مجوسی والدین پر کوئی تعجب نہیں ہے جو اپنے بیٹوں کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بناتے ہیں۔ بلکہ اے جاہل مسلمان! تعجب تو تیری حالت پر ہے کہ تو ان اسکولوں میں اپنے بچے کو رکھ کر اور اسے اس کے معلّمین کے حوالے کر کے اسے نصرانی یا زندیق اور ملحد بنا رہا ہے، حالاں کہ خود تو نصرانی یا زندیق اور ملحد نہیں ہے، کیا یہ بڑی تعجب خیز اور حیرت انگیز بات نہیں ہے، یہ سب تو اس وہم کی بنیاد پر کر رہا ہے کہ وہ دنیا میں کامیاب ہو جائے گا، تو اپنے اور اپنے لخت جگر کے بارے میں اللہ سے ڈر، ورنہ تیرا اور تیرے بچے کا انجام بہت برا ہو گا اور تو کفر و ضلالت کی تاریکی میں سر تا پا غرق ہو جائے گا۔

چوبیسویں فصل

طالب علم کے لیے ایسے اسکولوں کے ضرر سے بچنا مشکل ہوتا ہے

اے مسلمان! جان لے، ہو سکتا ہے کہ یہ علم تجھے نفع پہنچائے کہ تیرا فرزند جس وقت ان نصرانی اسکولوں میں داخل ہوا، اس کا دل صاف ستھرے جوہر کے مانند تھا، اسکول میں قیام کے دوران اسلامی عبادات چھوڑنے، ایمانی عقیدے کے بگڑنے اور عیسائی مذہب کی تعلیم حاصل کرنے کے سبب اس پر تہ بتہ تاریکی چھاتی رہتی ہے۔ اس کا نصرانی بچوں اور معلمین سے میل جول رہتا ہے، وہ ہر دن ان سے مسلمانوں کے دین کے خلاف نئی نئی باتیں سنتا رہتا ہے، اور رفتہ رفتہ اس کے دل میں یہ باتیں گھر کرتی رہتی ہیں یہاں تک کہ تہ بہ تہ تاریکی چھا جانے کی وجہ سے اس کی بصیرت ختم ہو جاتی ہے، اس کے دل میں دین اسلام کا کچھ بھی نور باقی نہیں رہتا۔ اکثر کی یہی

حالت ہے اور جو بھی ان اسکولوں میں داخل ہو گا امید یہی ہے کہ اس کی بھی یہی حالت ہوگی۔

جو یہ گمان کرے کہ اس کا بیٹا ان خطرات سے محفوظ رہے گا وہ اس شخص کی طرح ہے جو یہ کہے کہ وہ اپنے بیٹے کو آگ میں ڈال دے گا پھر بھی آگ اسے نہ جلائے گی۔ حالاں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ان بعض برگزیدہ بندوں کے لیے ہے جن پر اس کی خاص توجہ ہوتی ہے اور جن کے اچھے انجام کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا۔

اگر ہم یہ مان لیں کہ تیرا بیٹا اس منحوس اور بری حالت کے ساتھ اسکول سے نکلنے کے بعد اسلام کے احکام سیکھ لے گا، طاعات پر عمل پیرا ہو جائے گا، نماز اور دیگر عبادات کی پابندی کرے گا اور عرصۂ دراز تک مسلمان علما اور صلحا کی ہم نشینی اختیار کرے گا تو اس کے لیے امید خیر کے ساتھ یہ امید ہوگی کہ اللہ تعالیٰ انوار اسلام سے اس کی بصیرت پر تہ بہ تہ چھائی ہوئی تاریکیوں کو دور فرما دے، اور اسے دین کے وہ انور عطا فرمائے جن سے وہ محروم ہو چکا ہے۔ اور عبادات، طاعات، ذکر و اذکار اور نمازوں کی پابندی کے سبب رفتہ رفتہ وہ انوار بڑھتے جائیں یہاں تک کہ اسے حسن خاتمہ نصیب ہو۔

لیکن ان سب باتوں کا ہونا کبریت احمر سے بھی زیادہ کمیاب ہے؛ کیوں کہ چند کے سوا ہمیں کوئی ایسا نظر نہیں آیا جو ان تعلیم گاہوں کا فارغ التحصیل ہو اور فراغت کے بعد طاعات و عبادات میں دل چسپی دکھائے اور روزہ نماز کی پابندی کرے۔

پچیسویں فصل

عیسائی اپنے بچوں کو مدارس کیوں نہیں بھیجتے؟

بڑی حیرت کی بات ہے کہ عیسائیوں کے سارے گروہ مطلقاً اپنی اولاد کو مسلمانوں کی تعلیم گاہوں میں نہیں پڑھاتے ہیں خواہ وہ کتنے ہی کامیاب کیوں نہ ہوں، بلکہ ان میں ایک فرقے کا کوئی فرد دوسرے گروہ کے اسکولوں میں اپنے بچوں کو نہیں پڑھاتا ہے کہ کہیں ان کے عقائد بدل نہ جائیں؛ اس لیے کہ ان کا ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔

اسی طرح یہود نے بھی اپنی قلت تعداد اور ذلت و رسوائی کے باوجود اپنی اولاد کے لیے

مخصوص اسکول کھول رکھے ہیں تاکہ انھیں یہ حاجت ہی نہ پیش آئے کہ تعلیم کے لیے اپنے بچوں کو مسلمانوں یا عیسائیوں کی تعلیم گاہوں میں داخل کرائیں۔ مذکورہ ہر ایک فرقہ یہ سب کچھ اس لیے کر رہا ہے کہ اسے اپنی اولاد کے دین کی حفاظت کی بہت زیادہ خواہش ہے۔ اس کے باوجود ہم بہت سے فاسق مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کے دین کی حفاظت نہیں چاہتے ہیں۔ اسی لیے تو وہ اپنے بچوں کو نہ صرف کسی عیسائی فرقہ کی تعلیم گاہ میں بلکہ یہودیوں کی دانش گاہوں میں بھی داخل کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ اور دین کو محض اس لیے شدید خطرے میں ڈالتے ہیں کہ وہ فرنگی زبان اور دنیوی علوم سیکھ لیں، حالاں کہ وہ انھیں مسلمانوں کی تعلیم گاہوں میں بھی سیکھ سکتے ہیں، بلکہ وہ اسکولوں میں داخلہ لیے بغیر اس طور پر بھی زیور علم سے آراستہ ہو سکتے ہیں کہ ان کے والد اپنی اولاد کے لیے کسی مخصوص معلم کا انتظام کرے جو اسے اس کی پسندیدہ زبان سکھائے۔

مسلمانو! دیکھو، یہ لوگ اپنے باطل مذہب کی حفاظت کے کس قدر حریص ہیں، جب کہ تمھیں اپنے دین کے تحفظ کی کچھ بھی خواہش نہیں ہے۔ تو اس کے لیے اپنے نفس شریر پر تعجب کرو اگر تمھیں تعجب سود مند ہو۔

رہا تمھارا یہ کہنا کہ ہمیں اپنی اولاد پر یہ اندیشہ نہیں ہے کہ وہ ان کے مذہب کی پیروی کرے گی؛ کیوں کہ ان کا بطلان بالکل ظاہر ہے۔ تو برادر عزیز! یہ تیرے نفس کی گمراہیاں اور شیطان کے وسوسے ہیں؛ اس لیے کہ جب تیری اولاد کا اسلامی عقیدہ بگڑ جائے گا تو اس کا ان کے مذہب میں داخل ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ یہاں تک میں نے تیری نصیحت اور خیر خواہی کی کوشش کر دی اور مدد کی درخواست اللہ سے ہی ہے۔ و اللہ المستعان

چھبیسویں فصل

سامان عبرت

مسلمانو! اب میں تمھارے سامنے ولی کبیر، قطب شہیر، سیدی عبد العزیز دباغ کی وہ عبارت پیش کرتا ہوں جس میں کافروں سے اختلاط رکھنے والے تو درکنار فاسقوں سے میل جول

رکھنے والے پر اور اس اختلاط کے نتیجے میں پائے جانے والے دین کے عظیم خطروں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کے شاگرد ابن مبارک نے کتاب ''الا بریز'' کے تیسرے باب میں ارشاد فرمایا:

''جب ہم نے حمام میں لوگوں کے برہنہ داخل ہونے کے بارے میں شیخ حطاب اور شیخ مواق رحمہما اللہ تعالیٰ کے کلام میں اختلاف دیکھا۔'' چناں چہ شیخ حطاب نے فرمایا:

''اس میں اس طرح داخل ہونا حرام ہے'' اگر اسے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے میں اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو اس پر تیمم واجب ہوگا۔ اور شیخ مواق نے فرمایا:

''وہ ستر پوشی کے ساتھ داخل ہو اور اپنی نگاہیں نیچی رکھے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے''۔

تو سیدی عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: شیخ حطاب کا فتوی صحیح ہے، اور جہاں تک شیخ مواق کے فتوے کی بات ہے تو اگر یہ مان لیا جائے کہ پردہ کرنے والا حد درجہ احتیاط برتے گا، اور دوسروں کی شرم گاہوں کی طرف بالکل نظر نہ ڈالے گا، پھر بھی اس میں ایک آفت یہ ہے کہ معاصی اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کی مخالفت اس تاریکی کے ساتھ ہوتی ہے جس کے اور جہنم کی تاریکی کے درمیان ایسے رشتے اور رابطے ہیں جن کی وجہ سے وہ دوزخ کی شقاوت وبدبختی کا مستحق ہو جاتا ہے۔- اور اللہ کے فرشتوں سے زیادہ اس سے کون آگاہ ہوگا- مثال کے طور پر جب کوئی قوم حمام کی چھت کے نیچے جمع ہو کر اجتماعی طور پر معصیت کی مرتکب ہوتی ہے تو وہ تاریکی اس جگہ پھیل جاتی ہے، جس سے فرشتے وہاں سے چلے جاتے ہیں ان کے بعد شیطان اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آدھمکتا ہے اور اس جگہ کو آباد کر دیتا ہے۔ اس وقت ان نافرمانوں کے ایمانی انوار ان چراغوں کے مانند ہوتے ہیں جن پر ہر جانب سے تیز آندھیوں کی یلغار ہو تو تم دیکھو گے کہ ان چراغوں کی روشنی کبھی ادھر کبھی ادھر جاتی ہے اور کبھی نیچے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تم کہنے لگتے ہو کہ ''چراغ'' گل ہو گیا اور بے نور ہو گیا۔ اسی لیے معاصی کو کفر کا پیغام بر کہا گیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

تو جب حمام اور اس میں داخل ہونے والے کی یہ حالت ہے تو اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ ایک ایسا شخص حمام کے لیے آئے جو بہت نیک، دین دار، صاحب فضل وکمال اور گناہوں سے بچنے والا ہو، اور اس میں داخل ہو کر پردے کا اہتمام کرے پھر بھی حمام کی تاریکی کے سبب اس کے نور ایمان میں اضطراب پیدا ہوگا، کیوں کہ وہ تاریکی ایمان کی ضد ہے، اور اس کے سبب اس کے

(محافظ) فرشتے بھی مضطرب ہوں گے۔ اب شیاطین اس کو گمراہ کرنے کی طمع میں اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دل میں دوسروں کی شرم گاہوں کو دیکھنے کی شہوت پیدا کریں گے اور اسے گمراہ کردیں گے۔ وہ برابر ان سے جنگ کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اس پر غالب آجائیں گے اور یہ ان کے مقابلے میں مغلوب وعاجز ہوجائے گا۔ پھر وہ شہوت کو اچھی چیز سمجھنے لگے گا اور دوسروں کی شرم گاہوں کو دیکھ کر اسے لذت ملنے لگے گی۔ ہم اللہ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

ابن مبارک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر ہم فرض کریں کہ ایک ایسی جماعت ہے جو شراب نوشی کرتی ہے، اس سے لطف اندوز ہوتی ہے، علانیہ گناہوں کا ارتکاب کرتی ہے، ان میں حد سے تجاوز کرتی ہے، نہ کسی کا پاس ولحاظ کرتی ہے نہ کسی سے ڈرتی ہے، پھر فرض کرلیں کہ ایک شخص اپنے ہاتھوں میں دلائل الخیرات لے کر ان کے پاس آیا کرے، اور ان کے درمیان بیٹھ کر اسے پڑھا کرے، ان کے ساتھ اس کی نشست اتنی طویل ہوتی ہو کہ اسے پڑھتے ہوئے پورا دن گزر جائے۔ وہ ادھر اپنے گناہوں میں ڈوبے رہیں، تو کچھ ہی ایام گزریں گے کہ وہ مذکورہ بیماری کی وجہ سے انھیں جیسا ہوکر ان کے زمرے میں شامل ہوجائے گا۔ اسی لیے فاسقوں اور گناہ گاروں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے، اس لیے کہ خون، شہوت اور غفلت ہمارے اندر بھی ہیں اور ان کے اندر بھی۔ ہاں اللہ جس پر رحم فرمائے وہ محفوظ رہے گا اور ان کی تعداد بہت کم ہے"۔ واللہ اعلم

اس میں سامان عبرت ہے اس کے لیے جو حق پر نظر رکھے۔

مسلمانو! اس سے عبرت حاصل کرو اور اپنی اولاد کے دین کو خطرے میں ڈال کر ان کا داخلہ عیسائی اسکولوں میں نہ کراؤ، اس لیے کہ عیسائی بچوں کے ساتھ رہنے کے سبب چند ایام کے گزرتے ہی وہ انھیں میں سے ہوجائیں گے، ان کا اسلامی عقیدہ بگڑ جائے گا اور وہ تمھاری بری رائے اور تدبیر کی وجہ سے کفر کی عظیم ترین مصیبت میں مبتلا ہوجائیں گے۔ اس لیے ان اسکولوں سے دور رہو۔ اللہ مجھے اور تمھیں ہدایت دے!

ستائیسویں فصل

کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ

اے مسلمان! اچھی طرح جان لے کہ عیسائی اسکولوں میں تیرے بیٹے کے داخل ہونے سے ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے عقیدے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے "کتاب التفسیر" میں ایک حدیث کی تخریج فرمائی ہے، جس کے راوی محمد بن عبد الرحمن ابوالاسود ہیں، انھوں نے ارشاد فرمایا: "اہل مدینہ کا ایک لشکر تیار کیا گیا، میرا نام بھی اس میں لکھا گیا، پھر میں ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عکرمہ سے ملا اور میں نے ان کو بتایا تو انھوں نے مجھے بڑی سختی سے منع کیا پھر کہا: مجھے ابن عباس نے خبر دی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ہم راہ صرف اس لیے ہوگئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کی تعداد بڑھائیں۔ کوئی تیر چلایا جاتا اور آکر ان میں سے کسی کو لگتا تو وہ اسے مار ڈالتا یا تلوار چلائی جاتی تو کوئی قتل ہو جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ (النساء:۹۷)

"وہ لوگ جن کی جان فرشتے اس حال میں نکالتے ہیں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی شرح فتح الباری میں فرمایا: حضرت عکرمہ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی جنھوں نے کافروں کی تعداد میں اضافہ کیا حالاں کہ ان کے دلوں میں ان کی موافقت کا ارادہ نہ تھا۔

اٹھائیسویں فصل

مسلمان بچوں سے خطاب

اے مسلمان بچے! تیرے والدان اسکولوں میں تیرا داخلہ کرا کے تیرے دین کی اساس کو مسمار کرنا چاہتے ہیں یا تو اس خیال میں کہ تیری دنیا آباد اور کار آمد ہو جائے گی یا اس لیے کہ خود ان

کے عقیدے میں کجی ہے اور باطنی طور پر وہ مسلمان ہیں ہی نہیں اگر چہ بظاہر وہ مسلمان لگتے ہیں۔

اے بچے! اس سنگین مسئلے میں جس کا انجام کفر وضلالت اور ہلاکت وتباہی کے سوا کچھ نہیں، تو ان کا کہنا مت مان۔ کیوں کہ تجھ پر والد کی اطاعت وفرماں برداری اسی وقت فرض ہے جب وہ مسلمان ہوں اور اس صورت میں یہ بات ہے نہیں۔ اے بچے! تجھے مشاہدے سے معلوم ہے کہ ان اسکولوں میں تیرا داخل ہونا تیرے دین کو حد درجہ نقصان پہنچائے گا اور اگر تو ان میں اقامت پذیر ہو گا تو خواہی نہ خواہی تو دین اسلام سے نکل جائے گا؛ اس لیے کہ کفر کا زہر اس طرح دھیرے دھیرے تیرے دل میں داخل ہو گا کہ تو مسلمانوں کے زمرے سے نکل کر کافروں کی جماعت میں داخل ہو جائے گا اور تجھے احساس تک نہ ہو گا اور اس وقت کفر سے تیری خلاصی محال یا مشکل ہو گی۔

لہذا اپنی قیمتی جان کو برباد کرنے اور دائمی سعادت سے نکال کر اسے ہیشگی کی بدبختی میں منتقل کرنے سے بچ اور اس سنگین مسئلے میں اپنے والدین اور جو بھی تجھے ہلاک کرنا چاہے سب کی مخالفت کر۔ اگر چہ اس سب سے بڑی معصیت اور سب سے عظیم مصیبت میں اپنی بات ماننے پر مجبور کرنے کے لیے وہ تجھ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑیں؛ کیوں کہ ان اسکولوں میں داخل ہونے سے تیرے دین کا اتنا بڑا نقصان ہو گا۔ کہ اگر اس دینی ضرر سے بچنے کے لیے تیرے پرخچے اڑا دیے جائیں تو یہ کوئی بڑی بات نہ ہو گی۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تیرا جاہل ونادان یا زندیق ومنافق باپ جب ان اسکولوں سے باز رہنے کے لیے تیری کوشش کو دیکھے گا تو تجھے ان اسلامی تعلیم گاہوں میں داخل کرائے گا جو ان خطروں سے خالی ہیں یوں تو خود کو جہنم سے نجات دلا دے گا۔

انتیسویں فصل

مدارس میں ایک مسلمان بھائی سے ملاقات کا موقع ملتا ہے

مسلمانو! تم پر لازم ہے کہ دین اسلام کی روشنی میں اپنے بچوں کی پرورش کرو، انھیں مسلمان بچوں کے ساتھ اسلامی تعلیم گاہوں میں داخل کراؤ تاکہ وہ ان کے ساتھ دین و دنیا کے

احکام سیکھیں، نمازوں کی پابندی کریں، بچپن ہی سے ان سے مانوس ہوں یوں ان کی محبت پر پروان چڑھیں، ان کی ہم نشینی اور انھیں دیکھنے سے ان کے ایمان میں کمال پیدا ہو اور آخری عمر تک اسی حالت پر برقرار رہیں۔

سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''مومنوں کے چہروں کی زیارت کرنے سے ایمان میں کمال پیدا ہوتا ہے''۔ اس کے برعکس جب تم انھیں عیسائی اسکولوں میں رکھو گے تو ان کا ایمان کمزور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۟ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۟ؕ (النساء:۱۳۹،۱۳۸)

''خوش خبری منافقوں کو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ عزت تو ساری اللہ تعالیٰ کے لیے ہے''۔

اور ارشاد فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۟ (المجادلہ:۲۲)

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے اللہ اور یوم آخرت پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ اور انھیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنو! بے شک اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ. (الممتحنه: ۱)

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انھیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالاں کہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمھارے پاس آیا"۔

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ (المائدہ: ۵۱)

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انھیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔"

ایک مقام پر یوں ارشاد ربانی ہوا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ (المائدہ: ۵۷)

"اے ایمان والو! جنھوں نے تمھارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے یعنی وہ جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور کافر، ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو۔"

مذکورہ بالا آیتوں کے علاوہ اس مضمون کی اور بھی قرآنی آیات ہیں۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ جو بچہ ان اسکولوں میں عیسائی بچوں اور ان کے معلمین کے ساتھ نشو نما پائے، ان کی سی عبادت کرے، ان کا مذہب سیکھے، کئی سالوں تک ان کے ساتھ شب و روز گزارے، کھائے پیے اور سوئے جاگے وہ ان قرآنی آیات پر عمل پیرا ہو گا جن پر اس کے ایمان کی صحت کا دار و مدار ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اسکول کے اساتذہ اس کے ماں باپ کی طرح اور طلبہ بھائی کے مانند ہو گئے اور یہ کل کے کل اس کے خاندان کے درجے میں ہو گئے۔ نیز اس کے دین میں جو بگاڑ پیدا ہوا اور اپنے مذہب کے بارے میں اس نے کچھ نہیں جانا وہ الگ ہے۔

اور اگر بفرض محال ہم یہ مان بھی لیں کہ چند سالوں کہ بعد جب وہ اسکول سے نکلے گا تو اس کا عقیدہ محفوظ ہوگا، تاہم وہ اپنے دین کے احکام سے تو نابلد ہوگا، اسلام کی اسے اتنی بھی معرفت نہ ہوگی جتنی بہت کم عوام کو ہوتی ہے اور اس وقت وہ سیکھ بھی نہ سکے گا؛ کیوں کہ سیکھنے کا وقت جا چکا ہوگا اور وہ کمانے اور دنیاوی تگ و دو میں مشغول ہو چکا ہوگا۔

وہ نماز، روزہ اور دیگر اسلامی عبادات کا تارک ہوگا۔ کیوں کہ بچپن سے وہ ان کا عادی نہ ہوا، بلکہ ان کے احکام سے بھی واقف نہ ہوا۔ لہذا عبادات اس پر گراں گزرے گیں، جیسا کہ ہم یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ عیسائی اسکولوں سے جو بھی فارغ ہوتے ہیں وہ نماز، روزہ اور دیگر عبادات کی بجا آوری نہیں کرتے ہیں اور آخری عمر تک اسی بری حالت پر قائم رہتے ہیں۔ ہاں جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے وہ محفوظ رہتے ہیں مگر وہ بہت ہی کم ہیں۔

تیسویں فصل

جہاں اسلامی تعلیمات میسر نہ آئیں وہاں نہیں رہنا چاہیے

مسلمانو! اگر تم غیر اسلامی حکومتوں کے ماتحت ہونے کے سبب ان کے اسکولوں میں اپنے بچوں کو رکھنے پر مجبور ہو تو یا تو تم ان اسلامی ملکوں کی طرف ہجرت کرنے کی طاقت رکھتے ہو جو مسلمانوں کے زیر نگیں ہیں یا ہجرت نہیں کر سکتے۔

ان دونوں حالتوں کا حکم بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا
مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓىِٕكَ
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۟ۙ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۟ۙ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ
يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء:۹۷۔۱۰۰)

"وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے، ان سے فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس بات میں پڑے تھے۔ کہتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ لوٹنے کی بہت بری جگہ ہے۔ مگر وہ جو دبا لیے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنھیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے نہ راستہ جانیں تو قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف فرمائے اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت نمبر ۹۷ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

"یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسی جگہ کو چھوڑ دینا واجب ہے جہاں مسلمان اپنا دین قائم نہ کر سکے۔" "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے اپنا دین بچانے کے لیے ایک سرزمین سے دوسری سرزمین کی جانب کوچ کیا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اگرچہ وہ زمین کی ایک ہی بالشت چلا، اور وہ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق ہو گا۔"

تفسیر بیضاوی کے محشی شہاب خفاجی نے فرمایا:

"بلاد کفار اور ایسے ہی ان شہروں کو چھوڑ دینا واجب ہے جہاں شعائر اسلام برپا نہ کیے جا سکے۔"

جیسا کہ حضرت ابن عربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل کرتے ہوئے کہا:

"یہی حکم وَبا زدہ شہروں کا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح البخاری میں ارشاد فرمایا: سعید بن جبیر نے اس آیت سے یہ حکم مستنبط کیا کہ اس سرزمین کو چھوڑ دینا واجب ہے جہاں معصیت پر عمل کرنا پڑے۔"

اکتیسویں فصل

عصری علوم روحانیت سے دور اور مادیت کا شیدا بناتے ہیں

اگر تم یہ کہو کہ عصری علوم اور چھوٹی اور بھاری صنعتوں کا علم حاصل کرنے کے سبب فرنگیوں نے بہت سے ممالک پر اپنا قبضہ جما لیا ہے، یہاں تک کہ انھوں نے ایسے جنگی آلات ایجاد کیے جن کی نظیر گزشتہ زمانوں میں نہیں ملتی۔ زمین کے چپہ چپہ میں اپنی مصنوعات پھیلا دیے، ان کے ذریعہ اور اپنی حکمت عملی اور فوجی قوت کے بل بوتے زمین کے مال و دولت ہتھیا لیے اور اس کے بہت سے باشندوں پر حکمراں بن بیٹھے، اس لیے جب تک ہم ان کے اسکولوں میں داخل نہیں ہوں گے، صنعت و حرفت کا فن نہیں سیکھ سکتے نہ ہم جنگی آلات مثلاً گولہ، بارود، بندوق اور توپ وغیرہ بنانے کا طریقہ جان سکتے ہیں۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال: ٦٠)

"اور ان کے لیے تیار رکھو جو قوت تمھیں بن پڑے۔"

لہٰذا ضروری ہے کہ ہم ان اداروں میں ان علوم اور صنعتوں کا علم حاصل کریں تاکہ وہ قوت تیار کر سکیں جس کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان اسکولوں میں مذکورہ بالا مذموم اور منحوس طریقہ کے مطابق داخل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو دین کو دلوں سے بالکل ہی نکال دیتا ہے یا اس میں حد سے زیادہ فساد پیدا کر دیتا ہے، جس کا انجام ہلاکت اور ہدایت سے گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

اگر ہم مان لیں کہ ان اسکولوں میں تربیت پاکر اپنے دین کو برباد کرنے والے بچوں کا شمار عصری علوم اور مغربی صنعتوں کے ماہرین میں ہونے لگے یہاں تک ان میں کوئی اپنے زمانے کے تمام لوگوں پر فائق ہو جائے، تو کیا یہ اس دین کا بدل نہیں ہو سکتا ہے جس سے وہ محروم ہو گئے۔

جدید صنعتوں اور دین میں بگاڑ نہ پیدا کرنے والے عصری علوم کی تعلیم، بچوں کی اسلامی اسکولوں میں تربیت ہو جانے، ان کے دلوں میں دین اسلام کے راسخ ہو جانے اور ان کے بڑے

ہوجانے کے بعد بھی ممکن ہے۔ پھر اب وہ عیسائی اسکولوں میں منتقل ہوں گے بھی تو اس سے نہ ان کے دین کو کوئی نقصان پہنچے گا اور نہ ان سے ہدایت کو گمرہی سے بدلنے کا اندیشہ رہے گا۔

بتیسویں فصل

کافروں کی دوستی ہلاکت کا سبب ہے

کچھ جاہل مسلمان عیسائی اور فرنگی اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کرکے ان کے دلوں سے قریب ہونے، اور اس کے ذریعہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ ان کے محبوب نظر بن سکیں اور وہ یہ کہیں کہ فلاں کے اندر کوئی دینی تعصب نہیں۔

اے جاہل وخدا کے نافرمان! کیوں تو اس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ تیرے بارے میں یہ کہا جائے کہ فلاں شخص اپنے دین پر سختی سے کاربند ہے۔ اور کیوں تو ان سے اپنی دینی عصبیت کو پردے میں رکھے۔ حالاں کہ وہ اپنی دینی عصبیت پر فخر کرتے اور دوسروں سے اس کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ دوسروں کے اسکولوں میں اپنے بچوں کا داخلہ نہیں کراتے حالاں کہ ان کا مذہب ایسی باطل ترین بنیادوں پر قائم ہے کہ حقیقتاً انھیں اس سے عار کرنا چاہیے۔ جب کہ تیرا دین حق پر سب سے زیادہ قائم ہے۔ جس پر بلاشبہہ فخر کیا جانا چاہیے۔

تیرا تعلق تو اس دین اسلام سے ہے جو تمام ادیان میں سب سے بہتر اور افضل ہے۔ بلکہ یہی ایسا سچا دین ہے جس کے فضل وکمال پر نہ اگلوں میں کوئی اضافہ ممکن ہوا نہ بعد والوں میں۔ اس لیے الحمدللہ ہمیں اس معزز نسبت پر پورا فخر کرنے کا حق ہے جس سے بلند تر کوئی نسبت نہیں۔

میں دارہ کا بیٹا ہوں اسی سے میرا نسب مشہور ہے ☆ اے لوگو! کیا دارہ میں کوئی عیب ہے

اے کاش تم جان لیتے کہ دینی عصبیت کیا چیز ہے؟ دینی عصبیت یہ ہے کہ تم اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لو۔ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانو اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام۔ اللہ ہی کے لیے محبت کرو اور اسی کے لیے دشمنی۔ دین اسی کا نام ہے۔ اور تمھیں معلوم ہے کہ دین اسلام کی بنیاد اعلان واظہار پر ہے نہ کہ کسی نیک بات کو دل میں مخفی اور پوشیدہ رکھنے پر۔ گناہوں کی ہی پردہ

پوشی کی جاتی ہے اور جو پردہ پوش ہوتا ہے وہ تجھ سے بھلائی کے ساتھ ہی ملے گا۔

دیکھو! اللہ تعالیٰ نے ہر روز پانچ مرتبہ اذان کس طرح مشروع فرمایا اور مسلمانوں نے اس کے لیے مئذنے (اذان گاہ) بنوائے اور تمام ممالک میں بر سر عام علانیہ بآواز بلند اذانیں دیں۔

اے بے راہ جاہل! کیا تو اسے اِس خیال خام کے سبب چھپائے گا کہ اسے ظاہر کرنا تیرے لیے عار کی بات ہے اور اس کا مظاہرہ نہ کرکے تو کافروں کی محبت پالے گا۔ تف ہو تجھ پر اے بے ہمت اور بزدل مسلمان! کہ تو غیرت اسلامی سے محروم ہو چکا ہے۔ کیا تو نے کبھی کسی عقل مند کے بارے میں سنا ہے کہ اپنی بے مثال شرف و بزرگی چھپانے کی کوشش کر رہا ہے اور اپنے دوستوں اور دشمنوں کے سامنے اس کا بیان کرنے میں اسے شرم آرہی ہے۔ تم نے اس بارے میں اب تک جو واقعات سن رکھے ہیں ان میں ایک حیرت ناک واقعہ یہ ہے کہ: ایک صاحب ثروت مسلمان جو نماز، روزہ اور دیگر عبادات کا بڑا پابند تھا اور جاہل صلحا میں اس کا شمار کیا جاتا تھا وہ ایک بڑے عیسائی کی دعوت میں شریک ہوا۔ عیسائیوں نے جب دستر خوان پر اس کے سامنے شراب رکھی تو اس نے جام اٹھا کر اس خوف سے پی لیا کہ وہ یہ نہ کہیں کہ یہ اپنے دین میں بڑا متعصب ہے۔

اور اس نے اپنی جہالت و نادانی میں یہ گمان کر لیا کہ یہ شیطانی خیال اس کے لیے ایک عذر بن جائے گا اور اس کی طاعتوں میں اس سے نقص و خلل نہ ہوگا۔ تو جہل اور اس کی آفتوں کو دیکھو۔

تینتیسویں فصل

مشنری اسکولوں سے طلبہ کو نجات دلانے کی صورتیں

جو بھی صاحب ایمان مسلمان بچوں کو عیسائی اسکولوں سے نکال سکتا ہے، اس پر لازم و فرض ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق انہیں نکالے۔

اس کی چند صورتیں ہیں: (۱) اس بچے کا باپ یا سرپرست اس کا دوست ہو تو وہ اسے منع کرے اور ترغیب و ترہیب میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔ (۲) اس بچے کے والد کے بعض دوستوں کے ساتھ اس کے تعلقات ہیں تو وہ انہیں یہ کام سپرد کرے۔ (۳) اس کی یہ بات کسی ایسے شخص

کے پاس پہنچادے جس کا حکم اس پر نافذ ہو جیسے حاکم یا اور کوئی۔ (۴) اگر فقر و محتاجی کی بنیاد پر باپ نے اپنے بچے کو ان اسکولون میں داخل کرایا ہے تو اسے مالی مدد فراہم کرے جیسا کہ بچیوں کے ان اسکولوں میں ہوتا ہے جنہیں بیروت وغیرہ میں پروٹسٹنٹوں نے کھول رکھے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو بھی تدابیر اور ذریعہ مسلمان بچے یا بچی کو نکالنے میں بروے کار لا سکے لائے اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستحق عذاب ہو گا۔ اور اگر وہ مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ان اسکولوں میں کسی بھی مسلمان بچے کے داخلہ پر اور اس کے کفر پر راضی ہے تو یہ بھی اسی طرح کافر ہے جیسے کہ وہ جس نے اپنی رضامندی سے انہیں داخل کرایا، اس لیے کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔ اللہ ہی ہدایت کرنے والا اور اسی پر اعتماد ہے۔

چونتیسویں فصل

اہلِ نظر اپنی ذمہ داریاں نبھائیں

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کو سلطان کے ذریعہ جس کام سے روک دیتا ہے اس کام سے قرآن کے ذریعہ نہیں روکتا۔'' اگرچہ میری یہ کتاب مذکورہ عیسائی اسکولوں میں مسلمان بچوں کے داخلہ کے عدم جواز کے بیان پر مشتمل ہے بلکہ ان میں جو بچے عیسائی بچوں کے ساتھ ان کے گرجا گھروں میں جاکر ان کی جیسی عبادت کرتے ہیں ان کے اور اس پر راضی رہنے والے ان کے آبا اور ان کے سرپرستوں کے کفر کے بیان پر مشتمل ہے، تاہم شک نہیں کہ اس کتاب کا ان بہت سے توفیق یافتہ مسلمانوں کے دلوں میں اثر ہو گا جو اس سلسلہ میں حکمِ شرع سے نابلد تھے۔ اور جب انہیں معلوم ہو گا تو شریعت کی پیروی کریں گے اور اپنی اولاد کو اور اپنی سرپرستی میں پڑھنے والے بچوں کو ان اسکولوں سے نکال لیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کریں گے۔ لیکن یہ ان فاسقوں، دین سے سرتابی کرنے والوں، زندیقوں اور منافقوں کے دلوں میں کوئی اثر نہ ڈال سکے گی جن کی چشم بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے بے نور کر دیا ہے۔ لہٰذا ذمہ دار حضرات پر لازم ہے کہ وہ ان جاہلوں کو ان اسکولوں میں اپنے اولاد کو اور ان بچوں کو داخل کرانے سے روک دیں جو ان کی زیر سرپرستی ہیں۔ یہ ان بچوں پر ان کی

شفقت اور ان کے دین کی حفاظت و سلامتی کے لیے ان کا احتیاط ہو گا۔ اور ہدایت تو اللہ کے دست قدرت میں ہے اور ہمیں جو بھی طاقت و قدرت حاصل ہے اسی کی عطا ہے۔

پینتیسویں فصل

دوسروں کو دیکھ کر غلط روی اختیار کرنا نقصان دہ ہے

اگر تم اعتراض کرو کہ ہم بعض بڑے بڑے (نامی گرامی) مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان اسکولوں میں اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور انہیں ضرور اپنے دینی و دنیوی امور کا علم ہے تو اگر وہ اس میں کوئی ضرر و نقصان دیکھتے تو اپنے بچوں کو اس میں نہ رکھتے۔

میں اس کا یہ جواب دوں گا کہ ان کا دنیوی اعتبار سے بڑا ہونا ان کے فسق اور دین میں ان کے جہل و بے علمی سے مانع نہیں۔ وہ اپنے ہی جیسے فاسقوں اور جاہلوں کے لیے پیشوا اور نمونہ بن سکتے ہیں مگر کسی ایسے مسلمان کے لیے نمونہ نہیں بن سکتے ہیں جسے حرام سے اجتناب اور حلال کی بجاآوری کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ یہ لوگ ظاہری اعتبار سے اگرچہ نامی گرامی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ خود بڑے رذیل اور گھٹیا ہیں

ہاشمی خاندان کا ہونا سود مند نہ ہو گا☆ اگر نفس باہلی ہو۔ یعنی نفس میں رذالت اور سفلہ پن ہو۔

اگر یہ لوگ واقعی بڑے مسلمان ہوتے تو وہ اپنے دین اور مذہب کی محبت میں دیگر مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہوتے اور اپنے قومیت اور حکومت کے بارے میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوتے۔ اور اگر وہ ان اوصاف کے حامل ہوتے تو عیسائی اسکولوں میں اپنے بچوں کا داخلہ نہ کراتے؛ کیوں کہ اسکول سے نکلنے کے وقت ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ تمام بلند مرتبہ اور ستودہ اوصاف سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں۔

اے انصاف پسند مسلمانو! تمہیں اللہ کی قسم! بتاؤ کیا جس کی یہ حالت ہو وہ مسلمانوں میں سب سے بڑا ہو گا یا سب سے پست اور حقیر ہو گا۔ نہیں، نہیں بلکہ بخدا! وہ سب سے بڑے ذلیلوں اور کمینوں سے بھی بڑا ذلیل اور کمینہ ہو گا خود وہ عیسائی اور فرنگی بھی اس کے شاہد ہیں جن کے اسکولوں میں وہ اپنے بچوں کو پڑھا رہا ہے۔ اسی لیے ان فرنگیوں نے اپنے لیے یہ حالت پسند

نہیں کی؛کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے اسکول خواہ کتنے ہی کامیاب کیوں نہ ہوں،ان میں کوئی عیسائی اپنے بچوں کو نہیں پڑھاتا ہے۔اور نہ ہی ایک عیسائی دوسرے عیسائی فرقے سے تعلق رکھنے والوں کے اسکولوں میں پڑھاتا ہے۔وہ یہ سب اس لیے کرتے ہیں کہ ان کی اولاد کا دین محفوظ رہے۔

اس بے توفیق شخص کو دیکھو اور اس کی اس حالت پر تعجب کرو کہ اس نے مذکورہ طریقے پر اپنی اولاد کو عیسائی اسکولوں میں ڈال کر نہ صرف اپنے رب، نبی اور دین سے عداوت کی بلکہ اپنے ملک اور ہم مذہبوں سے دشمنی کی بلکہ خود اپنی ذات سے بھی دشمنی کرلی،اور اپنے دین کے ان دشمنوں کی نگاہ سے بھی گر گیا جن کے اسکولوں میں اس نے اپنے بچے کا داخلہ کرایا ہے؛کیوں کہ اس کے بعد وہ اس پر پورا بھروسہ نہیں کریں گے،اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ جس کا کوئی دین نہیں ہوتا وہ امانت دار نہیں ہوتا۔

رہے وہ مسلمان جو اپنے بچوں کو عیسائی اسکولوں میں رکھتے ہیں تو ان کا بڑکپن ان کے سب سے بڑے جاہلوں اور اپنے امور دین میں سب سے کم عقلوں میں شامل ہونے کے منافی نہیں ہے۔اگرچہ وہ بظاہر عقل مندوں اور بڑے لوگوں میں شمار کیے جاتے ہوں۔اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (الروم:۷)

”وہ دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں اور آخرت سے پورے طور پر بے خبر ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے انھی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ (الفرقان:٤٤)

”وہ نہیں ہیں مگر چوپائے جیسے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ“

اسی طرح ہم ان عیسائی کافروں کو اپنی نگاہوں سے بھی دیکھتے ہیں کہ واقعی ان کی یہی حالت ہے کہ وہ دنیا میں تو منتہائے کمال کو پہنچ گئے لیکن انہیں دین کی ابتدائی منزل تک بھی رسائی حاصل نہیں ہوئی وہ حشر و نشر اور ان امور سے غافل ہیں جو موت کے بعد در پیش ہوں گے،انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی ہے،وہ اللہ تعالیٰ،اس کے نبی محمد ﷺ اور قضا و قدر پر

ایمان نہیں رکھتے ہیں۔

ان میں کچھ دین دار ہیں بھی تو وہ تثلیث الٰہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ تین ایک ہے اور ایک تین ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں جب کہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ہی جیسے بشر ہیں، کھاتے پیتے ہیں، تھکتے ہیں، آرام کرتے ہیں، چلتے ہیں، سوار ہوتے ہیں، وہ مقہور و مغلوب ہوئے اور ان کے گمان کے مطابق انہیں قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس روٹی پر پادری گرجا گھر میں پڑھ کر دم کرتے ہیں، وہ دم کرنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم میں بدل جاتی ہے، پھر وہ اسے اس نیت سے کھا لیتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا جسم ہے، اسی طرح جس شراب پر پادری پڑھ کر دم کر دیتے ہیں وہ عیسیٰ علیہ السلام کے خون میں بدل جاتی ہے پھر وہ لوگ اسے عیسیٰ علیہ السلام کا خون سمجھ کر پی لیتے ہیں۔ ان میں جس کا یہ عقیدہ نہیں ہے، وہ ان کے مذہب کے مطابق کافر ہے، عیسائی نہیں ہے۔

جب آپ ان کے ان دینی عقائد کو دیکھیں گے تو بلا شبہہ یہی فیصلہ کریں گے کہ ایسا اعتقاد رکھنے والا سب سے بڑا پاگل ہے۔ اور جب ان میں سے بعض کے ہاتھوں دنیاوی مہمات کو انجام پا تے دیکھیں گے تو آپ کے لیے اس بات میں شک کی کوئی گنجائش نہ رہے گی کہ وہ سب سے بڑا عقل مند ہیں۔ تو وہ دین کے معاملے میں پوری دنیا کے تمام انسانوں سے بڑے جاہل اور امور دنیا میں سب سے بڑے عقل مند ہیں۔ لیکن دنیاوی معاملات میں ان کی عقلوں کا جو حال ہے وہی اگر دینی امور میں بھی ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین، اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اختیار نہ کرتے، کیو ں کہ اسلام وہ دین ہے جس کے عقائد، احکام اور اصول کی خوبی پر مختلف زمانوں، ملکوں اور اقوام کے ان تمام عقلا کا اتفاق ہے جو سب سے بڑے ارباب فضل و کمال تسلیم کیے گئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا فرمائی اور اس کے لیے جنتیوں کو وجود بخشا جو نہ گھٹ سکتے ہیں اور نہ بڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح جہنم بنا کر اس کے لیے جہنمیوں کو پیدا فرمایا جن کی بھی تعداد نہ گھٹ سکتی ہے اور نہ بڑھ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے کاموں کے بارے میں کوئی سوال نہیں کر سکتا، ہاں وہ بندوں سے باز پرس فرمائے گا اگر اللہ تعالیٰ انھیں دین اسلام سے محبت کی راہ دکھاتا اور وہ اس کی عطا کردہ صلاحیتوں اور فہم و ادراک کو اس کی معرفت میں استعمال کرتے تو انھیں یقین ہو جاتا کہ یقیناً اسلام

ہی اللہ کا سچا دین ہے اور وہ ہر دروازے سے اسلام میں جوق در جوق داخل ہو جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دین حق سے ان کے دل پھیر دیے اسی لیے انہوں نے دین حق سے اپنی نگاہیں پھیر لیں۔ دنیا اور اس کے علوم میں دور نکل گئے۔ اور اس کے معلوم نا معلوم کی تحقیق میں اپنی زندگیاں جھونک دیں۔ اس لیے ان کی عقلیں مرض برسام میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے مستور ہو گئیں اور ان عقلوں نے انھیں اپنے اوہام کے سمندر میں غرق کر دیا۔ وہ شکل وصورت سے تو عقل مند معلوم ہوتے ہیں، مگر حقیقت میں ان کے پاس عقل نہیں ہے، وہ بظاہر بیدار ہیں مگر در اصل خواب غفلت میں ہیں۔ جب موت آنے کے بعد ان سے ان کے خواب غفلت کا پردہ اٹھے گا تو وہ بیدار ہوں گے اور تب انھیں معلوم ہوگا کہ دنیا کہ جس عیش وعشرت میں وہ محو تھے اس کی حقیقت خواب پریشاں سے زیادہ نہ تھی۔ (جب غبار آلودہ ماحول صاف ہوگا تو دیکھ لے گا کہ گھو ڑے پر سوار ہے کہ گدھے پر)

چھتسویں فصل

مسلمان اشاعت دین کے لیے کمر بستہ ہو جائیں

حیرت ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ فرنگی اپنی قومیتوں کے اختلاف کے باوجود اپنے مذہب کی ترویج واشاعت کی حد درجہ خواہش رکھتے ہیں۔ حالاں کہ ان میں اکثر کا عقیدہ یہ ہے کہ مذہب کوئی چیز نہیں، لیکن وہ یہ مانتے ہیں کہ ان کی بنیادی حکمت عملی کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لیے ایک دین کا ہونا ضروری ہے جس پر وہ اپنی قومی شیرازہ بندی کر سکیں۔ اور چونکہ ان کی نشوونما بچپن ہی سے عیسائی مذہب کی روشنی میں ہوتی ہے۔ اس لیے اس پر متفق ہونے کے ساتھ وہ اسے دوسرے مذہب سے بہتر خیال کرتے ہیں اور دوسری اقوام کو اس کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے لیے طرح طرح کی تنظیمیں تشکیل دیتے ہیں۔ کثیر سرمایا جمع کرتے ہیں، دعوت دین کے لیے سرگرم معلّمین تیار کرتے ہیں، انھیں مبشرین (خوشخبری سنانے والوں) کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور انھیں روئے زمین کے چپے چپے میں پھیلا دیتے ہیں، تاکہ یہ لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیں، پوری دنیا میں قریب یا دور دراز کے ممالک کے شہروں اور دیہاتوں میں مختلف تعلیم

گاہیں کھولتے ہیں، عیسائی اعتقادات سے بحث کرنے والی بے شمار کتابیں شائع کرتے ہیں، ان پر کثیر سرمایا صرف کرتے ہیں، اور دور و نزدیک کے علاقوں میں ان کی نشر واشاعت کرتے ہیں۔ ان فرنگیوں کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ کچھ ایسے پادری بھی بھیجتے ہیں جن کا معمول یہ ہوتا ہے کہ وہ گاؤں میں گھومیں پھریں اور بچوں اور جاہلوں کو عیسائی مذہب کی کوئی کتاب پڑھ کر سنائیں۔ تاکہ انھیں راہ حق سے بہکا سکیں۔ مزید برآں عیسائیوں نے کچھ دیہاتوں میں اسکول کھول رکھے ہیں اور ہر حیلہ بہانہ سے مسلمانوں کے بچوں کو ان اسکولوں میں کھینچ لاتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سے اور ان کی تعلیم گاہوں سے دور رہیں۔ اور اپنے بچوں اور ان پڑھوں کو ان کے پاس جمع نہ ہونے دیں اگرچہ یہ اجتماع بطور تماشا ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ چھوٹے بچوں کے ذہن و دماغ میں ان کا کوئی گمراہ عقیدہ گھر کر جائے جو دین اسلام کے خلاف ہو۔ اور اس کا وبال ان کے والدین اور ذمہ داروں پر ہی ہوگا۔

اپنے مذہب کی ترویج واشاعت میں عیسائیوں کی یہ حالت ہے جب کہ ہم بہت سے مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ دین اسلام کی نشر واشاعت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ عیسائیوں کی طرح سرمایا بھی صرف نہیں کرتے ہیں اور جو شرک کے رسوم اور اسلام کے تعلق سے شکوک و اوہام فاسدہ ان کے ممالک کے ہم وطنوں اور خود ان کے بچوں کے دلوں میں پیدا ہو رہے ہیں ان کے رد وابطال کو وہ کوئی اہمیت نہیں دیتے، کیا یہ تمام باتیں سب سے بڑی رسوائی، سب سے عظیم نقصان اور بدترین حرماں نصیبی کے زمرے میں نہیں آتیں؟ بالخصوص ایسے زمانے میں جس میں کفر ایمان پر حملہ آور ہے۔ گمرہی بڑھ چکی ہے اور لوگ لگاتار حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔ استعین باللہ تعالیٰ و ھو نعم المستعان.

سینتیسویں فصل:

عیسائی پادریوں کا فریب

بیروت " لبنان "میں عیسائی پادریوں کا ایک مطبع ہے، جہاں سے انھوں نے بہت سے کتابیں اور ایسے ادبی مجموعے شائع کیے جن کو انھوں نے مسلمانون کی کتانوں سے یکجا کیا ہے۔ لیکن

چوں کہ وہ نقل میں امانت دار نہیں ہیں؛ اس لیے انھوں نے جن کتابوں سے نقل واقتباس کا کام کیا ان سے ان عبارتوں کو محو کر دیا جن میں اسلام کی تائید اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت کا بیان تھا۔

اس کی ایک مثال ان کی شائع کی ہوئی کتاب "فقه اللغة" ہے جس کے خطبہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت کا بیان تھا؛ اس لیے مکمل طور پر اسے حذف کر دیا۔ دوسری مثال ان کی طبع کردہ "الالفاظ الكتابية" ہے جس کے بہت سے مقامات پر عبارتوں میں رد و بدل کر دیا گیا ہے۔ اگر مصنف نے کسی مقام پر "كما قال الله تعالىٰ" (جیساکہ ارشادِ الٰہی ہے) کہا تو اس کو "كما قال القائل" (جیساکہ قائل نے کہا) یا "كما قيل" (جیساکہ کہا گیا) جیسی عبارتوں سے بدل دیا۔

انھوں نے متعدّد حصوں پر مشتمل ایک بڑا مجموعہ تیار کیا، جس کا اکثر حصہ مسلمانوں کی کتابوں سے ماخوذ تھا۔ اس میں بھی انھوں نے ان عبارتوں کو حذف کر دیا جن کا تعلق دینِ اسلام کی تعظیم اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت شان کے اظہار سے تھا، بلکہ کہیں کہیں تو علماے اسلام کی صحیح اور خوبصورت عبارتوں کو اپنی فاسد اور بھونڈی عبارتوں سے بدل ڈالا۔ اور یہ رد و بدل ان عبارتوں میں کرتے ہیں جن کا تعلق سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات اور دینِ اسلام سے ہو۔

لٰہذا بیروت کی "المطبعة اليسوعية" سے چھپی ہوئی کتابوں سے میں تمام مسلمانوں کو خبر دار کرتا ہوں، اگرچہ وہ مسلمانوں کی تالیفات و کتب ہی کیوں نہ ہوں۔ رہے وہ مجموعے جن کو انھوں نے خود یکجا کر کے چھاپا تو ان سے تو بدرجۂ اولیٰ بچنا چاہیے۔ مثلاً وہ مجموعہ جس کا نام انھوں نے "مجاني الادب" رکھا ہے، یہ چند حصوں پر مشتمل ہے۔ کیوں کہ وہ لوگ نقل میں امانت داری سے کام نہیں لیتے ہیں، کلمات میں تحریف کرتے ہیں، ان کی مفید و مضر باتوں کو خلط ملط کر دیتے ہیں، زہر کو قند بنا کر پیش کرتے ہیں اور درست کی جگہ نادرست کو رکھ دیتے ہیں۔

مسلمانو! ان کی کتابیں کھریدنے سے باز رہو کیوں کہ بخدا میں نے پورے علم و یقین کے ساتھ تمھیں خبر دی ہے۔ اس میں ظن و تخمین کا کچھ بھی دخل نہیں۔

اور جب تم ان کی کسی کتاب پر کسی مسلمان عالم کے نام سے کوئی تقریظ دیکھو تو اس کا اعتبار نہ کرو؛ کیوں کہ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ نفس کتاب ہی میں تحریف و تبدیل کر دیتے ہیں، اپنے مذہب کے خلاف جانے والی چیزوں کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے موافق مواد کو ملا دیتے ہیں

اگرچہ وہ صاحب کتاب کے دین کے خلاف ہوں، تو اپنی خواہشات اور مصلحتوں کے موافق ان تقاریظ میں تصرف کرنا ان سے بعید نہیں ہے۔ اس لیے مسلمانوں! ان کی کتابوں سے دور رہو۔

اڑتیسویں فصل:

مدارسِ اسلامیہ کی ذمہ داریاں

اسلامی درسگاہوں پر لازم ہے کہ وہ اہل سنت وجماعت کے عقائد کے خلاف کوئی بھی تعلیم نہ دیں، اگرچہ پڑھی جانے والی کتاب کا مقصد عقائد کے علاوہ کچھ اور ہو۔ جیسے کتاب "نہج البلاغۃ" بعض اسلامی اداروں میں فصاحت وبلاغت کی مشق وممارست کے لیے طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے۔ کیوں کہ اندیشہ ہے کہ کم عمری کے سبب ان کے دلوں میں رفض وشیعیت کا کوئی عقیدہ نہ قرار پاجائے جس کے نتیجہ میں ہوہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اوپر اعتراض کرنے لگیں، اور کچھ صحابہ کو چھوڑ کر کچھ کی جانب مائل ہوجائیں اور ان سے زیادہ محبت کرنے کے سبب دوسروں سے بغض کرنے لگیں۔ پناہ بخدا!

کتاب مذکور کو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کرنے کی کوئی سند نہیں۔ بلکہ ان کی طرف اس کا انتساب سراسر غلط اور نادرست ہے۔ سچائی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حافظ ذہبی کی کتاب "میزان الاعتدال" اور اسی طرح "کشف الظنون" میں ہے: جو شخص کتاب "نہج البلاغہ" کا مطالعہ کرے گا اسے اس بات پر یقین ہوجائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب ایک جھوٹی بات منسوب کی گئی ہے کیوں کہ اس میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر صریح سب وشتم کیا گیا ہے اور ان کی تنقیص شان کی گئی ہے۔ اس کتاب کا مؤلف شریف رضی یا شریف مرتضیٰ ہے جیسا کہ ابن خلقان نے بیان کیا ہے اور یہ دونوں شیعوں کے سرغنے ہیں۔

بلاشبہہ جس طرح اس کتاب کی بہت سی عبارتوں کا تعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کلام سے ہے، اسی طرح اس کی بہت سی عبارتیں گڑھ کر آپ کی طرف غلط منسوب کردی گئی ہیں۔ لہٰذا اہل سنت وجماعت کے کسی فاضل کو چاہیے کہ وہ اس کی تلخیص اس طرح کرے کہ اس کی قباحتوں

اور خرابیوں کو حذف کردے اور اس کی اچھائیوں کو برقرار رکھے۔ اور پھر مدراس میں اس کا پڑھنا اچھا قرار دیا جائے اور اس سے قلبی مسرت و روحانی خوش حالی حاصل کی جائے۔ لیکن بحالت موجودہ چوں کہ اس میں حق و باطل گڈمڈ ہیں اس لیے مسلمان بچوں کے لیے مدارس میں اس کا پڑھنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

میں نے شرفاے بیروت میں ایک کی زبانی ایک ایسی بات سنی جس میں شیعیت کی بو آرہی تھی۔ میں نے اسے اس بات سے روکا اور پوچھا تمھیں یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی؟ حالاں کہ یہ تمھارے شہر کے لوگوں کا مذہب نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا: بچپن میں مدرسے میں "نهج البلاغه" پڑھی تھی اسی سے یہ بات ملی۔

مسلمانو! اس کتاب کو پڑھنے سے بچو، جب تک کے اس کی تلخیص اس طور پر نہ کردی جائے کہ اس کی خرابیوں کو دور کردیا جائے اور اس کی اچھی باتوں کو باقی رکھا جائے۔

علماے کرام نے صراحتاً بیان کیا ہے کہ واقدی کی کتاب "فتوح الشام" کو پڑھنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں جھوٹی اور من گڑھت باتیں بیان کی گئی ہیں۔ حالاں کہ انھوں نے اپنی دروغ گوئی سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کی ہے۔ ان کی شجاعت و بہادری کو بیان کیا ہے اور ان کی فتوحات کی خبریں دی ہیں۔ لہٰذا "نهج البلاغة" کا پڑھنا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا، کیوں کہ وہ صحابۂ کرام کی مذمت میں صریح جھوٹ پر مشتمل ہے۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ان کذب بیانیوں سے پاک ہیں۔

مدارس کے معلّمین کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو نہ پڑھائیں اور تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس کتاب کو نہ خریدیں جب تک کہ کوئی اس کا خلاصہ اس طرح نہ تیار کردے کہ اس کی گندی باتیں حذف کردے کے اور اس کی اچھی باتیں باقی رکھے۔

ایک ناپسندیدہ کام جس کا ارتکاب عراق کے غیر عرب کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ اپنے علما کی ایک جماعت کو جسے وہ اپنی طرف سے تنخواہ دیتے ہیں اس لیے بھیجتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے مابین عقائد رفض و شیعیت پھیلا کر انھیں گمراہ کریں۔ بہت سالوں سے وہ اس ضرر رساں کام کے خوگر ہو چکے ہیں۔ وہ دیہی علاقوں اور قبائل میں گھومتے ہیں یہاں تک کہ ان کے سبب عراق کے عرب

دیہاتی باشندے اور گاؤں کے رہنے والے عوام اکثر رافضی ہو جاتے ہیں۔مسلمانان اہل سنت کو چاہیے کہ وہ ان سے ہوشیار رہیں؛کیوں کہ دین اسلام میں ان کا ضرر بدترین ضرر سے ہے۔

انتالیسویں فصل

علمائے کرام سے خطاب

اے علمائے اسلام ، اے شہسواران رہوار قلم، اے خطبائے ممبر و محراب اور اے اجتماعات اور جلسوں کے صدر نشینو!آپ لوگ کہاں ہیں۔ان عوام کو کیوں نہیں سمجھاتے جو اپنے دین کے امور میں چوپایوں کی طرح ہیں۔اگر چہ ان میں بعض دنیاوی امور میں ارباب عقل و دانش سے گنے جاتے ہیں لیکن یہ دینی امور میں ان کے جاہل رہ جانے سے مانع نہیں ہے۔کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ ایک انسان اپنے دنیاوی معاملات میں عقل مند ہو مگر دین سے بے خبر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (الروم:۷)

”وہ آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی کو جانتے ہیں اور آخرت سے پورے طور پر بے خبر ہیں۔“

نیز انھی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ (الفرقان:٤٤)

”وہ تو نہیں ہیں مگر جانوروں جیسے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔

ہم ان عیسائی کافروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو دنیاوی معاملات میں منتہائے کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔اور دین میں اس کی ابتدا تک بھی نہ پہنچ سکے ،بلکہ ان میں اکثر حشر و نشر اور ان امور سے غافل ہیں جو موت کے بعد انھیں پیش آئیں گی۔وہ زندیق ہیں جو کسی بھی دین کو نہیں مانتے ہیں اور نہ رب العالمین کو پہچانتے ہیں۔

ان میں تھوڑی تعداد میں جو دین پسند ہیں بھی وہ عیسائی عقائد پر قائم ہیں۔ان کا عقیدہ ہے کہ خدا تین ہیں اور وہ تینوں ایک ہیں،اور حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات ہی اللہ ہے۔اور خدا کی ذات ہی

مسیح ہے۔ جب کہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام انھیں کی طرح انسان ہیں، کھاتے پیتے ہیں، سوتے جاگتے ہیں اور قضائے حاجت کرتے ہیں۔ وہ عاجز وناتواں اور ذلیل ورسوا ہوئے کیوں کہ ان کے زعم کے مطابق ان کے دشمن یہودیوں نے ان کے مخالفین کی مدد کی اور انھیں تختۂ دار پر لٹکا دیا۔ ان کے گمان کے مطابق یہودیوں نے انھیں سولی دے دی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی ان کے رب ہیں اور ان یہودیوں کے بھی جنھوں نے ان کے گمان کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی ہے۔

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس روٹی پر گرجا گھر میں پادری پڑھ کر دم کر دے وہ دم کرنے کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کے جسم میں بدل جاتی ہے اور جس شراب پر پڑھ کر دم کر دے وہ ان کا خون ہو جاتی ہے۔

جب آپ ان فاسد عقیدوں میں غور کریں گے تو آپ کو اس میں کوئی شک نہیں ہوگا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا سب سے بڑا پاگل ہے۔ اور جب آپ ان کی دنیوی ایجادات میں غور کریں گے تو اس میں بھی کوئی شک نہیں ہوگا کہ وہ سب سے بڑے عقلمند ہیں۔ دنیاوی معاملات میں ان کی جیسی عقل ہے اگر دین میں بھی ویسی ہی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے سچے دین، دین اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اختیار نہ کرتے۔ کیوں کہ اسلام ہی وہ دین ہے جس کے عقائد، احکام اور قواعد واصول کے اچھے ہونے پر مختلف زبانوں، ملکوں اور اقوام کے تمام علمندوں کا اتفاق ہے۔ لیکن بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی اور اس کے لیے جنتیوں کو پیدا فرمایا اور وہ مؤمنین ہیں۔ اور اسی طرح جہنم بنایا اور اس کے لیے جہنمیوں کو پیدا فرمایا اور وہ کافر ہیں۔ سبحان ربك رب العزت عما يصفون.

چالیسویں فصل

اپنی کتاب "حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين ﷺ" میں، میں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت اور دین اسلام کے صحیح ہونے کی سب سے روشن اور واضح دلیل یہ ہے کہ جب بھی کوئی عقل مند اسلام میں غور وفکر کرتا ہے، اس کے معانی جاننے کی پوری کوشش کرتا ہے، اس کے احکام اور اصول وفروع سے آگہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے

اور اس کے معقول و منقول کے مابین تطبیق دیتا ہے تو اسلام میں اس کے رسوخ، اس کی محبت اور اس پر اعتقاد کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ امت محمدیہ ﷺ میں سب سے بڑے عقل مند، سب سے زیادہ صاحب فضل و کمال اور سب سے زیادہ شریعت اسلامیہ کا علم رکھنے والے، اس دین کے خدمت گزار ہیں۔ اور یہ محدثین، فقہا، صوفیہ اور متکلّمین کی جماعت ہے۔ یہ حضرات لاکھوں میں ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

ان علما کی تفسیر، حدیث، عقائد، فقہ اور تصوف سے متعلق دینی کتابیں دنیا کے گوشے گوشے میں پائی جاتی ہیں ان کے علاوہ ان کی غیر مذہبی کتابیں بھی ہیں۔ سارے ادیان و ملل کے فضلا اور تمام ممالک کے عقلا ہر نوع پر مشتمل ان کی کتابیں حاصل کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور ان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی حد سے زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ بہترین تحفے ہیں۔ وہ ان کتابوں کو تمام ملکوں سے بڑی بڑی رقمیں دے کر جمع کرتے ہیں یہاں تک کے ان کے پاس مسلمانوں سے کہیں زیادہ ان کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ انھوں نے ان کی لاکھوں جلدیں جمع کر لی ہیں، انھیں وہ اپنی عام اور خاص لائبریریوں میں رکھنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس میں چھپی ہوئی حکمت یہ ہے کہ نبی ﷺ کی دعوت عام ہو اور بروز قیامت ان پر مزید حجت قائم کی جا سکے۔ و اللہ اعلم.

اسی حکمت خداوندی کے تحت انھوں نے اپنے مابین قرآن کریم کی نشر و اشاعت کا خوب اہتمام کیا اور نہایت ہی عمدگی اور ضبط کے ساتھ اپنے ملکوں میں اسے چھاپا اور اپنی اپنی زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا۔ جب کے ان کے نزدیک ان کی دینی کتب اور ان کے علما کی تالیفات اس قدر و منزلت کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں ہوا۔ ان کے نزدیک وہ عام کتابوں کی طرح بے وقعت اور حقیر بلکہ اس سے بھی زیادہ گئی گزری ہیں۔

مزید برآں دین اسلام کے علاوہ دوسرے کسی دین میں بحیثیت جتنی کتابیں لکھی گئیں اگر ہم ان کا موازنہ کریں تو وہ کثرت میں مسلمانوں کے ایک امام کی تالیفات کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ حالاں کہ ایسے مسلم متقدمین اور متاخرین علما و ائمہ، ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور ان کی تالیفات کا شمار ممکن نہیں ہے۔ اور اگر ہم ان کا شمار ممکن بھی مان لیں تو بھی وہ ہزار ہا ہزار، ہزار ہزار

تک پہنچ جائیں گی تاآں کہ یہ کہتے کہتے سانس ٹوٹ جائے۔ چناں چہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی تصنیفات پانچ سو کے قریب ہیں، جن میں بہت سی متعدّد جلدوں پر مشتمل ہیں۔ ان میں اکثر دینی کتابیں ہیں۔

حافظ ابن حجرعسقلانی، علامہ سیوطی سے پہلے کے عالم دین ہیں، ان کی بھی کثیر تالیفات ہیں اور ملاخسرو اور ملا احمد خیالی تو ابن حجر عسقلانی سے بھی پہلے کے ہیں۔ امام نودی اور شیخ اکبر محی الدین بن العربی کا زمانہ ان حضرات سے پہلے ہے۔ شیخ اکبر کی تالیفات سیکڑوں تک جا پہنچیں جن میں بہت سی کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں اور وہ سب دینی کتابیں ہیں۔ امام غزالی ﷺ کا بھی یہی حال ہے اور یہ ابن العربی سے پہلے کے ہیں۔

مذکورہ بالا علمائے دین سے پہلے اور ان کے زمانے میں اور ان کے بعد کثیر ائمہ مثلاً امام شعرانی، ابن حجر مکی، مناوی، احمد فاروقی، ابن پاشا وغیرہم پیدا ہوئے۔ اور اگر میں چاہوں تو ایسے ہزاروں ائمہ اسلام کے نام شمار کرا سکتا ہوں جن سے میں واقف ہوں۔ اور عہد سلف صالحین سے لے کر اب تک کہ وہ حضرات جنھیں میں نہیں جانتا اور جن کے بارے میں نہیں سنا اور جن کی تالیفات پر مطلع نہ ہو سکا، وہ الگ ہیں۔

اس کے برخلاف اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں جو کتابیں لکھی گئیں ہیں، وہ سب مل کر بعض اکابر علمائے اسلام کی تالیفات میں سے ایک تالیف کے مقابل بھی نہیں ہو سکتی ہیں، جیسے تفسیر شیخ اکبر کہ یہ سو جلدوں میں ہیں، اسی طرح امام رازی کی تفسیر کبیر اور ابن نقیب مقدسی کی تفسیر، ان میں سب سے عظیم کارنامہ وہ ہے جسے سید عبد الوہاب شعرانی نے ''المنن الکبری'' کے چھٹے باب میں ذکر کیا ہے کہ اصحاب طبقات نے بیان کیا ہے کہ حافظ ابن شاہین نے تین سو تیس کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں قرآن مجید کی تفسیر ایک ہزار جلدوں پر، اور مسند فی الحدیث سولہ سو جلدوں پر مشتمل ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں۔ حافظ ابن شاہین کی آخری زندگی میں روشنائی فروش نے کتابت کے لیے منگائی گئی روشنائی کا حساب کیا تو اٹھارہ سو رطل تک جا پہنچی۔

بیان کیا گیا ہے کہ شیخ عبد الغفار قوصی نے مذہب شافعی کے بیان میں ایک ہزار جلدیں تصنیف فرمائی۔ اور جلال الدین ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ شیخ ابوالحسن اشعری نے چھ سو جلدوں پر

مشتمل ایک تفسیر لکھی۔ اور یہ بغداد کے نظامیہ لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے باوصف ایک بات یہ بھی ہے کہ ان مذاہب کی خدمت زیادہ تر عوام نے کی یا ان لوگوں نے کی جو عوام کے درجے میں تھے (یا) مزید برآں ایک بات یہ بھی ہے کہ دین اسلام کی طرح متّصل سندوں کے ساتھ سرآمد روزگار علمانے انہیں نقل نہیں کیا۔ شیخ عبدالہادی ابیاری مصری نے امام قسطلانی کے مقدمہ شرح بخاری پر اپنے حاشیے میں بیان فرمایا: "ابن حزم نے کہا کہ "اتصال سند کے ساتھ ایک ثقہ کا دوسرے ثقہ سے حدیث نقل کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ تک پہنچانا ایک ایسی فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ساتھ خاص فرمادی ہے۔ دیگر مذاہب کو یہ خصوصیت حاصل نہیں۔

جہاں تک احادیث میں ارسال اور اعضال کے موجود ہونے کی بات ہے تو یہ بہت سے یہودیوں کے یہاں بھی پائے جاتے ہیں لیکن وہ ان کے ذریعہ حضرت موسی علیہ السلام سے اتنے قریب نہیں ہوتے جتنے قریب ہم محمد رسول ﷺ سے ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کی موقوف روایت میں ان کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تیس سال سے بھی زیادہ زمانہ حائل ہے۔ اور عیسائیوں کے یہاں تو صرف تحریم طلاق ہی اس نقل کی صفت پر ہے۔ رہیں کسی بڑے چھوٹے یا نامعلوم شخص پر مشتمل سند سے بیان کردہ روایتیں تو ان کی تعداد یہود و نصاری کی نقلوں اور روایتوں میں بے شمار ہیں۔ پھر صحابہ و تابعین کے اقوال کا جہاں تک تعلق ہے تو یہود کے لیے یہ ممکن نہیں کہ ان کے اقوال اصلاً کسی نبی کے صحابی تک یا اس صحابی کے تابعی تک بسند پہنچیں۔ عیسائیوں کے لیے یہ ممکن نہیں کہ حضرت شمعون اور بولیش سے اوپر ان کا کوئی راوی ہو۔

سابقہ میں جاہلوں، خواہشات نفسانی کے پرستاروں اور حقیر اغراض و مقاصد کے حامل لوگوں ان کتابوں میں کمی بیشی کا کھیل بھی کھیلا اور اس مین ہمہ وقت اضافہ بھی ہوتا رہا۔ عجیب و غریب حالت ہوگئی جسے دوسرے لوگ تو درکنار خود ان کے ماننے والے بھی پسند نہیں کرتے ہیں۔ نتیجۃً وہ کثیر جماعتوں میں بٹ گئے، اور حد تو یہ ہے کہ اب ان کے سب سے بڑے حصہ نے اس وقت اپنے اسلاف کے متفقہ دینی احکام کو بھی ترک کردیا ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں عقلی علوم کی بہت بڑی تعداد پورے طور پر مذہب بیزار ہوگئی ہے۔ اور سائنس داں پیدا پیدا ہوئے اور جب جب انھوں نے اپنے مذاہب میں باریک بینی سے

کام لیا، ان کے عقائد و معانی میں غور و فکر کیا، ان کے اصول و فروع اور ان کے مختلف فیہ اور متفق علیہ مسائل کی معرفت میں گہرائی تک گئے تو ان مذاہب کے صحیح ہونے کا ان کا اعتقاد رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا یہاں تک کہ ان کے دلوں سے دین کا اثر بالکل ہم محو ہو گیا ان میں ذرہ برابر دینی اعتقاد باقی نہ رہا اور وہ سراپا اعتراض و تنقید بن گئے انہوں نے ان مذاہب کے رد و ابطال میں کثیر کتابیں تصنیف کیں یہاں تک کہ ان کے نزدیک دین سے بے گانہ ہونا عقل مندی کی علامت بن گئی۔ اور اپنے مذہب کے پیشواؤں کو اپنے عرف و رواج کے مطابق دینی مراسم و معمولات بجالانے تک تک ہی محدود کر دیا ہے تاکہ ان کے ذریعہ عام لوگ مذہب پر اجتماعیت کے ساتھ قائم رہیں۔ اور مذہب کا معاملہ پورے طور پر زوال کا شکار نہ ہو جائے؛ کیوں کہ یہ مفادِ عامہ کے خلاف ہوگا۔

ان کے بعض اربابِ عقل و خرد دین اسلام کی چند خوبیوں پر مطلع ہو کر اس کے پیرو کار بن گئے اور اپنے اپنے ملکوں میں لوگوں کو اس کی دعوت دینے لگے، جن کا اتباع ایک بڑی تعداد نے کیا جب اسلام کے انوار سے ان کا وجود روشن ہو گیا اور وہ اس کے بعض اسرار و حقائق سے آگاہ ہو گئے۔ ان کے بہت سے کاملانِ فن نے دین اسلام کی خوبی و کمال کا اعتراف کیا اور دیگر مذاہب پر اس کو ترجیح دی، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے اپنی کتاب میں تمام مذاہب کا رد و ابطال کرنے اور دین اسلام کو سب پر ترجیح دینے کے بعد کہا: **"اگر میں کسی دین کو اختیار کرتا تو وہ دین اسلام ہوتا"**۔

یہ بات مخفی نہیں کہ کسی کے حق سے آگاہ ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسے مان بھی لے؛ اس لیے کہ ہم بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ حق کو تسلیم نہ کر کے اس کا دیدہ و دانستہ انکار کرتے ہیں اور ضد میں باطل پر مضبوتی سے قائم رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ (القصص:۵۶)

"بے شک ایسا نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت دے دو۔ ہاں! اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَجَـعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِيۡنَ ۝۱۱۸ اِلَّا مَنۡ

رَّحِمَ رَبُّكَ وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ (هود:۱۱۸،۱۱۹)

”اور اگر تمھارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا۔ اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے۔ مگر جن پر تمھارے رب نے رحم کیا۔ اور لوگ اسی لیے بنائے گئے ہیں۔ اور تمھارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور میں جنوں اور آدمیوں کو ملا کر جہنم بھر دوں گا۔“

بے شک امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیکوکاروں، طاعت پر ہمیشہ قائم رہنے والوں، اور معاصی سے دور رہنے والوں کے چہروں پر رونق و تابانی اور محبت و انس نمایاں ہوتا ہے جسے ہر شخص دیکھتا ہے۔ اور مسلمان تو مسلمان کافر بھی ان کا شیدا ہو جاتا ہے اور نیکوکار مسلمانوں کے علاوہ دوسروں میں یہ خوبی نظر نہیں آتی۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دین اسلام کے سچا مذہب ہونے کی روشن دلیل ہے۔

اور جو فاسق ہیں، گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں ان کے چہرے اداس اور بے رونق ہوتے ہیں اور ان کی یہ افسردگی و بے رونقی توبۂ بے ریا ہی سے زائل ہوگی اس میں ان فاسقوں سے آگے وہ بدعتی ہیں جو خود کو مسلمان خیال کرتے ہیں حالاں کہ وہ اپنی بدعت کے سبب اسلام سے نکل چکے ہیں اور اس کی بہت سی شرطوں کو چھوڑ چکے ہیں ااور اس میں ان بدعتیوں سے بڑھ کر وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی پوری زندگی طرح طرح کے کفر میں گزاری، خاص طور سے ان پر ان کی آخری زندگی میں اداسی و بے رونقی کے آثار نمودار ہوتے ہیں جو کسی ایسے شخص پر مخفی نہیں ہوتے ہیں جس کے دل میں ذرہ برابر نور ایمان ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل بے شمار اور ان گنت ہیں۔

وفي كل شئي له آية　　　تدل على انه واحد

ترجمہ: ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے جو اس کے ایک ہونے پر دلیل ہے۔

یوں ہی رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور دین اسلام کے سچا مذہب ہونے کے دلائل بے شمار اور روز روشن کی طرح عیاں ہیں، جیسا کہ ہم نے ”قصیدہ بانت سعاد“ کے ہم وزن اپنے قصیدے میں بیان کیا ہے۔

لم یجحد اللہ لم یجحد نبوتہ　　الاعم عن طریق الرشد ضلیل
فکل ذرات کل الخلق شاھدۃ　　ان لا الہ سوی الرحمٰن مقبول
وان أحمد خیر الرسل رحمتہ　　للعالمین ففیھا الکل مشمول

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی نبوت کا منکر وہی شخص ہوا جو راہ ہدایت سے اندھا اور بڑا گمراہ تھا۔ پوری کائنات کا ذرہ ذرہ اس بات پر شاہد ہے کہ خدائے رحمان کے سوا کوئی قابل قبول معبود نہیں۔ اور احمد ﷺ سب سے افضل رسول اور سارے جہان کے لیے اللہ کی رحمت ہیں۔ جس میں ہر ایک شامل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ دین مبین سید المرسلین ﷺ کی بعثت کے زمانے سے آج تک تمام ملکوں میں پھیلتا اور بڑھتا ہی رہا یہاں تک کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر زمانے میں دوسرے ادیان ومذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ عرب ہوں کہ عجم اس کے انوار ہدایت سے راہ راست پر آتے رہے اور کسی امید وبیم کے بغیر خود سے دائرۂ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتے رہے۔ جب کہ بقیہ مذاہب کا حال یہ ہے کہ زر کثیر صرف کرنے اور طرح طرح کی ترغیب وترہیب کے باوجود گنے چنے کم ظرف جاہلوں کے سوا ان میں کوئی داخل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ ان مذاہب کے ماننے والے فوج در فوج ان سے نکل کر کچھ اسلام میں داخل ہو گئے اور کچھ دہریہ بن گئے جن کا کوئی دین اور عقیدہ نہیں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب میں ایسے تضادات دیکھتے ہیں جنھیں عقل سلیم رکھنے والا کوئی شخص قبول نہیں کر سکتا۔ اور ان میں جو شخص بظاہر انھیں مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں، وہ اس جنونی عصبیت کی وجہ سے ہے جس پر وہ نشو ونما پاتا ہے۔ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں اپنے پسندیدہ دین، دین اسلام کا ماننے والا اور اپنے نبی محمد ﷺ کی امت بنایا۔

پند وحکمت

اے قاری! اگر تو کافروں میں سے ہو چکا ہے تو میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اور سید المرسلین ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔

واذالم تر الھلال فسلم لاناس رأوہ بالابصار

ترجمہ:اگر تونے چاند نہیں دیکھا توان لوگوں کی بات مان لے جنھوں نے اپنی نگاہوں سے چاند دیکھا ہے۔

یہ شعر چاند کے بارے میں کہا گیا ہے، تو تصور کرو اس آفتاب وجود کی کیا شان ہوگی جس کے نور سے ہر موجود نے روشنی حاصل کی۔اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یقیناً عقل سلیم اور قلب بینا رکھنے والوں کے لیے سیدنا محمد ﷺ کی نبوت مہر نیم روز سے بھی زیادہ روشن ہے، اور جس طرح کبھی سورج کے سامنے بادل یا کوئی اور چیز حائل ہو جانے سے وہ دکھائی نہیں پڑتا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سورج کے سامنے کوئی چیز حائل تو نہیں ہوتی ہے مگر دیکھنے والوں کی نگاہوں میں کمزوری ہوتی ہے جس کے سبب وہ نظر نہیں آتا ہے، اسی طرح کبھی کبھار آفتاب رشد وہدایت یعنی نبی کریم ﷺ اور انسانی دل کے مابین معاصی کا ایک باریک پردہ حائل ہو جاتا ہے جس کے باعث وہ آفتاب رشد وہدایت محمد رسول اللہ ﷺ کو کما حقہ نہیں دیکھ پاتا اور اسے آپ کی وہ معرفت حاصل نہیں ہوتی جو آپ کے شایان شان ہے۔اور جیسے جیسے گناہ بڑھتے جاتے ہیں ویسے ویسے دل پر تہ بتہ تاریکی جمتی جاتی ہے جس سے وہ پردہ دبیز ہو جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ سے اس کی ناآشنائی اور بڑھ جاتی ہے۔اس وقت یا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے شامل حال ہوتی ہے اور اسے سچی توبہ اور گناہوں سے باز رہنے اور طاعت میں مشغول رہنے کی توفیق مل جاتی ہے جس سے دل روشن اور نورانی ہو جاتا ہے اور اس روشنی کے بقدر نبی اکرم ﷺ کی ذات سے اس کی ناواقفیت دور ہوتی ہے۔اور جب نبی کریم ﷺ کی معرف حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی حاصل ہو جائے گی اور جب رسول ﷺ سے ناآشنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں جانے گا؛اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کی معرفت ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہے۔

یا دل کی تاریکی بڑھتی اور تہ بہ تہ جمتی جاتی ہے؛کیوں کہ اس نے اللہ کے فرماں برداروں کے کام ترک کر دیے،اس کے دفتر اعمال میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور گناہوں کا اضافہ ہوتا گیا،وہ ان معصیتوں اور گناہوں پر ہمیشہ مصر رہا۔اس نے کافروں اور فاسقوں سے میل جول رکھا،ان سے محبت والفت کا رشتہ قائم رکھا اور ان کے حالات کو بنظر استحسان دیکھتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ . (المائدہ:۵۱)

''اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے وہ انھیں میں سے ہے۔''

اسی لیے کہا گیا ہے کہ معاصی کفر کے قاصد ہیں۔ یعنی کفر سے پہلے گناہوں کا صدور ہوتا ہے تا کہ وہ کفر کے لیے دل میں جگہ تیار کریں، پھر وہ کفر ان گناہوں کے بعد اس جگہ آجاتا ہے۔ اور یہ اس وقت تک ہوتا ہے جب گناہ زیادہ ہوں اور ان پر برابر اصرار کیا جائے۔

فاسق کے دل کی تاریکی دن بدن ذاتی معاصی سے بڑھتی رہتی ہے۔ اور چوں کہ اس کے پاس نیکیاں بھی نہیں ہیں جو گناہوں کا کفارہ بنیں اور ان کا اثر زائل کریں، نیز وہ اپنے معاصی کی تاریکی پر اپنے ہم صحبت کفار و فساق کی تاریکی سے بھی مدد لیتا ہے اور اسی غفلت میں وہ باقی رہتا ہے، اور ہر لحہ کفر سے قرب اور ایمان سے اس کی دوری بڑھتی رہتی ہے، ساتھ ہی اس کا دل تاریکیوں کے سمندر میں غرق رہتا ہے جو اسے ہر چہار جانب سے محیط رہتا ہے، اس لیے وہ پورے طور پر بے نور ہو جاتا ہے اور آفتاب رشد وہدایت محمد ﷺ کے انوار کو دیکھنے سے محروم رہ کر شیطان کا دوست بن جاتا ہے اور ایمان سے نکل کر کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ نسأل الله العافية.

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کے دل میں بصارت پائی ہی نہیں گئی حالاں کہ بچپن میں اس کے اندر دیکھنے اور نہ دیکھنے کی دونوں صلاحیتیں موجود تھیں۔ تو اگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے کسی ایسے شخص کو مہیا فرما دیتا جو اسے ایمان کی راہ دکھا دے تو وہ بینا ہو جاتا۔ لیکن جب اس نے اایسا کوئی راہ نما مہیا نہ فرمایا، بلکہ اس کو ایسے افراد مل گئے جن کے ساتھ اس نے اپنی نشو و نما کے مہ و سال گمرہی کی دبیز تاریکی میں گزارے۔ جیسے دل کے نابینا والدین، بھائی، بہن، قریبی رشتہ دار، دوست واحباب اور اساتذہ۔ تو وہ انھی کی طرح دل کا اندھا اور بے بصیرت ہو کر نشو و نما پائے گا کہ نہ اس کا بصارت سے پہلے سے کوئی تعلق ہے اور نہ انوار کے نظارے کا اسے کوئی موقع ملا۔ اور یہ کافروں کی حالت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حظیرۂ ایمان میں داخل ہونے سے محروم رہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا آگ کا

پجاری بنادیتے ہیں۔"

تو کفر کا سبب بننے والے معاصی کا نابینا پہلے بینا تھا پھر نابینائی اس کے پاس دھیرے دھیرے آئی۔ بر خلاف اس شخص کے جو کفر ہی پر پروان چڑھا وہ تو بصارت سے بالکل محروم تھا تو یکبارگی اندھے پن کی بیماری میں مبتلا ہو گیا مگر ان دونوں کے درمیان اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے کہ پہلا شخص زیادہ برا ہے؛ کیوں کہ اس نے حق کو پہچان کر اس کا دانستہ انکار کر بیٹھا اور دوسرا اس سے کم برا اس لیے ہے کہ اسے تو معرفت حق بالکل حاصل ہی نہی ہوئی وہ باطل میں پیدا ہوا اور اسی میں اپنی زندگی کے شب وروز گزارے۔ بہر حال دونوں کی نابینائی، تاریکی اور انوار اسلام کے مشاہدے سے ان کی دوری بڑھتی جاتی ہے۔ پھر جس کی حالت یہ ہو کیا اس کے لیے ممکن ہے کہ وہ نبوت محمدی ﷺ کے آفتاب عالم تاب کا نظارہ کر سکے خواہ وہ کتنا ہی روشن ہو اور پوری دنیا کو اپنی تابناک کرنوں سے مرقع انوار بنائے ہوئے ہو۔ یہاں رکاوٹ اس آفتاب کی طرف سے نہیں ہے کیوں کہ وہ تو بالکل ظاہر وآشکارا اور اپنی خیرہ کن روشنی سے معمور ہے۔ بلکہ رکاوٹ اس دل نابینا کی طرف سے ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ (الحج: ٤٦)

"آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں، بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

مزید فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ (النور: ٤٠)

"اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لیے کہیں نور نہیں۔"

بے شک نگاہوں کا اندھا جانتا ہے کہ وہ اندھا ہے اور وہ یہ تصدیق کرتا ہے کہ دن کا سورج موجود ہے اور وہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس کا سورج کو نہ دیکھ سکنا خود اس کی طرف سے پائی جانے والی ایک رکاوٹ کی وجہ سے ہے۔ لیکن دل کا اندھا اپنے دل کے اندھے پن کو نہ سمجھتا ہے نہ اسے تسلیم کرتا ہے، بلکہ آفتاب نبوت ﷺ کے وجود ہی کا انکار کر بیٹھتا ہے حالاں کہ وہ دن کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔

یہ جان لینے کے بعد آپ کے لیے آیت کریمہ کا معنیٰ پورے طور پر واضح ہو گیا کہ حقیقی اندھا

وہی ہے جو دل کا اندھا ہو، وہ نہیں ہے جو نگاہوں کا اندھا ہو۔ اور یہ سب کچھ معلوم ہو جانے کے بعد آپ کو اس پر تعجب نہیں ہوگا کہ ہمارے برگزیدہ سردار محمد ﷺ کے آفتاب نبوت کا اس کے آسمان انسانیت پر ہمیشہ جلوہ فگن رہنے اور پوری دنیا کو اپنی ضیا باریوں سے پوری طرح بقعۂ نور بنا دینے کے باوجود کفار نے کیوں انکار کیا؟

خاتمہ

جماعت کے ساتھ رہنے، کتاب و سنت کی پیروی کرنے اور یہود و نصاریٰ اور دیگر مذاہب والوں کی کتابوں سے اجتناب کرنے کے بیان میں۔

اس میں ذکر کردہ احادیث میں نے حافظ منذری کی کتاب "الترھیب والترغیب" اور حسام ہندی کی "ترتیب الجامع الکبیر" سے لیا ہے۔

امام مسلم وغیرہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ کی مبارک آنکھیں سرخ ہو جاتیں ،آواز بلند ہوتی، اورغضب میں شدت ہوتی۔ ایسا لگتا کہ آپ (دشمن کے) کسی لشکر سے ڈراتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں: وہ صبح کو یا شام کو تم پر لشکر کشی کرنے والا ہے۔

ارشاد فرماتے: "مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح مبعوث کیا جائے گا" پھر آپ انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملاتے۔

مزید فرماتے امّا بعد! یقیناً بہترین کلام، کتاب اللہ ہے۔ اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے۔ اور بد ترین کام، دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالنا ہے جس کی کوئی اصل شریعت میں نہ ہو۔ اور ہر بری بدعت گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: ہر مومن پر خود اس سے زیادہ میرا حق ہے جس نے مال چھوڑا وہ اسکے ورثا کے لیے ہے۔ اور جس نے دین اور حاجت مند اہل و عیال چھوڑا اس کے دین کی ادائگی اور اہل و عیال کی نگرانی میرے ذمہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کوئی ایسا کام کرے جو ہمارے دین کے مطابق نہیں ہے۔ تو وہ نہ مقبول ہے۔ (امام مسلم)

امام حاکم نے بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:اے لوگو!بے شک شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمھاری اس سرزمین میں اس کی پرستش کی جائے۔لیکن وہ اس بات پر خوش ہوگا کہ اس کی پیروی ایسے برے کاموں میں کی جائے جنھیں تم حقیر سمجھتے ہو۔ اس لئے ہوشیار رہو!یقیناً میں نے تمھارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جسے تم مضبوطی سے تھامے رہوگے تو ہرگز کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔وہ چیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جو شخص میری امت میں بگاڑ پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر مضبوطی سے قائم رہے گا،اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔(بیہقی)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:شیطان بکری کے بھیڑیے کی طرح ،انسان کا بھیڑیا ہے کہ جس طرح جنگل کا بھیڑیا تنہا یا دور چلی جانے والی بکری کو اپنا شکار بنا لیتا ہے اسی طرح جماعت اور عام لوگوں سے دور رہنے والے کو شیطان بھی اپنا شکار بنا لیتا ہے،اس لیے تم جماعت ،باہمی الفت و محبت،اور مساجد کو اپنے اوپر لازم کر لو اور گروہوں میں بٹ جانے سے بچو۔(طبرانی)

ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:اللہ تعالی میری امت کی رائے کا اتفاق کبھی گمرہی کی بات پر نہ ہونے دے گا اس لیے سواد اعظم کی پیروی کرو۔بے شک اللہ تعالی کی مدد جماعت کے ساتھ ہے ۔

اور جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔(حاکم)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :اللہ تعالی کی مدد جماعت کے ساتھ ہے،لیکن اگر کوئی اس سے الگ ہو جائے تو شیطان اسے اچک لیتا ہے، جس طرح ریوڑ سے الگ تھلگ رہنے والی بکری کو بھیڑیا اچک لیتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: دو ایک سے بہتر ہے ،تین دو سے اور چار تین سے، تمھارے اوپر جماعت کی پیروی لازم ہے،اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کی ساتھ ہے اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو ہدایت پر جمع فرما دیا،یقین رکھو کہ جماعت سے الگ ہونے والا ہر شخص جہنم کی آگ میں جائے گا۔(ابن عساکر)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ اسے جنت میں اعلیٰ مقام ملے ،وہ اپنے اوپر جماعت کو لازم کر لے؛ اس لیے کہ شیطان اکیلا کا ساتھ کرتا ہے اور دو سے دور بھاگتا ہے۔(دیلمی)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جو اپنی جماعت سے الگ ہوا یا ہجرت کے بعد دوبارہ اعرابی ہو گیا اس کے لیے کوئی حجت نہیں ہے۔(حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک سب سے بڑے بے وقوف اور سب سے بڑے گمراہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی لائی ہوئی کتاب وسنت سے روگردانی کرکے کسی دوسرے نبی یا امت کو اختیار کرے۔ (دیلمی)

حضرت ابو یعلیٰ،ابن منذر،ابن ابی حاتم،ابن ابی منصور،نصر مقدسی اور عقیلی،خالد بن عرفطہ سے راوی ہیں۔انھوں نے کہا: میں ابھی حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ قبیلہ عبد قیس کا ایک شخص آیا۔ حضرت عمر نے اس سے دریافت کیا۔تم ہی فلاں عبیدی ہو،اس نے جواب دیا ہاں!اس پر حضرت عمر نیا پنے نیزے سے اسے مارا،اس نے پوچھا۔امیر المومنین!کیوں یہ سزا دے رہے ہیں؟حضرت عمر نے ارشاد فرمایا: بیٹھو،وہ بیٹھ گیا،پھر حضرت عمر نے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾

[یوسف:۱،۲]

سے "لمن الغافلین" تک تین باران آیات کی تلاوت فرمائی اور تینوں بار اسے مارا۔ اس شخص نے پوچھا، امیر المومنین! کیوں مار رہے ہیں؟ حضرت عمر نے جواب دیا۔ تم نے ہی حضرت دانیال علیہ السلام کی کتاب نقل کی ہے نہ۔ اس نے کہا: آپ اپنا حکم صادر فرمائے، میں اس کی پیروی کروں گا آپ نے فرمایا: جاؤ اور اسے سیاہی اور اون سے مٹاڈالو، پھر اب نہ اسے خود پڑھنا اور نہ کسی کو پڑھانا، اور اگر مجھے خبر ملی کہ تم نے اسے پڑھا ہے یا کسی کو پڑھایا ہے تو میں تمھیں سخت سزا دوں گا۔ پھر حضرت عمر نے خود بیان فرمایا کہ میں نے کتابیوں کی ایک کتاب کو نقل کیا پھر اسے ایک چمڑے میں لپیٹ کے سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوا، سرکار علیہ السلام نے پوچھا۔ عمر! تمھارے ہاتھ میں کیا ہے؟ میں نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! یہ کتاب ہے، جسے میں نے اپنے حاصل شدہ علم پر اضافہ کے لئے نقل کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غضب ناک ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ کے دونوں رخسارے مبارک سرخ ہو گئے۔ پھر بلند آواز سے الصلاۃ جامعہ کہہ کر لوگوں کو جمع کیا گیا، انصار نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہتھیار نے غضب ناک کر دیا ہے، سب لوگوں نے حاضر بارگاہ ہو کر منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے لوگوں! بے شک مجھے جامع اور مختصر کلمات اور ان کے خواتیم سے نوازا گیا ہے اور میں وہ کلمات تمھارے پاس اس طرح لے کر آیا ہوں کہ وہ صاف ستھرے اور بے غبار ہیں؛ اس لیے کہیں اور حیران و سرگرداں نہ ہو۔ اور دین میں حیران و سرگرداں لوگ تمھیں دھوکے میں نہ ڈالیں۔ حضرت عمر کہتے ہیں: میں نے کھڑے ہو کر عرض کی: میں اللہ تعالی کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور آپ کے رسول ہونے پر راضی ہوں، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ سے دریافت فرمایا: ابن خطاب کیا تم لوگ ان جامع و مختصر کلمات کے بارے میں تردد و حیرانی میں مبتلا ہو؟ اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بنا بھیجا، بے شک میں تمھارے پاس انھیں صاف ستھرا اور واضح کلمات لے کر آیا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا، اگر میرے زمانا میں موسیٰ کلیم اللہ ہوتے تو وہ میری ہی پیروی کرتے (دارمی)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اگرچہ خاص طور سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا ذکر فرمایا لیکن حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور دیگر انبیا علیٰ نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانا پائے تو حضور ہی کی پیروی کرتے اور آپ ہی کی امت میں ہوتے، اس لیے کہ سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر توریت اتری اور اس کے احکام شریعت محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے منسوخ ہو گئے۔ اور جہاں تک سیدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی بات ہے تو وہ بھی توریت کی شریعت کے اثبات و توضیح کے لیے تشریف لائے۔ یہی وجہ ہے کہ انجیل میں احکام کا بیان نہیں ہے۔ اس میں صرف قصص اور پند و نصائح کا بیان ہے۔

اس بات پر دلیل کہ انبیا کرام اگر حضور کا زمانا پاتے تو آپ ہی کی پیروی کرتے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا: میں تم کو جو کتاب اور حکمت دوں پھر تمھارے پاس وہ رسول تشریف لائیں جو تمھارے کتابوں کی تصدیق فرمائیں تو تم ضرور ان پر ایمان لانا اور ضرور ان کی مدد کرنا۔ فرمایا:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ (آل عمران: ۸۱)

کیا تم لوگوں نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمھارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

ایک دوسری حدیث میں موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام علاوہ ایک دوسرے پیغمبر کا بھی ذکر آیا ہے۔

بیہقی اور عبد الررف نے حضرت زہری سے مرسلاً روایت کی، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تمھارے درمیان میری موجودگی کے زمانے میں حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام تمھارے پاس تشریف لاتے اور تم مجھے چوڑ کر ان کی پیروی کرتے تو ضرور گمراہ ہو جاتے۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے توریت سیکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو سرکار عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: توریت نہ سیکھو، بلکہ قرآن سیکھو جو تمھاری طرف اتارا گیا اور اس پر ایمان رکھو۔ (بیہقی)

ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں خیبر گیا وہاں میں نے ایک یہودی کو ایک ایسا کلام پڑھتے ہوئے پایا جو مجھے بھا گیا، میں نے اس سے پوچھا: جو تم پڑھ رہے تھے وہ مجھے لکھوا سکتے ہو۔ اس نے جواب دیا ہاں! میں ایک چمڑا لے کر اس کے پاس گیا تو مجھے املا کرانے لگا۔ جب میں واپس لوٹا، تو حاضر خدمت ہو کر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں ایک یہودی سے ملا وہ ایک ایسا کلام پڑھ رہا تھا کہ آپ کے بعد میں نے ویسا کلام نہیں سنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: شاید تم نے اسے لکھ بھی لیا ہے، میں عرض کی ہاں! سرکار نے حکم دیا میرے پاس لے کر آؤ، میں گیا اور اسے لے کر آیا تو سرکار نے فرمایا بیٹھ کر اس کو پڑھو۔ کچھ دیر میں نے اسے پڑھا پھر آپ کے رخسار مبارک کو دیکھا کہ اس کا رنگ بدل چکا ہے اب میں مارے خوف کے ایک حرف بھی آگے نہ بڑھ سکا، اس کے بعد میں نے سرکار علیہ السلام کو وہ پیش کر دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ایک ایک نقش کو اپنے لعاب سے مٹاتے اور یہ ارشاد فرمانے لگے: ان لوگوں کی بات نہ مانو، یقیناً یہ لوگ حیران و سرگرداں ہیں۔ بالآخر آپ نے اس کا آخر حرف تک مٹا ڈالا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب سے کسی بھی چیز کے بارے میں مت پوچھو، کیوں کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں سچی بات بتائیں اور تم انھیں جھٹلاؤ، یا وہ تمہیں جھوٹی بات بتائیں اور تم ان کی تصدیق کر بیٹھو۔ تمھارے اوپر قرآن کی پیروی لازم ہے۔ بے شک اس میں تمھارے اگلوں اور بعد والوں کی خبریں ہیں اور تمھارے باہمی معاملات کا واضح بیان موجود ہے۔ (ابن عساکر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اہل کتاب عبرانی زبان میں پڑتے تھے اور مسلمانوں کے لیے عربی میں اس کی تفسیر کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ان کو جھٹلاؤ، بلکہ کہو ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس قرآن پر ایمان لائے جو ہماری جانب اتارا گیا۔

یہ حکم اس وقت ہے جب ہمارے دین کی علانیہ مخالفت نہ ہوتی ہو اور اگر ہمارے دین کی کھلم کھلا مخالفت ہوتی ہو تو ان کی تکذیب ہم پر واجب ہے۔ اور اگر ہمارے دین کی بظاہر موافقت ہو

تی ہو تو اس صورت میں ہم ان کی تصدیق کریں گے۔

توریت و انجیل وغیرہ کا حکم بیان کر کے میں اس خاتمہ کو مکمل کرتا ہوں۔

شہاب خفاجی نے ”شرح الشفاء“ کے شروع میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی وہ روایت نقل کی ہے جس میں توریت سے متعلق عطاء بن یسار کی جانب سے پوچھے گئے سوال کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت کا بیان ہے۔ اس کے بعد شفا خفاجی نے بیان کیا: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قریش اور عربی تھے، لہٰذا ان سے توریت وغیرہ کتب قدیمہ کے بارے میں پوچھنا مناسب نہ تھا اور فقہا نے بیان کیا ہے کہ ان کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ تو اس کا کیا جواب ہوگا؟

میں کہتا ہوں: اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ توریت پڑھتے تھے اور اسے لکھتے بھی تھے، اور برہان حلبی نے مقتفی میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ توریت زبانی یاد کرتے تھے، اور بزار نے بروایت ابن لعیعہ عن وهب بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے خواب میں دیکھا کہ ان کے ایک ہاتھ میں شہید ہے اور دوسرے میں گھی۔ اور وہ دونوں کو چاٹ رہے ہیں، جب صبح ہوئی تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا خواب بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: تم توریت اور قرآن دونوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

اور جہاں تک توریت کی قرأت سے ممانعت کی بات ہے، تو اگرچہ فقہانے اس کو صراحتًا بیان کیا ہے لیکن یہ حکم اپنے اطلاق پر نہیں ہے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم توریت پڑھتے تھے، اور سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے انھیں منع بھی نہیں فرمایا، لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ حکم اس شخص کے ساتھ مقید ہے جو اس منسوخ اور تحریف شدہ احکام میں فرق و امتیاز نہ کر سکے۔ اور اس میں مشغول ہو کر اپنا وقت برباد کرے۔ لیکن جو شخص ایسا نہ ہو اس کے لیے توریت پڑھنا منع نہی ہے بلکہ رجم وغیرہ جن احکام کے یہود منکر ہیں ان میں ان پر الزام کے لیے توریت پڑھنا مطلوب ہے۔

پھر خفاجی نے کہا: بعض شروح میں مصنف وغیرہ پر اعتراض کیا گیا ہے جو توریت اور دوسری تحریف شدہ آسمانی کتابوں سے زیادہ نقل کرتے ہیں۔ حالاں کہ فقہانے ان کا پڑھنا اور ان

میں غور و فکر کرنا حرام قرار دیا ہے۔ کیوں کہ ان میں تحریف و تبدیل کر دی گئی ہے، اور بعض فقہا نے مبالغہ سے کام لیتے ہوئے کہا: توریت کے اوراق سے استنجا کرنا جائز ہے، لیکن یہ نہایت ہی نا مناسب حکم ہے جس کو زبان پر لانا بھی مناسب نہیں ہے۔

شرح تجانی میں ہے اگر ان کتابوں میں ایسی بات موجود ہو جس میں تحریف نہ ہونے پر نظر جمتی ہو اور اس میں غور کرنے سے کسی مقصد شرعی کا حصول ہوتا ہو تو بعید نہیں کہ اس میں غور کرنا اور مشغول ہونا مباح ہو۔

المجمع العلمی اپنی خدمات کی روشنی میں

(۱)-مختلف کتابوں کی نشرواشاعت، کتابیں یہ ہیں:

(۱) خصائصِ مصطفیٰ
(۲) روحِ ایمان
(۳) فلسفۂ قربانی
(۴) جلوۂ مدینہ
(۵) نصرۃ الاصحاب
(۶) متفقہ فتویٰ علماے اسلام
(۷) مسلکِ رضا
(۸) اسلام کی چار اصولی صلاحیتیں
(۹) تمہیدِ ایمان
(۱۰) ارشاداتِ اعلیٰ حضرت
(۱۱) تقریبات میں عورتوں کی شرکت
(۱۲) پردہ کیا ہے؟
(۱۳) ارشاداتِ خواجہ غریب نواز
(۱۴) اصلاح العوام
(۱۵) ذکرِ معراج
(۱۶) فیضانِ حدیث
(۱۷) سیرتِ انسانِ کامل
(۱۸) ارشاداتِ ربانی بزبانِ یٰسٓ سبحانی
(۱۹) ماں باپ کا مقام
(۲۰) مشنری اسکولوں میں مسلم طلبہ کا انجام

(۲)-تاج الشریعہ لائبریری کا قیام جس میں اس وقت معتدبہ درسی وغیر درسی کتابیں موجود ہیں

(۳)-ہر ہفتہ بزمِ فیضانِ رضا کا انعقاد۔

(۴)-ہر پندرہ دن میں دو جدار یے نکالنا۔

(۱) کوکب، اردو میں
(۲) الکوکب عربی میں

المَجمَعُ العِلمِیُّ، جَھارکھنڈ
Al-Majmaul Ilmi (Jharkhand)

تقریباً سو سال پہلے
سکولوں میں انگریزی سے عربی میں
ترجمہ کرنے کے لیے مرتب کیا گیا تھا
جسے ایک مسلمان ممتحن کی زیر نگرانی
دو مسلمانوں نے مرتب کیا۔
اس پرچے میں توہین رسالت مآب ﷺ
کی گئی تھی۔ یہ پرچہ مسلمان بچوں کے
حل کرنے کے لیے مرتب کیا گیا تھا۔
اس توہین رسالت مآب ﷺ پر
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا فتوی ملاحظہ فرمائیں۔
فتاوی رضویہ جلد نمبر 14 ص 297

فتاوٰی رضویّہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

۱۴

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)

مسئلہ ۵۲: از جونپور ملاٹولہ مرسلہ مولوی عبداول صاحب ۶ رمضان مبارک ۱۳۳۵ھ

یہ جواب صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہو تو اور دلائل سے مبرہن ومزین فرما کر مہرود ستخط سے ممتاز فرمایا جائے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسلمان ممتحن نے زیر نگرانی دو شخص مسلمان کے پرچہ زبان دانی انگریزی سے عربی میں ترجمہ کرنے کے لئے مرتب کیا جس میں سب سے بڑے سوال میں نصف نمبر رکھے تھے، حضرت رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی اور توہین کے فقرات استعمال کئے تاکہ مسلمان طالب علم لامحالہ مجبور ہو کر اپنے قلم سے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی معصوم ومقدس شان میں بدگوئی لکھیں جو برائے فتوٰی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

"ابن عبداللہ نے اس قبیلہ میں تربیت پائی تھی جو عرب کی اصلی زبان بولنے کے لحاظ سے شریف ترین تھا اور اس کی فصاحت کی سنجیدگی باموقع سکوت پر عمل کرنے سے تصحیح اور ترقی ہوتی رہی باوجود اس فصاحت کے **محمد** ایک ناخواندہ وحشی تھا بچپن میں اسے نوشت وخواند کی تعلیم نہیں دی گئی تھی عام جہالت نے اسے شرم اور ملامت سے مبرا کردیا تھا مگر اس کی زندگی ایک ہستی کے تنگ دائرہ میں محدود تھی اور وہ اس آئینہ سے (جس کے ذریعہ سے ہمارے دلوں پر عقلمندوں اور نامور بہادروں کے خیالات کا عکس پڑتا ہے) محروم رہا تاہم اس کی نظروں کے سامنے ان کتابوں کے اوراق کھلے ہوئے تھے جس میں قدرت اور انسان کا مشاہدہ کرتا کچھ تمدنی اور فلسفی توہمات جو اسے عرب کے مسافر پر محمول کئے جاتے ہیں پیدا ہوگئے تھے"۔

جس شخص نے پرچہ مرتب کیا اور جن لوگوں ن اس کی نظر ثانی کی وہ لوگ بوجہ استعمال الفاظ ناشائستہ جو بلاضرورت شان حضرت جناب رسالتمآب میں کئے گئے وہ بوجہ اس گستاخی کے دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے یا نہیں اور ان کی کیا سزا ہے اور ان کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے فقط راقم مسلمانان جون پور

خلاصہ جوابات جون پور

الجواب:

شخص مذکور فی السوال شرعًا ملعون وکافر ومرتد ہے،

فی الاشباہ والنظائر کل کافر تاب فتوبته مقبولة فی الدنیا والاٰخرة الاجماعة الکافر یسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اویسب الشیخین	اشباہ ونظائر میں ہے کہ ہر کافر توبہ کرے تو اس کی توبہ دنیا وآخرت میں مقبول ہے، مگر کافروں کی وہ جماعت جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ

اواحدھما[1]۔	تعالٰی عنہما یاان میں سے ایک کو گالی دی ہو۔(ت)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد ہے اور اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ بھی قبول نہیں، شفاء ص ۳۹۳ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا برا کہنے والا کافر ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے[2]۔ منجملہ علماء کے امام مالک ار و امام لیث بن سعد مصری اور امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل و امام ابو یوسف و امام محمد و زفر و سفیان ثوری واہل کوفہ وامام اوزاعی اور علمائے اسلام کہ ومدینہ و بغداد و مصر ہیں اور اس میں سے کسی نے بھی شاتم الرسول کے مباح الدم ہونے میں خلاف نہیں کیا، واللہ اعلم

کتبہ الفقیر الی اللہ عزّوجل عبدالاوّل الحنفی الجونپوری ۱۳ شعبان ۱۳۳۵ھ (عبدالاول بن علی جونپوری ۱۳۰۲)

ساب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کافر ہے، بغیر تجدید ایمان کے اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی، صحیح یہ ہے کہ تجدید ایمان کے بعد سزائے قتل نہ ہوگی جیسا کہ تنقیح حامدیہ میں ہے، ہاں اگر وہ مرتد توبہ نصوح کرے اور پھر اس سے ایمان لائے اور اپنا اسلام اور حال ٹھیک رکھے تو اس کی توبہ قبول ہونے پر بھی صاف نہ چھوڑا جائے گا بلکہ تعزیر و حبس کا مستحق ہوگا۔ جیسا کہ تنقیح میں ہے:

ویکتفی بالتعزیر والحبس تأدیبا[3]۔	ادب کے پیش نظر صرف تعزیر اور قید کی سزا پر اکتفاء کیا جائیگا۔(ت)

رقمہ راجی رحمۃ رب العباد محمد حماد نجل الشیخ دین سے خارج و مرتد ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز مجدد خلیفہ راشد کا یہی مذہب ہے کہ ساب رسول کو سزائے قتل دی جائے مگر جب کہ تجدید ایمان وحسن اسلام لائے۔

حررہ عبدالباطن بن مولانا الشیخ عبدالاول الجونفوری

الجواب:

" رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ "[4]	اے مرے رب تیری پناہ شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔

---

[1] الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۲۸۹

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی القسم الرابع الباب الاول شرکۃ صحافیہ فی البلاد العثمانیہ ۲/۲۰۸

[3] العقود الدریۃ فی تنقیح فتاوٰی حامدیہ احکام المرتدین حاجی عبدالغفار و پسران قندھار افغانستان ۱/ ۱۰۷

[4] القرآن الکریم ۲۳/ ۹۷

"وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۶۱﴾ " [1] "اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿۵۷﴾ " [2] " اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿ۙ۱۸﴾ " [3]	اور جو رسول اللہ کو ایذادیتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔ بیشک جو ایذادیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔ (ت)

ان نام کے مسلمان کہلانے والوں میں جس شخص نے وہ ملعون پرچہ مرتب کیا وہ کافر مرتد ہے، جس جس نے اس پر نظر ثانی کرکے برقرار رکھا وہ کافر مرتد، جس جس کی نگرانی میں تیار ہوا وہ کافر مرتد، طلبہ میں جو کلمہ گو تھے اور انہوں نے بجوشی اس ملعون عبارت کا ترجمہ کیا اپنے نبی کی توہین پر راضی ہوئے یا اسے ہلکا جانا یا اسے اپنے نمبر گھٹنے یا پاس نہ ہونے سے آسان سمجھا وہ سب بھی کافر مرتد، بالغ ہوں خواہ نابالغ، ان چاروں فریق میں ہر شخص سے مسلمانوں کو سلام کلام حرام، میل جول حرام نشست وبرخاست حرام، بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت حرام، اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام اس کی جنازہ اٹھانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، مسلمانوں کی طرح اس کی قبر بنانا حرام، اسے مٹی دینا حرام، اس پر فاتحہ حرام، اسے کوئی ثواب پہنچانا حرام، بلکہ خود کفر قاطع اسلام، جب ان میں کوئی مرجائے اس کے اعزہ اقربا مسلمین اگر حکم شرع نہ مانیں تو اس کی لاش دفع عفونت کے لئے مردار کتے کی طرح بھنگی چماروں سے ٹھیلے میں اٹھوا کر کسی تنگ گڑھے میں ڈلوا کر اوپر سے آگ پتھر جو چاہیں پھینک پھینک کر پاٹ دیں کہ اسکی بدبو سے ایذا نہ ہو، یہ احکام ان سب کے لئے عام ہیں اور جو جوان میں نکاح کئے ہوئے ہوں ان سب کی جورو ئیں ان کے نکاحوں سے نکل گئیں اب اگر قربت ہوگی حرام حرام حرام وزنائے خالص ہوگی اور اس سے جو اولاد پیدا ہوگی ولدالزنا ہوگی، عورتوں کو شرعاً اختیار ہے کہ عدت گزر جانے پر جس سے چاہیں نکاح کرلیں ان میں سے جسے ہدایت ہو اور توبہ کرے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہوا پھر مسلمان ہو اس وقت یہ احکام جو اس کی موت سے متعلق تھے منتہی ہوں گے، اور وہ ممانعت جو اس سے میل جول کی تھی جب بھی باقی رہے گی یہاں تک کہ اس کے حال سے صدق ندامت وخلوص توبہ وصحت اسلام ظاہر وروشن ہو مگر عورتیں اس سے بھی نکاح میں واپس نہیں

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۶۱

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[3] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

آسکتیں انہیں اب بھی اختیار ہوگا کہ چاہیں دوسرے سے نکاح کرلیں یا کسی سے نہ کریں ان پر کوئی جبر نہیں پہنچتا ہاں ان کی مرضی ہو تو بعد اسلام ان سے بھی نکاح کرسکیں گی۔شفاء شریف صفحہ ۳۲۱:

اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المنتقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ تعالٰی لہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[1]۔	یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہوگیا۔

نسیم الریاض جلد چہارم ص۳۸۱ میں امام ابن حجر مکی سے ہے:

ماصرح بہ من کفر الساب والشاك فی کفرہ ھو ماعلیہ ائمتنا وغیرہم[2]۔	یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر، یہی مذہب ہمارے ائمہ وغیرہم کا ہے۔

وجیز امام کردری جلد ۳ ص۳۲۱:

لو ارتد والعیاذ باللہ تعالٰی تحرم امرأتہ ویجدد النکاح بعد اسلامہ،والمولود بینھما قبل تجدید النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمۃ الکفر ولدزنا ثم ان اتی بکلمۃ الشھادۃ علی العادۃ لایجدیہ مالم یرجع عما قالہ لان باتیانھما علی العادۃ لایرتفع الکفر الا اذاسب الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوواحدا من الانبیاء علیھم الصلٰوۃ و	یعنی جو شخص معاذاللہ مرتد ہوجائے اس کی عورت حرام ہوجاتی ہے، پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے اس کلمہ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہوگا حرامی ہوگا اور یہ شخص اگر عادت کے طور پر کلمہ شہادت پڑھتا رہے گا کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے قتل کی سزادی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی

[1] کتاب الشفاء القسم الرابع فی وجوہ الاحکام فی من تنقص الباب الاول مکتبہ شرکت صحافیہ ترکی ۲/ ۲۰۸

[2] نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض القسم الرابع فی وجوہ الاحکام فی من تنقص الباب الاول دار الفکر بیروت ۴/ ۳۳۸

والسلام فلاتوبۃ لہ واذاشتمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سکران لایعفی واجمع العلماء ان شاتمہ کافر ومن شك فی عذابہ وکفرہ کفر[1] اھ ملتقطا کاکثر الاواتی للاختصار۔	بیہوشی میں کلمہ گستاخی بکاجب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (ت)

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق جلد چہارم ص ۴۰۷:

کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بقلبہ کان مرتد افالساب بطریق اولٰی (ملخصًا) وان سب سکران لایعفی عنہ[2]۔	یعنی جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کینہ ہو وہ مرتد ہے تو گستاخی کرنے والا بدرجہ اولٰی کافر ہے اور اگر نشہ بلااکراہ پیا اور اس حالت میں کلمہ گستاخی بکاجب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔

بحرالرائق جلد پنجم ص ۱۳۵ میں بعینہٖ کلمہ مذکور ذکر کرکے ص ۱۳۶ پر فرمایا:

سب واحد من الانبیاء کذٰلك فلایفید الانکار مع البینۃ لانا نجعل انکار الردۃ توبۃ ان کانت مقبولۃ[3]۔	یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لئے وہاں توبہ قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے یہاں اصلًا معافی نہ دینگے۔

درر الحکام علامہ مولٰی خسرو جلد اول ص ۲۹۹:

اذاسبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او واحدا من الانبیاء صلوات اللہ تعالٰی علیہم اجمعین مسلم فلا توبۃ لہ اصلا واجمع	یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت

---

[1] فتاوٰی بزازیہ علی ھامش فتاوٰی ہندیہ الفصل الثانی النوع الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۲۲۔۳۲۱

[2] فتح القدیر باب احکام المرتدین مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۳۳۲

[3] بحرالرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۳۶

العلماء ان شاتمه کافر ومن شك فی عذابه وکفره کفر[1]۔	مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

غنیۃ ذوالاحکام ص ۳۰۱:

محل قبول توبة المرتد مالم تکن ردته بسب النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فان کان به لاتقبل توبته سواء جاء تائبا من نفسه او شهد علیه بذلك بخلاف غیره من المکفرات[2]۔	یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لئے اس کی اجازت نہیں۔

اشباہ والنظائر قلمی، باب الردۃ:

لاتصح ردة السکران الاالردة بسب النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فانه لایعفی عنه کذافی البزازیة وحکم الردة بینونة امرأته مطلقا[3] (ای سواء رجع او لم یرجع اھ غمز العیون[4])واذا مات علی ردته لم یدفن فی مقابر المسلمین ولااهل ملة وانمایلقی فی حفرة کالکلب، والمرتد اقبح کفرا من الکافر الاصلی، و اذا شهد واعلی مسلم بالردة وهو منکر لایتعرض له لالتکذیب	یعنی نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دینگے کذافی البزازیہ اور معاذاللہ ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی اور جب وہ اسی ارتداد پر مرجائے والعیاذ باللہ تعالٰی تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے

[1] الدرر الحکام شرح غرر الاحکام فصل فی الجزیہ احمد کامل الکائنہ فی دار السعادت بیروت ۱/ ۳۰۰۔۲۹۹
[2] غنیہ ذوی الاحکام فی درر الاحکام باب المرتد احمد کامل الکائنہ فی دار السعادت بیروت ۱/ ۳۰۱
[3] الاشباہ والنظائر باب الردۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۸۹تا۲۹۱
[4] غمز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب المرتد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۰

الشھود العدول بل لان انکارہ توبۃ ورجوع فتثبت الاحکام التی للمرتد لوتاب من حبط الاعمال وبینونۃ الزوجۃ وقولہ لایتعرض لہ انما ھو فی مرتد تقبل توبتہ فی الدنیا لا الردۃ بسب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1] اھ الاولٰی تنکیر النبی کما عبربہ فیما سبق اھ[2] ملخصًا غمز العیون۔	وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہوگیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لئے کہ گواہانِ عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لئے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے توبہ ورجوع سمجھیں گے ولہٰذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہوگیا تھا، اور اب توبہ کرلی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کرینگے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہوگئے اور جورو نکاح سے باہر، اور یہ قول کہ اس سے تعرض نہ کیا جائے اس مرتد سے متعلق ہے جس کی توبہ دنیا میں قبول ہے، نہ وہ مرتد جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا یہ ہے کہ دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں، یونہی کسی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولٰی یہ تھا کہ لفظ نبی کو نکرہ ذکر کرتے جیساکہ گزشتہ عبارت میں تعبیر کیا ہے اھ ملخصًا غمز العیون۔ (ت)

فتاوٰی خیریہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار جلد اول ص ۹۵:

من سب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ مرتد وحکمہ حکم المرتدین ویفعل بہ مایفعل بالمرتدین ولاتوبۃ لہ اصلا واجمع العلماء انہ کافر ومن شك فی کفرہ کفر[3] اھ ملتقطا۔	جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا وہی حکم ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے گا جو مرتدوں سے کرنے کا حکم ہے اور اسے دنیا میں کسی طرح معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے امت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد اول ص ۶۱۸:

اذا سبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او واحدا من الانبیاء مسلم ولو سکران فلاتوبۃ	یعنی جو مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ

[1] غمز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب المرتد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۱ و ۲۹۳

[2] غمز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب المرتد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۳

[3] فتاوی خیریہ باب المرتدین دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۰۳

له تنجيه كالزنديق ومن شك فی عذابه وكفره فقد كفر[1]۔	کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی دنیا میں اسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریئے بے دین کی توبہ نہ سنی جائیگی، اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

ذخیرۃ العقبٰی علامہ اخی یوسف ص ۲۴۰:

قد اجمعت الامة على ان الاستخفاف بنبينا صلى الله تعالٰى عليه وسلم وبأی نبی كان عليهم الصلٰوة و السلام كفر سواء فعله على ذٰلك مستحلاام فعله معتقد الحرمة وليس بين العلماء خلاف فی ذٰلك ومن شك فی كفره وعذابه كفر[2]۔	یعنی بیشک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے، خواہ اسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر، بہر حال جمیع علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

ایضًا صفحہ ۲۴۲:

لايغسل ولايصلى عليه ولايكفن اما اذا تاب وتبرأ عن الارتداد ودخل فی دين الاسلام ثم مات غسل وكفن وصلى عليه ودفن فی مقابر المسلمين[3]۔	یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مر جائے تو نہ اسے غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں، ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے برات کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مر جائے تو غسل، کفن، نماز، مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔

تنویر الابصار شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی:

كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الكافر بسب نبی الخ[4]۔	یعنی ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دنیا میں سزا سے بچانے کے لئے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الجزیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۰

[2] ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعۃ العظمی کتاب الجہاد باب الجزیہ مطبع نولکشور کانپور ۲/ ۳۱۹

[3] ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعۃ العظمی کتاب الجہاد باب الجزیہ مطبع نولکشور کانپور ۳/ ۳۲۱

[4] درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتدین مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

درمختار:

الکافر بسب نبی الانبیاء لاتقبل توبته مطلقا ومن شك فی عذابه وکفره کفر[1]۔	یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

کتاب الخراج سیدنا امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ ص ۱۹۷:

قال ابویوسف وایمارجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم او کذبه او عابه تنقصه فقد کفر باللہ تعالٰی وبانت زوجته[2]۔	یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا شان گھٹائے وہ بلاشبہہ کافر ہوگیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔

بالجملہ اشخاص مذکورین کے کفر وارتداد میں اصلاً شک نہیں، دربارہ اسلام ورفع دیگر احکام ان کی توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام انہیں بعد توبہ واسلام صرف تعزیر دے یا اب بھی سزائے موت دے وہ جو بزازیہ اور اس کے بعد کی بہت کتب معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں اور اس کی بحث یہاں بیکار ہے، کہاں سلطان اسلام اور کہاں سزائے موت کے احکام، صدہا خبیث، اخبث، ملعون، انجس ہیں کہ کلمہ گو بلکہ اعلٰی درجہ کے مسلمان مفتی واعظ مدرس شیخ بن کر اللہ ورسول کے جناب میں منہ بھر کر ملعونات بکتے، لکھتے، چھاپتے ہیں اور ان سے کوئی تو کہنے والا نہیں اور اگر انہیں تو کہئے تو نہ صرف ان کے بلکہ بڑے بڑے مہذب بننے والے مسلمانوں کے نزدیک یہ بے تہذیبی وتشدد ہو،

فانظر الی آثار مقت اللہ الغیور کیف انقلبت وانعکست الامور ولاحول ولاقوة الاباللہ العظیم، "وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾"[3] واللہ تعالٰی اعلم۔	تو دیکھو اللہ غیور کے عذاب کے آثار کی طرف دل کیسے بدل جاتے ہیں اور امور کیسے الٹ ہوجاتے ہیں ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم، اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتدین مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[2] کتاب الخراج فصل فی الحکم فی المرتد عن الاسلام مطبع بولاق مصر ۹۸۔۱۹۷

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

تھر تھرائے کانپ اٹھے باغیانِ مصطفیٰ ﷺ

قہر بن کا ان پر چھایا اے امام احمد رضا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اے رضا ہم پر یہ تیرا احسان ہے کہ بنا سُنیت کی تو پہچان ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

انگریزی سکول و کالج و یونیورسٹی

کی تعلیم کُفر

سکولوں کے نصاب میں خلاف اسلام باتیں اور توہین رسالت ﷺ

عام سی بات ہے

اس لئے

پڑھنے، پڑھانے والے سب نیچری کفار ہیں

سیدی اعلی حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ماخوز فتاویٰ رضویہ شریف)

جلد ۱۴، ۴۲۶-۴۲۹

فتوی مبارک کا صرف اُتنا ہی حصہ نقل کیا گیا ہے جو تعلیم کے متعلق ہے.

مسئلہ ۱۸۳: از لاہور بری بساط لکڑہارا اکبری منڈی مسئولہ چودھری عزیزالرحمٰن صاحب بی اے سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول لائلپور ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

جناب حضرت قبلہ وکعبہ مجدد دوراں حضرت احمد رضا خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد حمد وصلوٰۃ واضح رائے عالی ہو کہ حضور کا فتوی جو مسٹر حاکم علی بی اے پروفیسر ریاضی اسلامیہ کالج لاہور کے خط کے جواب میں حضور نے ارسال فرمایا پڑھ کر خاکسار کو بڑی حیرت ہوئی کیونکہ خاکسار آں حضور کو جیسا کہ لاکھوں کروڑوں پنجاب وہندوستان کے سنت وجماعت مجدد وقت مانتے ہیں اس زمانے کا مجدد مانتا ہے اور جب سے ہوش سنبھالا اسی عقیدے پر بفضل خدا رہا جس پر آپ اور دیگر بزرگان قوم وعلمائے کرام ہیں یا ہوتے آئے ہیں لیکن اس فتوے کو دیکھ کر میرے دل میں بڑا اضطراب پیدا ہوا ہے اور میں نے یہ جرات کی ہے کہ جناب سے مفصل طور پر دریافت کرلوں کہ ایسے زمانے میں جبکہ مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے ہورہے ہیں اندرونی وبیرونی دشمن اسلام کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کفار کی مدد سے باغیوں (شریف مکہ) نے چھین لئے ہیں اور کفار جزیرۃ العرب (جدہ وعدن وغیرہ) میں اپنا قدم جمائے بیٹھے ہیں اور خلافت ریزہ ریزہ کی گئی ہے اور ایک بڑی سلطنت کا وزیر اعظم اپنی تقریر میں صاف کھلے لفظوں میں برملا کہتا ہے کہ یہ لڑائی جو عراق عرب میں مسلمانوں سے ہوئی مذہبی لڑائی تھی اور اب ہم نے بیت المقدس ان کی گندگی سے پاک کردیا ہے وغیرہ وغیرہ، غرض کہ ایسے وقت جبکہ اعداء اللہ اسلام کی عزت اور شوکت کی بیخ کنی میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، عراق، فلسطین اور شام جن کو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خون کی ندیاں بہا کر فتح کیا تھا، پھر کفار کی حریفانہ حوصلہ مندیوں کی جولانگاہ بن گئے ہیں خلیفۃ المسلمین دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر بے دست وپا ہوچکے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے اپنے گھروں (تھریس سمرنا وغیرہ) اور زرخیز علاقوں سے زبردستی نکالے جارہے ہیں، اور مسجدوں پر زبردستی قبضہ کرلیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے علماء قرآنی احکام ڈرتے ڈرتے بتاتے ہیں، جہاد کا تو نام ہی منہ پر آنا بس قیامت ہے، کیا ایسے وقت میں اسلامی حمیت وغیرت یہ چاہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسا مسئلہ نکل آئے جس سے انگریز افسر خوش ہوجائیں اور مسلمان تباہ ہوجائیں، مسٹر حاکم علی نے ایک پالیسی سے انگریز پرنسپل اور دوسرے انگریز افسروں اور غدار مسلمانوں کو خوش کرنے کے واسطے حضور سے ایک عجیب طرز میں فتوی پوچھا اور حضور نے اس کے مضمون کے مطابق صحیح صحیح فیصلہ جواب میں بھیج دیا، یہ بالکل درست ہے کہ موالات ومجرد معاملت میں زمین وآسمان کا فرق ہے لیکن دین کا نقصان کرکے دنیوی معاملت کہاں جائز ہے حضور نے بہت سی شرائط سے مشروط کرکے گول مول جواب عنایت فرمایا ہے لیکن اس وقت ضرورت ہے ایسے فتوے کی جو صاف صاف لفظوں میں حالات حاضرہ پر نظر کرکے بغیر کسی شرط کے لکھا جائے تاکہ ہر عالم وجاہل جو آپ کا پیرو ہے فوراً پڑھ کر جان

لے کہ اس کے واسطے اب ایسا کرنا ضروری ہے' حالات حاضرہ حضور پر بخوبی روشن ہیں اور کچھ تھوڑے سے میں نے اوپر بیان کئے ہیں' **کیا مسلمانوں کا بھرتی ہو کر فوج میں مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنے اور غلام بنانے کے لئے جانا اور دوسرے کلر کوں کا ان کی امداد کے لئے عراق وشام وغیرہ میں ملازمت ہو کر جانا جائز ہے**' اگر جانا جائز نہیں تو پھر آپ جیسے بزرگ کیوں چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ کیوں نہیں ایسے فتوے شائع کرتے اور اظہار حق میں دنیوی طاقت سے کیوں ڈرتے ہیں' **موجودہ وقت کھینچ تان کر کفار سے تعلق رکھنے اور ان کی اعانت کرنے کا جواز ثابت کرنے کا نہیں ہے** بلکہ سینہ سپر ہو کر بے خوف وخطر لوگوں کو صراط مستقیم بتانے کا ہے' حضور نے جو لکھا ہے کہ الحاق اور اخذ امداد جائز ہے' اگر کسی امر خلاف اسلام ومخالف شریعت سے مشروط نہ ہو' عالیجاہ! گورنمنٹ جو امداد سکولوں اور کالجوں کو دیتی ہے وہ خاص اغراض کو مد نظر رکھ کر دی جاتی ہے اور میرا خیال ہے کہ حضور کو سب حال روشن ہوگا لیکن اگر اس بارے میں ناواقفیت ہو تو میں عرض کرتا ہوں کہ **اول** تو امداد میں اس قسم کی شرط ضرور ہوتی ہے کہ کالج کا پرنسپل اور ایک دو پروفیسر انگریز ہوں' **دوسرے** مقررہ کورس پڑھائے جائیں جن میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ خلاف اسلام باتیں ہوتی ہیں بلکہ بعض میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ لکھے ہوئے ہوتے ہیں **تیسرے** دینی تعلیم لازمی نہیں کوئی پڑھے یا نہ پڑھے لیکن جہاں دینی تعلیم پڑھائی جائے خاص وقت سے زیادہ نہ دیا جائے کیونکہ یونیورسٹی کی تعلیم کے لئے چار گھنٹے وقت ضرور خرچ ہوا گر چار گھنٹے سے کم ہوگا تو امداد نہیں ملے گی' پھر جو استاد دینیات پڑھائے گا اس کو امداد نہیں دی جائے گی پھر فلاں فلاں مضمون ضرور طالب علم کو لینے چاہئیں ورنہ امتحان میں شامل نہیں ہو سکتا' پھر ڈرل وغیرہ اور کھیلوں کی طرف جن میں ہر ایک طالب علم کو حصہ لینا ضروری ہوتا ہے آج کل جو ڈرل سکھائی جارہی ہے اس میں عجیب مخرب اخلاق باتیں کی جارہی ہیں امداد لینے اور الحاق یونیورسٹی سے رکھنے کے لئے ضروری ہے وہی ڈرل تمام اسکولوں میں کرائی جائے' کھیلوں میں آپ دیکھتے ہیں کہ عجب بے پردہ لباس پہنا جاتا ہے۔ فٹ بال اور ہاکی میں جو نیکر پہنے جاتے ہیں وہ ٹخنوں سے اوپر تک ننگا رکھتے ہیں' غرضیکہ کیا عرض کروں اسی الحاق وامداد کی خاطر معلّمین ومتعلّمین کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن شریف ودینیات کا جو گھنٹہ رکھا ہوا ہے اس میں بھی انگریزی ہی کا سبق یاد کرادوں کیونکہ انسپکٹر نے انگریزی تو سننی ہے قرآن مجید تو نہیں سننا' جماعتوں میں جو ترقی دی جاتی ہے اس میں بھی اسی بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ انگریزی لڑکا جانتا ہے یا نہیں قرآن شریف خواہ ناظرہ بھی نہ پڑھ سکتا ہو نماز کا ایک حرف نہ جانتا ہو لیکن دسویں اور ایف اے اور بی اے پاس کرتا چلا جائے گا۔ یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کر رہا ہوں دوسرے سکولوں اور کالجوں سے ہمیں کوئی تعلق نہیں یہ سب کس واسطے ہو رہا ہے' اسی واسطے کہ ہم یونیورسٹی سے الحاق رکھنا چاہتے ہیں اور سرکاری امداد لینا چاہتے ہیں' اگر یہ خیال نہ ہو تو بالکل حالت بدل جائے کہ طالب علم پکے مسلمان بن جائیں ان میں حمیت وغیرت مذہبی پیدا ہو جائے ان کے اخلاق درست ہو جائیں نیچریت اور دہریت کا اثر ان کے دلوں سے دور ہو جائے' انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو جائیں اور لباس اور فیشن وغیرہ ہر بات میں تقلید نصاریٰ کر رہے ہیں اس سے چھوٹ جائیں غرض کہ ہزاروں طرح کی برکات حاصل کریں' میرا کچھ

لکھنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے، حضور پر سب حال روشن ہے میں حضور سے یہ فتوٰی مانگتا ہوں، برائے مہربانی جواب باصواب سے خاکسار کو مشکور وممنون فرماکر عنداللہ ماجور ہوں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ حالات حاضرہ پر نظر کرتے ہوئے گورنمنٹ سے ترک موالات (عدم تعاون) کرنا اسلامی حکم ہے یا نہیں اور گورنمنٹ سے اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کو امداد لینی اور یونیورسٹی سے الحاق کرنا اندریں حالات چاہئے یا نہیں؟ جواب باصواب سے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔ فقط والسلام

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم کرم فرماسلمہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

رب عزوجل فرماتا ہے: فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوالالباب ۱۔ خوشخبری دو میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنتے پھر سب میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالٰی نے ہدایت فرمائی اور یہی عقل والے ہیں۔ (۱؎ القرآن الکریم ۳۹/ ۱۸)

من وتو کی کیا حقیقت انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ معاندین کے چند طریقے رہے ہیں:

اول سرے سے بات نہ سننا کہ: لاتسمعوا لھذا القراٰن والغوا فیہ لعلکم تغلبون ۲۔ یہ قرآن سنو ہی نہیں اور اس میں بیہودہ غل کرو شاید تم غالب آؤ۔ (۲؎ القرآن الکریم ۴۱/ ۲۶)

دوم سن کر مکابرانہ تکذیب کا منہ کھول دینا کہ: **ان انتم الاتکذبون ۳۔ ٥** تم تو نہیں مگر جھوٹے۔ (۳؎ القرآن الکریم ۳۶/ ۱۵)

سوم ہدایت کو معطل بالغرض بتانا کہ: ان ھذا لشیئ یراد ۴۔٥ اس میں تو ضرور کچھ مطلب ہے۔ (۴؎ القرآن الکریم ۳۸/ ۶)

چہارم حق کا باطل سے معارضہ کرنا: ویجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا بہ الحق واتخذوا ایتی وماانذروا ھزوا ۵۔ کافر باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں کہ اس سے حق کو زائل کردیں اور انھوں نے میری آیتوں اور ڈراوؤں کو ہنسی بنالیا ہے۔ (۵؎ القرآن الکریم ۱۸/ ۵۶)

مسلمان پر فرض ہے کہ ان سب طُرق سے پرہیز کرے اور اس پر عامل ہو جو راستہ پہلی آیت بشارت میں اس کے رب نے بتایا ہر تعصب وطرفداری سے خالی الذہن ہو کر کان لگا کر بات سنے اگر انصافاً حق پائے اتباع کرے بارگاہ عزت سے ہدایت ودانشمندی کا خطاب ملے ورنہ پھینک دینا تو ہر وقت اختیار میں ہے واللہ الھادی وولی الایادی

مدارس کے اقسام اور ان میں امداد لینے کے احکام :

(ا) ۱۰ محرم ۱۳۳۹ھ کی بنارس پگچی باغ سے یہ سوال آیا : ''مدرسہ اسلامیہ عربیہ جس میں پچیس سال سے گورنمنٹ سے امداد ماہوار ایک سو روپیہ مقرر ہے جس میں کتب فقہ واحادیث وقرآن کی تعلیم ہوتی ہے، ممبران خلافت کمیٹی نے تجویز کیا کہ امداد نہ لینا چاہئے، پس استفسار ہے کہ یہ امداد لینا جائز ہے یا نہیں؟ مدرسہ ہذا میں سوا تعلیم دینیات کے ایک حرف کسی غیر ملت وغیر زبان کی تعلیم نہیں ہوتی فقط''

اس کا جواب مطلق جواز ہوتا مگر پھر بھی احتیاطاً شکل شرط میں دیا گیا کہ ''جبکہ وہ مدرسہ صرف دینیات کا ہے اور امداد کی بناء پر انگریزی وغیرہ اس میں داخل نہ کی گئی تو اس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں تعلیم دینیات کو جو مدد پہنچتی تھی اس کا بند کرنا محض بے وجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔''

۲۲ صفر ۱۳۳۹ھ کو کراچی سبز بازار سے یہ سوال آیا :

''ایک ایسے صوبے میں جس کی قریبا پچاس فیصدی آبادی اسلامی کاشتکاروں پر مشتمل ہے جس کے سالانہ محاصل کا ایک حصہ تعلیمی امداد کے ذیل وحصول کر کے حصہ رسدی مدارس مروجہ امدادیہ کو تقسیم کیا جاتا ہے اس سے استفادہ جائز ہے یا ناجائز؟ خصوصا ایسے مدارس کے لئے جو کامل اسلامی اہتمام کے ماتحت جاری ہیں جن کی دینی تعلیم پر ارباب حکومت کسی نہج معترض نہیں ہوتے اور جن کی نصاب تعلیم کا سرکاری حصہ مروجہ تعلیم بھی خفیف سے خفیف شائبہ موانع شرعیہ سے جزاًو کلًا پاک ہے فقط۔''

اس کا جواب دیا گیا : ''جو مدارس ہر طرح سے خالص اسلامی ہوں اور ان میں وہابیت، نیچریت وغیرہما کا دخل نہ ہو ان کا جاری رکھنا موجب اجر عظیم ہے، ایسے مدارس کے لئے گورنمنٹ اگر اپنے پاس سے امداد کرتی لینا جائز تھا نہ کہ جب وہ امداد بھی رعایا ہی کے مال سے ہے، واللہ تعالی اعلم''

ندوہ کو بھی گورنمنٹ سے امداد ملتی تھی اور جہاں تک میرا خیال ہے اس پر ایسے قیود نہ تھے جو آپ نے ذکر کئے اور ضرور کچھ مدارس وہ بھی ہیں **جن پر امداد امور خلاف شرع سے مقید یا ان کی طرف منجر ہو وہ بلاشبہہ ناجائز اگرچہ صرف اسی قدر کھیل میں بے ستری یا خلاف حیاء ومخرب اخلاق باتوں کی شرط ہو خصوصا وہ صورت جو آپ نے بیان کی کہ نصاب میں وہ کتابیں مقرر ہوں جن میں خلاف اسلام باتیں ہیں حتی کہ معاذاللہ توہین رسالت ﷺ اس میں حرمت درکنار کفر نقد وقت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ** مولوی حاکم علی صاحب کی تحریر میں کوئی تفصیل نہ تھی لہٰذا یہ جواب دینا ضرور ہوا : ''وہ الحاق واخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام ومخالف شریعت سے مشروط نہ اس کی طرف منجر، تو اس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز وحرام ہوگا'' یہ

جواب دونوں صورتوں کو حاوی اور نا قابل تبدیل ہے حالات حاضرہ سے اس کی کسی شق میں تغیر نہ ہوا نہ یہاں کوئی جواب مطلق بلاشرط ہو سکتا ہے۔

لیڈر امداد چھڑاتے ہیں اور مخرب دین تعلیموں پر اب تک قائم ہیں :

(۲) انگریزوں کی تقلید و فیشن وغیرہ سے آزادی اور دہریت و نیچریت سے نجات بہت دل خوش کن کلمات ہیں خدا ایسا ہی کرے مگر یہ صرف ترک امداد والحاق سے حاصل نہیں ہو سکتے اس آگ کے بجھانے سے ملیں گے جو سید احمد خان نے لگائی اور اب تک بہت سے لیڈروں میں اس کی لپٹیں مشتعل ہیں **انگریزی اور وہ بے سود و تضییع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین دنیا میں بھی نہیں پڑتا جو صرف اس لئے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے این وآں و مہملات پر مشغول رہ کر دین سے غافل رہیں کہ ان میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو، وہ یہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا دین کیا۔** جیسا کہ عام طور پر مشہور و معہود ہے، جب تک یہ نہ چھوڑی جائیں اور تعلیم و تکمیل عقائد حقہ و علوم صادقہ کی طرف باگیں نہ موڑی جائیں دہریت و نیچریت کی بیخ کنی ناممکن ہے، کیا لیڈر اس میں ساعی ہیں؟ ہر گز نہیں صرف امداد والحاق ترک کراتے ہیں جو ظاہری تعلق ہیں اور تعلیمات کے گہرے تعلقات نہ چھڑاتے ہیں نہ چھوٹیں گے کیا انھیں میں وہ لوگ جن سے پوچھا جاتا کہ صاحبزادوں کو قرآن نہ پڑھایا تو جواب دیتے کیا ان سے سوم کے چنے پڑھوانے ہیں، کیا اب ان کے خیالات بدل گئے، کیا اب انھوں نے انگریزی کے سوا اور رزاق سمجھ لیا، کیا اب یہ جواب نہ دیں گے کہ پرانے علوم سیکھ کر کیا کھائیں گے، کیا اب انھیں شبلی کے شعر بھول گئے ع

سیارے ہیں اب نئی چمک کے وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے
اب صورت ملک و دین نئی ہے افلاک نئے زمیں نئی ہے
سب بھول گئے ہیں ماسبق کو گردوں نے الٹ دیا ورق کو
قائم جو وہ انجمن نہیں ہے اس نقد کا اب چلن نہیں ہے
القصہ یہ بات کی تھی تسلیم یعنی کہ علوم نو کی تعلیم
تدبیر شفا جو ہے تو یہ ہے اس دکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
تقویم کہن سے ہاتھ اٹھائیں تہذیب کے دائرے میں آئیں
سیکھیں وہ مطالب نو آئیں یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقیں
وہ گنج گراں دانش فن وہ فلسفہ جدید بیکن
کیپلر کی وہ نکتہ آفرینی نیوٹن کے مسائل یقینی

اور بفرض غلط ایسا ہو بھی تو اکثر لیڈر کہ انھیں تعلیمات فارغہ کے بل پر لیڈر بنے ہیں کس مصرف کے رہیں گے جب وہ مردود یہ خود مطرود، کیا اس وقت یہ شعر حالی ان کا ترجمان حال نہ ہو گا ع

قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے

مگر ان کو کس مد میں کوئی کھپائے[1] (1؎ مسدس حالی مطبوعہ نولکشور لاہور ص ۶۴)

لیڈر نصارٰی کی ادھوری غلامی چھوڑتے اور مشرکین کی پوری غلامی مناتے ہیں:

(۳) نصارٰی کی یہ غلامی کہ یہ پیر نیچر نے تھامی لیڈر جس کے اب زبانی شاکی ہیں اور دل سے پرانے حامی، اس کے نتائج تشبہ و ضع و تحقیر شرع و شیوع دہریت وفروغ نیچریت مطابقے نہ تھے بلکہ التزامی اب اگر بعد خرابی بصر وآنکھیں کھلیں اور اسے چھوڑنا چاہتے ہیں مبارک ہو اور خدا سچ کرے اور راست لائے مگر للہ انصاف، وہ غلامی ادھوری تھی سید احمد خاں نے کسی پادری یا نصرانی کو امور دین میں صراحۃً اپنا امام و پیشوانہ لکھا تھا آیات احادیث کی تمام عمر کو چرچ یا صلیب پر نثار کرنا نہ کہا تھا کسی پادری کو مساجد میں مسلمانوں کا واعظ وہادی نہ بنایا تھا نصرانیت کی رضا کو خدا کی رضا یا کسی پادری کو نبی بالقوہ نہ بنایا تھا اور اب مشرکین کی پوری غلامی ہو رہی ہے ان کے ساتھ یہ سب کچھ اور ان سے بہت زائد کیا جارہا ہے یہ کون سا دین ہے نصارٰی کی ادھوری سے اجتناب اور مشرکین کی پوری میں غرقاب، فرمن المطروقف تحت المیزاب ع چلتے پرنالے کے نیچے ٹھہرے مینہ سے بھاگ کر۔

موالات ہر کافر سے حرام ہے:

(۴) موالات مطلقاً ہر کافر ہر مشرک سے حرام ہے اگرچہ ذمی مطیع اسلام ہو اگرچہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا قریبی ہو،

قال تعالٰی: **لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباء ھم اوابناء ھم اواخوانھم اوعشیرتھم**[2]۔ تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ دوستی کریں اللہ ورسول کے مخالفوں سے اگرچہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ (2؎ القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲)

موالات صوریہ کے احکام:

حتی کہ صوریہ کو بھی شرع مطہر نے حقیقیہ کے حکم میں رکھا۔ قال تعالٰی: **یایھاالذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاء کم من الحق**[1]۔ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم توان کی طرف محبت کی نگاہ ڈالتے ہو اور وہ اس حق سے کفر کررہے ہیں جو تمھارے پاس آیا۔ (1؎ القرآن الکریم ۶۰/ ۱)

یہ موالات قطعاً حقیقیہ نہ تھی کہ نزول کریمہ دربارہ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ احد اصحاب البدر رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم ہے کما فی الصحیح[2]۔ البخاری ومسلم (جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں ہے۔ ت) (2؎ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب لاتتخذوا عدوی وعدوکم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۲۶)

تفسیر علامہ ابوالسعود میں ہے: **فیہ زجر شدید للمؤمنین عن اظہار صورۃ الموالاۃ لھم وان لم تکن موالاۃ فی الحقیقۃ** ۳؎۔ اس آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو سخت جھڑک ہے اس بات سے کہ کافروں سے وہ بات کریں جو بظاہر محبت ہوا گرچہ حقیقت میں دوستی نہ ہو۔ (۳؎ ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) سورۃ/۱۵ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۸)

مگر صوریہ ضروریہ خصوصاً باکراہ، قال تعالٰی: **الا ان تتقوا منہم تقٰۃ** ۴؎۔ مگر یہ کہ تمھیں ان سے واقعی پورا ڈر ہو۔ (۴؎ القرآن الکریم ۳/ ۲۸)

قال تعالٰی: الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ۵؎۔ مگر وہ جو پورا مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔ (۵؎ القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۶)

مجرد معاملت کا حکم:

اور معاملت مجردہ سوائے مرتدین ہر کافر سے جائز ہے جبکہ اس میں نہ کوئی اعانت کفر یا معصیت ہو نہ اضرار اسلام و شریعت ورنہ ایسی معاملت مسلم سے بھی حرام ہے چہ جائیکہ کافر، **قال تعالٰی: ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان** ٦؎۔ گناہ و ظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (٦؎ القرآن الکریم ۵/ ۲)

غیر قوموں کے ساتھ جواز معاملت کی مجمل تفصیل اس (عہ) فتوے میں آپ ملاحظہ فرماچکے ہیں ہر معاملت کے ساتھ وہ قید لگادی ہے جس کے بعد نقصان دین کا احتمال نہیں، ان احکام شرعیہ کو بھی حالات دائرہ نے کچھ نہ بدلا، نہ یہ شریعت بدلنے والی ہے۔ لایأتیہ الباطل من بین یدیہ ولامن خلفہ تنزیل من حکیم حمید ۱؎۔ باطل نہیں آسکتا نہ اس کے آگے نہ اس کے پیچھے سے، اتارا ہوا ہے حکمت والے سراہے گئے کا. (۱؎ القرآن الکریم ۴۱/ ۴۲)

عہ: خود محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب الاثار میں فرماتے ہیں: اخبرنا ابوحنیفہ عن عماد عن ابراہیم انہ قال فی التاجر یختلف الی ارض الحرب انہ لاباس بذٰلک مالم یحمل الیہم سلاحا، اوکراعا، وسلبا، قال محمد وبہ ناخذو ھوقول ابی حنیفۃ ۲؎۔ یعنی ہمیں امام اعظم نے امام حماد بن ابی سلیمن انھوں نے امام ابراہیم نخعی سے خبر دی کہ تجارت کے لئے دارالحرب میں تاجر کی آمد و رفت جائز ہے جب تک ان کی طرف ہتھیار یا گھوڑے یا قیدی نہ لے جائیں، امام محمد نے فرمایا اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی قول امام اعظم کا ہے، نیز مؤطا شریعت کی عبارت آتی ہے کہ مشرک مقاتل کو ہدیہ بھیجنے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ کا بھیجنا نہ ہو۔ اور یہی قول امام اعظم اور ہمارے عام فقہاء کا ہے ۳؎ انتہی ۱۲ منہ (۲؎ کتاب الآثار امام محمد باب حمل التجارۃ الی ارض الحرب حدیث ۱۵۱ ادارۃ القرآن کراچی ص ۱٦۷)؛ (۳؎ مؤطا امام محمد باب مایکرہ من لبس الحریر والدیباج آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۷۱)

احکام الٰہیہ میں لیڈروں کی طرح طرح کھینچ تان بلکہ کایا پلٹ:

(۵) للہ انصاف' اس میں کون سی کھینچ تان ہے' جتنی بات کہی گئی صاف صریح احکام شرعیہ وجزئیات منصوصہ ہیں کھینچ تان کر احکام شرعیہ میں تغییر کا وقت خادم شرع کے لئے نہ اب ہے نہ کبھی تھا نہ کبھی ہو' ہاں خادمان گاندھی کے لئے نہ صرف کھینچ تان بلکہ کلام الٰہی واحکام الٰہی کو یکسر کایا پلٹ کرکے فرضیت موالات کفار نباہنے کا وقت ہے' مسجد میں کسی دبے ہوئے ذمی کے ذلت خواری کے ساتھ آنے کے جواز کا اختلافی مسئلہ نکالیں اور مشرک کو بروجہ استعلاء مسجد میں لے جانا اور مسلمانوں کا واعظ وہادی بنانا' مسند سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جمانا اس پر ڈھالیں دبے ہوئے ملتجی بے قابو مشرک سے کوئی بالائی خدمت یا زرہ خود بکتر عاریۃً لینے کے جواز کا مسئلہ دکھائیں اور اس سے خودسر خود غرض' زبردست' خونخوار مشرکوں کے دامن پکڑنا' ان کے سایہ میں پناہ لینا' ان صریح بدخواہوں کی رائے پر اپنے آپ کو سپرد کردینا منائیں کفار معاہدین یا بعض کے نزدیک قتال سے بالذات عاجزین کے ساتھ کچھ مالی سلوک کی رخصت والی آیت سنائیں اور اسے خونخوار مشرکین سخت اعدائے اسلام و مسلمین کے ساتھ اتحاد ووداد بلکہ غلامی وانقیاد کی نہ صرف رخصت بلکہ اعظم فرضیت کی دلیل بنائیں' ان سب کا بیان بعونہ تعالیٰ ابھی آتا ہے آپ انصاف کرلیں گے کس نے کھینچ تان کی' حاشا نہ صرف کھینچ تان بلکہ کمال جسارت سے احکام الٰہیہ کا کایا پلٹ کرکے قرآن وحدیث کی عمر بت پرستی پر قربان کی۔**وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون** ۱ ؎ اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (۱؎ القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷)

تعلیم کے لئے امداد لینا اور لیڈروں کی دینی حالت کہ اسلام ان کو نہ جب مدنظر نہ تھا نہ اب ہے:

(۶) اور تعلیم دین کے لئے گورنمنٹ سے امداد قبول کرنا جو مخالف شرع سے مشروط نہ اس کی طرف منجر ہو یہ تو نفع بے غائلہ ہے جس کی تحریم پر شرع مطہر سے اصلا کوئی دلیل نہیں۔ دین پر قائم رہو مگر دین میں زیادت نہ کرو۔ کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سلاطین کفار کے ہدایا قبول نہ فرمائے' جو وجوہ شناعت آپ نے ان مدارس میں لکھیں کہ امور مخالف اسلام حتی کہ توہین حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم داخل نصاب ہے بیشک جو اس قسم کے اسکول یا کالج ہوں ان میں نہ فقط اخذ امداد بلکہ تعلیم وتعلم سب حرام قطعی بلکہ مستلزم کفر ہے' آپ فرماتے ہیں یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کررہا ہوں پھر غیر اسلامیہ کا کیا پوچھنا' مگر افسوس اور سخت افسوس یہ کہ آج آپ کو جتنے لیڈر دکھائی دیں گے وہ ان کے بازو اور ان کے ہم زبان عام طور پر انہیں اسکولوں کالجوں کے کاسہ لیس ملیں گے' انھیں سے بڑی بڑی ڈگریاں ایم اے' بی اے کی پائے ہوئے ہوں گے' کیا اس وقت تک ان میں یہ خباثتیں نہ تھیں' ضرور تھیں مگر ان صاحبوں کو مقبول اور منظور تھیں' اور اب بھی جو آنکھ کھلی تو صرف ایک گوشہ انگریزوں کی طرف کی اور وہ بھی شریعت پر زیادت کے ساتھ کہ ان سے مجرد معاملت بھی حرام قطعی بلکہ کفر اور مشرکوں کی طرف کی پہلے سے بھی زیادہ پٹ ہوگئی کہ ان سے وداد واتحاد واجب بلکہ ان کی غلامی وانقیاد وفرض انھیں راضی کرلیا تو خدا کو راضی کرلیا تو ثابت ہوا کہ اسلام ان حضرات کو نہ جب مدنظر تھا ورنہ ایسی دین تعلیموں سے بھاگتے' نہ اب مدنظر ہے ورنہ مشرکوں کے اتحاد وانقیاد کے فتنے نہ جاگتے ع نہ آغاز بہتر نہ انجام اچھا

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جلد ۱۴، ۲۴۳-۲۴۶

مسئلہ ۳۲: از ملک بنگال موضع رام پور ڈاکخانہ کجرہ ضلع پیرہ حال مقام خواجہ قطب بریلی محمد الہ طالبعلم ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کو انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض انگریزی خواں کہتے ہیں کہ مولوی لوگ کیا جانتے ہیں۔ کیا اس لفظ سے علم کی حقارت نہیں ہوتی؟ اگر ایسا کہے تو کافر ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

ایسی انگریزی پڑھنا جس سے عقائد فاسد ہوں اور جس سے علمائے دین کی توہین دل میں آئے انگریزی ہو خواہ کچھ ہو ایسی چیز پڑھنا حرام ہے، اور یہ لفظ کہ "مولوی لوگ کیا جانتے ہیں" اس سے ضرور علماء کی تحقیر نکلتی ہے اور علمائے دین کی تحقیر کفر ہے۔

قال اللہ تعالٰی ولئن سألتهم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایاتہ ورسولہ کنتم تستهزء ون لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۱؎۔ اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم وابوالشیخ وابن مردویۃ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما وابن جریر عن زید بن اسلم وعن محمد بن کعب وغیرہما قال رجل فی غزوۃ تبوک فی مجلس یوما مارأینا مثل قرأتنا ھٰؤلاء ولا ارغب بطونا ولااکذب السنۃ ولااجبن عند اللقاء فقال رجل فی المجلس کذبت ولکنک منافق لاخبرن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ونزل القرآن قال عبداللہ فانا رأیتہ متعلقا ناقتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحجارۃ تنکیہ وھویقول یارسول اللہ انما کنا نخوض ونلعب والنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول اباللہ وایاتہ ورسولہ کنتم تستهزء ون ۱؎۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے ہم تو دلچسپی اور کھیل کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کیا اللہ تعالٰی اس کی نشانیوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہوگئے، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اور ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم اور محمد بن کعب وغیرہما رضی اللہ تعالٰی عنہم نے حدیث کی تخریج کی کہ ایک شخص نے ایک دن ایک مجلس میں غزوہ تبوک کے موقعہ پر کہا کہ ہم نے اپنے ان قاریوں کی مانند اور نہ دیکھے نہ کھانے کے لالچی اور نہ زبان کے جھوٹے اور نہ دشمن کے مقابل میں بزدل۔ تو اس مجلس میں ایک شخص نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو منافق معلوم ہوتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ضرور اس بات کی خبر دوں گا تو اس کی یہ بات حضور اکرم کو معلوم ہوئی اور قرآن نازل ہوا حضرت عبداللہ نے فرمایا تو میں نے اس شخص کو حضور اکرم کی اونٹنی کے تنگ کے ساتھ لٹکا ہوا دیکھا پتھر اسے زخمی کررہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا یارسول اللہ! ہم تو دلچسپی اور کھیل کررہے تھے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو فرمارہے تھے کیا اللہ تعالٰی، اس کی آیات اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھا کرتے ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۹ / ۶۵) (۱؎ تفسیر در منثور بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابی شیخ وابن مردویہ تحت آیہ انما کنا نخوض مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۳ / ۲۵۴) (جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیہ انما کنا نخوض ونلعب المطبعۃ المیمنۃ مصر ۱۰ / ۱۰۴ و ۱۰۵)

جلد ۱۴، صفحہ ۲۹۶-۲۹۹

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسلمان ممتحن نے زیر نگرانی دو شخص مسلمان کے پرچہ زبان دانی انگریزی سے عربی میں ترجمہ کرنے کے لئے مرتب کیا جس میں سب سے بڑے سوال میں نصف نمبر رکھے تھے، حضرت رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی اور توہین کے فقرات استعمال کئے تاکہ مسلمان طالب علم لامحالہ مجبور ہو کر اپنے قلم سے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی معصوم ومقدس شان میں بدگوئی لکھیں جو برائے فتوی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

''ابن عبداللہ نے اس قبیلہ میں تربیت پائی تھی جو عرب کی اصلی زبان بولنے کے لحاظ سے شریف ترین تھا اور اس کی فصاحت کی سنجیدگی باموقع سکوت پر عمل کرنے سے تصحیح اور ترقی ہوتی رہی باوجود اس فصاحت کے محمد ایک ناخواندہ وحشی تھا بچپن میں اسے نوشت وخواند کی تعلیم نہیں دی گئی تھی عام جہالت نے اسے شرم اور ملامت سے مبرا کردیا تھا مگر اس کی زندگی ایک ہستی کے تنگ دائرہ میں محدود تھی اور وہ اس آئینہ سے (جس کے ذریعہ سے ہمارے دلوں پر عقلمندوں اور نامور بہادروں کے خیالات کا عکس پڑتا ہے) محروم رہاتاہم اس کی نظروں کے سامنے ان کتابوں کے اوراق کھلے ہوئے تھے جس میں قدرت اور انسان کا مشاہدہ کرتا کچھ تمدنی اور فلسفی توہمات جو اسے عرب کے مسافر پر محمول کئے جاتے ہیں پیدا ہوگئے تھے''۔

جس شخص نے پرچہ مرتب کیا اور جن لوگوں ن اس کی نظر ثانی کی وہ لوگ بوجہ استعمال الفاظ ناشائستہ جو بلاضرورت شان حضرت جناب رسالتمآب میں کئے گئے وہ بوجہ اس گستاخی کے دائرہ ٔاسلام سے خارج ہوگئے یانہیں اور ان کی کیا سزا ہے اور ان کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے فقط راقم مسلمانان جون پور خلاصہ جوابات جون پور

الجواب: شخص مذکور فی السوال شرعاًملعون وکافر ومرتد ہے، فی الاشبار والنظائر کل کافر تاب فتوبته مقبولة فی الدنیا والایخرة الاجماعة الکافریسب النبی صلی اللہ علیه وسلم اویسب الشیخین اواحدھما۱؎۔اشباہ ونظائر میں ہے کہ ہر کافر توبہ کرے تو اس کی توبہ دنیا وآخرت میں مقبول ہے، مگر کافروں کی وہ جماعت جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما یا ان میں سے ایک کو گالی دی ہو۔ (ت) (۱؎ الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۲۸۹)

اس روایت س معلوم ہوا کہ انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد ہے اور اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ بھی قبول نہیں، شفاء ص ۳۹۳ میں ہے کہ رسول اللہ صلی تعالٰی علیہ وسلم کا برا کہنے والا کافر ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے۲؎۔

منجملہ علماء کے امام مالک ارو امام لیث بن سعد مصری اور امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل و امام ابویوسف و امام محمد وزفر وسفیان ثوری واہل کوفہ وامام اوزاعی اور علمائے اسلام کہ ومدینہ وبغداد و مصر ہیں اور اس میں سے کسی نے بھی شاتم الرسول کے مباح الدم ہونے میں خلاف نہیں کیا، واللہ اعلم کتبه الفقیر الی اللہ عزّوجل عبدالاوّل الحنفی الجونپوری ۱۳شعبان ۱۳۳۵ھ

عبدالاول بن علی
جونپوری ۱۳۰۲

ساب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کافر ہے، بغیر تجدید ایمان کے اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی، صحیح یہ ہے کہ تجدید ایمان کے بعد سزائے قتل نہ ہوگی جیسا کہ تنقیح حامدیہ میں ہے، ہاں اگر وہ مرتد توبہ نصوح کرے اور پھر اس سے ایمان لائے اور اپنا اسلام اور حال ٹھیک رکھے تو اس کی توبہ قبول ہونے پر بھی صاف نہ چھوڑا جائے گا بلکہ تعزیر وحبس کا مستحق ہوگا۔

جیسا کہ تنقیح میں ہے: ویکتفی بالتعزیر والحبس تأدیبا[3]۔ ادب کے پیش نظر صرف تعزیر اور قید کی سزا پر اکتفاء کیا جائیگا۔ (ت) ([3] العقود الدریۃ فی تنقیح فتاوٰی حامدیہ احکام المرتدین حاجی عبدالغفار وپسران قندھار افغانستان ۱/ ۱۰۷)

رقمہ راجی رحمۃ رب العباد محمد حماد نجل الشیخ عبد الاول الجونفوری

دین سے خارج و مرتد ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز مجدد خلیفہ راشد کا یہی مذہب ہے کہ ساب رسول کو سزائے قتل دی جائے مگر جب کہ تجدید ایمان وحسن اسلام لائے۔

حررہ عبدالباطن بن مولانا الشیخ عبدالاول الجونفوری

الجواب رب اعوذبک من همزات الشیطین اعوذبک رب ان یحضرون[4]۝ اے میرے رب تیری پناہ شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ ([4] القرآن الکریم ۲۳/ ۹۷)

والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم[1]۝ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدّلھم عذابا مھینا[2]۝ الالعنۃ اللہ علی الظٰلمین[3]۝۔ اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔ بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔ (ت) ([1] القرآن الکریم ۹/ ۶۱) ([2] القرآن الکریم ۳۲/ ۵۷) ([3] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸)

ان نام کے مسلمان کہلانے والوں میں جس شخص نے وہ ملعون پرچہ مرتب کیا وہ کافر مرتد ہے، جس جس نے اس پر نظر ثانی کرکے بر قرار رکھا وہ کافر مرتد، جس جس کی نگرانی میں تیار ہوا وہ کافر مرتد، طلبہ میں جو کلمہ گو تھے اور انہوں نے بجوشی اس ملعون عبارت کا ترجمہ کیا اپنے نبی کی توہین پر راضی ہوئے یا اسے ہلکا جانا یا اسے اپنے نمبر گھٹنے یا پاس نہ ہونے سے آسان سمجھا وہ سب بھی کافر مرتد، بالغ ہوں خواہ نابالغ، ان چاروں فریق میں ہر شخص سے مسلمانوں کو سلام کلام حرام، میل جول حرام نشست وبرخاست حرام، بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت حرام، اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام اس کی جنازہ اٹھانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، مسلمانوں کی طرح اس کی قبر بنانا حرام، اسے مٹی دینا حرام، اس پر فاتحہ حرام، اسے کوئی ثواب پہنچانا حرام، بلکہ خود کفر قاطع اسلام، جب ان میں کوئی مرجائے اس کے اعزہ اقربا مسلمین اگر حکم شرع نہ مانیں تو اس کی لاش دفع عفونت کے لئے مردار کتے کی طرح بھنگی چماروں سے ٹھیلے میں اٹھوا کر کسی تنگ گڑھے میں

ڈلوا کر اوپر سے آگ پتھر جو چاہیں پھینک پھینک کر پاٹ دیں کہ اسکی بدبو سے ایذا نہ ہو، یہ احکام ان سب کے لئے عام ہیں اور جو جوان میں نکاح کئے ہوئے ہوں ان سب کی جورو ئیں ان کے نکاحوں سے نکل گئیں اب اگر قربت ہوگی حرام حرام حرام وزنائے خالص ہوگی اور اس سے جو اولاد پیدا ہوگی ولد الزنا ہوگی، عورتوں کو شرعاً اختیار ہے کہ عدت گزر جانے پر جس سے چاہیں نکاح کرلیں ان میں سے جسے ہدایت ہو اور توبہ کرے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہوا پھر مسلمان ہو اس وقت یہ احکام جو اس کی موت سے متعلق تھے منتہی ہوں گے، اور وہ ممانعت جو اس سے میل جول کی تھی جب بھی باقی رہے گی یہاں تک کہ اس کے حال سے صدق ندامت وخلوص توبہ وصحت اسلام ظاہر وروشن ہو مگر عورتیں اس سے بھی نکاح میں واپس نہیں آسکتیں انہیں اب بھی اختیار ہوگا کہ چاہیں دوسرے سے نکاح کرلیں یا کسی سے نہ کریں ان پر کوئی جبر نہیں پہنچتا ہاں ان کی مرضی ہو تو بعد اسلام ان سے بھی نکاح کرسکیں گی۔

شفاء شریف صفحہ ۳۲۱: اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المنتقص لہ کافر والوعید جارعلیہ بعذاب اللہ تعالٰی لہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[۱]۔ یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہوگیا۔ (۱؎ کتاب الشفاء القسم الرابع فی وجوہ الاحکام فی من تنقص الباب الاول مکتبہ شرکت صحافیہ ترکی ۲/ ۲۰۸)

نسیم الریاض جلد چہارم ص ۳۸۱ میں امام ابن حجر مکی سے ہے: ماصرح بہ من کفر الساب والشاک فی کفرہ ہو ماعلیہ ائمتناوغیرہم[۲]۔ یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر، یہی مذہب ہمارے ائمہ وغیرہم کا ہے۔ (۲؎ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض القسم الرابع فی وجوہ الاحکام فی من تنقص الباب الاول دارالفکر بیروت ۴/ ۳۳۸)

وجیز امام کردری جلد ۳ ص ۳۲۱: لوارتد والعیاذباللہ تعالٰی تحرم امرأتہ ویجدد النکاح بعد اسلامہ، والمولود بینہما قبل تجدید النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمۃ الکفر ولدزنا ثم ان اتی بکلمۃ الشہادۃ علی العادۃ لایجدیہ مالم یرجع عما قالہ لان باتیانہما علی العادۃ لایرتفع الکفر الااذاسب الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوواحدامن الانبیاء علیہم الصلٰوۃ و والسلام فلاتوبۃ لہ واذاشتمہ علیہ الصلٰوۃ والسلام سکران لایعفی واجمع العلماء ان شاتمہ کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر[۱] اھ ملتقطا کاکثر الاواتی للاختصار۔ یعنی جو شخص معاذاللہ مرتد ہوجائے اس کی عورت حرام ہوجاتی ہے، پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے اس کلمہ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہوگا حرامی ہوگا اور یہ شخص اگر عادت کے طور پر کلمہ شہادت پڑھتا رہے گا کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے قتل کی سزادی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی بیہوشی میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں

گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (ت) (۱؎ فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیہ الفصل الثانی النوع الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۲۲-۳۲۱)

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق جلد چہارم ص ۴۰۷: کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بقلبہ کان مرتد افالساب بطریق اولٰی (ملخصاً) وان سب سکران لایعفی عنہ ۲؎۔ یعنی جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کینہ ہو وہ مرتد ہے تو گستاخی کرنے والا بدرجہ اولٰی کافر ہے اور اگر نشہ بلااکراہ پیا اور اس حالت میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔ (۲؎ فتح القدیر باب احکام المرتدین مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۳۳۲)

بحرالرائق جلد پنجم ص ۱۳۵ میں بعینہٖ کلمہ مذکور ذکر کرکے ص ۱۳۶ پر فرمایا: سب واحد من الانبیاء کذٰلک فلایفید الانکار مع البینۃ لانا نجعل انکار الردۃ توبۃ ان کانت مقبولۃ ۳؎۔ یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لئے وہاں توبہ قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے یہاں اصلاً معافی نہ دینگے۔ (۳؎ بحرالرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۶)

دررالحکام علامہ مولٰی خسرو جلد اول ص ۲۹۹: اذاسبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او واحدامن الانبیاء صلوات اللہ تعالٰی علیہم اجمعین مسلم فلاتوبۃ لہ اصلاواجمع العلماء ان شاتمہ کافرومن شک فی عذابہ وکفرہ کفرا ۱؎۔ یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (۱؎ الدررالحکام شرح غررالاحکام فصل فی الجزیہ احمد کامل الکائنہ فی دارالسعادت بیروت ۱/ ۳۰۰-۲۹۹)

غنیۃ ذوالاحکام ص ۳۰۱: محل قبول توبۃ المرتد مالم تکن ردتہ بسب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فان کان بہ لاتقبل توبتہ سواء جاء تائبا من نفسہ او شھد علیہ بذلک بخلاف غیرہ من المکفرات ۲؎۔ یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لئے اس کی اجازت نہیں۔ (۲؎ غنیہ ذوی الاحکام فی دررالاحکام باب المرتد احمد کامل الکائنہ فی دارالسعادت بیروت ۱/ ۳۰۱)

اشباہ والنظائر قلمی، باب الردۃ: لاتصح ردۃ السکران الاالردۃ بسب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ لایعفی عنہ کذافی البزازیۃ وحکم الردۃ بینونۃ امرأتہ مطلقا ۳؎۔ (ای سواء رجع اولم یرجع اھ غمز العیون ۴؎۔) واذا مات علی ردتہ لم یدفن فی مقابرالمسلمین ولااھل ملۃ وانمایلقی فی حفرۃ کالکلب، والمرتد اقبح کفرامن الکافرالاصلی، واذا شھدواعلی مسلم بالردۃ وھو منکر لایتعرض لہ لالتکذیب الشھودالعدول بل لان انکارہ توبۃ ورجوع فتثبت الاحکام التی للمرتد لوتاب من حبط الاعمال وبینونۃ الزوجۃ وقولہ لایتعرض لہ انما ھوفی مرتد تقبل توبتہ فی الدنیالاالردۃ بسب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱؎ اھ

الاولٰی تنکیرالنبی کما عبربه فیما سبق اھ۲؎۔ملخصاً غمزالعیون۔یعنی نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دینگے کذافی البزازیہ اور معاذاللہ ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اُس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی اور جب وہ اسی ارتداد پر مر جائے والعیاذ باللہ تعالٰی تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہوگیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لئے کہ گواہانِ عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لئے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے توبہ ورجوع سمجھیں گے ولہٰذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہوگیا تھا، اور اب توبہ کرلی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کرینگے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہوگئے اور جورو نکاح سے باہر، اور یہ قول کہ اس سے تعرض نہ کیا جائے اس مرتد سے متعلق ہے جس کی توبہ دنیا میں قبول ہے، نہ وہ مرتد جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا یہ ہے کہ دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں، یونہی کسی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولٰی یہ تھا کہ لفظ نبی کو نکرہ ذکر کرتے جیساکہ گزشتہ عبارت میں تعبیر کیا ہے اھ ملخصاً غمزالعیون۔(ت) (۳؎ الاشباہ والنظائر باب الردۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۸۹تا۲۹۱) . (۴؎ غمزعیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب المرتد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۰) . (۱؎ غمزعیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب المرتد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۱و۲۹۳) . (۲؎ غمزعیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب المرتد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۳)

فتاوٰی خیریہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار جلد اول ص۹۵: من سب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانه مرتد وحکمه حکم المرتدین ویفعل به مایفعل بالمرتدین ولاتوبة له اصلا واجمع العلماء انه کافرومن شک فی کفره کفر۳؎۔اھ ملتقطا۔جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا وہی حکم ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے گا جو مرتدوں سے کرنے کا حکم ہے اور اسے دنیا میں کسی طرح معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے امت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ (۳؎ فتاوٰی خیریہ باب المرتدین دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۰۳)

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد اول ص۶۱۸: اذاسبه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اوواحدا من الانبیاء مسلم ولو سکران فلاتوبة له تنجیه کالزندیق ومن شک فی عذابه وکفره فقد کفرا۱؎۔یعنی جو مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی دنیا میں اسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریئے بے دین کی توبہ نہ سنی جائیگی، اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ (۱؎ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الجزیہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۰)

ذخیرۃ القبٰی علامہ اخی یوسف ص۲۴۰: قد اجمعت الامۃ علی ان الاستخفاف بنبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبای نبی کان علیہم الصلٰوۃ والسلام کفر سواء فعلہ علی ذٰلک مستحلام فعلہ معتقد الحرمۃ ولیس بین العلماء خلاف فی ذٰلک ومن شک فی کفرہ وعذابہ کفر۲؎۔ یعنی بیشک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے، خواہ اسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر، بہر حال جمیع علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ (۲؎ ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعۃ العظمٰی کتاب الجہاد باب الجزیہ مطبع نولکشور کانپور ۲/ ۳۱۹)

ایضاً صفحہ ۲۴۲: لایغسل ولایصلی علیہ ولایکفن اما اذا تاب وتبرأعن الارتداد ودخل فی دین الاسلام ثم مات غسل وکفن وصلی علیہ ودفن فی مقابر المسلمین۳؎۔ یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مرجائے تو نہ اسے غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں، ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے برات کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مرجائے تو غسل، کفن، نماز، مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔ (۳؎ ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعۃ العظمٰی کتاب الجہاد باب الجزیہ مطبع نولکشور کانپور ۳/ ۳۲۱)

تنویر الابصار شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی: کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الاالکافر بسب نبی۴؎ الخ۔ یعنی ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دنیا میں سزا سے بچانے کے لئے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔ (۴؎ درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتدین مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶)

درمختار: الکافر بسب نبی الانبیاء لاتقبل توبتہ مطلقا ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر۱؎۔ یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ (۱؎ درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتدین مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶)

کتاب الخراج سیدنا امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ ص۱۹۷: قال ابو یوسف وایمارجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او کذبہ او عابہ تنقصہ فقد کفر باللہ تعالٰی وبانت زوجتہ۲؎۔ یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا شان گھٹائے وہ بلاشبہہ کافر ہوگیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔ (۲؎ کتاب الخراج فصل فی الحکم فی المرتد عن الاسلام مطبع بولاق مصر ۹۸۔۱۹۷)

بالجملہ اشخاص مذکورین کے کفر وارتداد میں اصلاً شک نہیں، دربارہ اسلام ورفع دیگر احکام ان کی توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام انہیں بعد توبہ واسلام صرف تعزیر دے یا اب بھی سزائے موت دے وہ جو بزازیہ اور اس کے بعد کی بہت کتب معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں اور اس کی بحث یہاں بیکار ہے، کہاں سلطان اسلام اور کہاں سزائے موت کے احکام، صدہا خبیث، اخبث، ملعون، انجس ہیں کہ کلمہ گو بلکہ اعلٰی درجہ کے مسلمان مفتی واعظ مدرس شیخ بن کر اللہ ورسول کے جناب میں منہ بھر کر ملعونات بکتے، لکھتے، چھاپتے ہیں اور ان سے کوئی توکہنے والا نہیں اور اگر انہیں تو کہئے

تونہ صرف ان کے بلکہ بڑے بڑے مہذب بننے والے مسلمانوں کے نزدیک یہ بے تہذیبی و تشدد ہو،فانظر الٰی آثار مقت اللہ الغیور کیف انقلبت وانعکست الامور ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العظیم، **وسیعلم الذین ظلمواای منقلب ینقلبون۳۵۔واللہ تعالٰی اعلم۔** تو دیکھو اللہ غیور کے عذاب کے آثار کی طرف دل کیسے بدل جاتے ہیں اور امور کیسے الٹ ہو جاتے ہیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے واللہ تعالٰی اعلم۔ (۳؎القرآن الکریم ۲۶/ ۲۷)

جلد ۲۳، صفحہ ۶۵۵ ۔۶۵۹

مسئلہ ۳۰۷: از کلکتہ دھرم تلہ اسٹریٹ مسجد ٹیپو سلطان مرسلہ حافظ محمد عظیم صاحب ۲۴ شعبان ۱۳۱۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص عالم اور حافظ ہو کر اپنے لڑکے کو علم انگریزی تعلیم دلوائے اور دینی علم سے محروم رکھے اور اپنی لڑکیوں کے عقد غیر شرع سے کرے آیا حشر کے دن اس سے بازپرس ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ضرور بازپرس کا محل ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: **یٰایھا الذین اٰمنوا قُوا انفسکم واھلیکم نارا ا۔** اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آتشِ دوزخ سے بچاؤ۔ (ت) (ا؎القرآن الکریم ۶۶/ ۶)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: کلکم راع وکلم مسئول عن رعیتہ۲۔ تم میں سے ہر ایک چرواہا (نگہبان) ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت (زیردست) کے بارے میں بازپرس ہوگی (ت) (۲؎کنز العمال حدیث ۱۴۷۱۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۳۰)

نیز فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :الدین النصح لکل مسلم۳۔ (دین اسلام ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنا ہے۔ت) واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔ (۳؎صحیح البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ قدیمی کتب خانہ ۱/ ۱۳)، (صحیح مسلم باب بیان ان الدین النصیحۃ قدیمی کتب خانہ ۱/ ۵۴)

جلد ۲۳، صفحہ ۶۸۶ ۔۶۸۷

مسئلہ ۳۱۷تا۳۲۰: مرسلہ محمد اسحاق سکریٹری انجمن محمدیہ کوچین ملک ملیبار

(۱) آج کل مسلمان جو تکمیل یونیورسٹی کی کوشش کرتے ہیں اور چندہ فراہم کرتے ہیں وہ ثواب ہے یا نہیں؟

(۲) آیا تکمیل یونیورسٹی دینی ضروریات سے ہے یا نہیں؟

(۳) اس مد میں جو روپیہ دیا جائے وہ صدقہ جاریہ میں محسوب ہوگا یا نہیں؟

(۴) اس یونیورسٹی میں اہلسنّت شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب : اگر یہ بات قرار پائے اور اس کے افسر عہدہ داران اس کا پورا ذمہ قابل اطمینان کریں کہ اس کا حصہ دینیات صرف اہلسنت وجماعت کے متعلق رہے گا جن کے عقائد مطابق علمائے حرمین طیبین ہیں انہیں کی کتب نصاب میں ہوں گی، انہیں کے علماء مدرسین ہوں گے، انہیں کی تربیت میں طلباء رہیں گے، غیروں کی صحبت سے ان کو بچایا جائے گا، روپیہ جو اہلسنت سے لیا جائے گا صرف اسی کام میں صرف کیا جائے گا، اس وقت اہلسنت کو اس میں داخل ہونا جائز اور باعث ثواب ہوگا، اور جو کچھ اس میں دیا جائے گا صدقہ جاریہ ہوگا۔ رہا اس کی تکمیل میں کوشش اور چندہ فراہم کرنا، وہ صرف اتنی بات پر بھی ثواب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں ہر مذہب کی تعلیم باقی ہے وہ روپیہ اس لئے جمع نہیں کرتے کہ دین حق کی تعلیم ہو بلکہ حق و ناحق دونوں کی تعلیم کو سنیوں کے بچوں کو تعلیم ہوگی کہ قرآن مجید بعینہٖ محفوظ ہے اس میں کسی قسم دخل بشری سے ایک نقطہ کی کمی بیشی ہوئی نہ ہو سکتی ہے، کوئی غیر نبی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، تقدیر کی بھلائی برائی سب اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور اس پر کچھ واجب نہیں وہ جو چاہے کرے، ہمارا اور ہمارے افعال نیک و بد کا وہی ایک اکیلا خالق ہے اس کا دیدار روز قیامت حق ہے، خلفائے اربعہ کی امامت برحق ہے ان میں اللہ عزوجل کے یہاں سب سے زیادہ عزت و قربت والے صدیق اکبر ہیں پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم، انہیں بلکہ صحابہ میں سے کسی کو برا کہنے والا جہنمی مردود و ملعون ہے اور شیعہ کے بچوں کو تعلیم ہوگی کہ یہ قرآن بیاض عثمانی ہے اس میں سے کچھ آیتیں سورتیں صحابہ نے گھٹا دیں بعض الفاظ کچھ کے کم کر دیئے جیسے ائمۃ ھی ازکی من ائمۃ کی جگہ امۃ ھی اربی من امۃ بتادیا، مولا علی وائمہ اطہار اگلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں، تقدیر کی برائی خدا کی طرف سے نہیں، بندہ کے لئے اصلح کرنا لطف سے پیش آنا خدا پر واجب ہے خدا اس کے خلاف نہیں کر سکتا، اپنے اعمال کے ہم خود خالق ہیں، خدا کا دیدار حق نہیں، خلفائے اربعہ میں تین معاذاللہ ظالم غاصب ہیں، اُن کو سخت سے سخت برائی سے یاد کرنا گالیاں دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ **پھر وہ خود اعلان کرتے ہیں کہ سب سے زائد اہتمام سائنس کی تعلیم کا ہوگا۔ سائنس میں وہ باتیں ہیں جو عقائد اسلام کے قطعاً خلاف ہیں بچوں کی تربیت دینے تہذیب وانسانیت سکھانے کے لئے دنیا بھر میں کوئی مسلمان نہ رہا عرب مصر روم شام حتی کہ حرمین شریفین کے علماء ومشائخ میں کوئی اس قابل نہیں ہاں کمال مہذب و شیخ تربیت و پیر افادت بننے کے لائق یورپ کے عیسائی ہیں ان کو اس قدر بیش قرار تنخواہیں ان روپوں سے دی جائیں گی کہ وہ یہاں رہنے پر مجبور ہوں ان کی صحبت و تربیت میں مسلمانوں کے بچے رکھے جائیں گے ان کے اخلاق وعادات سکھائے جائیں گے، ایسی صورت میں حال ظاہر ہے ابتداء میں کہ مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے کو بہت سنبھل سنبھل کر بنا بنا کر مقاصد دکھائے گئے ہیں ان میں تو یہ حالت ہے آئندہ جو کارروائی ہوگی رویش بیبیں حالش مپرس (اس کا چہرہ دیکھ لیکن اس کا حال نہ پوچھ۔ت)**

سالہا سال سے جو علی گڑھ کالج انہیں مقاصد کے لئے قائم ہے اس کے ثمرات ظاہر ہیں کہ مسلمانوں کو نیم عیسائی کر چھوڑا اس کے اکثر تعلیم یافتہ اسلام وعقائد اسلام پر ٹھٹھے اُڑاتے ہیں ائمہ وعلماء کو مسخرہ بتاتے ہیں خود غرضی وخود پسندی دنیا طلبی دین فراموشی یہاں

تک کہ داڑھی وغیرہ اسلامی وضع سے تنفران کا شعار ہے جب ادھورے کے یہ آثار ہیں تکمیل کے بعد جو ثمرات ہوں گے آشکار ہیں

ع قیاس کن زگلستان او بہارش را (اس کے باغ سے اس کی بہار کا اندازہ کر لیجئے۔ت)

وباللہ العصمۃ (اور اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جلد ۲۳، صفحہ ۷۰۹

مسئلہ ۳۴۲: از سوائی مادھوپور قصبہ سانگود ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ الف خاں مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ ۱۲ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

تعلیم انگریزی وہندی کی مسلمان کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: غیر دین کی ایسی تعلیم کہ تعلیم ضروری دین کو روکے مطلقاً حرام ہے، فارسی ہو یا انگریزی یا ہندی، نیز ان باتوں کی تعلیم جو عقائد اسلام کے خلاف ہیں جیسے وجود آسمان کا انکار یا وجود جن وشیطان کا انکار یا زمین کی گردش سے لیل ونہار یا آسمانوں کا خرق والتیام محال ہونا یا اعادہ معدوم نا ممکن ہونا وغیر ذلک عقائد باطلہ کہ فلسفہ قدیمہ جدیدہ میں ہیں ان کا پڑھنا پڑھانا حرام ہے کسی زبان میں ہو نیز ایسی تعلیم جس میں نیچریوں دہریوں کی صحبت رہے ان کا اثر پڑے دین کی گرہ سست ہو یا کھل جائے، اور اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علوم آلیہ مثل ریاضی وہندسہ وحساب وجبر ومقابلہ وجغرافیہ وامثال ذلک ضروریات دینیہ سیکھنے کے بعد سیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں کسی زبان میں ہو اور نفس زبان کا سیکھنا کوئی حرج رکھتا ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جلد ۲۳، صفحہ ۷۱۳-۷۱۵

مسئلہ ۳۵۰: از اردہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرا ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خاں صاحب ۲۵ شوال ۱۳۳۶ھ

اس خیال سے انگریزی پڑھنا اور پڑھوانا بچوں کو کہ اس میں عزوجاہ دنیوی ہے یا حصول دنیا کا بڑا ذریعہ ہے جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: سائنس وغیرہ وہ فنون وکتب پڑھنی جن میں انکار وجود آسمان وگردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو حرام ہے، اور وہ نوکری جو خود حرام یا حرام میں اعانت ہے اس کی نیت سے پڑھنا بھی حرام ہے اور اگر جائز فنون جائز نوکری کے لئے پڑھے تو جائز ہے جبکہ اس میں وہ انہماک نہ ہو کہ اپنے ضروریات دین وعلوم فرض کی تعلیم سے باز رکھے ورنہ جو فرض سے باز رکھے حرام ہے اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے دین واخلاق ووضع پر اثر نہ پڑے، اسلامی عقائد وخیالات پر ثابت ومستقیم اور مسلمانی وضع پر قائم رہے ان سب شرائط کے اجتماع کے بعد جائز رزق حاصل کرنے کے لئے حرج نہیں رہی اس سے عزوجاہ دنیوی کی طلب، طلب جاہ خود ناجائز ہے اگرچہ عربی زبان واسلامی علوم سے ہو نہ کہ وہ جاہ کہ استقامت علی الدین کے ساتھ کم جمع ہو۔

قال اللہ تعالیٰ أیبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ واللہ تعالیٰ اعلم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ ان کے ہاں عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ سب عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

جلد ۲۳، صفحہ ۷۱۶

مسئلہ ۳۵۶: از احمد آباد گجرات محلّہ چھیپیاں پانچ پنپیلی مکان چھینیہ سلطان جی علی جی کوڑے والے مسئولہ غلام نبی صاحب پیرزادہ ۱۴رمضان ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین:

(۱) جولوگ کتب دینیات وغیرہ طالب علم کو تعلیم دینے سے مدرس اول کو منع کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

(۲) اور کسی نااہل کو اس کی قابلیت سے باہر علم سکھانا بغرض مباحثات ومجادلات کے کیسا ہے؟ بیّنوا بیانا شافیا توجروا اجراوافیا (شافی بیان فرماؤاور پورا اجروثواب پاؤ۔ت)

الجواب

(۱) تعلیم دین اگربوجہ دین ہے تواس سے ممانعت منع خیر ہے **مناع للخیرمعتد اثیم**[۱]۔ (بھلائی سے روکنے والا حد سے گزرنے والااور گنہگار ہے۔ت) میں داخل ہونا ہے ایسے لوگوں کی بات ہرگز نہ سنی جائے نہ انہیں مدرسہ میں دخل دیا جائے ہاں اگرمدرس اول بدمذہب ہو اور بنام اپنے مذہب فاسد کی اشاعت چاہتاہو تو اسے روکنا فرض ہے اور یہ تعلیم دین کی ممانعت نہ ہوئی بلکہ تخریب دین کاانسداد ہوا۔ واللہ تعالٰی اعلم

[۱] القرآن الکریم ۶۸/ ۱۲

(۲) قابلیت سے باہر علم سکھانا فتنہ میں ڈالناہے اور ناقابل کو مباحث ومجادل بنانا دین کو معاذاللہ ذلت کے لئے پیش کرنا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا وسدالامر الٰی غیراھلہ فانتظر الساعۃ[۱]۔ واللہ تعالٰی اعلم جب نااہل کو کام سپرد کیاجائے تو قیامت کاانتظار کرو(ت)

[۱] صحیح البخاری کتاب العلم باب من سئل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۴

جلد ۲۱، ۲۲۳

مسئلہ ۲۷ تا ۷۵: از محلّہ کچی باغ مسئولہ خلیل الرحمٰن بنارسی ۶/ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

معدن عالم صوری ومخزن اسرار معنوی جناب مولانا حافظ مفتی احمد رضاخاں دام ظلہ بعد ہدیہ السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ، بکمال ادب ملتجی ہوں براہ کرم اپنے اوقات گرانمایہ سے چند منٹ حرج فرما کر جواب سوالات مرسلہ مزین فرماکر بصیغہ بیرنگ پتہ ذیل سے مرحمت فرماکر مجھ مترصد کو شاد فرمائے، ان مسائل کی یہاں سخت ضررت ہے۔ ہم سب اعلیحضرت دام فیضہ کے معتقدین سے ہیں لہٰذاہم سب بیحد انتظار کرتے رہیں گے، اگر جلد جواب سے مزین فرما کر مرحمت فرمایا جائے توعنایت لطف وکرم ہے۔ اس سے پیشتر حقیر نے اعلیحضرت کے دارالافتاء سے ڈھائی سو نسخے رسالہ "النفس الفکر" منگوا کر مسلمانوں کو تقسیم کیا جس سے بہ نسبت سال گزشتہ سال پیوستہ کے امسال باوجود کوشش بلیغ دشمنان دین کے قربانی گاؤ بکثرت المضاعف ہوئی، الحمدللہ حضور کا فیض ایسا ہی ہے۔ زیادہ بجز تمنائے حصول زیارت اور کیا عرض کروں فقط۔ آپ کا خادم عاصی خلیل الرحمٰن عفی عنہ بنارسی از محلّہ کچی باغ مؤرخہ ۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ ہجری

(۱) یہ کہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جس میں عرصہ پچیس سال سے خزانہ گورنمنٹ سے امداد ماہوار ایک سو روپے مقرر ہے جس سے یہ درسگاہ جس میں کتب فقہ واحادیث وقرآن شریف کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس میں ممبران خلافت کمیٹی نے جو تجویز پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ سے امداد نہ لینا چاہئے، پس استفسار ہے کہ یہ امداد جو گورنمنٹ سے عرصہ پچیس سال سے برابر ملتی ہے اب لینا جائز ہے یانہیں؟ مدرسہ ہذامیں سوائے تعلیم دینیات کے ایک حرف کسی غیر ملت وغیر زبان کی نہیں ہوتی۔

(۲) یہ کہ زید جواس درسگاہ دینی کا منتظم وخادم ہے بسبب حسن انتظام گورنمنٹ نے خطاب دیا ہے اور یہ خطاب بھی عرصہ دس سال سے ملاہے ممبران خلافت کمیٹی نے یہ بھی پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ کو خطاب واپس کردینا چاہئے پس ایسی حالت میں کہ جس خدمت انتظام درسگاہ تعلیم علوم دین کے صلہ میں خطاب دیا ہے اندیشہ ہے کہ واپس کرنے میں یہ امداد بھی نہ ملے ایسی حالت میں خطاب کا واپس کرنا ضروری ہے یانہیں؟

(۳) یہ کہ زید جلسہ خلافت کمیٹی میں اس سبب سے شرکت نہیں کرتا کہ اس میں اہل ہنود جن کواس وقت ممبران خلافت کمیٹی اپنا بھائی کہتے ہیں اور ان سے اس قدر ارتباط بڑھا رکھا ہے کہ تلک مہراج کے مرنے کے غم میں بروز دسواں جامع مسجد میں ننگے سر ننگے پیر جمع ہوکر تلک مہراج کے لے دعا اور فاتحہ اور نماز کاان کی مغفرت کے لئے اشتہار شائع کیا اور قربانی گاؤ کو بخاطر اہل ہنود منع کرتے ہیں اور بکری قربانی کرنا افضل وفعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتلاتے ہیں اور نقصان اور عدم جواز قربانی گاؤ میں رسالے چھاپتے ہیں اور جلسہ خلافت کمیٹی میں کل دشمنان دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسپیچ وتقریر کراتے ہیں جو اپنی کتاب "الجرح علی ابی حنیفۃ" میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کو سگ وزندیق وبے علم وصدہا باتیں ناشائستہ ناگفتہ بہ لکھاہے۔ اگر ایسے شخصوں کی تقریر نہ سننے کی غرض سے اور کفار کی اعانت وشرکت نہ کرنے کی غرض سے اگر زید ایسے جلسوں میں نہ شریک ہو تو کیا بوجہ ان امور متذکرہ بالاکے زید قابل ملامت وناقابل امامت ہے۔ کیونکہ جو لوگ کہ ان وجوہ سے شرکت نہیں کرتے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز بتلاتے ہیں، ان لوگوں نے اس قدر ارتباط ان کفاروں سے بڑھا رکھا ہے کہ جس وقت ان میں کوئی مقرر و نامور کسی شہر میں جاتاہے تو اہل اسلام ان کفاروں کی گاڑیاں بدست خود کھینچ لاتے ہیں، ان کفاروں نے اس قدر تعصب اپنے مذہب میں بڑھا رکھا ہے کہ یہاں بعض مسجد میں اذان نہیں کہنے دیتے، بعض مسجدوں کے فرش پر جوان کی پرستش کے درخت کی ڈالیں لٹکی ہوئی ہیں جس سے حوض دہ دردہ کا پانی پتیوں کے گرنے اور سڑنے سے متغیر ومتعفن ہوجاتاہے اس درخت کی ڈال کو تعصب مذہبی سے نہیں کاٹتے، بعض مسجد پر صحن مسجد میں جوان کا بت پرستش کا نصب ہے اس کی پرستش کے لئے فرش مسجد پر سے جو سجدہ گاہ مسلمانان ہے بپائے نجس مرور کرتے ہیں، مگر افسوس کہ مسلمانان اہل ہنود کو اپنا بھائی بناتے ہیں اور ان کی خاطر داری سے گاؤ کی قربانی بند کرنے میں بہر نوع کوشش تام کرتے ہیں اپنے مساجد کی بے حرمتی ونقصان اور اذان بند ہونے کا جو بعض مسجد پر بند کر رکھا ہے کچھ صدمہ وخیال نہیں ہوتا، آیا ایسے دشمنوں کے جلسہ میں نہ شرکت ہونے سے کیا آدمی گنہگار ہوتا ہے قابل امامت نہیں رہتا۔

(۴) یہ کہ زید جو پنجگانہ وبروز جمعہ وخطبہ ثانیہ بروز جمعہ وخطبہ عیدین وغیرہا میں بیشتر مسلمانان کی جماعت کثیر میں بہ اعلان تمام دعاء وترقی جاہ وجلال وقیام سلطنت سلطان اعظم والی سلطنت روم بلاد عرب کے لئے محافظت مقامات مقدسہ حرمین شریفین کے لئے دعا کرتا ہے اور خطبہ نباتہ جس کے خطبہ ثانیہ میں سلطان المعظم کے لئے خلد اللہ ملکہ کے لئے دعا درازطبع ہے پڑھتا ہے سامعین آمین کہتے ہیں، آیا اس طریق پر دعا کرنا سلطان المعظم کے لئے جائز ہے یا جلسہ کفار اور غیر مقلدین میں شریک ہو کر دشنام دہی کرنا اور اظہار وفاداری سلطان المعظم کے لیے کرنا جائز ہے، زید پر بیحد حملہ اس امر کا ہے کہ تو کیوں نہیں ایسے جلسوں میں شریک ہوتا، اس لئے طرح طرح کی بندشیں عدم جواز امامت وواپسی خطاب وغیرہ کے لئے حملہ کرتا ہے، پس آیا اس صورت سے دعا کرنا بعد نماز ودرمیان خطبہ جائز ہے یا اس جلسہ مخالفین میں؟ بینوا بالکتاب وتوجروا بالصواب (کتاب کے حوالہ سے (مسئلہ کو) بیان فرماؤ اور راہ صواب یعنی راہ راست کا اجر پاؤ۔ت)

الجواب

(۱) جبکہ وہ مدرسہ صرف دینیات کا ہے اور امداد کی بناء پر انگریزی وغیرہ اس میں داخل نہ کی گئی تو اس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، تعلیم دینیات کو جو مدد پہنچی تھی اس کا بند کرنا محض بے وجہ ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) خطاب واپس کرنا نہ کرنا کوئی مسئلہ شرعی نہیں اور اگر یہ اندیشہ صحیح ہے کہ واپسی خطاب میں امداد بھی بند ہو جائے گی تو واپس کرنا حماقت ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳) اگر یہ امور واقعی ہیں تو ایسے جلسوں کی شرکت حرام ہے اور جو ان میں شریک ہو قابل ملامت اور ناقابل امامت ہے۔ نہ وہ کہ احتراز کرے، دشمنان دین سے احتراز فرض ہے، اور فرض کا تارک موجب ملامت اور مانع امامت ہے نہ کہ اس کا بجالانا، اور کافر کے لئے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیب قرآن عظیم ہے کما فی العالمگیریۃ وغیرہا (جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری اور اس کے علاوہ دوسرے فتاووں میں مسئلہ مذکور ہے۔ت) اور ان کے خار وبوار کے لئے یہی بہت تھا کہ مشرک کے ماتم میں سر ننگا کیا اور اس پر ظلم شدید یہ کہ عبادت گاہ واحد قہار کو مشرک کا ماتم گاہ بنایا پھر اس کے لئے نماز کا اشتہار پورا پورا موجب لعنت جبار قہار ہے۔

قال اللہ تعالٰی ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ [۱]۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو اس پر نماز نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔ (ت) ([۱] القرآن الکریم ۹/ ۸۴)

بلاشبہہ یہ اشتہار دینے اور اس پر عمل کرنے والے سب قطعی مرتد ہیں وہ اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں نکاح سے **قاتلہم اللہ انی یؤفکون** [۲]۔ (اللہ تعالٰی انھیں مارے وہ کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) اور قربانی گاؤ شعار اسلام ہے۔ **قال اللہ تعالٰی والبدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ** [۳]۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ہم نے بدنہ (قربانی کا جانور) کو تمھارے لئے اللہ تعالٰی کی نشانیوں میں سے کیا ہے۔ (ت) ([۲] القرآن الکریم ۹/ ۳۰) ([۳] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶)

اور ہندوستان میں اس کا جاری رکھنا واجب ہے کما حققناہ فی انفس الفکر فی قربان البقر (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق (اپنے ایک رسالہ بنام) انفس الفکر فی قربان البقر (بہت عمدہ سوچ گائیوں کی قربانی کرنے میں) میں کردی۔ت) اور خوشنودی ہنود کے لئے اس کا بند کرنا حرام ہے۔

قال اللہ تعالٰی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ۱؎۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: (لوگو!) ظالموں کی طرف مت جھکو (اور مائل نہو) ورنہ تمھیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔ (ت) (۱؎ القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳)

ناپاکوں کافروں مرتدوں کو واعظ مسلمین بنانے والے اسلام کو ڈھاتے ہیں اور کفر ولعنت الٰہی کی نیو چنواتے ہیں حدیث تو بدمذہب کی توقیر پر فرماتی ہے: من وقرصاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام ۲؎۔ جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔ (ت) (۲؎ کنزالعمال حدیث ۱۱۰۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۱۹)

نہ کہ کفار وزنادقہ مثل وہابیہ وغیر مقلدین ودیوبندیہ وغیرہم کو واعظ مسلمین وپیشوائے دین بنانا کہ صراحۃً اسلام کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے۔ افسوس کہ گائے کی قربانی بند اور ذبح اسلام کے نعرے بلند مگر اسلام گائے سے بھی گیا گزرا، عزت وجبروت ہے اس کے لئے جس نے ان کی دل الٹ دئے اور آنکھیں پلٹ دیں کہ ان کو اسلام کفر سوجھتا ہے اور کفر اسلام۔

فسبحن مقلب القلوب والابصار ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب۔ پاک اور منزہ ہے دلوں اور آنکھوں کا پھیرنے والا اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کردیجئے اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عطا کردیجئے، یقیناً تو بلا معاوضہ بہت زیادہ بخشش اور عطا فرمانے والا ہے۔ (ت)

کفار اور مشرکین سے اتحاد و وداد حرام قطعی ہے۔ قرآن عظیم کے نصوص اس کی تحریم سے گونج رہے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اتنا کافی ہے کہ: **من یتولہم منکم فانہ منہم ۳؎۔** واحد قہار فرماتا ہے کہ تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ بیشک انھیں میں سے ہے۔ (۳؎ القرآن الکریم ۵/ ۵۱)

اللہ عزوجل کا ارشاد اور وہ بھی "بیشک" کے ساتھ، آخر اس کے نتائج ظاہر ہیں کہ کفار سے اتحاد و وداد منانے والے موافق ارشاد الٰہی بیشک منہم (انہی میں سے) ہوگئے، کیا آج تک کبھی ہوا تھا کہ مشرک کے ماتم میں مسلمان سربرہنہ ہوئے ہوں، مسلمانوں نے مسجد کو اس کی ماتم گاہ بنایا ہو، مسلمانوں نے اس کے لئے دعا و نماز کا اشتہار دیا ہو۔ مسلمان مشرکوں کی گاڑی کے بیل بنے ہوں، اور یہ ہونا ہی تھا کہ جب اسلام چھوڑا انسانیت خود گئی، اب جو چاہے بیل بنے چاہے گدھا کہ اللہ عزوجل فرماچکا: **اولئک کالانعام بل ہم اضل ۱؎۔** وہی لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ بھٹکے ہوئے۔ (ت) (۱؎ القرآن الکریم ۷/ ۱۷۹) بلکہ فرمایا: **اولئک ہم شرالبریّۃ ۲؎۔** وہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔ (ت) (۲؎ القرآن الکریم ۹۸/ ۶)

کافر تو کافر فاسق کی تعریف پر حدیث میں فرمایا: اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذٰلک العرش ۳؎۔ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔ (۳؎ کشف الخفاء حدیث ۲۷۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۸۷)

نہ کہ مشرک کی تعظیم اور وہ بھی اس درجہ عظیم۔ **فانھا لاتعمی الابصارولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ۴؎۔**

(لوگو!) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں مستور ہیں۔ (ت) (۴؎ القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶)

سائل بیچارہ اس کا شاکی ہے کہ ہندوؤں نے اذان بند کی اور یہ کیا اور یہ کیا، ان مسلمان کہلانے والوں نے اس کے برعکس یہ کچھ کیا، یہ شکایت محض بے جا و نادانی ہے۔ ہندو اپنے دین باطل پر قائم ہیں وہ کیوں چھوڑیں دین تو انھوں نے چھوڑا ہے۔ ہر جھوٹ انھیں کی طرف سے چاہئے ایسے لوگوں کے جلسوں میں شرکت ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۴) جلسہ مخالفین کا حکم اوپر گزرا اور سلاطین اسلام وممالک اسلام واماکن مقدسہ اسلام کے لئے دعا خطبہ جمعہ وخطبہ عیدین میں اور ہر نماز کے بعد مستحب ومندوب ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جلد ۲۳، صفحہ ٦۹٦-٦۹۹

مسئلہ ۴۳۴ تا ۳۳٦: از ملک گجرات علاقہ احمد آباد مقام برمگام جامع مسجد غلام محی الدین ۴ شوال المعظم ۱۳۳۴ھ

علمائے شرع متین کی خدمت میں چند سوالات عرض کئے جاتے ہیں:

(۱) ایک شخص نے مدرسہ فخراً وحسداً قائم کیا ہے کہ سابق اس کے سے ایک مدرسہ جاری تھا جو حسبۃً للہ عموماً استفادہ عباداللہ کے لئے قائم کیا گیا تھا تو اس کے شکست ونیست ونابود کرنے کی غرض سے یہ ثانی مدرسہ بنایا کہ اس مدرسہ قدیمہ میں کوئی نہ پڑھے اور بند ہوجائے حالانکہ مدرسہ ثانیہ کی ضرورت نہ تھی، آیا اس طور سے اور اپنی اغراض نفسانی اور حطام دنیوی سے مدرسہ قائم کرنا جائز ہے؟

(۲) ایک شخص منکر قیامت اور تارک الجماعت اور منکر جمعہ ہے باوجود ان اعتقادات کے تعلیم وتعلم گجراتی اور انگریزی میں ترقی اور دینی علوم میں تنزل پسند کرنے والا شخص ہے تو اگر ایسا شخص مدرسہ قائم کرے تو اس میں دینی تعلیم وتعلم جائز ہے یا نہیں، اور اخلاق بگڑنے کے خوف سے احتراز لازم ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص شریر اور فتنہ انگیز اور فقہائے کرام کی کتابوں کا منکر اور فعل لواطت کا قائل بلکہ زانی بھی ہے تو ایسے مدرس کے پاس اپنی اولاد کو پڑھانا درست ہے یا نہ؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے؟ اجیبوا بما ھو صواب۔

الجواب

(۱) اگر واقع یہی ہے کہ پہلا مدرسہ تعلیم دین مطابق مذہب اہلسنت وجماعت کے لئے کافی ووافی تھا اور اس پر عقداً وعملاً کوئی اعتراض شرعی نہ تھا تو اس کے قرب میں دوسرا مدرسہ محض بلاحاجت قائم کرنا عبث بلکہ تفریق قوت ہے لیکن اگر حالت یہ ہے جو سوال میں

لکھی تو یہ مدرسہ اس مدرسہ کے توڑنے اور ضرر پہنچانے کے لئے قائم کیا گیا اور پہلا مدرسہ واقعی خالص مدرسہ اہلسنت وجماعت مطابق شریعت ہے، تو اس نیت نامحمود کے ساتھ یہ جدید مدرسہ مسجد ضرار کے حکم میں ہوگا اور اس کے اہل پر اس کا بند کردینا واجب۔

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاضرر ولاضرار فی الاسلام[1]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام میں ضرر اور ضرار دونوں نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ ([1] نصب الرایہ کتاب الدیات باب مایحدث الرجل فی الطریق المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۴/ ۳۸۴)

(۲) جو شخص قیامت کا منکر اور دین کا معاذاللہ تنزل چاہنے والا ہے وہ کسی طرح مسلمان نہیں ہوسکتا اور مرتد کی صحبت آگ ہے نہ کہ اس کے زیر تربیت ہو، **قال اللہ تعالٰی واماینسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین[2]۔** (اللہ تعالٰی نے فرمایا) اگر تمہیں کبھی شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ہرگز ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (ت) ([2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸)

اور جب وہ دین کا تنزل چاہنے والا ہے تو تعلیم دین کی ترقی اس سے کیونکر متوقع ہے، اس مدرسہ کے پاس نہ جانا چاہئے اور چھوڑ دیا جائے کہ اسی کے خیال والے اس میں پڑھیں، واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳) کتب فقہائے کرام کا منکر گمراہ بددین ہے اور حل لواطت کا قائل کافر، ایسے شخص کے پاس بیٹھنا حرام ہے نہ کہ اس سے پڑھنا۔ **قال اللہ تعالٰی ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار[3]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔** اللہ تعالٰی نے فرمایا: ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں (دوزخ کی) آگ پہنچے گی۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت) ([3] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳)